تفسیر

ابن عباس رض کامل اردو

مع

لباب النقول

فی

اسباب النزول

ادارہ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

تفسیر ابن عباس مع (کامل اردو)

Tafsir-i-Ibni Abbas vol I, II, III
Ma Lubab-i-Naqool fi Asbab-i-Nazool. Tr. by Allama Jallaluddin Sayooti (RA) D (911 H) with Tr. by Mohdaane Aabid ur-Rahman Siddiqi & Hazrat Maulana Ashraf Ali Thanawi.
Idara Dars-i-Quran Deoband U.P.
(1393 H) (Para I to Para 24) (1975)

تفسیر ابن عباسؓ کامل اردو

مع

لباب النقول فی اسباب النزول

ادارہ درس قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند یوپی

قال اللہ تعالیٰ

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْہُ بِہَا

ترجمہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں سوتم اُسکو اُن (ہی ناموں) سے پکارا کرو

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰہِ

تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ اِسْمًا مِائَۃً اِلَّا

وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاہَا دَخَلَ الْجَنَّۃَ

(الصحیح البخاری جلد اوّل ص ۳۸۲)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

کہ حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے

ننانوے نام ہیں ایک کم سَو جو شخص انکو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

ادارۂ درسِ قرآن، دیوبند (یو۔پی)

- جس کے ذریعے ۱۹۵۸ء سے اُردو زبان میں مواعظ و تبلیغ، احکام دین اور تفسیر و حدیث کا فیض ہر طبقے تک پہنچ رہا ہے۔
- جسکو بتدریج حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے مواعظ، مجلس درسِ قرآن کی مقبول تفسیر درسِ قرآن، امام الصلحاء علامہ نوویؒ کا مجموعہ حدیث ریاض الصالحین مترجم اُردو ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی مُبارک تفسیر اور شیخ جلال الدین سیوطیؒ کی مرتبہ شانِ نزول اشاعت کی سعادت حاصل ہے۔
- ادارہ ان کے علاوہ وقت کی اک اہم اور مفید دینی خدمت "قرآنی مُراسلاتی کورس" کے نام سے انجام دے رہا ہے جو اپنی افادیت ا اہمیت کے لحاظ سے اپنے طرز کی ایک انفرادی خدمت ہے۔
- انہیں خدمات کے ذیل میں اک مفید اور دلچسپ سلسلہ تاریخ یعنی علامہ سیوطیؒ کی مشہورِ عالم کتاب تاریخ الخلفاء کا اردو ترجمہ بالکل نئے انداز میں یہ ناظرین ک
- بفضلہ تعالیٰ ادارہ نے مطالبِ قرآن، معانی حدیث، مواعظ، اصلاح اور تاریخ اسلام کے مختلف گوشوں میں ہمہ جہت خدمات کیلئے اپنے کو وقف کر
- الحمدللہ کہ اس عرصے میں یہ ادارہ تعلیمات اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے ملک میں ایک چلتی پھرتی تعلیم گاہ کی حیثیت اختیار کرچکا ہے۔
- بفضلہ تعالیٰ مستقبل میں متعدد اشاعتی، اور تعلیمی اور تبلیغی منصوبے ادارہ کے پیش نظر ہیں جو حسب سابق اپنے مخلصین اور قدر دانوں کے تعاو انشاءاللہ تکمیل پذیر ہوں گے۔

وما توفیقی إلا باللہ

ناظم ادارہ

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْکِتَابَ

اے اللہ! ابن عباس رض کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔ (صحیح بخاری)

تفسیر ابن عباس رض

(کامل اُردو)

پارہ اقترب للناس (۱۷)

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام المفسرین ترجمان القرآن
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی
مشہور و مقبول تفسیر
تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کا سلیس ترجمہ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطی رح (م ۹۱۱ھ)

ناشر
ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

از دفتر ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

مکرمی سلام مسنون۔

- آپ کے ہاتھ میں جس مقدس تفسیر کا یہ پارہ ہے سب سے پہلے اسکی اہمیت اور عظمت کو محسوس کیجئے۔
- وہ عظیم الشان تفسیر ہے جو عم زادہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ترجمان القرآن حضرت ابن عباسؓ کے ارشادات کا مجموعہ ہے۔ جو چودہ سو سال کے بعد اردو زبان میں پہلی بار اسی انداز سے شائع ہو رہی ہے۔ اسی مقدس تفسیر کو آپ محض مطالعہ کی ایک کتاب تصور نہ کیجئے۔
- یہ کوئی خرید و فروخت کا معاملہ نہیں بلکہ حقیقتاً اک مقدس تفسیر کی اشاعت کا مسئلہ ہے جس میں آپ تعاون فرما رہے ہیں۔
- آپ ہر پارے کی وی پی وصول کر کے محض اک کتاب نہیں خریدتے بلکہ حقیقتاً اک جلیل القدر صحابی رسولؐ کی تفسیر کی اشاعت میں ادارہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں جسکا اجر انشاء اللہ آپ کو ضرور ملے گا۔
- اس عظیم تفسیر کی موجودگی بھی آپ کے لئے باعث خیر و برکت ہوگی۔
- یاد رکھیئے! آپکے مسلسل تعاون ہی سے اس تفسیر کے اگلے اجزاء تیار ہوتے ہیں۔
- بلاشبہ حضرت ابن عباسؓ کی اس تفسیر میں آپ کو تفسیر کا مغز ملے گا۔ جسکی شرح میں خود طویل طویل تفسیریں لکھی گئی ہیں
- ہم توقع رکھتے ہیں کہ آپکی مسلسل توجہ اور تعاون سے ہم اس اہم اور مقدس تفسیر کو جلد سے جلد پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں گے۔

و باللہ التوفیق

احقر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند

(اس تفسیر کے جملہ عنوانات کے جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں)

تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ ـــــ جامع ـــــ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول ـــ از ـــ علامہ جلال الدین سیوطی رحؒ (م سنہ ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات ـــــ مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضل دیوبند

اشاعت ماہ مارچ سنہ ۱۹۷۸ء ـــــ جلد ۲ ـــــ پارہ ۱۷

ہدیہ فی پارہ ـــــ چار روپے ۴/-

محصول ڈاک ـــــ بذمہ خریدار

ناشر - ادارۂ درس قرآن - دیوبند - (یوپی)

۷۸۶

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

پارہ ۱۷

ناشر
قاری اخلاق احمد صدیقی ناظم
ادارہ درس قرآن۔ دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل ان ھدی اللہ ھو الھدی

(ترجمہ):- آپ کہہ دیجئے کہ حقیقت میں تو ہدایت کا وہی راستہ ہے جس کو خدا نے بتلایا ہے۔ (البقرہ)

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

(مکتبہ فاروقی سہارنپوری)

اٰیاتها ۱۱۲ (۲۱) سُوْرَةُ الْاَنْبِیَاۗءِ مَكِّیَّةٌ (۷۳) رکوعاتها

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۱﴾

ان (منکر) لوگوں سے ان کا (وقت) حساب نزدیک آپہنچا اور (ابھی) غفلت میں (پڑے) ہیں (اور) اعراض کیے ہوئے ہیں

مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ

ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے جو نصیحت تازہ (حسب حال ان کے) آتی ہے یہ اس کو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ (اسکے ساتھ)

یَلْعَبُوْنَ ﴿۲﴾ لَاهِیَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِیْنَ

ہنسی کرتے ہیں۔ (اور) ان کے دل متوجہ نہیں ہوتے اور یہ لوگ یعنی ظالم (اور کافر) لوگ (آپس میں)

ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ

چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں۔ کہ یہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) محض تم جیسے ایک (معمولی) آدمی ہیں۔ تو کیا تم پھر بھی جادو کی

وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۳﴾ قٰلَ رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ

بات سننے کو (ان کے پاس) جاؤ گے حالانکہ تم جانتے ہو۔ پیغمبر نے فرمایا کہ میرا رب ہر بات کو (خواہ) آسمان میں (ہو) اور

وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۴﴾

(خواہ) زمین میں (ہو) جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

(سورۃ انبیاء) یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس سورت میں ایک سو بارہ (۱۱۲) آیتیں اور ایک ہزار ایک سو تراسی (۱۱۸۳) کلمات اور چار ہزار آٹھ سو ساٹھ (۴۸۶۰) حروف ہیں۔

واقفِ اسرارِ ہستی

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) کتاب اللہ میں جس عذاب کا ان مکہ والوں سے وعدہ کیا ہے۔ ان کے اس عذاب کا وقت قریب آپہنچا۔ اور یہ ابھی اس سے غفلت میں پڑے ہیں۔ اور اس کی تکذیب کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اس کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے۔ ان کے نبی کے پاس ان کے رب کی طرف بذریعہ جبریل امین جو نصیحت تازہ آتی ہے۔ یعنی قرآن کریم کی ایک آیت کے بعد دوسری آیت

اور ایک سورت کے بعد دوسری سورت (ان کے حسب حال) نازل ہوتی ہے۔ تو جبریل امین کی تشریف آوری اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سامنے آیات قرآنیہ کا تلاوت کرنا اور ان کا سُننا یہ سب چیزیں تازہ اور نئی ہیں۔ قرآن کریم نہیں (ان ہی کے اور نزول کے اعتبار سے اس کو تازہ اور نیا فرمادیا) تو یہ کفار مکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے اور قرآن کریم کو ایسے طور سے سنتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ ہنسی کرتے ہیں۔

ان لوگوں کے دل امر آخرت سے قطعاً غافل ہیں، اور یہ ظالم لوگ یعنی مشرکین مکہ ابو جہل اور اسکے ساتھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کے بارے میں آپس میں چپکے چپکے سرگوشی کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم جیسے ایک معمولی آدمی ہیں۔ تو کیا پھر بھی جادو کی بات اور جھوٹ سننے جاؤ گے۔ حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ یہ جادو اور جھوٹ ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میرا رب ہر بات کو گو وہ مخفی ہو خواہ آسمان میں ہو، اور خواہ زمین میں ہو خوب جانتا ہے۔ اور وہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کی بات کو خوب سننے والا اور جو ان کو سزا ملے گی، اسے خوب جاننے والا ہے ؛؛

بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ج

بلکہ یوں (بھی) کہا کہ یہ (قرآن) پریشان خیالات ہیں بلکہ انہوں نے (یعنی پیغمبر نے) اس کو تراش لیا ہے بلکہ یہ تو ایک شاعر شخص ہیں۔

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ۝٥ مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ

تو ان کو چاہیئے کہ ہمارے پاس ایسی کوئی (بڑی) نشانی لاویں جیسا پہلے لوگ رسول بنائے گئے۔ ان سے پہلے کوئی بستی والے

مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ج اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝٦ وَمَآ اَرْسَلْنَا

جنکو ہم نے ہلاک کیا ہے - ایمان نہیں لائے - سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے - اور ہم نے آپ سے

قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْــَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ

قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا جن کے پاس ہم وحی بھیجا کرتے تھے سو (اے منکرو) اگر تم کو (یہ بات) معلوم نہ ہو

لَا تَعْلَمُوْنَ ۝٧ وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ

تو اہل کتاب سے دریافت کرلو۔ اور ہم نے ان رسولوں کے ایسے جسد نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں (یعنی فرشتہ نہ بنایا تھا

وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ⑧

اور وہ حضرات ہمیشہ رہنے والے نہیں ہوئے۔

یہ پریشان خیالات ہیں

بلکہ بعض نے یوں بھی کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ پریشان خیالات ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کریم کو اپنے دل سے تراش لیا ہے، بلکہ بعض بولے یہ تو شاعر ہیں، شاعروں کی باتیں ایسی ہی ہوتی ہیں ان کو چاہیئے کہ ہمارے پاس کوئی بڑی نشانی لائیں، جیسا کہ پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی تکذیب کے وقت نشانیاں لائے حق تعالیٰ فرماتا ہے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم سے پہلے کوئی بستی والے نشانیوں پر ایمان نہیں لائے جن کو ہم نے ان نشانیوں کی تکذیب کے وقت ہلاک کیا ہے۔ سو کیا آپ کی قوم نشانیوں اور معجزات پر ایمان لے آویگی۔ بلکہ ہرگز یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

اور ہم نے آپ سے قبل صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے، جیسا کہ آپ کو بنایا ہے، جن کے پاس ہم فرشتوں کو بھیجا کرتے تھے، جیسا کہ آپ کے پاس بھیجتے ہیں۔ اگر تم کو یہ معلوم نہ ہو کہ حق تعالیٰ نے صرف آدمیوں ہی کو پیغمبر بنایا ہے۔ تو توریت و انجیل کے ماننے والوں سے پوچھ لو۔ اور اسی طرح ہم نے ان انبیاء کرام کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے جو کھانا نہ کھاتے ہوں۔ اور پانی نہ پیتے ہوں اور نہ وہ حضرات دنیا میں ہمیشہ رہنے والے ہوئے، بلکہ وہ کھانا بھی کھاتے تھے، اور پانی بھی پیتے تھے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ انبیاء۔ پارہ ۱۷) ابن جریرؒ نے قتادہؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں اور آپ کو ہمارے ایمان لانے پر خوشی ہوگی تو آپ ہمارے لئے صفا پہاڑی کو سونے کا کر دیجئے۔ چنانچہ جبریل امین آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو آپکی قوم نے جو آپ سے سوال کیا ہے اس کو پورا کر دیا جائے۔ لیکن اگر ان کے سوال کو پورا کر دیا جائے اور پھر بھی یہ ایمان نہ لائیں تو نزول عذاب کے بارے میں ان کو پھر مہلت نہیں دی جائے گی۔ اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم سے الغرضی اختیار فرمالیں۔

تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ الخ۔ یعنی ان سے پہلے کوئی بستی والے جن کو ہم نے ہلاک کیا ہے ایمان نہیں لائے۔ سو کیا یہ لوگ ایمان لے آویں گے ؛

ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ⑨

پھر ہم نے جو ان سے وعدہ کیا تھا اس کو سچا کیا یعنی ان کو اور جن جن کو (نجات دینا) منظور ہوا ہم نے نجات دی اور حد (اطاعت)

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰﴾ وَكَمْ

سے گذرنے والوں کو ہلاک کیا، ہم تمہارے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں کہ اس میں تمہاری نصیحت (کافی) موجود ہے کیا پھر بھی

قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا

تم نہیں سمجھتے (اور نہیں مانتے) اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے ظالم (یعنی کافر) تھے غارت کر دیں اور ان کے

اٰخَرِيْنَ ﴿۱۱﴾ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ﴿۱۲﴾

بعد دوسری قوم پیدا کر دی۔ سو جب ان ظالموں نے ہمارا عذاب آتے دیکھا تو اس بستی سے بھاگنا شروع کیا

لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو شاید تم سے کوئی

تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۳﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۱۴﴾ فَمَا زَالَتْ

پوچھے پاچھے۔ وہ لوگ (نزول عذاب کے وقت) کہنے لگے کہ ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم لوگ ظالم تھے سو

تِلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ﴿۱۵﴾

ان کی یہی غل پکار رہی حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو۔

نجات کا وعدہ سچا تھا

اور ان انبیاء کرام نے وفات بھی پائی ہے (تو اگر آپ میں یہ چیزیں ہیں تو ان سے نبوت میں کیا قدح لازم آیا۔ کیونکہ یہ چیزیں منافی نبوت نہیں عاید) یہ آیت کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ کہتے تھے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہی اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔

پھر ہم نے ان انبیاء کرام سے جو نجات کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا، یعنی انبیاء کرام کو اور جو انبیاء کرام پر ایمان لائے، ان کو اس عذاب سے نجات دی، اور مشرکین کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم تمہارے نبی کریم کے پاس ایسی کتاب بھیج چکے ہیں، کہ اگر تم اس پر ایمان لے آؤ تو اس میں تمہاری عزت و شرافت ہے۔ کیا پھر بھی اپنی عزت و شرافت کی تصدیق نہیں کرتے۔ اور ہم نے بہت سی بستیاں جہاں کے رہنے والے کافر و مشرک تھے غارت کر دیں اور ان کی ہلاکت کے بعد دوسری قوم پیدا کر دی، جو ان کی بستیوں میں آباد ہو گئی۔

سو جب ان مشرکین نے اپنی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آتا ہوا دیکھا تو عذاب سے بچنے کے لئے اس بستی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ فرشتوں نے ان سے کہا بھاگو مت اور اپنے سامان عیش کی طرف اور اپنے مکانوں کی طرف واپس چلو۔ شاید تم میں سے کوئی ایمان لانے کے بارے میں یا نبی علیہ السلام کے قتل کرنے کے بارے میں پوچھے پاچھے (کہ یہ کر کے کیا گذری)۔ وہ لوگ قتل انبیاء اور نزول عذاب کے وقت کہنے لگے، ہائے ہماری کمبختی بیشک ہم ہی نبی علیہ السلام کے قتل کرنے میں ظالم تھے۔ سو ان کی یہی واویلا رہی، حتیٰ کہ ہم نے ان کو ایسا نیست و نابود کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹ گئی ہو، اور آگ ٹھنڈی ہو گئی ہو۔ حضر موت یمن میں ایک بستی ہے۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس بستی والوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان بستی والوں کی طرف ایک نبی بھیجا، انہوں نے اس نبی علیہ السلام کو قتل کر دیا۔ حق تعالیٰ نے اس پاداش میں ان بستی والوں پر بخت نصر بادشاہ کو مسلّط کر دیا۔ اس نے سب کو قتل کر دیا۔ کسی کو بھی باقی نہیں چھوڑا ؛

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۱۶﴾ لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اس کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں

لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ ۖ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۷﴾ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ

(اور) اگر ہم کو مشغلہ ہی بنانا منظور ہوتا تو ہم خاص اپنے پاس کی چیز کو مشغلہ بناتے اگر ہم کو یہ کرنا ہوتا۔ بلکہ ہم حق بات کو

عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾

باطل پر پھینک مارتے ہیں، سو وہ (حق) اس (باطل) کا بھیجا نکال دیتا ہے (یعنی اسکو مغلوب کر دیتا ہے) سو وہ (مغلوب ہو کر)

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

دفعۃً جاتا رہتا ہے اور تمہارے لئے اس بات سے بڑی خرابی ہوگی جو تم گھڑتے ہو اور (حق تعالیٰ کی وہ شان ہے کہ) جتنے کچھ آسمانوں

وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ اَمِ اتَّخَذُوْٓا

اور زمین میں ہیں سب اسی کے ہیں۔ اور (ان میں سے) جو اللہ کے نزدیک (بڑے مقبول و مقرب) ہیں وہ اس کی عبادت سے عار نہیں کرتے

اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ﴿۲۱﴾ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ

اور نہ تھکتے ہیں (بلکہ) شب و روز (اللہ کی) تسبیح کرتے ہیں (کسی وقت) موقوف نہیں کرتے۔ کیا (باوجود ان دلائل توحید کے) ان لوگوں نے

إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

کے سوا اور معبود (واجب الوجود) ہوتا تو دونوں درہم برہم ہو جاتے سو (ان تقریرات سے ثابت ہوا کہ) اللہ تعالیٰ ان امور سے پاک ہے جو کچھ یہ لوگ بیان کر رہے ہیں

زمین آسمان وغیرہ کی تخلیق عبث نہیں

اور ہم نے زمین و آسمان اور تمام مخلوقات کو اس طور پر نہیں بنایا کہ ہم فعل عبث کرنے والے ہوں کہ اوامر و نواہی کی کوئی حاجت نہ ہو۔

کفار جو اس بات کے قائل تھے کہ معاذ اللہ فرشتے حق تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اسکی اب حق تعالیٰ تردید فرماتا ہے کہ اگر ہم کو لڑکیاں یا بیوی یا یہ کہ اولاد ہی بنانی ہوتی تو خاص اپنے پاس کی چیز یعنی حور عین میں سے بناتے۔

بلکہ ہم اس حق بات کو باطل بات پر پھینک مارتے ہیں۔ سو وہ حق اس باطل کا خاتمہ کر دیتا ہے یا یہ کہ ہم نے اثبات حق اور ابطال باطل کے لئے پیدا کیا ہے اور تمہارے لئے اس بات پر بڑا عذاب ہوگا، جو تم کہتے ہو کہ عیاذ باللہ فرشتے حق تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

تمام مخلوقات حق تعالیٰ کی مملوک ہیں۔ جو اللہ کے نزدیک مقرب فرشتے ہیں۔ انکی حالت یہ ہے کہ وہ اسکی عبادت سے عار نہیں کرتے۔ شب و روز حق تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس میں مصروف رہتے ہیں کسی وقت بھی عبادت خداوندی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے اکتاتے نہیں۔

کیا ان کفار مکہ نے خدا کے علاوہ اور معبود بنا رکھے ہیں، زمین کی چیزوں میں سے جو کسی کو زندہ کرتے ہوں یا پیدا کرتے ہوں یعنی عاجز مطلق ہیں پھر خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور زمین میں یا آسمان میں اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو دونوں کی مخلوقات کبھی کی درہم برہم ہو جاتی۔ سو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو کہ مالک ہے عرش کا وہ ان کی باتوں سے جو اس کے لئے اولاد اور شریک ثابت کر رہے ہیں پاک ہے ؛

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ﴿٢٣﴾ أَمِ اتَّخَذُوا

اور جو کچھ کرتا ہے اس سے کوئی بازپرس نہیں کر سکتا اور اوروں سے بازپرس کی جاسکتی ہے۔ کیا خدا کو چھوڑ کر

مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ

انھوں نے اور معبود بنا رکھے ہیں۔ (ان سے) کہئے کہ تم اپنی دلیل (اس دعوی پر) پیش کرو۔ یہ میرے ساتھ

مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۙ

والوں کی کتاب (یعنی قرآن) اور مجھ سے پہلے لوگوں کی کتابیں (یعنی توراۃ و انجیل وغیرہ) موجود ہیں بلکہ انہیں زیادہ وہی ہیں جو امر حق

الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

سو اس وجہ سے وہ اعراض کر رہے ہیں اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس

مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿۲۵﴾

ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی معبود (ہونے کے لائق) نہیں پس میری (ہی) عبادت کیا کرو

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ

اور یہ مشرک لوگ یوں کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں کو) اولاد بنا رکھی ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ اس سے) پاک ہے بلکہ

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

(وہ فرشتے اسکے) معزز بندے ہیں (وہاں) معزز وہ اس سے آگے بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہ اسی کے حکم کے موافق عمل

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا

کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکے اگلے پچھلے احوال کو جانتا ہے اور بجز اسکے جسکے لئے (شفاعت کرنے کی) خدا تعالیٰ

لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾

کی مرضی ہو اور کسی کی سفارش نہیں کر سکتے اور وہ سب اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرنے والے

حق تعالیٰ جو کچھ کہتا کرتا اور حکم دیتا ہے اس سے کوئی بازپرس نہیں کر سکتا۔ اور بندوں کے اعمال و اقوال پر بازپرس کی جا سکتی ہے۔ کیا ان لوگوں نے خدا کو چھوڑ کر اور معبود بنا رکھے ہیں۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم اپنی دلیل ان معبودانِ باطل کے دعویٰ پر پیش کرو، یہ میرے ساتھ والوں کی کتاب یعنی قرآن کریم ہے اور مجھ سے پہلے جو مومنین و کافرین گذرے ہیں۔ ان کی کتابیں موجود ہیں، ان کی کتابوں میں یہ قطعاً موجود نہیں کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کے اولاد ہے یا اس کا کوئی شریک ہے بلکہ ان لوگوں میں زیادہ وہی ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب پر تلے ہوئے ہیں۔

ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ اپنی قوم کو تبلیغ کرو، کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، تاکہ وہ اس کے قائل ہو جائیں۔ اور میری ہی عبادت کیا کرو۔

اور ان کفار مکہ میں سے بعض یوں کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو اولاد بنا رکھی ہے، تو یہ تو یہ اس کی ذات اولاد اور شریک سے پاک ہے، بلکہ وہ فرشتے اس کے بندے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے صلہ میں ان کو معزز و مکرم بنا رکھا ہے، قول و فعل میں بغیر حکم خداوندی کے جبرئیل، میکائیل سے سبقت نہیں کرتے، اور وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرتے اور بات کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ ان کے امور آخرت اور امور دنیا سب کو جانتا ہے، اور قیامت کے دن وہ فرشتے بجز اس شخص کے جس کے لئے شفاعت کرنے کی حق تعالیٰ کی مرضی ہو کہ حق تعالیٰ نے اس شخص کی توحید کو قبول فرمالیا ہو۔ اور کسی کی سفارش نہیں کرسکتے۔ اور وہ سب فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے ڈرتے ہیں۔

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّىْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ

اور ان میں سے جو شخص (فرضاً) یوں کہے کہ علاوہ خدا کے معبود ہوں سو ہم اسکو سزائے

جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ﴿٢٩﴾ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ

جہنم دیں (اور) ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں کیا ان کافروں کو یہ معلوم

كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ

نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے۔ پھر ہم نے دونوں کو (اپنی قدرت سے) کھولدیا

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٠﴾ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جاندار چیز کو بنایا ہے۔ کیا (ان باتوں کو سنکر) پھر ایمان نہیں لاتے اور ہم نے

فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۠ وَجَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا

زمین میں اسلئے پہاڑ بنائے کہ زمین ان لوگوں کو لیکر ہلنے نہ لگے۔ اور ہم نے اس (زمین) میں کشادہ

سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿٣١﴾ وَجَعَلْنَا السَّمَاۗءَ سَقْفًا

کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ (ان کے ذریعہ سے منزل (مقصود) کو) پہنچ جائیں۔ اور ہم نے (اپنی قدرت سے) آسمان کو (مثل) چھت

مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

جو محفوظ ہے اور یہ لوگ اس (آسمان کے اندر) کی (موجودہ) نشانیوں سے اعراض کئے ہوئے ہیں اور

خَلَقَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ

(یعنی ان میں تدبر نہیں کرتے) اور وہ ایسا ہے کہ اس نے رات اور دن اور سورج چاند بنائے (وہ نشانیاں یہی ہیں) ہر ایک

يَّسْبَحُوْنَ ﴿۳۳﴾

ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں

چاند و سورج کی تسخیر

اور ان فرشتوں میں سے یا یہ کہ مخلوق میں سے جو شخص فرضاً یوں کہے۔ کہ نعوذ باللہ میں علاوہ خدا کے معبود ہوں، تو ہم اس کے بدلے اسے سزائے جہنم دیں، اور ہم کافروں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

کیا ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، معلوم نہیں کہ آسمان اور زمین پہلے بند تھے، یعنی نہ آسمان سے بارش کا ایک قطرہ گرتا تھا۔ اور نہ زمین سے کچھ پیداوار ہوتی، ایک دوسرے کے ساتھ اس اعتبار سے ملے ہوئے تھے۔ پھر ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ اور ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ کہ آسمان سے بارش ہونے لگی اور زمین سے نباتات اُگنے لگے۔ بلکہ ہم نے مرد و عورت کے پانی سے ہر ایک چیز کو بنایا۔ جو بارش کے پانی کی محتاج ہے کیا ان باتوں کو سن کر بھی مکہ والے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

اور ہم نے زمین پر مضبوط پہاڑوں کو جو کہ زمین کے لئے میخیں ہیں۔ اس لئے بنایا کہ زمین ان کو لے کر ملنے نہ لگے اور ہم نے اس زمین میں گھاٹیاں اور کشیادہ کشادہ رستے بنائے تاکہ وہ لوگ اس رستوں کے ذریعہ سے سفر کی آمد و رفت میں منزل مقصود کو پہنچ جائیں اور آسمان کو زمین کے اوپر چھت بنایا۔ جو گرنے سے بھی اور بذریعہ ستاروں کی مار کے شیاطین کے استراق اخبار سے بھی محفوظ ہے۔ اور یہ اہل مکہ اس آسمان کے اندر کی نشانیوں سے یعنی چاند، سورج، ستاروں سے اعراض کئے ہوئے ہیں ان میں تدبر اور غور و فکر نہیں کرتے۔

اور اس نے چاند و سورج کو مسخر کیا کہ ہر ایک ایک ایک دائرہ میں اس طرح چل رہے ہیں کہ گویا تیر رہے ہیں۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ

اور ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔ پھر اگر آپ کا انتقال ہو جائے

فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ

تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا۔ اور ہم تم کو

بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَا رَاٰكَ

بری بھلی حالتوں سے اچھی طرح آزماتے ہیں اور پھر (اس زندگی کے ختم پر) تم سب ہمارے پاس چلے آؤ گے۔ اور یہ

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ

کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں (اور آپس میں کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جو تمہارے

يَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۶﴾

معبودوں کا (برائی سے) ذکر کیا کرتے ہیں اور (خود) یہ لوگ (حضرت) رحمٰن کے ذکر پر انکار کیا کرتے ہیں۔

دُنیا کی زندگی دائمی نہیں

اور ہم نے آپ سے پہلے اور انبیاء کرام میں سے کسی بھی نبی کو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر آپ کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔

یہ آیت کریمہ کفار کے جواب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ بدبخت آپ کے انتقال فرما جانے کے منتظر تھے، اور اس کی خوشیاں مناتے تھے۔ (اور موت تو ایسی چیز ہے کہ تم میں) ہر جاندار موت کا مزہ چکھے گا اور ہم تم کو سختی اور فراخی سے آزماتے ہیں، یہ دونوں باتیں منجانب اللہ آزمائش ہیں، اور مرنے کے بعد پھر تم سب ہماری طرف چلے آؤ گے۔ ہم تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیں گے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ابوجہل اور اس کے ساتھی جب آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے اپنی گفتگو میں ہنسی کرنے لگتے ہیں اور آپس میں کہتے ہیں کیا یہی صاحب ہیں جو تمہارے بتوں کا برائی سے ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود حضرت رحمٰن کے ذکر پر انکار اور کفر کیا کرتے ہیں، اور بدبخت کہا کرتے ہیں کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے مسیلمہ کذاب جانتا ہے۔

لُبابُ النُقول فی اسبابِ النزول

ابن منذرؒ نے ابن جریجؒ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کے انتقال فرمانے کی خبر دی گئی۔ آپ نے عرض کیا اے پروردگار پھر میری امت کی کون نگرانی کرے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ الخ۔ یعنی ہم نے آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا۔

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے سدی سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل اور ابو سفیان کے پاس سے گذر ہوا، یہ دونوں آپس میں گفتگو کر رہے تھے، جب ابوجہل نے آپ کو دیکھا تو بد بخت ہنسا، اور ابو سفیان سے کہا کہ یہ بنی عبد مناف کے نبی ہیں۔ یہ سُنکر ابو سفیان کو غصہ آیا اور کہا کیا تم اس بات کا انکار کرتے ہو کہ بنی عبد مناف میں کوئی نبی ہو، غرضیکہ دونوں کی یہ گفتگو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی۔ اور آپ ابوجہل کے پاس لوٹ کر آئے، اور اس کو ڈرایا اور فرمایا کہ تو اس وقت تک اپنی باتوں سے باز نہیں آئے گا، تاوقتیکہ تیرے اوپر بھی وہ ہی عذاب نازل نہ ہو۔ جو دوسروں پر نازل ہوا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذَا رَاٰکَ الَّذِیْنَ الخ۔ یعنی یہ کافر لوگ جب آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے ہنسی کرنے لگتے ہیں :۔

خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ﴿۳۷﴾

انسان جلدی ہی (کے خمیر) کا بنا ہوا ہے۔ ہم عنقریب (اس کے وقت آنے پر) تمکو اپنی نشانیاں (قہر کی یعنی سزائیں) دکھائے دیتے ہیں

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۳۸﴾ لَوْ

پس تم مجھ سے جلدی مت مچاؤ۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کس وقت آوے گا اگر تم (وقوع عذاب کی خبر میں) سچے ہو

یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ

کاش ان کافروں کو اس وقت کی خبر ہوتی جب کہ یہ لوگ (اس) آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے

وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۳۹﴾ بَلْ تَاْتِیْهِمْ

اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ ان کی کوئی حمایت کرے گا۔ بلکہ وہ آگ (تو) ان کو ایک

بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۴۰﴾

دم سے لیگی سو ان کو بدحواس کر دے گی پھر نہ اس کے ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی۔ اور نہ ان کو مہلت دی جائیگی

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا

اور آپ سے پہلے جو پیغمبر گذرے ہیں ان کے ساتھ بھی (کفار کی طرف سے) تمسخر کیا گیا تھا سو جن لوگوں نے ان سے تمسخر کیا تھا

مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۱﴾ قُلْ مَنْ يَّكْلَؤُكُمْ

ان پر وہ عذاب واقع ہو گیا جسکے ساتھ وہ استہزاء کرتے تھے (اور یہ بھی ان سے) کہدیجئے کہ وہ کون ہے

بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ

جو رات میں اور دن میں رحمٰن (کے عذاب) سے تمہاری حفاظت کرتا ہے۔

انسان کے خمیر میں ہی جلد بازی ہے

انسان جلدی ہی خمیر کا بنا ہوا ہے۔ یا یہ کہ انسان سے مُراد نضر بن حارث ہے۔ کہ وہ جلدی ہی خمیر کا بنا ہوا ہے۔ اسی بنا پر نزول عذاب کے بارے میں جلدی کرتا ہے۔

ہم عنقریب اپنی وحدانیت کے دلائل آفاق میں دکھلائے دیتے ہیں، یا یہ کہ اپنی عذاب بالسیف کی نشانی عنقریب بدر کے دن دکھائے دیتے ہیں۔ سو تم وقت آنے سے پہلے نزول عذاب کے بارے میں جلدی مت مچاؤ۔ اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ وعدۂ عذاب جس سے آپ ہم کو ڈراتے ہیں وہ کب آئے گا۔ اگر تم سچے ہو۔ کاش ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر ہیں، اسوقت کی خبر ہوتی کہ عذاب میں ان کی کیا گت ہوگی، تو یہ ہرگز نزولِ عذاب کے بارے میں جلدی نہ کرتے۔ نزول عذاب کے وقت تو یہ لوگ اس عذاب کی آگ کو نہ اپنے سامنے سے روک سکیں گے اور نہ اپنے پیچھے سے اور نہ انکی کوئی حمایت کرے گا کہ اس عذاب کو ان سے دور کر دے۔ بلکہ قیامت کا عذاب ان پر ایک دم سے آئے گا۔ سو ان کو بدحواس کر دیگا پھر اپنے اُوپر سے نہ اس کو ہٹانے کی ان کو قدرت ہوگی، اور نہ ان کو عذاب کے بارے میں مہلت دی جائے گی۔

اور آپ سے پہلے جتنے پیغمبر گذرے ہیں ان کے ساتھ بھی ان کی قوم نے تمسخر کیا، جیسا کہ آپ کے ساتھ آپکی قوم تمسخر کرتی ہے۔ سو جن لوگوں نے انبیاء کرام کے ساتھ تمسخر کیا تھا تو ان پر وہ عذاب نازل ہو گیا جسکے ساتھ وہ تمسخر کیا کرتے تھے، یا یہ کہ ان کے استہزاء اور تمسخر کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو گیا، اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے یہ بھی فرمایئے کہ وہ کون ہے جو رات میں اور دن میں رحمان کے عذاب سے تمہاری حفاظت کرتا ہے ؏

بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۲﴾ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ

بلکہ وہ لوگ اپنے رب کے ذکر سے روگرداں (ہی) ہیں کیا ان کے پاس ہمارے سوا اور ایسے معبود ہیں

تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ

کہ (عذاب مذکور سے) انکی حفاظت کر لیتے ہوں۔ وہ خود اپنی حفاظت کی قدرت نہیں رکھتے۔

وَلَا هُمْ مِّنَّا يُصْحَبُوْنَ ﴿۴۳﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

اور نہ ہمارے مقابلہ میں کوئی اور ان کا ساتھ دے سکتا ہے۔ بلکہ ہم نے انکو اور انکے باپ دادوں کو (دنیا کا) خوب سامان

طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

دیا یہانتک کہ ان پر (اسی حالت میں) ایک عرصہ دراز گذر گیا۔ کیا انکو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم (ان کی) زمین کو (بذریعہ فتوحات اسلامیہ کے)

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ

ہر چہار طرف سے برابر گھٹاتے چلے جاتے ہیں سو کیا یہ لوگ غالب آویں گے۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تو صرف وحی کے ذریعہ سے تمکو

بِالْوَحْيِ ۖ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ ﴿۴۵﴾

ڈراتا ہوں اور یہ بہرے جس وقت ڈرائے جاتے ہیں سنتے ہی نہیں۔

وَلَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ

اور (ان کی عالی ہمتی کی کیفیت یہ ہے کہ) اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی ذرا لگ جاوے تو یوں

يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۴۶﴾

کہنے لگیں کہ ہائے ہماری کم بختی واقعی ہم خطاوار تھے۔

پس پشت ڈالنے والے

یا یہ کہ رحمان کے علاوہ اور کون ہے جو اس کے عذاب سے حفاظت کرتا ہے بلکہ یہ لوگ اب بھی اپنے رب حقیقی کی توحید اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے والے اور اسے پس پشت ڈالنے والے ہیں۔ کیا ان کے پاس ہمارے سوا ایسے معبود ہیں جو ہمارے عذاب سے ان کی حفاظت کر لیتے ہوں۔ وہ بیچارے دوسروں کے عذاب سے کیا حفاظت کرتے۔ اور انکی درماندگی کی تو یہ حالت ہے کہ وہ خود اپنی جانوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہمارے عذاب کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ دے سکتا تو پھر وہ بیچارے دوسروں کا کیا ساتھ دیتے۔

بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ ہم نے ان مکہ والوں کو اور ان سے پہلے ان کے باپ دادوں کو بہت مہلت دی تا آنکہ اسی حالت میں ایک زمانہ دراز گذر گیا۔ کیا ان مکہ والوں کو یہ نظر نہیں آتا کہ ہم ان کی سرزمین کو ہر چہار طرف سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر فتح کرتے چلے آرہے ہیں تو کیا یہ لوگ اب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

مقابلہ میں غالب آئیں۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تو صرف وحی قرآن کریم کے ذریعہ سے تم کو ڈراتا ہوں اور ان بہروں کو جس وقت دعوت الی الحق دی جاتی ہے اور اس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے تو یہ سنتے ہی نہیں، یا یہ کہ آپ ان بہروں کو حق کی بات کہاں سنا سکتے ہیں۔ اور اگر ان کو آپ کے رب کے عذاب کا ایک جھونکا بھی لگ جائے تو یوں ہی کہنے لگیں گے کہ ہائے ہماری کمبختی ہم نے ہی حق تعالیٰ کا کفر کر کے اپنے اوپر ظلم کیا ہے۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ

اور (وہاں) قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے (اور سب کے اعمال کا وزن کریں گے) سو کسی پر اصلاً ظلم

شَيْـًٔا ؕ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ

نہ ہوگا۔ اور اگر (کسی کا) عمل رائی کے دانہ کی برابر بھی ہوگا تو ہم اس کو (وہاں) حاضر کر دیں گے اور ہم

وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ

حساب لینے والے کافی ہیں۔ اور ہم نے (آپ کے قبل) موسیٰ ؑ اور ہارون ؑ کو ایک فیصلہ کی اور

وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

روشنی کی اور متقیوں کے لئے نصیحت کی چیز (یعنی توریت) عطا فرمائی تھی جو (متقی) اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں

وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ؕ

اور وہ لوگ قیامت سے (بھی) ڈرتے ہیں۔ اور یہ (قرآن بھی) ایک کثیر الفائدہ نصیحت

اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۰﴾ ع وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ

(کی کتاب) ہے جس کو ہم نے نازل کیا تو کیا پھر بھی تم اسکے منکر ہو۔ اور ہم نے اس (زمانہ موسوی) سے پہلے ابراہیم ؑ کو انکی

مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ ج اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ

(شان کے مناسب) خوش فہمی عطا فرمائی تھی اور ہم انکو خوب جانتے تھے۔ (ان کا وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ انھوں نے

مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴿۵۲﴾ قَالُوْا

اپنے باپ سے اور اپنی برادری سے فرمایا کہ یہ کیا (واہیات) مورتیں ہیں جن (کی عبادت) پر تم جمے بیٹھے ہو۔ وہ لوگ (جواب میں)

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

کہنے لگے کہ ہم نے اپنے بڑوں کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

قیامت کے روز میزانِ عدل قائم ہوگی

بلکہ ہم قیامت کے روز میزانِ عدل قائم کریں گے۔ اس میزان کے دو پلڑے ہونگے اور اس کی زبان بھی ہوگی اس میں نیکیوں اور برائیوں کے علاوہ اور کسی چیز کا وزن نہیں کیا جائے گا۔ اور کسی پر اصلاً ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا، کہ کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی کردی جائے، اور کسی کی برائیوں میں اضافہ کردیا جائے۔ بلکہ اگر کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگا، تو ہم اسے وہاں حاضر کردیں گے، یا یہ کہ اس کا بدلہ دیں گے اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔ یا یہ کہ ہم حفاظت کرنے والے اور جاننے والے کافی ہیں۔

اور ہم نے حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو ایک فیصلہ کی یعنی شبہات سے نکلنے کی، یا یہ کہ فرعون پر غلبہ اور قوت اور گمراہی سے روشنی اور اس کے لئے بیان اور کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے نصیحت کی چیز عطا فرمائی تھی۔ جو متقی اپنے پروردگار سے بن دیکھے اس کی خوشنودی کے لئے اعمالِ صالحہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عذاب قیامت سے بھی ڈرتے ہیں۔

اسی طرح یہ قرآن کریم بھی ایک کثیر الفائدہ نصیحت کی کتاب ہے جو اس پر ایمان لائے یہ اسکے لئے باعث رحمت و مغفرت ہے، جس کو ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔ پھر بھی مکہ والو تم اس کے منکر ہو۔

اور ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بالغ ہونے سے قبل ان کو علم اور خوش فہمی عطا کی تھی، یا یہ کہ ہم نے حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ کے زمانہ سے پہلے ان کو نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا تھا۔ یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے، قبل ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت عطا کی تھی، اور ہم انکے کمالات کو اور یہ کہ وہ اس چیز کے اہل ہیں خوب جانتے تھے۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ آذر اور نمرود بن کنعان اور اس کے لوگوں سے کہا یہ کیا واہیات مورتیاں ہیں جن کی تم لوگ عبادت کر رہے ہو۔ وہ لوگ بولے، ہم نے اپنے بڑوں کو انکی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے، اسواسطے ہم بھی ان کی عبادت کرتے ہیں۔

قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۴﴾ قَالُوْٓا

ابراہیمؑ نے کہا کہ بلاشک تم اور تمہارے باپ دادے (انکو لائق عبادت سمجھنے میں) صریح غلطی میں ہو۔ وہ کہنے لگے کیا تم

أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللّٰعِبِيْنَ ﴿۵۵﴾ قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ

(اپنے نزدیک) سچی بات (سمجھ کر) ہمارے سامنے پیش کرتے ہو یا (دل لگی کر رہے ہو۔ ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ نہیں (دل لگی نہیں)

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ ۖ وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ

بلکہ تمہارا رب (حقیقی جو لائق عبادت ہے) وہ ہے جو تمام آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ جس نے ان سب کو پیدا (بھی) کیا اور میں اس

مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۶﴾ وَتَاللّٰهِ لَأَكِيْدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ

(دعوے) پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔ اور خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا جب تم (ان کے پاس سے)

تُوَلُّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۷﴾ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا إِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ

چلے جاؤ گے۔ تو (ان کے چلے جانے کے بعد) انہوں نے ان (بتوں) کو (تبر وغیرہ سے) ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بجز ان کے ایک بڑے بت کے

لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قَالُوْا مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَآ

کہ شاید وہ لوگ ابراہیم ؑ کی طرف (دریافت کرنے کیلئے) رجوع کریں۔ کہنے لگے کہ یہ ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔

إِنَّهٗ لَمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نے بڑا ہی غضب کیا۔ بعضوں نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کو ابراہیم ؑ

يُقَالُ لَهٗٓ إِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۰﴾ قَالُوْا فَأْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى أَعْيُنِ النَّاسِ

کہ کے پکارا جاتا ہے۔ (ان) بتوں کا (برائی سے) تذکرہ کرتے سنا ہے (پھر) وہ آپس میں بولے کہ (جب یہ بات ہے) تو اچھا اسکو سب آدمیوں

لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالُوْٓا ءَأَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا

کے سامنے حاضر کر دو تاکہ وہ لوگ (اس اقرار کے) گواہ ہو جاویں۔ غرض وہ سب کے روبرو آئے ان لوگوں نے کہا کہ کیا

بِاٰلِهَتِنَا يٰٓإِبْرٰهِيْمُ ﴿۶۲﴾

ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے یہ حرکت کی ہے اے ابراہیم ؑ

حضرت ابراہیمؑ کی بت شکنی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا، بیشک تم اور تمہارے پہلے باپ دادا صریح غلطی اور کفر میں مبتلا ہیں۔ وہ یہ سنکر بولے اے ابراہیمؑ کیا تم سچی اور حقیقی بات کہہ رہے یا یوں ہی دل لگی کر رہے ہو:۔

حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا، بلکہ تمہارا حقیقی پروردگار وہ ہی ہے جو آسمان و زمین کا پروردگار اور ان کا خالق اور میں جو تم سے کہہ رہا ہوں، اس پر دلیل بھی رکھتا ہوں۔ اور حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں کہا، خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی اچھی طرح گت بناؤں گا، جب تم ان کے پاس اپنی عید منانے چلے جاؤ گے۔ چنانچہ جب وہ سب لوگ شہر کے باہر عید منانے گئے۔ اور حضرت ابراہیمؑ شہر ہی میں رہ گئے۔ تو حضرت ابراہیمؑ ان کے بت خانہ میں گئے تو انہوں نے بڑے بت کے علاوہ سب کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کہ شاید وہ لوگ اپنی عید سے واپسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کریں۔ چنانچہ جب وہ لوگ واپس آئے اور اپنے بت خانہ میں داخل ہوئے تو کہنے لگے کہ یہ بے ادبی کا کام ہمارے بتوں کے ساتھ کس نے کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے ایک نوجوان آدمی کو جس کا نام ابراہیم ہے ان بتوں کا برائی اور ذلت کے ساتھ تذکرہ کرتے سنا ہے۔

یہ سنکر نمرود نے سب سے کہا، اچھا تو ایسے شخص کو سب لوگوں کے سامنے حاضر کرو، تاکہ سب اس کی حرکت یا اس کے قول یا یہ کہ اس کو جو سزا دی جائے اس پر گواہ ہو جائیں۔ غرضیکہ وہ سب کے روبرو آئے تو سب کی طرف سے ان سے نمرود نے کہا، ابراہیمؑ کیا تم نے ہمارے بتوں کی گت بنائی ہے:۔

قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا

انھوں نے (جواب میں) فرمایا کہ نہیں بلکہ ان کے اس بڑے (گرو) نے کی ہوگی (ہی) سے پوچھ لو (نا) اگر

يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۳﴾ فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ

یہ بولتے ہوں۔ اس پر وہ لوگ اپنے جی میں سوچے پھر (آپس میں) کہنے لگے کہ حقیقت میں تم ہی لوگ ناحق پر

الظّٰلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾ ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ

ہو (کہ جو ایسا عاجز ہو وہ کیا معبود ہو گا۔ پھر (شرمندگی کے مارے) اپنے سروں کو جھکا لیا۔ (اور یہ بولے کہ) اے ابراہیمؑ

مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿۶۵﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تم کو تو یہ معلوم ہی ہے کہ یہ بت (کچھ) بولتے نہیں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تو کیا خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو

مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ أُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُونَ

جو تم کو نہ کچھ نفع پہنچا سکے اور نہ کچھ نقصان پہنچا سکے ۔ تف ہے تم پر کہ باوجود وضوح حق کے باطل پر مصر ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا

اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم (اتنا بھی) نہیں سمجھتے (آپس میں) وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلا دو

اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا

اور اپنے معبودوں کا (ان سے) بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے ۔ (جب انھوں نے متفق ہو کر آگ میں ڈال دیا تو اس وقت)

عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾ لا

ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیم ؑ کے حق میں ۔

حضرت ابراہیم ؑ کا مسکت جواب

حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا بلکہ اس بڑے گرو جی نے یہ حرکت کی ہے جس کی گردن میں یہ کلہاڑی لٹکی ہوئی ہے، سو ان سے پوچھ لو تاکہ اگر یہ بولتے ہیں۔ تاکہ یہ تم کو خود بتا دیں کہ کس نے ان کی پٹائی کی ہے۔

اس پر وہ لوگ اپنے کو ملامت کرنے لگے، اور ان کے سردار نمرود نے ان سے کہا کہ حقیقت میں حضرت ابراہیم ؑ کے مقابلہ میں تم ہی ناحق پر ہو۔ اور وہ حق پر ہیں۔

پھر شرمندگی کے مارے اپنے سروں کو جھکا لیا، اور پھر اپنی سابقہ بات پر آ گئے، اور نمرود بولا اے ابراہیم ؑ تم کو تو بخوبی معلوم ہی ہے کہ بت کچھ بولتے وولتے نہیں تو ان سے کیا پوچھیں گے کہ ان کو کس نے توڑا ہے۔

اسوقت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی خوب خبر لی کہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو کہ وہ تمھاری اس عبادت کرنے میں نہ تم کو کچھ نفع پہنچا سکے اور ترک عبادت میں تم کو کچھ نقصان پہنچا سکے۔ تمہارے لئے بربادی اور تم پہ افسوس ہے، اور ان پہ بھی جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو۔ کیا تمہارے میں انسانوں والا ذہن نہیں، اور تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جو تم کو نفع و نقصان کچھ بھی نہ پہنچا سکے، وہ ہرگز کسی بھی صورت میں عبادت کے لائق نہیں۔

ان کا سردار نمرود یہ سنکر بولا کہ عیاذ باللہ ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلا دو۔ اور ان سے اپنے معبودوں کا بدلہ لو۔ اگر تم کو کچھ کرنا ہو۔ تو بس ان کو آگ میں ڈال دو (انہوں نے اپنی کارروائی کی) ہم نے آگ کو حکم دیا کہ گرمی سے ٹھنڈی اور ٹھنڈک سے بے گزند ہو جا۔ ابراہیم علیہ السلام کے حق میں، اور اگر حق تعالیٰ زیادہ ٹھنڈک سے بے گزند

ہونے کا حکم نہ فرماتا تو ٹھنڈک کی شدت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچاتی ؂

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ ﴿٧٠﴾ وَنَجَّيْنَاهُ

اور ان لوگوں نے انکے ساتھ برائی کرنا چاہا تھا سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام کر دیا۔ اور ہم نے ابراہیمؑ کو اور

وَلُوطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ﴿٧١﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ

(انکے برادر زادے) لوطؑ کو ایسے ملک (یعنی شام) کی طرف بھیجکر بچا لیا جس میں ہم نے دنیا جہاں والوں کے واسطے (خیر و) برکت

إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ﴿٧٢﴾ وَجَعَلْنَاهُمْ

رکھی ہے۔ اور (ہجرت کے بعد ہم نے انکو اسحاق (بیٹا) اور یعقوب پوتا عطا کیا اور ہم نے ان سب کو (اعلیٰ درجہ کا) نیک کیا۔ اور ہم نے

أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ

ان کو مقتدا بنایا کہ ہمارے حکم سے (خلق کو) ہدایت کیا کرتے تھے اور ہم نے انکے پاس نیک کاموں کے کرنے کا اور (خصوصاً) نماز

وَإِقَامَ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءَ الزَّكَاةِ ۖ وَكَانُوا لَنَا عَابِدِينَ ﴿٧٣﴾

کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا۔ اور وہ (حضرات) ہماری عبادت (خوب) کیا کرتے تھے۔

وَلُوطًا آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي

اور لوط (علیہ السلام) کو ہم نے حکمت اور علم (جیسا شان انبیاء کے مناسب ہوتا ہے) عطا فرمایا اور ہم نے انکو اس بستی سے

كَانَت تَّعْمَلُ الْخَبَائِثَ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَاسِقِينَ ﴿٧٤﴾

نجات دی جسکے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے۔ بلاشبہ وہ لوگ بڑے بدذات بدکار تھے۔

وَأَدْخَلْنَاهُ فِي رَحْمَتِنَا ۖ إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٧٥﴾

اور ہم نے لوطؑ کو اپنی رحمت میں داخل کیا (کیونکہ) بلاشبہ وہ بڑے نیکوں میں تھے۔

ع ٥ ٢٥ ٥

بُرائی و اذیت دہی کا قصد

اُن لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو جلانے کی کارروائی کی تھی سو ہم نے ان ہی لوگوں کو ناکام و رسوا کر دیا۔ اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اور لوط علیہ السلام کو خسف سے بچا کر ان دونوں کو سرزمین مقدس، فلسطین اور اردن کی طرف بھیجدیا جس میں ہم نے دُنیا جہان والوں کے لئے پانی اور پھلوں کی بھی برکت رکھی تھی۔

اور ہم نے حضرت ابراہیمؑ کو اسحاق بیٹا اور یعقوب پوتا عطا کیا، اور ہم نے حضرت ابراہیم، حضرت اسحٰق حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد میں نبوت عطا کی۔ اور ہم نے ان سب کو مقتدا بنایا، کہ ہمارے حکم و اطاعت کی طرف مخلوق کو دعوت دیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے پاس نیک کاموں کے کرنے کا یا یہ کہ توحید کی طرف دعوت دینے کا خصوصاً نماز کی پابندی کا اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم بھیجا، اور وہ حضرات ہماری خوب اطاعت کیا کرتے تھے۔ اور لوط علیہ السلام کو بھی ہم نے فہم سلیم اور نبوت عطا کی، اور سدوم بستی سے نجات دی۔ جس کے رہنے والے گندے گندے کام کیا کرتے تھے۔ یعنی لواطت (کبوتر بازی، گانا بجانا، داڑھی کٹانا وغیرہ جو موجودہ زمانہ کی خاص تہذیب ہے) بلاشبہ وہ لوگ اپنے کفر میں بڑے بدذات اور ان افعال لواطت وغیرہ میں بہت ہی بدکار تھے۔ اور ہم لوط علیہ السلام کو آخرت میں جنت میں داخل کریں گے، یا یہ کہ ان کو دُنیا میں بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا۔ اور وہ انبیاء کرام کے طریقہ پر تھے ؛

وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

اور نوحؑ (کے قصہ) کا تذکرہ کیجئے جبکہ اس (زمانہ ابراہیمی) سے (بھی) پہلے انہوں نے دعا کی سو ہم نے ان کی دعا قبول کی

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿٧٦﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ

اور انکو اور انکے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی۔ اور (نجات اس طرح دی کہ) ہم نے ایسے لوگوں سے ان کا بدلہ لیا

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٧٧﴾

جنہوں نے ہمارے حکموں کو (جو کہ نوحؑ لائے تھے) جھوٹا بتایا تھا۔ بلاشبہ وہ لوگ بہت بُرے تھے اسلئے ان سب کو ہم نے غرق کر دیا۔

وَدَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَشَتْ فِيهِ

اور داؤد اور سلیمان (علیہما السلام) کے قصہ کا تذکرہ کیجئے جبکہ دونوں کسی کھیت کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے جبکہ

غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴿٧٨﴾ فَفَهَّمْنَاهَا

اس (کھیت) میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت جا پڑیں (اور اس کو چر گئیں) اور ہم اس فیصلہ کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے

سُلَيْمَانَ ۚ وَكُلًّا آتَيْنَا حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوُودَ

سو ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمان کو دی اور (یوں) ہم نے دونوں کو حکمت اور علم عطا فرمایا تھا اور ہم نے داؤد کے ساتھ تابع کر دیا تھا

الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۚ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿٧٩﴾ وَعَلَّمْنَاهُ

پہاڑوں کو کہ (انکی تسبیح کے ساتھ) وہ تسبیح کیا کرتے تھے اور پرندوں کو بھی اور کرنے والے ہم تھے۔ اور ہم نے ان کو زرہ (بنانے)

صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُم مِّن بَأْسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنتُمْ

کی صنعت تم لوگوں کے (نفع کے) واسطے سکھلائی تاکہ وہ (زرہ) تم کو لڑائی (میں) ایک دوسرے کی زد سے بچائے

شَاكِرُونَ ﴿٨٠﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِهِ

سو تم شکر کرو گے بھی (یا نہیں) اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا کہ وہ ان کے حکم سے اس

إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَالِمِينَ ﴿٨١﴾

سرزمین کی طرف چلتی جس میں ہم نے برکت رکھی ہے (مراد ملک شام ہے) اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السّلام کی نصرت

اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی ہم نے نبوت کے ساتھ سرفراز فرمایا، ان کا وہ واقعہ بھی ذکر کیجئے، جب کہ انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے اپنے پروردگار سے دعا کی، سو ہم نے انکی دعا قبول کی اور ان کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو غرق سے نجات دی۔ اور ہم نے ایسی قوم سے بدلہ لیا جنہوں نے ہماری کتاب اور ہمارے رسول نوح علیہ السلام کی تکذیب کی۔ بلاشبہ وہ لوگ اپنے کفر میں بہت برے تھے۔ اسلئے ہم نے ان سب کو طوفان کے ذریعہ غرق کر دیا۔

اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کو بھی ہم نے نبوت اور حکمت کے ساتھ اعزاز عطا کیا، انکا وہ واقعہ قابل ذکر ہے، جبکہ وہ دونوں کسی قوم کے انگوروں کے باغ کے بارے میں فیصلہ کرنے لگے، جس کھیت میں رات کے وقت کچھ لوگوں کی بکریاں جا پڑی تھیں (اور اس کھیت کو کھا گئی تھیں) اور ہم حضرت داؤد و سلیمان کے

فیصلہ کو جاننے والے تھے۔ سو ہم نے اس فیصلہ کی آسان صورت کی سمجھ سلیمان علیہ السلام کو دیدی۔ اور یوں ہم نے دونوں ہی کو حکمت اور نبوت عطا کی تھی، اور ہم نے داؤد علیہ السلام کے ساتھ جس وقت وہ تسبیح کیا کرتے تھے پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا۔ کہ وہ بھی اُن کے ساتھ تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور اسی طرح پرندوں کو بھی، اور ان کاموں کے کرنے والے ہم تھے (اور ہم قادر مطلق ہیں۔ اس لئے اس پر تعجب بے سُود ہے۔)

اور ہم نے ان کو زرہ بنانے کی صنعت تم لوگوں کے نفع کے لئے سکھلائی، تاکہ وہ زرہ تم کو لڑائی میں تمہارے دشمنوں کے ہتھیاروں سے بچائے۔ سو تم اس زرہ کی نعمت کا شکر کرو گے بھی (یا نہیں)۔

اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کا زور کی ہوا کو تابع بنا دیا تھا، اور وہ حق تعالیٰ کے حکم سے، یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کے حکم سے اصطخر سے اس سرزمین کی طرف چلتی، جس میں ہم نے پھلوں وغیرہ کی برکت رکھی ہے، یعنی شام، اردن، فلسطین اور ہم ہر چیز کو جانتے ہیں۔ اس لئے ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ان چیزوں کو مسخر کیا۔

وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا

اور بعض بعض شیطان ایسے تھے کہ سلیمان ؑ کیلئے (دریاؤں میں) غوطہ لگاتے تھے۔ (تاکہ موتی نکال کر دیں) اور وہ اور اور

دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى

کام بھی اس کے علاوہ کیا کرتے تھے اور ان کے سنبھالنے والے ہم تھے۔ اور ایوب ؑ کا تذکرہ کیجئے جبکہ انھوں نے

رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ ج صلے

(بعد مبتلا ہونے مرض شدید کے) اپنے رب کو پکارا کہ مجھ کو یہ تکلیف پہنچ رہی ہے اور آپ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہیں۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ

ہم نے انکی دعا قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اسکو دور کر دیا اور (بلا استدعا) ہم نے انکو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور انکے

مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاِسْمٰعِيْلَ

ساتھ (گنتی میں) انکے برابر اور بھی اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور عبادت کرنے والوں کیلئے یادگار رہنے کے سبب سے اور اسمٰعیل ؑ

وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۸۵﴾ ج صلے وَاَدْخَلْنٰهُمْ

اور ادریس ؑ اور ذوالکفل کا تذکرہ کیجئے (یہ) سب (احکام الٰہیہ پر) ثابت قدم رہنے والے لوگوں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی

فِیْ رَحْمَتِنَا ؕ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۸۶﴾ وَذَا النُّوْنِ اِذْ

رحمت (خاصہ) میں داخل کر لیا تھا بیشک یہ کمال صلاحیت والوں میں سے تھے۔ اور مچھلی والے (پیغمبر یعنی یونسؑ)

ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَیْهِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ

کا تذکرہ کیجئے جب وہ (اپنی قوم سے) خفا ہو کر چل دیئے۔ اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم ان پر (اس چلے جانے میں) کوئی

اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾

دار و گیر نہ کرینگے پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا کہ آپکے سوا کوئی معبود نہیں ہے آپ سب نقائص سے پاک ہیں میں بے شک قصوروار ہوں

حضرت یونس علیہ السلام کی تاریکیوں میں دعاء

اور شیاطین یعنی جنات میں سے بھی ہم نے ایسوں کو مسخر کر دیا تھا۔ جو سلیمان علیہ السلام کے لئے دریاؤں میں لگایا کرتے تھے تاکہ جواہرات اور موتی سمندروں میں سے نکال کر ان کے پاس لائیں، اور وہ اس غوطہ زنی کے علاوہ سلیمان علیہ السلام کے لئے تعمیرات وغیرہ کے بھی کام کیا کرتے تھے، اور ان جنات کے سنبھالنے والے ہم تھے تاکہ ان میں سے کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔

اور ایوب علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے، جب کہ انہوں نے بعد مبتلا ہوئے مرض شدید کے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے جسمانی بہت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ آپ مہربانی فرمائیں اور اس تکلیف سے مجھے نجات دیں، سو ہم نے ان کی دعاء قبول کی اور ان کو جو تکلیف تھی اس کو دور کر دیا۔ اور جنت میں ہم نے ان کا کنبہ جو دنیا میں ہلاک ہو گیا تھا عطا کیا، اور جتنا ہلاک ہو گیا تھا اس کے برابر اس دنیا میں بھی عطا کیا، یہ سب اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور مومنین کے لئے یادگار کے سبب سے۔

اور اسمٰعیلؑ اور ادریسؑ اور ذوالکفلؑ کا بھی تذکرہ کیجئے، یہ سب احکام الہیہ تشریعیہ، وتکوینیہ پر ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں تھے۔ ہم ان کو آخرت میں، اپنی جنت میں داخل کریں گے۔ اور ذوالکفل علیہ السلام کے علاوہ یہ سب نبی تھے۔ اور ذوالکفل نبی نہیں تھے۔ بلکہ ایک صالح نیکوکار شخص تھے۔

اور مچھلی والے پیغمبر یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا بھی ذکر کیجئے۔ جبکہ وہ اپنے بادشاہ سے خفا ہو کر چل دیئے اور انہوں نے یہ سمجھا کہ ہم اس دن کے چلے جانے پر کوئی دار و گیر نہیں کریں گے (خدا کے حکم سے ان کو مچھلی نگل گئی)۔ پس انہوں نے اندھیروں میں پکارا، ایک اندھیرا قعر دریا کا، دوسرا شکم ماہی کا، تیسرا مچھلی کی آنتوں، غرضکہ ان تاریکیوں میں دعاء کی کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں آپ پاک ہیں، میں آپ کے دربار میں توبہ کرتا ہوں، بیشک میں قصوروار ہوں کہ بغیر آپ کے حکم کے ناراض ہوا۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ وَكَذٰلِكَ

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انکو اس گھٹن سے نجات دی اور ہم اسی طرح (اور) ایمان والوں کو (بھی کرب و بلا سے)

نُـنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۸﴾ وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ

نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا ؑ کا تذکرہ کیجیے جبکہ انھوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اے میرے رب

لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ﴿۸۹﴾ ج صلے فَاسْتَجَبْنَا

مجھکو لاوارث مت رکھیو (یعنی مجھ کو فرزند دیجیے کہ میرا وارث ہو) اور سب وارثوں سے بہتر آپ ہی ہیں۔ سو ہم نے انکی دعا

لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ

قبول کرلی اور ہم نے ان کو یحییٰ (فرزند) عطا فرمایا اور ان کی خاطر سے انکی بی بی کو (جو کہ بانجھ تھیں) اولاد کے قابل کر دیا

كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ

یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے۔ اور امید و بیم کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔

وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔ اور اس بی بی (مریم ؑ کا بھی) تذکرہ کیجیے جنہوں نے اپنے ناموس کو

فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۱﴾

(مردوں سے) بچایا (نکاح سے بھی اور ناجائز سے بھی) پھر ہم نے ان میں (بواسطہ جبرئیل) اپنی روح پھونک دی اور ہم نے انکو اور انکے فرزند (عیسیٰ) کو دنیا

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ صلے وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۹۲﴾

جہان والوں کیلئے (اپنی قدرت کاملہ کی) نشانی بنا دی۔ یہ ہے تمہارا طریقہ کہ جس پر تمکو رہنا واجب ہے وہ ایک ہی طریقہ ہے اور میں تمہارا رب (حقیقی) ہوں سو تم میری عبادت کیا کرو

پاک ہستیوں کا پاک ذکر ہم نے انکی دعا کو قبول کرلیا۔ اور ان کو تاریکیوں کی گھٹن سے نجات دی۔ اور اسی طرح ہم اور ایمان والوں کو بھی غم و پریشانی سے دعا کے وقت نجات دیا کرتے ہیں۔ اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ زکریا علیہ السلام کے قصہ کا ذکر کیجیے جبکہ

انہوں نے دعا کی، اے میرے پروردگار مجھے لاوارث تنہا بغیر کسی مددگار کے نہ رکھیو، یوں تو سب مددگاروں سے بہتر آپ ہی ہیں۔ سو ہم نے ان کی دعا قبول کر لی، اور ان کو نیک بخت فرزند یحییٰ عطا کیا۔ اور ان کی خاطر سے ان کی بیوی کو اولاد کے قابل کر دیا، یہ انبیاء کرام یا یہ کہ حضرت زکریا اور یحییٰ نیک کاموں کی طرف سبقت کرتے تھے، اور اس طرح ہم کو پکارتے تھے۔ یا یہ کہ جنت کی امید اور دوزخ کے خوف کے ساتھ ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔ اور ہمارے سامنے تواضع اور اطاعت کے ساتھ رہتے تھے۔ اور ان کی بی بی مریم علیہ السلام کا بھی ذکر کیجیے۔ جنہوں نے اپنے ناموس کو بچایا، پھر ان کے گریبان میں ہمارے حکم سے جبریل علیہ السلام نے ہماری روح پھونک دی۔ اور ہم نے ان کو اور ان کے فرزند کو دنیا جہان والوں کے لئے بالخصوص بنی اسرائیل کے لئے اپنی قدرت کی نشانی بنا دی، کہ بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہوا، اور مردوں میں سے بغیر کسی کے ہاتھ لگائے اور قریب آئے ہوئے حضرت مریم علیہا السلام کے ولادت باسعادت ہوئی (جو اوپر انبیاء کرام کا طریقہ توحید معلوم ہوا) اے لوگو! یہ ہے تمہارا پسندیدہ طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے۔ اور حاصل یہ کہ میں تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں، میری ہی اطاعت کیا کرو۔

وَتَقَطَّعُوٓا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ ۖ كُلٌّ إِلَيْنَا رَٰجِعُونَ ﴿٩٣﴾ فَمَن

اور ان لوگوں نے اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا (سو اس کی سزا دیکھیں گے کیونکہ) سب ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ سو جو شخص

يَعْمَلْ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِۦ

نیک کام کرتا ہوگا اور وہ ایمان والا بھی ہوگا سو اسکی محنت اکارت جانے والی نہیں۔

وَإِنَّا لَهُۥ كَٰتِبُونَ ﴿٩٤﴾ وَحَرَٰمٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَٰهَآ أَنَّهُمْ

اور ہم اسکو لکھ لیتے ہیں۔ اور ہم جن بستیوں کو (عذاب سے یا موت سے) فنا کر چکے ہیں انکے لئے یہ بات ناممکن ہے،

لَا يَرْجِعُونَ ﴿٩٥﴾ حَتَّىٰٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم

کہ وہ (دنیا میں) پھر لوٹ کر آ دیں۔ یہانتک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جاویں گے اور وہ (غایت کثرت

مِّن كُلِّ حَدَبٍ يَنسِلُونَ ﴿٩٦﴾ وَٱقْتَرَبَ ٱلْوَعْدُ ٱلْحَقُّ

کی وجہ سے) ہر بلندی سے (جیسے پہاڑ اور ٹیلہ) نکلتے (معلوم) ہوں گے۔ اور (روز رجوع وبعث کا) سچا وعدہ نزدیک آپہنچا ہوگا

فَاِذَا هِیَ شَاخِصَۃٌ اَبۡصَارُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ یٰوَیۡلَنَا قَدۡ کُنَّا

تو بس پھر ایک دم سے یہ قصہ ہوگا کہ منکروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جاویں گی۔ (اور یوں کہتے نظر آوینگے) کہ ہائے کمبختی ہماری

فِیۡ غَفۡلَۃٍ مِّنۡ ہٰذَا بَلۡ کُنَّا ظٰلِمِیۡنَ ﴿۹۷﴾

ہم اس (امر) سے غفلت میں تھے۔ بلکہ (واقعی یہ ہے کہ) ہم ہی قصوروار تھے۔

بعد از وقت اقرار } مگر لوگوں نے اس حقیقت کے باوجود اپنے درمیان اپنے دین میں اختلاف پیدا کر لیا، یہودیوں نے علیحدہ دین اور عیسائیوں نے علیحدہ اور مجوس نے علیحدہ طریقہ اختیار کر لیا، باقی ہر ایک گروہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔

سو جو شخص حق تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوگا۔ اور وہ اپنے ایمان میں سچا بھی ہوگا۔ تو اس کے اعمال صالحہ کا ثواب اکارت نہیں جائے گا۔ بلکہ اسے اس کے ان اعمال پر ثواب دیا جائے گا۔ اور اس کو بدلہ اور ثواب دینے والے ہیں، یا یہ کہ ہم اس کے ان اعمال کو لکھ لیتے ہیں۔ اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور مکہ والوں کے لئے جیسا کہ ابوجہل اور اس کے ساتھی ہیں۔ جن کو ہم نے کفر کے ساتھ ذلیل کیا ہے ان کے لئے توفیق ہدایت ناممکن ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھوڑ کر ایمان اختیار کریں۔ یا یہ مطلب ہے کہ مکہ والوں میں سے جن لوگوں کو ہم نے بدر کے دن تہ تیغ کر کے ہلاک کر دیا ہے، ان کے لئے دنیا میں لوٹ کر آنا بامتناع شرعی ناممکن ہے۔

یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں (اور قیامت قائم ہوگی) تو اسوقت وہ یہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے۔ اور وہ یاجوج ماجوج (غایت کثرت کی وجہ سے) ہر ایک ٹیلہ اور بلندی سے نکلتے (معلوم) ہوں گے، اور ان کے سد ذوالقرنین سے نکلنے کے وقت قیامت قریب آجائے گی۔ پس پھر (اس کے واقع ہوتے ہی) یہ قصہ ہوگا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے انکار کرنے والوں کی ایک دم سے آنکھیں ذلیل و خوار ہو کر پھٹی کی رہ جائیں گی۔ اور یوں کہتے نظر آدیں گے ہائے ہماری کمبختی ہم اس دن سے غفلت میں تھے، بلکہ واقعتہً ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے منکر تھے۔

اِنَّکُمۡ وَ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ حَصَبُ جَہَنَّمَ ؕ

بلاشبہ تم (اے مشرکین) اور جن کو تم خدا کو چھوڑ کر پوج رہے ہو سب جہنم میں جھوکے جاؤ گے (اور)

اَنۡتُمۡ لَہَا وٰرِدُوۡنَ ﴿۹۸﴾ لَوۡ کَانَ ہٰۤؤُلَآءِ اٰلِہَۃً مَّا وَرَدُوۡہَا ؕ

تم سب اس میں داخل ہوگے۔ (اور یہ بات سمجھنے کی ہے کہ) اگر یہ (تمہارے معبود) واقعی معبود ہوتے تو اس (جہنم) میں

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۹۹﴾ لَهُمْ فِيهَا زَفِيْرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

کیوں جاتے اور سب (عابدین و معبودین) انہیں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے (اور) انکا اس میں شور ہو گا اور وہاں (اپنے غل شور میں کسی کی)

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

کوئی بات سنیں گے بھی نہیں (یہ تو دوزخیوں کا حال ہوا اور) جن کیلئے ہماری طرف سے بھلائی مقدر ہو چکی ہے وہ اس (دوزخ) سے (اسقدر)

لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ

دور کئے جاویں گے۔ (کہ) اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ

اور ان کو بڑی گھبراہٹ (یعنی نفخہ ثانیہ سے زندہ ہونے کی) غم میں نہ ڈالے گی اور (قبر سے نکلتے ہی) فرشتے ان کا استقبال کرینگے

هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾

(اور کہیں گے) یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

کافر اور ان کے بت جہنم کا ایندھن ہیں

بلاشبہ اے مکہ والو تم اور تمہارے یہ بت سب دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اور تم سب اور یہ تمہارے بت دوزخ میں داخل ہونگے۔ اگر یہ بت واقعی تمہارے معبود ہوتے تو اس دوزخ میں کیوں داخل ہوتے۔ یہ سب عابد و معبود اس دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہوں گے۔ اور ان کا دوزخ میں شور و غل اور گدھے جیسی آوازیں ہونگی۔ (معاذ اللہ) اور وہ دوزخی رحمت شفاعت دوزخ سے نکلنے اور نرمی وغیرہ کی کوئی بات بھی نہ سنیں گے اور نہ وہاں دیکھیں گے۔

اور جن حضرات کے لئے ہماری طرف سے جنت مقدور ہو چکی، جیسا کہ حضرت عیسیٰ وعزیر علیہما السلام وہ دوزخ سے نجات میں رہیں گے۔ اور اس سے اس قدر دور رکھے جائیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور وہ لوگ اپنی جی چاہی چیزوں اور جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور جب دوزخ پر کی جائے گی اور موت کو مینڈھے کی شکل میں جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کیا جائیگا۔ یہ بھی ان کو غم میں نہ ڈالے گی اور جنت کے دروازے پر ان حضرات کا فرشتے بشارت و خوشخبری دینے کے ساتھ استقبال کریں گے اور کہیں گے یہ ہے وہ تمہارا دن جس کا دنیا میں تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الخ سے لے کر یہاں تک یہ آیت عبداللہ بن زبعری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بتوں کے بارے میں جھگڑا کیا تھا :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ الخ نازل ہوئی۔ تو ابن زبعری نے کہا کہ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور حضرت عزیران کی پرستش ہوتی ہے، یہ سب ہمارے معبودوں کے ساتھ دوزخ میں جائیں گے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ الخ یعنی جن حضرات کے لئے جنت مقدر ہو چکی، وہ دوزخ سے اس قدر دور رہیں گے کہ اس کی آہٹ بھی نہ سنیں گے اور دوسری یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا تا خَصِمُوْنَ الخ :۔

يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ؕ كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ

وہ دن (بھی) یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم (نفخہ اولی کے وقت) آسمان کو اس طرح لپیٹ دیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ

نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا

لپیٹ لیا جاتا ہے (اور) ہم نے جس طرح اول بار پیدا کرنے کیوقت (ہر چیز کی) ابتدا کی تھی اسی طرح (آسانی سے) اسکو دوبارہ پیدا کر دینگے یہ ہمارے

فِى الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِىَ الصّٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

ذمہ وعدہ ہے (اور) ہم ضرور (اسکو پورا) کرینگے اور ہم (سب آسمانی) کتابوں میں لوح محفوظ (میں لکھنے) کے بعد لکھ چکے ہیں کہ اس زمین

اِنَّ فِىْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا

(جنت) کے مالک میرے نیک بندے ہونگے۔ بلاشبہ اس (قرآن) میں (ہدایت کا) کافی مضمون ہے ان لوگوں کیلئے جو بندگی کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰۤى اِلَىَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ

(ایسے مضامین نافعہ دیکر) آپکو اور کسی بات کیواسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہان کے لوگوں (اپنے یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کیلئے آپ (بطور خلاصہ کے مکرر)

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۸﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا

فرما دیجئے کہ میرے پاس تو صرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی معبود ہے سو اب بھی تم مانتے ہو (یا نہیں یعنی اب تو مان لو) پھر (بھی) اگر یہ لوگ سرتابی کریں

فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ؕ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ

تو (بطور اتمام حجت کے) آپ فرما دیجئے کہ میں تمکو نہایت صاف اطلاع کر چکا ہوں اور میں جانتا نہیں کہ جس (سزا) کا تم سے

مَّا تُوْعَدُوْنَ ﴿۱۰۹﴾ اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ

وعدہ ہوا ہے آیا وہ قریب ہے یا دور دراز ہے (البتہ وقوع ضرور ہوگا) کیونکہ اللہ کو (تمہاری) پکار کر کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے اور جو بات

مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنْ اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ

تم دل میں رکھتے ہو اسکی بھی خبر ہے۔ اور میں (بالتعیین) نہیں جانتا کہ کیا مصلحت ہے (شاید وہ (تاخیر عذاب) تمہارے

اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ

لئے (صورۃ) امتحان ہو اور ایک وقت (یعنی موت) تک (زندگی سے) فائدہ پہنچانا ہو پیغمبر نے (باذن الٰہی) کہا کہ میرے رب فیصلہ کر دیجئے حق کے

الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ ع

موافق اور (پیغمبر نے کفار سے یہ بھی فرمایا کہ) ہمارا رب (ہم پر) بڑا مہربان ہے جس سے ان باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہی جاتی ہے جو تم بنایا کرتے ہو۔

ع ۷ النصف

قیامت کا دن یاد کے قابل ہے

اور قیامت کا دن بھی یاد کرنے کے قابل ہے۔ کہ جس دن ہم آسمانوں کو ہم اپنے داہنے ہاتھ پر اس طرح لپیٹ لیں گے جس طرح لکھے ہوئے مضمون کا کاغذ لپیٹ لیا جاتا ہے۔ اور جس طرح اول بار ان کو ہم نے نطفہ سے پیدا کیا تھا، اسی طرح پھر دوبارہ قبروں سے پیدا کر دیں گے، یہ ہمارے ذمہ وعدہ ہے ہم ضرور مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کریں گے۔ اور ہم داؤد علیہ السلام کی زبور میں توریت کے بعد لکھ چکے ہیں، یا یہ مطلب ہے کہ ہم تمام آسمانی کتابوں میں لوح محفوظ میں لکھنے کے بعد لکھ چکے ہیں۔ کہ سر زمین جنت کے مالک میرے موحد بندے ہوں گے یا یہ کہ ارض مقدسہ کے وارث بنی اسرائیل کے نیکوکار یا خیر زمانہ کے نیکوکار ہوں گے اور وہاں اُتریں گے۔ بلاشبہ اس قرآن کریم میں موحدین کے لئے کافی مضمون ہے، یا یہ کہ اوامر و نواہی کے ذریعہ نصیحت ہے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا، مگر جن و انس میں سے جو آپ پر ایمان لائے، اس پر عذاب سے رحمت و نعمت کے لئے بھیجا ہے۔ پس آپ فرما دیجئے کہ میرے پاس تو اس قرآن کریم کے ذریعہ سے یہ وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود حقیقی ایک ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے، اب بھی مکہ والو! تم خلوص کے ساتھ توحید اور عبادت کا اقرار کرتے ہو یا نہیں پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان اور اخلاص سے

سرتابی کریں تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تم کو صاف اطلاع کر چکا ہوں جس میں ذرہ برابر خفا نہیں کہ میری مدد کی جائے گی، اور تم کو انکار پر سزا ملے گی۔ باقی میں نہیں جانتا کہ وہ عذاب قریب ہے یا دور از، اللہ تعالیٰ کو تمہاری پکار رکھی ہوئی اور کہی ہوئی بات کی بھی خبر ہے۔ اور جو بات تم دل میں رکھتے ہو یا جو کام چھپا کر کرتے ہو اس کی بھی خبر ہے۔ اور تم پر کب عذاب ہوگا، اسکی بھی خبر ہے (مجھے علم غیب نہیں) باقی بالیقین میں نہیں جانتا شاید تاخیر عذاب تمہارے لئے امتحان ہو۔ اور نزول عذاب کے وقت محدود تک فائدہ پہنچانا ہو۔

آپ فرما دیجئے کہ میرے اور مکہ والوں کے درمیان حق اور عدل کے موافق فیصلہ فرما دیجئے اور ہمارا رب بڑا مہربان ہے جس سے ہم ان جھوٹی باتوں کے مقابلہ میں مدد چاہتے ہیں جو تم بنایا کرتے ہو۔

اٰیاتہا ۷۸ (۲۲) سُورَۃُ الْحَجِّ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۳) رکوعاتہا ۱۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو (کیونکہ) یقیناً قیامت (کے دن) کا زلزلہ بڑی بھاری چیز ہوگی۔

عَظِیْمٌ ① یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا

جس روز تم لوگ اس (زلزلہ) کو دیکھو گے اس روز تمام دودھ پلانے والیاں (مارے ہیبت کے) اپنے

اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى

دودھ پیتے کو بھول جاویں گی اور تمام حمل والیاں اپنا حمل (پورے دن ہونے سے پہلے) ڈال دیں گی اور

النَّاسَ سُكٰرٰی وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰی وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ

(اے مخاطب) تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے حالانکہ (واقع میں) نشہ میں نہ ہوں گے ولیکن اللہ کا عذاب ہے

شَدِیْدٌ ②

ہی سخت چیز۔

خوف کی شدت سے نشہ کی سی حالت

(سورۂ حج) یہ سورت مکی ہے بجز ان پانچ آیتوں کے یعنی و من الناس من یعبد اللہ علی حرف الخ یہ دو آیتیں اور اذن للذین یقاتلون بانہم الخ یہ دو آیتیں اور آیت یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا الخ یہ پانچوں آیتیں مدنی ہیں۔ قرآن کریم میں جس مقام پر یا ایہا الذین آمنوا الخ کے ساتھ خطاب ہو وہ آیت مدنی ہوتی ہے۔ اور جس جگہ پر یا ایہا الناس کے ساتھ خطاب ہو وہ مکی اور مدنی دونوں ہوتی ہے۔ اور آپ کو کوئی ایسی آیت مکی نہیں ملے گی جس میں یا ایہا الذین آمنوا کے ساتھ خطاب ہو گا۔ اس سورت میں اٹھتر ۷۸ آیتیں اور ایک ہزار دو سو اکیانوے ۱۲۹۱ کلمات اور پانچ ہزار ایک سو پینتیس ۵۱۳۵ حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) یہ خطاب خاص و عام دونوں طریقہ پر ہوتا ہے۔ باقی اس مقام پر عام ہے کہ اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ اور اس کی اطاعت کرو کیونکہ قیام قیامت کا زلزلہ ایک بڑی ہیبتناک چیز ہوگی۔ جس روز نفخہ اولیٰ کے وقت تم لوگ اس زلزلہ کو دیکھو گے تو اس روز یہ حال ہو گا کہ تمام دودھ پلانے والیاں ہیبت کے مارے اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائیں گی۔ اور تمام حمل والیاں اپنے پیٹ کے بچوں کو ایام پورا ہونے سے پہلے ہی ڈال دیں گی اور اے مخاطب تجھ کو لوگ نشہ کی سی حالت میں دکھائی دیں گے۔ حالانکہ وہ کسی نشہ آور چیز کی وجہ سے نشہ میں نہ ہوں گے، لیکن اللہ کا عذاب ہے ہی سخت چیز جس کے خوف کے مارے لوگوں کی حالت نشہ والوں کی سی ہو جائے گی،

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ

اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (یعنی ذات یا صفات میں) بے جانے بوجھے جھگڑا کرتے ہیں اور ہر شیطان

شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝۳ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ

سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جس کی نسبت (خدا کے یہاں سے) یہ بات لکھی جا چکی ہے کہ جو شخص اس سے تعلق رکھیگا

يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝۴ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

(یعنی اسکا اتباع کریگا) تو اسکا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو (راہ حق سے) بے راہ کر دیگا اور اسکو عذاب دوزخ کا رستہ دکھلا دیگا اے لوگو

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ

اگر تم (قیامت کے روز) دوبارہ زندہ ہونے سے شک (و انکار) میں ہو تو ہم نے (اول) تم کو مٹی سے بنایا۔

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ

پھر نطفہ سے (جو کہ غذا سے پیدا ہوتا ہے) پھر خون کے لوتھڑے سے پھر بوٹی سے کہ (بعضی) پوری ہوتی ہے اور (بعضی)

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ

ادھوری بھی تاکہ ہم تمہارے سامنے (اپنی قدرت) ظاہر کر دیں اور ہم (ماں کے) رحم میں جس (نطفہ) کو چاہتے ہیں ایک مدت

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

معین (یعنی وقت وضع) تک ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر ہم تم کو بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں پھر تاکہ تم اپنی بھری جوانی (کی عمر)

اَشُدَّكُمْ ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰٓى

تک پہنچ جاؤ اور بعضے تم میں وہ بھی ہیں جو (جوانی سے پہلے ہی) مر جاتے ہیں اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر (یعنی زیادہ

اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَتَرَى

بڑھاپے) تک پہنچا دیا جاتا ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ایک چیز سے باخبر ہو کر پھر بے خبر ہو جاتا ہے اور (آگے دوسرا استدلال ہے کہ)

الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ

اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک (پڑی) ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے

وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ ⑤

اور پھولتی ہے اور ہر قسم کی خوشنما نباتات اگاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں جھگڑنے والے

اور بعضے آدمی ایسے ہیں یعنی نضر بن حارث جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بے جانے بوجھے اور بغیر کسی حجت و دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور ہر ملعون شیطان سرکش کے پیچھے ہو لیتے ہیں۔ جس شیطان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا جا چکا ہے کہ جو اس کا اتباع کرے گا تو اس کا کام ہی یہ ہے کہ وہ اس کو راہِ حق سے بے راہ کر دے گا۔ اور اس کو عذاب دوزخ کا رستہ بتلا دے گا۔ یعنی ایسی باتیں اس سے کروائے گا جس سے دوزخ واجب ہو جائے اے مکہ والو! اگر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ ہونے کے امکان سے شک و شبہ میں ہو تو ذرا اپنی

ابتداء آفرینش کے بارے میں غور کر لو، کیونکہ ابتداء پیدا کرنے سے پھر تمہارا دوبارہ زندہ کرنا زیادہ مشکل نہیں، کیونکہ ہم نے اول بار تم کو بواسطہ حضرت آدم مٹی سے بنایا (اور اب بھی مٹی سے کیونکہ غذا جس سے نطفہ بنتا ہے، اول عناصر سے پیدا ہوتی ہے جس میں ایک جز مٹی بھی ہے عاید) پھر اس کے بعد ہم نے تم کو نطفہ سے بنایا، اور پھر نطفہ کے بعد خون کے لوتھڑے سے (جو نطفہ میں غلظت اور سرخی آنے سے حاصل ہوتا ہے) پھر تازہ بوٹی سے جو کہ لوتھڑے میں سختی آنے کے بعد حاصل ہوتا ہے کہ اس بوٹی میں بعض کے پورے اعضاء بنا دیتے ہیں۔ اور بعض کو ناتمام ہی گرا دیتے ہیں۔ تاکہ ہم قرآن میں تمہاری ابتدائی پیدائش اور اس کی حقیقت کو ظاہر کر دیں۔ اور ہم رحم مادر میں جس نطفہ کو چاہتے گرنے سے ایک مدت تک ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ رحم مادر میں ہم جس بچہ کو چاہتے مہینوں کی ایک مدت معینہ یعنی وضع حمل تک ٹھہرائے رکھتے ہیں۔ پھر اس مدت معینہ کے بعد ہم تم کو بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے باہر لاتے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول (سورۂ حج)

فرمانِ الٰہی، (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) ومن الناس من یجادل الخ کے بارے میں

نقل کیا ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تاکہ تم میں سے بعض اپنی بھری جوانی کی عمر کو پہنچ جائیں۔ یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تیس ۳۰ سال تک کے ہو جائیں اور بعضے تم میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بلوغ سے قبل ہی ان کی روح قبض کر لی جاتی ہے۔ اور بعضے تم میں وہ ہیں جو نکمی عمر تک پہنچا دیئے جاتے ہیں یعنی زیادہ بڑھاپے کی حالت میں وہ ہی سابقہ شیر خوار بچہ کی حالت ہو جاتی ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز کی سمجھ اور اس سے باخبر ہوتے ہوئے پھر اسی چیز سے بے سمجھ اور بے خبر ہو جاتے ہیں (کہ ابھی ایک بات بتلائی اور ابھی پھر پوچھ رہے ہیں)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ

یہ (سب) اس سبب سے ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور وہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہ

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

ہر چیز پر قادر ہے۔ اور (نیز اس سبب سے ہوا کہ) قیامت آنے والی ہے اس میں ذرا شبہ

فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ وَمِنَ النَّاسِ

نہیں اور اللہ تعالیٰ (قیامت میں) قبر والوں کو دوبارہ پیدا کر دے گا اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں

مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا ھُدًی وَّلَا کِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۸﴾

کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدون واقفیت (یعنی علم ضروری) اور بدون دلیل (یعنی علم استدلال عقلی) اور بدون کسی روشن

قدرت کی کاریگری اور اے مخاطب تو زمین کو دیکھتا ہے کہ خشک ویران پڑی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں۔ تو وہ سبزی کے ساتھ ابھرتی ہے، یا یہ کہ اس میں حرکت اور پانی سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہوتی ہے۔ اور سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے، اور پانی کی وجہ سے ہر قسم کے خوشنما نباتات اگاتی ہے یہ جو کچھ تمہاری تبدل احوال پر اور زمین کی حالت کی تبدیلی سے قدرت خداوندی کا ظہور فرمایا یہ سب اس لئے کیا تاکہ تم اب جان لو اور اس بات کا اقرار کرلو، کہ حق تعالیٰ ہی ہستی میں کامل ہے۔ اور اسی کی عبادت برحق ہے اور وہ ہی بے جانوں میں جان ڈالتا ہے اور وہ ہی موت وحیات ہر چیز پہ قادر ہے۔

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اور اس کے آنے اور قائم ہونے میں ذرا شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ قیامت میں جزا و عقاب کے لئے قبر والوں کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ دین الٰہی اور کتاب خداوندی میں بدون واقفیت علم ضروری بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب کے اپنی گردن مٹکاتے ہوئے اور آیات خداوندی سے اعراض اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں۔

ثَانِیَ عِطْفِهٖ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ؕ لَهٗ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ

کتاب (یعنی علم استدلال نقلی) کے تکبر کرتے ہوئے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے (یعنی دین حق سے) بے راہ کر دیں اور

وَّنُذِیْقُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِیْقِ ﴿۹﴾ ذٰلِكَ بِمَا

ایسے شخص کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اس کو جلتی آگ کا عذاب چکھا دیں گے۔ (اور اس سے کہا جاویگا)

قَدَّمَتْ یَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۱۰﴾ ع وَ

ع ۱۰ / ۸

کہ یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ (اپنے) بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی حَرْفٍ ج فَاِنْ اَصَابَهٗ

(پس تجھکو بلا جرم سزا نہیں دیگا) اور بعض آدمی اللہ کی عبادت (ایسے طور) پر کرتا ہے (جیسے کسی چیز کے) کنارے پر کھڑا ہو

خَيْرُ ِۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ِۨانْقَلَبَ عَلٰى

پھر اگر اس کو کوئی (دنیوی) نفع پہنچے گا تو اس کی وجہ سے (ظاہری) قرار پالیا اور اگر اس پر کچھ آزمائش ہوگئی تو منہ

وَجْهِهٖ ۚ قف خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

اٹھا کر (کفر کی طرف) چل دیا (جس سے) دنیا اور آخرت دونوں کو کھو بیٹھا یہی کھلا نقصان

الْمُبِيْنُ ﴿۱۱﴾

(کھلا تا) ہے۔

دُنیا میں رسوائی اور آخرت کی ذلّت

تاکہ دوسرے لوگوں کو دین الہٰی اور اطاعت خداوندی سے بے راہ کردیں، ایسے شخص کے لئے دنیا میں رسوائی ہے یعنی بدر کے دن ذلیل ہو کر مارا جائے گا، اور ہم قیامت کے دن جلتی ہوئی آگ کا عذاب یا سخت عذاب اس کو چکھائیں گے۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ بدر کے دن جو تو مارا گیا اور اب یہ سزا ملی، یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے شرکیہ کاموں کا بدلہ ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ سے لے کر یہاں تک یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں نازل ہوئی اور حق تعالیٰ بغیر جرم و قصور کے اپنے بندوں کی گرفت فرمانے والا نہیں۔

اور بعض آدمی حق تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے، جیسے کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو، اور شک اور کسی نعمت کے انتظار میں گرفتار ہو، یہ آیت بنو حلاف منافقین بنی اسد و غطفان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

پھر اگر اس کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ گیا تو ظاہری طور پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے دین سے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ اور اگر کسی قسم کی کوئی سختی لاحق ہو گئی تو اپنے سابقہ مشرکانہ دین کو اختیار کر لیا، جس سے دنیا و آخرت دونوں کو کھو بیٹھا۔ دنیا کی ذات کو برباد کیا اور آخرت جنت ہاتھ سے چھوٹی، یہ دنیا و آخرت کے برباد ہونے کا نقصان کھلا ہوا نقصان کہلاتا ہے ؛؛

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ الخ امام بخاری رحہ نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ آدمی مدینہ منورہ آکر اسلام قبول کر لیتا تھا۔ پھر اگر اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہو جائے اور اس کی گھوڑی بچہ دیدے تب تو کہتا تھا کہ یہ دین اچھا ہے۔ اور اگر اس کی بیوی کے لڑکا نہ پیدا ہوا، اور اس کی گھوڑی نے بچہ نہ دیا تو بولتا کہ یہ دین برا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض آدمی حق تعالیٰ کی عبادت ایسے طور پر کرتا ہے، جیسے کوئی کسی چیز کے کنارہ پر کھڑا ہو الخ۔

اور ابن مردویہ نے عطیہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے ایک شخص مشرف باسلام ہوا، اسلام لاتے ہی اس کی بینائی مال واولاد سب چیزیں جاتی رہیں۔ اس نے اسلام سے بدفالی لی۔ اور بولا میرے اس دین سے مجھے معاذ اللہ کوئی بھلائی نہیں پہنچی، میری نگاہ اور مال جاتا رہا۔ میرا لڑکا مر گیا، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ؛

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۚ ذٰلِكَ

خدا کی عبادت) کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگا جو نہ اس کو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ اسکو نفع پہنچا سکتا ہے

هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ﴿١٢﴾ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ

یہ انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔ وہ ایسے عبادت کر رہا ہے کہ اس (کی عبادت) کا ضرر بہ نسبت اس کے نفع کے زیادہ

نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ﴿١٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ

قریب الوقوع ہے (اور) ایسا کارساز بھی برا اور ایسا رفیق بھی برا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جو

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

ایمان لائے اور اچھے کام کئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل فرما دیں گے جن کے

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ﴿١٤﴾ مَنْ كَانَ

نیچے نہریں جاری ہوں گی اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے۔ جو شخص

يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخالفت کرکے) اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعم رسول کی دنیا اور آخرت میں

اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ﴿١٥﴾

مدد نہ کریگا تو اس کو چاہیئے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر (اس کے ذریعہ سے آسمان تک پہنچکر اگر ہو سکے) اس وحی کو موقوف کرا دے تو پھر (اب) غور کرنا چاہیئے آیا اس کی (یہ) تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو (یعنی وحی کو) موقوف کر سکتی ہے۔

غیظ و غضب ختم کرنے کی ایک تدبیر

اور یہ بنو حلاف عبادت خداوندی کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرنے لگے کہ نہ ان کو عبادت نہ کرنے کی صورت میں نقصان پہنچا سکتی ہے اور نہ عبادت کرنے کی صورت میں نفع پہنچا سکتی ہے۔ اور یہ بھی حق و ہدایت سے انتہا درجہ کی گمراہی ہے۔ اور بر بنو الحلاف ایسی چیزوں کی عبادت کر رہے ہیں کہ ان کا نقصان بہ نسبت اس کے نفع کے بہت زیادہ قریب الوقوع ہے ایسا کارساز بھی برا ہے۔ اور ایسا رفیق بھی بُرا، یعنی جس معبود کی عبادت اس کی پرستش کرنے والے کے لئے نقصان و عذاب کا باعث ہو تو ایسا معبود بہت برا ہے۔

اور حق تعالیٰ تو ایسا منعم حقیقی ہے کہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو حق تعالیٰ ان کو ایسے باغات میں داخل فرمائے گا جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ شہد، شراب اور پانی کی نہریں جاری ہونگی۔ اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ کرتا ہے کر گزرتا ہے کہ جس کو چاہے شقی بنائے اور جس کو چاہے سعادت سے بہرہ ور فرمائے۔ اور ان ہی لوگوں کے بارے میں اگلی آیت نازل ہوئی ہے کیونکہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں اس بات کا خدشہ ہے کہ معاذ اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں مدد نہیں کی جائے گی تو آپ کی اتباع کرنے سے ہمارے اور یہود کے درمیان جو تعلقات ہیں وہ ختم ہو جائیں گے، اس پر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی غلبہ و نصرت و شوکت کے ساتھ دنیا و آخرت میں مدد نہیں فرمائے گا۔ تو وہ ایک رسی اپنے مکان کی چھت میں باندھ کر اس سے اپنا گلا گھونٹ لے اور پھر اپنے متعلق غور کرے۔ کہ اس کے اس اپنا گلا گھونٹنے نے جو اس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر غصہ تھا اس کا تدارک کیا یا نہیں۔ اور اس آیت کی ایک اور طریقہ پر تفسیر کی گئی کہ جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ حق تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں آپ کو رزق عطا کرکے اور آخرت میں ثواب دے کر مدد نہیں فرمائے گا۔ تو وہ اپنے مکان کی چھت میں ایک رسی باندھ کر اپنا گلا گھونٹ لے اور اس رسی کو کاٹ ڈالے اس کے بعد دیکھے کہ اس کا گلا گھٹنے نے اس کو جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں غیظ و غضب تھا وہ ختم کیا، یا اب بھی باقی ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ

اور ہم نے اس (قرآن) کو اسی طرح اتارا ہے جس میں کھلی کھلی دلیلیں (تعیین حق کی) ہیں اور بات یہ (ہی ہے) کہ

مَنْ يُّرِيْدُ ﴿۱۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا

اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے (حق کی) ہدایت کرتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اور یہود

وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۖ

اور صابئین اور نصاریٰ اور مجوس اور مشرکین۔ اللہ تم ان سب کے درمیان میں

اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

قیامت کے روز (عملی) فیصلہ کر دیگا (مسلمانوں) کو جنت میں داخل کر دیگا اور کافروں کو دوزخ میں) بے شک خدا تم

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ⑰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ

ہر چیز سے واقف ہے۔ اے مخاطب کیا تجھ کو (عقل سے یا مشاہدہ سے) یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب) سب

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

عاجزی کرتے ہیں جو کہ آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور سورج اور چاند اور

وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ

ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے اور بہت سے (لوگ)

مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ

آدمی بھی اور بہت سے ایسے ہیں جن پر (بوجہ منقاد نہ ہونے کے) عذاب ثابت ہو گیا ہے۔ اور سچ یہ ہے

يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ

کہ جس کو خدا ذلیل کرے، (اور اس کو توفیق ہدایت نہ ہو) اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں (اور) اللہ تعالیٰ

مَا يَشَاۗءُ ⑱ السجدة

(کو اختیار ہے جو چاہے سو کرے۔

السجدۃ

اللہ تعالیٰ کو ہر طرح کا اختیار ہے } اور ہم نے اسی طرح اس قرآن کریم کو بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے۔ جس میں حلال و حرام کی واضح آیتیں ہیں۔ اور جو جو شخص ہدایت کا اہل ہوتا ہے، حق تعالیٰ اسے اپنے دین کی طرف ہدایت کرتا ہے ؛

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، اور مدینہ منورہ کے یہودی اور صابئین جو نصاریٰ کا ایک فرقہ ہے اور نجران کے عیسائی یعنی سید وعاقب اور سورج اور آگ کی پرستش کرنے والے اور مشرکین عرب اللہ تعالیٰ ان سب کے درمیان قیامت کے روز عملی فیصلہ فرماوے گا، حق تعالیٰ ان کے اختلاف اور ان کے اعمال سے واقف ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس عجیب بات کا علم نہیں ہوا کہ اللہ کے سامنے (اپنی اپنی حالت کے مناسب عاجزی کرتے ہیں۔ جو مخلوقات کہ آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہیں جیسا کہ مؤمنین اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چوپائے (مگر انسان باوجود سب سے زیادہ عاقل ہونے کے اس میں سے) بہت سے تو منقاد، ان کے لئے جنت ثابت ہوگئی، اور وہ مؤمنین ہیں اور بہت ایسے ہیں (کہ بوجہ منقاد نہ ہونے کے ان پر دوزخ کے عذاب کا استحقاق ثابت ہو گیا۔ جیسا کہ کافر جس کو خدا شقاوت میں مبتلا کر کے ذلیل وخوار کرے، اس کا کوئی عزت دینے والا نہیں۔ کہ اس کو سعادت دیدے۔ یا یہ کہ جسے حق تعالیٰ ان بتوں کے ذریعہ ذلیل کرے، اسے مغفرت خداوندی کی وجہ سے کوئی عزت دینے والا نہیں، حق تعالیٰ کو اختیار ہے، جو چاہے سو کرے، خواہ کسی کو اہل شقاوت میں سے بنائے، یا سعادت والوں میں سے اور خواہ کسی کو اہل معرفت میں سے کرے یا غیر معرفت میں سے:-

هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ

یہ (جن کا اوپر آیت میں ذکر ہوا) دو فریق ہیں جنہوں نے درباے اپنے رب کے (دین کے باہم) اختلاف کیا سو جو لوگ

لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ یُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِیْمُ ﴿۱۹﴾

کافر تھے انکے (پہننے کے) لئے (قیامت میں) آگ کے کپڑے قطع کئے جاویں گے (اور) انکے سر کے اوپر سے تیز گرم پانی چھوڑا جاویگا

یُصْهَرُ بِهٖ مَا فِیْ بُطُوْنِهِمْ وَالْجُلُوْدُ ﴿۲۰﴾ وَلَهُمْ مَّقَامِعُ

(اور) اس سے ان کے پیٹ میں کی چیزیں (یعنی انتڑیاں) اور (انکی) کھالیں سب گل جاویں گی۔ اور ان کے (مارنے کے) لوہے

مِنْ حَدِیْدٍ ﴿۲۱﴾ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا

کے گرز ہوں گے۔ وہ لوگ جب دوزخ میں، گھٹے گھٹے (گھبرا جائیں گے اور) اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو

مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَذُوْقُوْا عَذَابَ

پھر اسی میں دھکیل دیئے جاویں گے اور (ان کو) کہا جاوے گا کہ جلنے کا عذاب ہمیشہ کے لئے

الْحَرِيْقِ ﴿۲۲﴾

چکھتے رہو۔

سخت ترین جلنے کا عذاب چکھتے رہو } یہ دو دین والے فرقے ہیں۔ یعنی مسلمان اور یہود و نصاریٰ جنہوں نے اپنے پروردگار کے دین کے بارے میں اختلاف کیا ان میں سے ہر ایک نے کہا کہ میں حق تعالیٰ اور اس کے دین سے زیادہ واقف ہوں۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے انکے درمیان اس طرح فیصلہ فرمایا کہ جو لوگ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر تھے۔ یعنی یہود و نصاریٰ انکے لئے آگ کے کرتے اور جبے قطع کئے جائیں گے۔ اور ان کے سر کے اوپر سے تیز کھولتا ہوا گرم پانی چھوڑا جائے گا۔ اس سے ان کے پیٹ کی چربی وغیرہ اور کھال وغیرہ سب گھل جائے گی۔ اور ان کے مارنے کے لئے لوہے کے گرم گرز ہوں گے وہ لوگ جس وقت دوزخ کے عذاب سے گھبرا کر باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی دوزخ میں دھکیل دیئے جائیں گے اور گرز مارے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا یہ سخت ترین جلنے کا عذاب چکھتے رہو:

لباب النقول فی اسباب النزول } ارشاد خداوندی هٰذٰنِ خَصْمٰنِ الخ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت ابوذر رضہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ الخ حضرت حمزہ رضہ، عبیدہ رضہ، علی بن ابی طالب رضہ، اور عتبہ، شیبہ، ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور امام حاکم نے حضرت علی رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا تا الْحَرِيْقِ تک ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ غزوہ بدر میں ہم نے جو مبارزت کی۔ نیز امام حاکم رح نے دوسرے طریقہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کے دن مبارزت کی، یعنی حضرت حمزہ رضہ، حضرت علی رضہ، حضرت عبیدہ رضہ، اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ ولید بن عتبہ۔

اور ابن جریر رح نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے مسلمانوں سے کہا، ہم تم سے زیادہ حق تعالیٰ سے قریب ہیں۔ اور ہماری کتاب بھی مقدم ہے۔ اور ہمارا نبی بھی تمہارے نبی سے مقدم ہے۔ مسلمانوں نے ان کے جواب میں کہا کہ ہم حق تعالیٰ کے قرب کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر اور تمہارے نبی پر اور حق تعالیٰ نے جو کتاب نازل کی ہے، سب پر ایمان لائے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي

(اور) اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کہ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیئے (بہشت کے) ایسے باغوں میں داخل کریگا

مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ

جن کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی (اور) ان کو وہاں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے

وَلُؤْلُؤًا ۖ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ﴿٢٣﴾ وَهُدُوا إِلَى

جائیں گے۔ اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی۔ اور (یہ سب انعام انکے لئے اس لئے ہے کہ دنیا میں)

الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوا إِلَىٰ صِرَاطِ الْحَمِيدِ ﴿٢٤﴾

ان کو کلمہ طیب (کے اعتقاد) کی ہدایت ہو گئی تھی اور ان کو اس (خدا) کے رستہ کی ہدایت ہو گئی تھی جو لائق حمد ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ

(وہ رستہ اسلام ہے) بیشک جو لوگ کافر ہوئے اور (مسلمانوں کو) اللہ کے رستہ سے اور مسجد حرام (یعنی حرم) سے روکتے ہیں

الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ

جس کو ہم نے تمام آدمیوں کے واسطے مقرر کیا ہے کہ اس میں سب برابر ہیں۔ اس میں رہنے والا بھی اور باہر سے آنے

وَالْبَادِ ۚ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ

والا بھی یہ (روکنے والے) لوگ معذب ہونگے اور جو شخص اس میں (یعنی حرم میں) کوئی خلاف دین کا قصد ظلم (یعنی شرک و کفر)

عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾

ع ۳ ۱۰

کے ساتھ کریگا تو ہم عذاب دردناک (کا مزہ) چکھائیں گے۔

مومنوں کو جنت اور انعام کی بشارت } اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے۔ اور انھوں نے نیک کام کیئے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ، شہد، پانی اور شراب کی نہریں

جاری ہونگی۔ اور ان کو جنت میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور پوشاک انکی وہاں ریشم کی ہوگی۔ ان کو دنیا میں کلمہ طیب یعنی لا الٰہ الا اللّٰہ کی ہدایت ہو گئی تھی۔ اور ان کو اس خدا کے رستہ کی ہدایت ہوگئی تھی جو لائق حمد و ستائش ہے۔ یہ حق تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کے درمیان ان کے اختلاف کے بارے میں فیصلہ فرمایا ہے۔ بے شک جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا، جیسا کہ حضرت ابو سفیان اور ان کے ساتھی (اس واقعہ تک حضرت ابو سفیان اسلام نہیں لائے تھے۔ اس واسطے آیت کریمہ میں ان کو کافر فرمایا) اور لوگوں کو دین خداوندی اور طاعت خداوندی سے روکتے ہیں۔ اور مسجد حرام سے بھی روکتے ہیں۔ جبکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام حدیبیہ کے سال عمرہ کے لئے تشریف لیجارہے تھے۔ حالانکہ جس مقام کو ہم نے سب آدمیوں کے لئے حرم اور قبلہ بنایا ہے، اس میں سب برابر ہیں۔ اس حرم کے اندر رہنے والا بھی اور باہر سے آنے والا بھی اور جو شخص حرم میں کسی خلاف دین کام کی ظلم کے ساتھ ابتداء کرے گا تو ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے، یعنی سخت ترین اس کو سزا دیں گے، تاکہ پھر کسی پر ظلم کرنے کی اسکو جرأت نہ ہو، یہ آخری آیت عبداللہ بن انس بن خنظل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس نے مدینہ منورہ میں ایک انصاری کو جانکر قتل کر دیا، اور پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ میں جا کر پناہ حاصل کی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی جو شخص قصداً قتل ظلم و شرک کا ارتکاب کر کے مکہ مکرمہ میں پناہ لیگا تو ہم اس کو دردناک سزا دیں گے یعنی اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیا جائیگا۔ اور نہ کسی قسم کی پناہ دی جائے گی۔ تاوقتیکہ حرم سے باہر نہ نکلے پھر اس پر حد قائم کی جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ الخ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن انیس ——— کو دو شخصوں کے ساتھ بھیجا۔ ایک ان میں مہاجر تھے۔ دوسرے انصاری چنانچہ تینوں نے آپس میں نسب پر فخر کیا، عبداللہ بن انیس کو غصہ آیا اور اس نے انصاری کو قتل کر دیا۔ پھر اسلام سے مرتد ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍ الخ یعنی اور جو شخص اس میں کوئی خلاف دین کام الخ۔

ارشادِ خداوندی وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ الخ ابن جریر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حج کے زمانہ میں لوگ سواری پر سوار نہیں ہوتے تھے۔ تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی یعنی لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے، پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی۔ پھر ان کو توشہ رکھنے اور سوار ہونے اور کرایہ پر سواری کرنے کی اجازت دی۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا

اور جبکہ ہم نے ابراہیم ؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلا دی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا۔

وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ﴿۲۶﴾

(یہ انکے مابعد والوں کو سنانا ہے) اور میرے اس گھر کو طواف کرنے والوں کے اور (نماز میں) قیام رکوع و سجدہ کرنے والوں کیواسطے پاک رکھنا

وَاَذِّنْ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ

اور (ابراہیم ع سے یہ بھی کہا گیا کہ) لوگوں میں حج (کے فرض ہونے) کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس (حج کو) چلے آویں گے پیادہ بھی اور

يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ﴿۲۷﴾ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

دُبلی اونٹنیوں پر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہنچی ہونگی۔ تاکہ اپنے (دینیہ و دنیویہ) فوائد کیلئے آموجود ہوں اور (اس لئے آوینگے)

اسْمَ اللّٰهِ فِىْۤ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ

تاکہ ایام مقررہ (یعنی ایام قربانی) میں ان مخصوص چوپایوں پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیں (یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہیں) جو

الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ﴿۲۸﴾

اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کئے ہیں۔ سو ان (قربانی کے) جانوروں میں سے تم (کو) بھی (اجازت مع الاستحباب ہے کہ) کھایا کرو اور (مستحب یہ ہے کہ) مصیبت زدہ

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا

محتاج کو بھی کھلایا کرو پھر لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کر دیں اور اپنے واجبات پورا کریں اور (ان ہی ایام معلومات میں)

بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ﴿۲۹﴾

اس مامون گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں۔

حضرت ابراہیم ؑ کا واقعہ

اور ان لوگوں کے سامنے وہ واقعہ بھی بیان کیجئے جبکہ ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو خانہ کعبہ کی جگہ بتلادی، یعنی ایک بادل بھیجا، جو اس جگہ کے چاروں طرف رُک گیا۔ درمیان میں بذریعہ وحی حضرت ابراہیم ؑ نے بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔ اور ہم نے ان کو حکم دیا کہ میرے ساتھ ان بتوں میں سے کسی کو شریک مت کرنا۔ اور میری اس مسجد کو طواف کرنے والوں کے لئے اور تمام شہروں کے نمازیوں کے لئے نماز میں قیام و سجود و رکوع کرنے والوں کے لئے خواہ وہ کسی طرح کریں، بتوں کی گندگی سے پاک رکھنا۔ اور اپنی اولاد میں حج کی فرضیت کا اعلان کر دو۔ اس اعلان سے لوگ تمہارے پاس

چلے آئیں گے۔ پیادہ بھی اور جو اونٹنیاں سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہیں ان پر سوار ہو کر بھی جو کہ دور دراز رستوں سے پہونچی ہوں گی۔ تاکہ اپنے فوائد اخروی اور دینوی کے لئے آموجود ہوں، فوائد آخرت دعا اور عبادت خداوندی اور فوائد دنیا نفع اور تجارت تاکہ ایام مقررہ یعنی ایام تشریق میں ان مخصوص قربانی کے جانوروں پر اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں۔ اور ان قربانی کے جانوروں میں سے تم بھی خود کھایا کرو اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلایا کرو، پھر قربانی کے بعد لوگوں کو ارکان حج پورے کر دینے چاہئیں، یعنی سر منڈ اڈالیں اور ناخن اور لب بنوالیں۔ اور رمی جمار کریں۔ اور جو چیزیں انہوں نے اپنے اوپر واجب کر لی ہیں انکو پورا کریں اور اس مامون گھر کا ان ہی ایام میں طواف کریں جو کہ فرض ہے۔ (اور طواف زیارت کے نام سے موسوم ہے) اس گھر کو عتیق اس معنی کے اعتبار سے کہا کہ یہ ہر ایک ظالم وجابر کے ظلم سے آزاد ہے، یا یہ کہ حضرت نوحؑ کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا، اس سے حق تعالیٰ نے اس کو محفوظ فرما لیا تھا (اور اوپر اٹھا لیا تھا)۔ یا یہ کہ (عتیق کے معنے قدیم کے ہیں) اور یہ سب سے پہلا گھر ہے۔ یا یہ کہ جو اس کے گرد طواف کرتا ہے وہ گناہوں سے پاک و آزاد ہو جاتا ہے

ذٰلِكَ ۗ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ

یہ بات تو ہو چکی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے محترم احکام کی وقعت کریگا سو یہ (وقعت کرنا) اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک

وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ

بہتر ہے اور ان مخصوص چوپایوں کو باستثناء ان (بعض بعض) کے جو تم کو پڑھ کر سنا دیئے گئے ہیں تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے تو تم

مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ

لوگ گندگی سے یعنی بتوں سے (بالکل) کنارہ کش رہو اور جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو۔ اس طور سے کہ اللہ ہی کی طرف جھکے رہو

غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا

(اور) اس کے ساتھ شریک مت ٹھہراؤ۔ اور جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا

خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ

پھر پرندوں نے اس کی بوٹیاں نوچ لیں یا اس کو ہوا نے

فِیْ مَكَانٍ سَحِیْقٍ ﴿۳۱﴾ ذٰلِكَ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ

کسی دور دراز جگہ میں لے جا پڑیگا - یہ بات بھی ہو چکی اور (قربانی کے جانور کے متعلق اور سن لو کہ) جو شخص دین خداوندی

فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ

کے ان (مذکورہ) یادگاروں کا پورا لحاظ رکھیگا تو ان کا یہ لحاظ رکھنا خدا تعالیٰ سے دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔ تمکو

مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ﴿۳۳﴾ ع

ان سے ایک معین وقت تک فوائد حاصل کرنا جائز ہے پھر (یعنی بعد ہدی بننے کے) اسکے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے

احکامِ حج کی وقعت

یہ بات تو جو احکام مذکورہ اور واجبات کی ادائگی کے بارے میں تھی ہو چکی اب یہ کہ جو احکام حج کی وقعت کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بہتر ہے۔ اور ان مخصوص جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کے گوشت کا کھانا تمہارے لئے حلال کر دیا گیا، بجز ان بعض جانوروں کے جن کی حرمت سورۂ مائدہ میں تم کو بتلا دی گئی ہے، جیسا کہ مردار، خون، سور کا گوشت کہ ان کا کھانا تمہارے لئے حرام ہے۔ لہٰذا تم شراب خوری اور بت پرستی کو قطعاً چھوڑ دو۔ اور علاوہ اسکے تم باطل اور جھوٹی بات کو بھی چھوڑ دو۔ کیونکہ کفار زمانہ جاہلیت میں اپنے حج کے تلبیہ میں یہ الفاظ کہا کرتے تھے۔ لبیک اللّٰهم لبیک لبیک لاشریک اِلّاشریکاً هُوَ لک تملکه وما ملک۔

حق تعالیٰ نے اس بیہودہ بات سے بھی ان کو روک دیا۔ خالص حق تعالیٰ کے لئے تلبیہ پڑھو، اور خاص اسی کے لئے حج کرو، اور حج و تلبیہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہراؤ، کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا، پھر رستہ میں پرندے اس کی بوٹیاں نوچ کر جہاں چاہا سو لے گئے۔ یا اس کو ہوا نے کسی دور دراز جگہ میں لے جا کر پھینک مارا۔

یہ بات بھی ہو چکی یعنی جو حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے، اس کے لئے تباہی اور دوری ہے اب یہ سن لو کہ جو شخص مناسک حج کا پورا لحاظ کرے، اور سب سے اچھی اور عمدہ قربانی کرے گا تو یہ عمدہ قربانی قلوب کی اور آدمی کے خلوص سے حاصل ہوگی، تم کو ان جانوروں سے ان پر سواری کرنے اور ان کے دودھ وغیرہ سے فوائد حاصل کرنا تاوقتیکہ قواعد شرعیہ سے تم ان کو ہدی بناؤ جائز ہے۔ اور پھر اس کے ذبح حلال ہونے کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے یعنی کل حرم کہ حج کی قربانی منیٰ میں ذبح کی جائے گی۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا

اور جتنے اہل شرائع گذر رہے ہیں ان میں سے ہم نے ہر امت کیلئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپاؤں پر اللہ کا نام لیں جو

رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ

اسنے انکو عطا فرمائے تھے سو (اس سے یہ بات نکل آئی کہ) تمہارا معبود (حقیقی) ایک ہی خدا ہے تو تم ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو (یعنی موحد خالص رہو)

اَسْلِمُوْا ؕ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۴﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

اور (اے محمد صلعم) آپ (ایسے احکام الٰہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دیجئے۔ جو ایسے ہیں کہ جب (انکے

قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ

سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اور جو ان مصیبتوں پر کہ ان پر پڑتی ہیں صبر کرتے ہیں اور جو نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ

اور جو کچھ ہم نے انکو دیا ہے اس میں سے (بقدر حکم اور توفیق کے) خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹ اور گائے (اسی طرح بھیڑ اور بکری کو بھی)

شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا

ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے ان جانوروں میں تمہارے (اور بھی) فائدے ہیں۔ سو تم ان پر کھڑے کر کے (ذبح کرنے کے وقت)

صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا

اللہ کا نام لیا کرو پس جب (کسی) کروٹ کے بل گر پڑیں (اور ٹھنڈے ہو جائیں) تو تم خود بھی کھاؤ اور بے سوال اور سوالی

الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۶﴾

(محتاج) کو بھی کھانے کو دو (اور) ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے زیر حکم کر دیا کہ تم (اس پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کرو۔

قربانی کی جگہ مقرر کرنے کا سبب

اور ہم نے مسلمانوں میں سے ہر ایک کے لئے قربانی کرنا، اور ان کے حج و عمرہ کے لئے قربانی کی جگہ اس لئے مقرر کی ہے تاکہ وہ ان حلال جانوروں پر حق تعالیٰ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا کئے ہیں۔

سو تمہارا معبود ایک ہی خدا وحدہٗ لا شریک ہے۔ سو موحد خالص بنکر اسی کی عبادت کرو، اور آپ ایسے لوگوں کو جو خلوص کے ساتھ عبادت میں کوشش کرتے ہیں۔ جنت کی خوشخبری سُنا دیجئے۔ کہ جب ان کو منجانب اللہ کوئی حکم دیا جاتا ہے۔ تو ان سے ڈر جاتے ہیں۔ اور مشقتوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والوں کو بھی جنت کی

بشارت سنا دیجئے، اور ایسے پانچوں نمازوں کے تمام ارکان و آداب وضو، سجود رکوع قیام اور اوقات کی پوری رعایت رکھنے والوں کو بھی جنت کی خوشخبری سنا دیجئے اور جو کچھ ہم نے ان لوگوں کو مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ وخیرات کرتے، اور اس کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

اور قربانی کے اونٹ اور گائے کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کیا ہے اور یہ حج کے ارکان میں سے ہیں تاکہ تم ان کو ایام حج میں ذبح کرو۔ یہ قربانیاں تمہارے لئے باعث ثواب ہیں، سو تم ان تمام عیبوں سے درست کرکے ان کے ذبح کرنے کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ یا یہ کہ (اونٹ کا) بایاں پیر باندھ کر اور تین پیروں پر اس کو کھڑا کرکے اس کے ذبح کے وقت حق تعالیٰ کا نام لیا کرو، اور پھر جب وہ ذبح کے بعد کسی کروٹ کے بل گر پڑیں تو تم ان قربانیوں میں سے خود بھی کھاؤ۔ اور اس سے سائل کو بھی دو، جو معمولی سی چیز پر قناعت کر جاتا ہے اور اسکو بھی دو جو تمہارے سامنے آجاتا ہے پر مانگتا نہیں ہم نے ان جانوروں کو اس طرح جیسا کہ بیان کیا ہے، تمہارے زیر حکم کر دیا ہے۔ تاکہ تم حق تعالیٰ کی اس نعمت اور اس اجازت کا شکر ادا کرو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون ولیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا تاکہ تم (اللہ کی راہ ان کو قربانی کرکے) اسبات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے

وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ

تمکو (اس طرح قربانی کرنے کی) توفیق دی اور (اے محمدؐ) اخلاص والونکو خوشخبری سنا دیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ان مشرکین کے غلبہ وغیرہ کو)

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۸﴾ ع اُذِنَ لِلَّذِيْنَ

ایمان والوں سے (عنقریب) ہٹا دے گا بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغا باز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا (اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی

يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴿۳۹﴾ لا

(کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ انکے غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے،

الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ

(آگے انکی مظلومیت کا بیان ہے) جو اپنے گھروں سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے

اقرارِ توحید و رسالت کا جرم

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو بیت اللہ کی دیواروں پر رکھدیا کرتے تھے۔ اور ان کے خون سے بیت اللہ کی دیواروں کو ملوث کردیا کرتے تھے۔ تو حق تعالیٰ نے اس چیز سے ان کو روک دیا کہ حق تعالیٰ خون اور گوشت کو قبول نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تمہارے پاکیزہ اور صادقانہ اعمال کو قبول کرتا ہے (کہ جو شرک و ریا سے پاک ہوں)۔

اسی طرح حق تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے زیرِ حکم کردیا ہے تاکہ تم اس پر اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تم کو اپنے دین اور سنت کی توفیق عطا فرمائی اور قولاً و فعلاً نیکی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنادیجیے، یا یہ کہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو خوشخبری سنادیجیے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں سے ان کفارِ مکہ کے مظالم کو ہٹادیگا، بے شک اللہ تعالیٰ کسی دغاباز کفر کرنے والے کو نہیں چاہتا۔

اب مسلمانوں کو کفارِ مکہ کے ساتھ لڑنے کی اجازت دے دی گئی جن سے کہ لڑائی کی جاتی ہے، اس وجہ سے کہ کفارِ مکہ نے ان پر بہت ظلم کیا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے دشمنوں پر غالب کردینے پر پوری قدرت رکھتا ہے جن کو کفارِ مکہ نے ان کے گھروں سے بے وجہ بغیر کسی جرم کے نکالا، محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمداً رسول اللہ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

شانِ نزول: لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا الخ ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ اہلِ جاہلیت بیت اللہ کو اونٹوں کے گوشت اور اس کے خون سے ملوث کردیا کرتے تھے۔ تو صحابہ کرام نے دیکھ کر بولے تو ہم اس چیز کے زیادہ مستحق ہیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون۔

اجازت خداوندی أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ الخ امام احمد نے اور ترمذی نے تحسین اور امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے چلے تو حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا ان لوگوں نے اپنے نبی کو نکال دیا تاکہ ہلاک ہوجا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی اب لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی الخ۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ (ہمیشہ سے) لوگوں کا ایک کا دوسرے (کے ہاتھ) سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو (اپنے اپنے زمانوں میں)

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ

نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) وہ مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے

كَثِيْرًا ؕ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ

سب منہدم ہو گئے ہوتے - اور بے شک اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا بیشک اللہ تعالیٰ قوت والا

عَزِيْزٌ ﴿۴۰﴾ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

(اور) غلبہ والا ہے (وہ جس کو چاہے غلبہ اور قوت دے سکتا ہے) یہ لوگ ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو دنیا میں حکومت دے دیں تو یہ لوگ خود بھی نماز

وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

پابندی کریں اور زکوٰۃ دیں اور (دوسروں کو بھی) نیک کاموں کے کرنے کو کہیں اور برے کاموں سے منع کریں۔

وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۴۱﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ

اور سب کاموں کا انجام تو خدا ہی کے اختیار میں ہے - اور یہ (مجادل) لوگ اگر آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ مغموم نہ ہوجیے کیونکہ

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ﴿۴۲﴾ وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ

ان لوگوں سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم

وَقَوْمُ لُوْطٍ ﴿۴۳﴾ وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى

اور قوم لوط - اور اہل مدین بھی (اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کی) تکذیب کر چکے ہیں اور موسیٰؑ کو بھی (قبطیوں کی طرف سے)

فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۴﴾

کاذب قرار دیا گیا سو (تکذیب کے بعد) میں نے (ان) کافروں کو (چندے) مہلت دی پھر میں نے انکو (عذاب میں) پکڑ لیا سو دیکھو میرا عذاب کیسا ہوا

فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ فَهِىَ خَاوِيَةٌ

غرض کتنی بستیاں ہیں جنکو ہم نے (عذاب سے) ہلاک کیا جنکی یہ حالت تھی کہ وہ نافرمانی کرتی تھیں سو (اب انکی کیفیت ہے کہ) وہ

عَلٰی عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِیْدٍ ﴿۴۵﴾

اپنی چھتوں پر گر پڑی ہیں اور (ایسی طرح بستوں ہیں) بہت سے بیکار کنوئیں اور بہت سے قلعی چونے کے محل -

اللہ تعالیٰ کی دور رس مصلحتیں

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے زور نہ گھٹواتا رہتا تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مجوسیوں کے آتش کدے اور مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں تکبیر و تہلیل بکثرت کی جاتی ہے۔ سب منہدم ہو جاتیں، کہ انبیاء کرام کی بدولت مسلمانوں سے اور مسلمانوں کی بدولت کافروں سے اور مجاہدین کی بدولت جہاد نہ کرنے والوں سے تکالیف کو دور کرایا۔ اللہ تعالیٰ دشمن کے مقابلہ میں اس شخص کی مدد کرتا ہے جو حق تعالیٰ کے نبی کی مدد کرتا ہے اور حق تعالیٰ اپنے نبی کی مدد کرنے اور اس شخص کی مدد کرنے میں جو کہ اس کے نبی کی مدد کرے بڑی طاقت والا اور اپنے نبی کے دشمنوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔

یہ حضرات (صحابہ کرامؓ) ایسے ہیں کہ اگر ہم ان کو سرزمین مکہ میں حکومت دے دیں، تو خود بھی پانچوں نمازوں کی پابندی کریں۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیں۔ اور دوسروں کو بھی توحید اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم دیں۔ اور کفر و شرک اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت سے روکیں، اور آخرت میں تمام کاموں کے انجام حق تعالیٰ کے دربار میں پیش کیے جائیں گے۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر یہ قریش آپ کی تکذیب کرتے ہیں تو آپ کی قوم سے پہلے قوم نوح، نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود، ہود علیہ السلام کی، اور قوم صالح، صالح علیہ السلام کی اور قوم ابراہیم، ابراہیم علیہ السلام کی اور قوم لوط، لوط علیہ السلام کی، اور قوم شعیبؑ بھی، شعیب علیہ السلام کی تکذیب کر چکی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی ان کی قبطی قوم کی طرف سے تکذیب کی گئی ہو۔ ان کافروں کو ایک مدت معینہ تک مہلت دی۔ پھر میں نے ان کو عذاب میں پکڑ لیا، سو محمد صلے اللہ علیہ وسلم دیکھئے میری گرفت ان کے حق میں کیسی سخت ہوئی، غرضیکہ کتنی بستیوں والے ہیں جن کو بذریعہ عذاب ہم نے ہلاک کیا ہے، جن کی حالت یہ تھی کہ وہ شرک اور نافرمانی کرتی تھیں، سو وہ اپنی چھتوں پر گر پڑی ہیں، اور اسی طرح ان بستیوں میں کتنے بیکار کنوئیں پڑے ہیں کہ کوئی ان کا مالک اور ان میں سے پانی کھینچنے والا نہیں، اور بہت سے بڑے مضبوط قلعے پڑے ہیں، کہ کوئی ان میں رہنے والا نہیں ۞

اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِهَآ

سو کیا یہ (منکر) لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں جس سے ان کے دل ایسے ہو جاویں کہ ان سے سمجھنے لگیں یا ان کے

أَوْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ

کان ایسے ہو جاویں جن سے سننے لگیں - بات یہ ہے کہ (نہ سمجھنے والوں کی کچھ) آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں بلکہ دل

تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِىْ فِى الصُّدُوْرِ ﴿۴۶﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں - اور یہ لوگ (نبوت میں شبہ نکالنے کے لئے) ایسے

بِالْعَذَابِ وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۭ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ

عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کبھی اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا - اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن (یعنی قیامت کا دن

رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴿۴۷﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ

امتداد میں یا اشتداد میں) برابر ایک ہزار سال کے ہے تم لوگوں کے شمار کے موافق - اور بہت سی بستیاں ہیں

قَرْيَةٍ اَمْلَيْتُ لَهَا وَهِىَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا ۚ وَاِلَىَّ

جن کو میں نے (انکی طرح) مہلت دی تھی اور وہ (ان ہی کی طرح) نافرمانی کرتی تھیں پھر میں نے انکو (عذاب میں) پکڑ لیا اور

الْمَصِيْرُ ﴿۴۸﴾ ع قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۚ ﴿۴۹﴾

سب کو میری ہی طرف لوٹنا ہوگا - اور آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اے لوگوں میں تو صرف تمہارے لئے ایک آشکارا ڈرانے والا ہوں -

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

سو جو لوگ (اس ڈر کو سن کر) ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے ان کیلئے مغفرت اور عزت کی روزی

كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِىْۤ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰۤئِكَ

(یعنی جنت) ہے - اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (انکے ابطال کی) کوشش کرتے رہتے ہیں (نبی کو اور اہل ایمان کو) ہرانے

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

کیلئے ایسے لوگ دوزخ (میں رہنے) والے ہیں -

ع ۱۰ ۶ ۱۳

جہنمی لوگ } تو کیا یہ کفار مکہ اپنی تجارتوں کے سلسلہ میں ملک میں چلے پھرے نہیں کہ ان کے علاوہ اور قوموں کا کیا حشر ہوا۔ اس کو دیکھ کر ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو جائے۔ اور یہ غور و فکر کرنے لگیں، یا انکے کان ایسے ہو جائیں کہ حق اور خوف کی بات کو سننے لگیں، مگر بات یہ ہے کہ بغیر عبرت کے دیکھنے یا یہ کہ کلمہ شرک سے آنکھیں اندھی نہیں ہو جایا کرتیں، بلکہ حق اور ہدایت سے دل اندھے ہو جایا کرتے ہیں۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نضر بن حارث وغیرہ نزول عذاب کے وقت سے پہلے آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں۔ عذاب کے بارے میں جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے وہ کبھی اس کے خلاف نہیں کرے گا۔ اور آپ کے رب کے پاس کا ایک دن جس میں ان سے نزول عذاب کا وعدہ فرمایا ہے وہ دنیا کے سالوں میں سے ایک ہزار سال کے برابر ہوگا اور بہت سی بستیوں والے ہیں جن کو میں نے ایک وقت معینہ کے لئے مہلت دی ہے۔ اور وہ ان ہی کی طرح کفر و شرک کی باتیں کرتے تھے۔ پھر میں نے ان کو دنیا میں بھی سزا دی۔ اور سب کو آخرت میں میری طرف لوٹنا ہوگا۔ آپ فرما دیجئے مکہ والو! میں تو تمہارے لئے منجانب اللہ ایک ایسی زبان میں جس کو تم جانتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں۔ سو جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے اور اچھے کام کرنے لگے، انکے گناہوں کی دنیا میں مغفرت اور جنت میں ان کے لئے بہترین ثواب ہے، اور جو لوگ ہماری آیتوں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے رہتے ہیں۔ وہ ہمارے عذاب سے چوک نہیں سکتے۔ ایسے لوگ دوزخی ہیں ؕ

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا

اور (اے محمد صلعم) ہم نے آپ کے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جسکو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس نے

تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا

(اللہ تعہ کے احکام میں سے) کچھ پڑھا (تب ہی) شیطان نے اسکے پڑھنے میں (کفار کے قلوب میں) شبہ ڈالا۔ پھر اللہ تعہ شیطان کے

يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (۵۲)

ڈالے ہوئے شبہات کو (جوابات قاطعہ سے) نیست نابود کر دیتا ہے پھر اللہ تعہ اپنی آیات (کے مضامین) کو زیادہ مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ تعہ خوب علم والا ہے

شیطان کا دائمی دستور } اور یہ لوگ شیاطین کے اغواء سے جو آپکے ساتھ مجادلہ کرتے ہیں کوئی نئی بات نہیں۔ عابد) بلکہ ہم نے آپ سے قبل کوئی رسول اور کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس کو یہ قصہ پیش نہ آیا ہو کہ جب اس رسول نے احکام خداوندی میں سے کچھ پڑھا، یا اس نبی نے کچھ بیان کیا تو شیطان نے اس رسول کے پڑھنے اور اس نبی کے بیان کرنے میں کچھ شبہ ڈال دیا، پھر حق تعالیٰ نے اس شیطانی

شبہات کو اپنے نبی کی زبانی بیان کروا دیا، تاکہ ان پر کوئی عمل نہ کرے، پھر حق تعالیٰ اپنی آیات کو بیان کر دیتا ہے، تاکہ ان پر عمل کیا جائے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ الٰہی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ الخ۔ ابن ابی حاتمؒ اور ابن جریرؒ اور ابن منذر نے سند صحیح کے ساتھ سعید بن جبیرؓ سے نقل کیا ہے، کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی جس وقت آپ اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰی الخ پر پہونچے تو شیطان نے آپکی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلوا دیئے تِلْکَ الْغَرَانِیْقُ الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْتَجٰی الخ۔ (کہ ان بڑے بڑے بتوں کی سفارش قبول کی جائے گی) مشرکین بولے آج سے پہلے ہمارے بتوں کا اچھائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا گیا۔ غرضکہ آپؐ نے سورت کے ختم پر سجدہ کیا، اور تمام لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی، وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ الخ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے قبل کوئی نبی اور کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا الخ۔

اور بزار اور ابن مردویہ نے دوسرے طریقہ سے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہ روایت نقل کی ہے اور اس سند کے علاوہ اور دوسری سند سے یہ روایت متصلاً مروی نہیں ہے، اور صرف امیہ بن خالد اس روایت کو متصلاً بیان کر رہے ہیں، باقی وہ ثقہ اور مشہور آدمی ہیں، اور نیز اسی روایت کو امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں واقدی ہے۔ اور ابن مردویہ نے کلبی، ابوصالح کے طریق سے ابن عباسؓ سے اور ابن جریرؓ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔

اور ابن اسحٰق نے اسی روایت کو سیرت میں محمد بن کعب اور موسیٰ بن عقبہ کے واسطہ سے ابن شہابؒ سے اور ابن جریرؒ نے محمد بن کعب اور محمد بن قیس سے اور ابن ابی حاتمؒ نے سدی سے نقل کیا ہے اور یہ سب روایتیں قریب قریب ایک ہی مضمون کی ہیں۔ باقی یہ تمام روایتیں سعید بن جبیرؓ کی سند کے علاوہ جو سب سے پہلے نقل کی ہے یا ضعیف ہیں یا منقطع حافظ بن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ روایت کے کثرت طرق اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ اس واقعہ کی کوئی اصلیت موجود ہے، اور پھر جبکہ دو مرسل صحیح طریق بھی اس روایت کے موجود ہیں۔ ابن جریرؒ نے نقل کیا ہے ایک طریق تو ان میں سے زہری عن ابی بکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کا طریق ہے اور دوسرا داؤد بن ہند عن ابی العالیہ کا طریق ہے اور شیخ ابن عربی اور قاضی عیاض کے اس قول کا کہ یہ سب روایتیں باطل ہیں۔ ان کی کوئی اصلیت نہیں۔ کچھ اعتبار نہیں۔ انتہی۔ مگر مترجم کہتا ہے کہ یہ واقعہ بتصریح امام بیہقی و قاضی عیاض اور محمد بن اسحٰق اور شیخ ابومنصور ماتری غیر ثابت و بے سند اور موضوع زنادقہ ہے اور جنہوں نے اس کی حسب سند صحت کا حکم کیا ہے وہ اس کے موضوع قرار دینے والوں کے بہ نسبت چند بھی نہیں واللہ اعلم۔

لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ

(اور یہ سارا قصہ اسلئے کیا ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو اپنے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنائے جنکے دل میں (شک)

وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ۝۵۳ وَّلِيَعْلَمَ

مرض ہو اور جنکے دل (بالکل ہی) سخت ہیں. اور واقعی (یہ) ظالم لوگ بڑی مخالفت میں ہیں اور تاکہ جن لوگوں کو

الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ

فہم صحیح (عطا ہوا ہے وہ (ان اجوبہ اور نور ہدایت سے) اس امر کا زیادہ یقین کر لیں کہ (جو نبی نے پڑھا ہے وہ) آپکے رب کی طرف سے

قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۵۴

حق ہو سو ایمان پر زیادہ قائم ہو جاویں پھر اسکی طرف انکے دل اور بھی جھک جاویں اور واقعی ان ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی راہ راست دکھلاتا ہے.

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

اور (رہ گئے) کافر لوگ (سو وہ) ہمیشہ اس (پڑھے ہوئے حکم) کی طرف سے شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر دفعتہً قیامت آجاوے یا ان پر

بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۝۵۵ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ

کسی بے برکت دن کا (کہ قیامت کا دن ہے) عذاب آ پہونچے بادشاہی اس روز اللہ ہی کی ہوگی.

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۵۶

وہ ان سب (مذکورین) کے درمیان (عملی) فیصلہ فرماوے گا. سو جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور اچھے کام کئے ہوں گے وہ چین کے باغوں میں ہوں گے

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۵۷ ع

اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہوگا تو ان کے لئے ذلت کا عذاب ہوگا (وہ فیصلہ یہ ہوگا)

آیات کے جھٹلانے والوں پر عذاب

اور شیطان جو شبہات ڈالتا ہے حق تعالیٰ اس کو جاننے والا اور اس کو نیست و نابود کر دینے میں حکمت والا ہے. تاکہ اللہ تعالیٰ نبیؐ کے اس پڑھنے میں شیطان کے ڈالے ہوئے شبہات کو ایسے لوگوں کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنادے جن کے دل میں شک اختلاف کا مرض ہے اور جن کے دل یاد الٰہی سے بالکل ہی سخت ہیں تاکہ دیکھیں کس پر عمل کرتے ہیں اور واقعی یہ مشرک لوگ جیسا کہ ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی حق اور ہدایت کی بڑی مخالفت اور دشمنی میں ہیں (اور ان کا ابطال اسلئے ہوتا ہے) تاکہ جن حضرات کو قرآن کریم اور توریت کا علم دیا گیا وہ اس بات کو بخوبی جان لیں کہ یہ حق و باطل کی وضاحت منجانب اللہ ہے اور یہ نبیؐ کی زبان پر جو حق بات ظاہر ہوئی ہے وہ آپؐ کے رب کی طرف حق ہے، سو حق تو کے اس حق کے اظہار کی اور تصدیق کریں اور پھر اس کی طرف ان کے دل اور بھی جھک جائیں اور بسر و چشم قبول کر لیں۔ اور واقعی اللہ تعالیٰ ہی ایسے لوگوں کو جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے راہ راست یعنی دین اسلام دکھاتا ہے۔ اور رہ گئے یہ کافر ولید بن مغیرہ اور اس کے ساتھی تو یہ ہمیشہ قرآن کریم کے بارے میں شک ہی میں رہیں گے لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کو اس وقت دیکھنا جب دفعتہً ان پر قیامت آجائے گی۔ یا ان پر کسی ایسے دن کا عذاب آپہونچے جس سے چھٹکارا نہیں، جیسا کہ بدر، قیامت کے دن بادشاہی اللہ ہی کی ہوگی وہ ہی مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا سو جو لوگ آپ پر اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہونگے اور اچھے کام کئے ہونگے وہ چین کے باغوں میں ہونگے

تحائف کے ذریعہ سے ان کا اکرام کیا جائے گا اور جنہوں نے کفر کیا ہوگا اور ہماری کتاب اور ہمارے رسول ﷺ کی تکذیب کی ہوگی، تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا یا یہ کہ سخت ترین عذاب ہوگا :-

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ

اور جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں (یعنی دین کے لئے) اپنا وطن چھوڑا پھر یہ لوگ (کفر کے مقابلہ میں) قتل کئے گئے یا مر گئے اللہ تعالیٰ ضرور انکو ایک

رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿٥٨﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا

عمدہ رزق دے گا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب دینے والوں سے اچھا دینے والا ہے (اور رزق حسن کے ساتھ) اللہ تعالیٰ انکو ایسی جگہ لیجا کر داخل کریگا

يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿٥٩﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا

جسکو وہ (بہت ہی) پسند کرینگے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ہر بات کی مصلحت کو) خوب جاننے والا ہے بہت حلم والا ہے یہ (مضمون تو) ہو چکا اور

عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿٦٠﴾

جو شخص (دشمن) کو اسی قدر تکلیف پہنچاوے جسقدر (اس دشمن کی طرف سے) اس کو تکلیف پہنچائی گئی تھی (اور) پھر اس شخص پر زیادتی کی جاوے تو اللہ تعالیٰ اس شخص

مہاجرین پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت

جن حضرات نے اطاعت خداوندی میں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی ہجرت کی، پھر ان لوگوں کو حق تعالیٰ کے راستہ میں کفار نے قتل بھی کیا، یا سفر یا حضر میں وہ انتقال کر گئے تو ان حضرات میں سے انتقال فرمانے والوں کو حق تعالیٰ جنت میں بہترین ثواب اور ان میں سے جو زندہ ہیں انکو پاکیزہ حلال اموال غنیمت عطا فرمائیگا اور یقیناً حق تعالیٰ دنیا و آخرت میں، سب دینے والوں سے اچھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسی جگہ لے جا کر داخل فرمائے گا جسے وہ اپنے لئے بہت ہی پسند کریں گے، یا یہ کہ ان کو جنت میں لے جائیگا۔ اور حق تعالیٰ ان کے ثواب اور انکی شرافت و بزرگی کو خوب جاننے والا، اور جن لوگوں نے ایسے برگزیدہ حضرات کو قتل کیا، ان کی سزا کے مؤخر کرنے میں بڑا حلیم ہے۔

یہ حق تعالیٰ کا فیصلہ تھا جو حق تعالیٰ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے درمیان فرمائے گا، جو شخص دشمن کے ولی کو قتل کرے جیسا کہ اس نے اس کے ولی کو قتل کیا ہے، اور پھر اس دشمن کی طرف سے اس شخص پر ظلم کیا جائے۔ تو مظلوم کی ظالم کے مقابلہ حق تعالیٰ ضرور مدد فرمائے گا۔ کہ وہ اسے قتل کرے گا تو اس سے دیت نہیں لی جائے گی۔ یعنی کسی شخص کے ولی کو قتل کر دیا، اور پھر اس قاتل سے ولی مقتول نے دیت وصول کر لی، پھر قاتل کی طرف سے زیادتی کی گئی اور اس نے اس ولی مقتول کو بھی قتل کر دیا، تو اب اس قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا اور اس سے دیت قبول نہیں کی جائے گی یہ جس شخص کے بھائی پر زیادتی کی گئی ہے، یہ اس کے لئے انتقام ہے :-

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ الخ۔ ابن ابی حاتم نے مقاتل سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ایک چھوٹے لشکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ جس کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا، چنانچہ راستہ میں ان سے مشرکین ایسے وقت میں ملے جبکہ ماہ محرم الحرام کے اختتام میں دو راتیں باقی تھیں، مشرکین نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ

اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دو، کیونکہ یہ شہر حرام میں قتال کو حرام سمجھتے ہیں (اس لئے ہم سے تعرض نہیں کرینگے موقع اچھا ہے) صحابہ کرام نے ان کو قسمیں دلائیں۔ اور حق تعالی سے ڈرایا کہ ہمارے سے تعرض مت کرو۔ کیونکہ ہم شہر حرام میں قتال کو حلال نہیں سمجھتے۔ مشرکین نے اس بات کے ماننے سے انکار کیا، اور ان سے قتال کیا۔ اور ان پر زیادتی کی، چنانچہ پھر مسلمانوں نے بھی ان سے قتال کیا۔ اور مسلمانوں کی (منجانب اللہ) مدد کی گئی، اسی کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

یہ (مومنین کا غالب کر دینا) اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالی رات کے (اجزاء) کو دن میں اور دن (کے اجزاء) کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور (نیز) اس سبب سے کہ

وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿٦١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

اللہ تعالی (ان سب احوال اقوال کو) خوب سننے والا خوب دیکھنے والا ہے یہ (نصرت) اس سبب سے (بھی) ہے کہ اللہ (تعالی) ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی

مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٦٢﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ

اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل ہی ہیچ ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور (سب سے) بڑا ہے اور (اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ

(کہ) اللہ تعالی نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین سرسبز ہو گئی بیشک اللہ تعالی بہت مہربان (اور) سب

لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿٦٣﴾ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ

باتوں کی خبر رکھنے والا ہے سب اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (یعنی وہ سب کا مالک ہے)

لَهُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿٦٤﴾ ع اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ

بیشک اللہ ہی ایسا ہے جو کسی کا محتاج نہیں (اور) ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے (اے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبر نہیں کہ اللہ تعالی نے تم لوگوں کے کام میں لگا

وَالْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ

رکھا ہے زمین کی چیزوں کو اور کشتی کو (بھی)، کہ وہ دریا میں اس (خدا) کے حکم سے چلتی ہے اور وہی آسمانوں کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے

اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿٦٥﴾ وَهُوَ الَّذِىْۤ اَحْيَاكُمْ ز

ہاں مگر اسی کا حکم ہو جائے تو خیر بالیقین اللہ تعالی لوگوں (کے حال) پر بڑی شفقت اور رحمت فرمانے والا ہے اور

ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ﴿٦٦﴾

وہی ہے جس نے تم کو زندگی دی پھر (وقت موعود پر) تم کو موت دے گا پھر (قیامت میں دوبارہ) تم کو زندہ کرے گا واقعی انسان ہے بڑا ناقدر

زندگی کے بعد موت اور موت کے بعد زندگی

اس لئے کہ حق تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات دن رات سے لمبا ہوتا ہے اور دن کے اجزاء کو رات میں داخل کرتا ہے تو بسا اوقات رات دن سے زیادہ لمبی ہوتی ہے۔ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے، یہ قدرت خداوندی کا اسلئے مظاہرہ کرایا جا رہا ہے تاکہ تم کو معلوم ہو جائے اور تم اس بات کا یقین کرلو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ہے اور وہی ہستی میں کامل الوجود ہے، اور جن چیزوں کی تم حق تعالیٰ کے علاوہ عبادت کرتے ہو وہ بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی اطلاع نہیں ہوئی۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے بارش برسائی، جس سے زمین نباتات کی وجہ سے سرسبز ہوگی، اللہ تعالیٰ ان نباتات کے نکالنے میں بڑا مہربان اور ان کے پورے مکانات کی خبر رکھنے والا ہے۔ جو کچھ آسمانوں و زمین میں مخلوقات وغیرہ ہیں وہ سب اسی کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی ایسا ہے جو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہیں، اور وہ اپنے کارخانہ خدائی میں ہر طرح کی تعریف کے لائق ہے، یا یہ کہ جو بھی اس کی تعریف کرے ہمہ قسم کی تعریفوں کے لائق ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن اس چیز کی اطلاع نہیں ہوئی کہ حق تعالیٰ نے درختوں اور جانوروں کو تم لوگوں کے کام میں لگا رکھا ہے اور کشتیوں کو بھی تمہارے لئے مسخر کر رکھا ہے کہ وہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی ہیں۔ اور وہی قیامت تک کے لئے آسمان کو زمین پر گرنے سے اپنے حکم سے تھامے ہوئے ہے، بالیقین اللہ تعالیٰ مومنین پر بڑی شفقت و رحمت والا ہے، اور اسی نے تم کو تمہاری ماؤں کے رحم ہی میں نطفہ کی حالت میں زندگی دی، اور وہ ہی تم کو بچپن یا بڑے ہونے کی حالت میں موت دیگا اور وہ ہی تم کو بعث بعد الموت کے لئے دوبارہ زندہ کرے گا۔

لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى

(جتنی) امتیں اہل شرائع گذری ہیں ہم نے (ان میں) ہر امت کیواسطے ذبح کرنیکا طریق مقرر کیا ہے کہ وہ اسی طریق پر ذبح کیا کرتے تھے

رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۶۷﴾ وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ

سو ان (معترض) لوگوں کو چاہیئے کہ آپ سے اس امر (ذبح) میں جھگڑا نہ کریں اور آپ (انکو اپنے رب (یعنی اسکے دین) کی طرف بلاتے رہیئے کیونکہ آپ یقیناً صحیح رستہ پر ہیں

بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور اگر (اس پر بھی) یہ لوگ آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں تو آپ (خیر یہ بات) فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ

روز (عملی) فیصلہ فرما دے گا جن چیزوں میں تم اختلاف کرتے تھے (آگے اسکی تائید ہے کہ) اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۷۰﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا

جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یقینی بات ہے کہ یہ سب ان کا قول و فعل نامۂ اعمال میں ہے (بس) یقیناً ثابت ہو گیا کہ یہ فیصلہ کرنا

وَّمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۷۱﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا

اللہ تعالیٰ کے نزدیک (بہت) آسان ہے اور یہ (مشرک) لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جن (کے جواز عبادت) پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حجت

بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ

اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو کہ اپنے مضامین میں خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو تم ان کافروں کے چہروں میں (بوجہ ناگواری باطنی کے) برے آثار دیکھتے ہو

بدیل اور اس کے کافر رفقاء

واقعی بدیل بن ورقاء کافر بڑا ہی حق تعالیٰ اور بعث بعد الموت اور مسلمانوں کے ذبیحہ کا منکر ہے۔ کیونکہ ہم نے ہر ایک دین والے کے لئے ذبح یا یہ کہ عبادت کا طریقہ متعین کر دیا ہے۔ وہ اپنے دین کے طریقہ پر ذبح کیا کرتے ہیں۔ سو ان معترضین کو چاہیئے کہ اس امر ذبح اور توحید میں آپ سے جھگڑا نہ کریں۔ اور نہ آپ کی مخالفت کیا کریں۔ اور آپ ان کو اپنے پروردگار کی توحید کی طرف دعوت دیتے رہیئے، یقیناً آپ پسندیدہ صحیح رستہ یعنی اسلام پر ہیں اور اگر یہ پھر بھی ذبح اور توحید کے معاملہ میں آپ سے جھگڑا نکالتے رہیں اور بکتے رہیں کہ حق تعالیٰ کا ذبح کیا ہوا یعنی مردار بہ نسبت اس کے زیادہ حلال ہے کہ جسے تم اپنی چھریوں سے ذبح کرتے ہو۔ تو آپ فرما دیجئے کہ تم میں جو ذبح وغیرہ کا طریقہ ہے حق تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے حق تعالیٰ قیامت کے دن تم لوگوں کے درمیان عملی فیصلہ فرما دیگا جن چیزوں یعنی امر ذبح اور توحید کے بارے میں تم مخالفت کیا کرتے تھے، اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو معلوم نہیں (خطاب خاص مراد عام ہے یہ عین بلاغت ہے عابد) کہ آسمان والوں میں جو نیکیاں اور زمین والوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔ اور یہ تمام چیزیں لوح محفوظ میں محفوظ ہیں۔ اور لوح محفوظ کے بغیر ان تمام چیزوں کا محفوظ رکھنا حق تعالیٰ کے نزدیک بہت آسان ہے اور یہ کفار مکہ حق تعالیٰ کے علاوہ ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ جن کے جواز عبادت پر حق تعالیٰ نے کوئی کتاب اور حجت نہیں بھیجی، اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی نقلی اور عقلی دلیل اور ان مشرکین سے کوئی عذاب خداوندی کو روکنے والا ان کا مددگار نہ ہوگا۔

اور جب ان لوگوں کے سامنے قرآن کریم کی آیتیں جو کہ اوامر و نواہی کے بیان میں خوب واضح ہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو آپ ان منکرین قرآن کی صورتوں پر قرآن کریم سے ناگواری کے آثار دیکھتے ہیں :

يَكَادُوْنَ يَسْطُوْنَ بِالَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ

قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر اب حملہ کر بیٹھیں (گے) جو ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھ رہے ہیں آپ (ان مشرکین سے) کہیئے کہ کیا میں تم کو اس (قرآن) سے زیادہ

ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۷۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

ناگوار چیز بتلا دوں وہ دوزخ ہے (کہ) اس کا اللہ تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے اے لوگو ایک عجیب بات بیان

ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا

کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سنو (وہ یہ ہے کہ) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جنکی تم لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو وہ ایک (ادنیٰ)

وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ

مکھی کو تو پیدا کر ہی نہیں سکتے گو سب کے سب بھی (کیوں نہ) جمع ہو جاویں اور (پیدا کرنا تو بڑی بات ہے وہ ایسے عاجز ہیں کہ) اگر ان سے مکھی کچھ چھین

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ﴿۷۳﴾ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۷۴﴾

لے جائے تو اس کو (تو) اس سے چھڑا (بھی) نہیں سکتے۔ ایسا عابد بھی لچر اور ایسا معبود بھی لچر (افسوس ہے) ان لوگوں نے اللہ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیئے تھی (کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرتے) وہ نہ کی (کہ شرک کرنے لگے) حالانکہ اللہ تعالیٰ

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۷۵﴾

بڑی قدرت والا سب پر غالب (بھی) ہے اللہ تعالیٰ (کو اختیار ہے رسالت کیلئے جسکو چاہتا ہے) منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے (جن فرشتوں کو چاہے احکام پہنچانے والے مقرر فرما دیتا ہے اور اسی طرح) آدمیوں میں سے یقیناً جانتا ہے کہ اللہ

زیادہ ناگوار چیز } قریب ہے کہ یہ ان لوگوں پر ابھی حملہ کر دیں جو ان کو قرآن کریم کی آیتیں پڑھ کر سُناتے ہیں، آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے، کیا میں تم کو اس سے زیادہ ناگوار چیز بتلا دوں جو کہ تم اس دنیا میں مسلمانوں سے کہتے ہو وہ دوزخ ہے، کیونکہ وہ مسلمانوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے زیادہ کم نفع والا کسی دین والے کو نہیں دیکھا، اس پر حق تعالیٰ نے آپ کو ان سے یہ کہنے کا حکم دیا کہ وہ دوزخ ہے اور اس کا حق تعالیٰ نے کافروں سے وعدہ کیا ہے۔ اور تم بھی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کرتے ہو، اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے جسکی طرف تم جاؤ گے اے کفار مکہ تمھارے بتوں کی ایک عجیب حالت بیان کی جاتی ہے اس کو کان لگا کر سنو اور قبول کرو وہ یہ کہ جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو، وہ ایک مکھی تو پیدا کر ہی نہیں سکتے۔ اگرچہ یہ سارے عابد اور یہ سب معبود مل کر بھی کوشش کریں، تب بھی ایک مکھی نہیں پیدا کر سکتے (اور یہ تو بڑی بات ہے وہ معبود تو ایسے عاجز ہیں) اور اگر مکھی تمھارے ان معبودوں سے کچھ چھین لے جائے جو کچھ تم ان پر شہد وغیرہ ملتے ہو تو تمھارے یہ معبود اس مکھی سے چھڑا ہی نہیں سکتے اور نہ اسکو بھگا سکتے ہیں ایسے ہی یہ بت بیچارے ہیں اور ایسی ہی مکھی، یا یہ کہ ایسا ہی ان کی پرستش کرنے والا بیچارہ ہے۔ اور ایسے ہی ان کے یہ معبود بیچارے ہیں۔ **افسوس** ہے کہ ان لوگوں نے حق تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنا چاہیے تھی وہ نہ کی، یہ آخری آیت یہود کے اقوال کی تردید میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ وہ حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم غنی اور معاذ اللہ حق تعالیٰ فقیر ہے، اور یہ کہ حق تعالیٰ کے ہاتھ بند ہیں، اور یا یہ کہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بعد حق تعالیٰ نے آرام کیا، ان بدتمیزیوں کی حق تعالیٰ نے تردید فرمائی کہ حق تعالیٰ کی جیسی تعظیم کرنی چاہیے تھی وہ نہ کی، حق تعالیٰ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں بڑی طاقت والا اور یہودیوں کو سزا دینے میں بڑے غلبہ والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے رسالت کے لئے جس کو چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے فرشتوں میں سے جیسے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت اور اسی طرح آدمیوں میں سے بھی جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام ہیں اور جو کفار بکتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا بھی کھاتا ہے بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کے انجام کو خوب دیکھنے والا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ

(یعنی) وہ ان (سب فرشتوں اور آدمیوں) کی آئندہ اور گذشتہ حالتوں کو (خوب) جانتا ہے اور تمام کاموں کا دار

الْاُمُوْرُ ﴿۷۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

اللہ ہی پر ہے (یعنی وہ مالک مستقل بالذات ہے) اے ایمان والو! تم رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی عبادت کیا کرو اور

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَجَاهِدُوْا فِى اللّٰهِ

تم (ایسے) نیک کام (بھی) کیا کرو امید (یعنی وعدہ) ہے کہ تم فلاح پاؤ گے اور اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو جیسا کوشش کرنے کا

حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ

حق ہے اس نے تم کو (اور امتوں سے) ممتاز فرمایا اور (اس نے) تم پر دین (کے کام) میں کسی قسم کی تنگی

حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ

نہیں کی۔ تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی (اس) ملت پر ہمیشہ قائم رہو اس (اللہ) نے تمہارا لقب مسلمان رکھا ہے

قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ

(نزول قرآن سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ تمہارے (قابل شہادت اور معتبر ہونے کے) رسول

عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ

(صلے اللہ علیہ وسلم) گواہ ہوں اور (اس شہادت رسول کے قبل) تم لوگوں کے مقابلہ میں گواہ (بجویز) ہو سو تم لوگ (خصوصیت

هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾ ع

کے ساتھ) نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہ تمہارا کارساز ہے (کسی کی مخالفت تم کو حقیقتاً ضرر

آخرت میں نتیجہ معلوم ہوگا لہٰذا اے ایمان والو نماز میں رکوع کیا کرو، اور سجدہ کیا کرو اور اپنے رب کی اطاعت کیا کرو، اور اعمال صالحہ کیا کرو امید ہے کہ تم غصہ خداوندی اور عذاب الٰہی سے فلاح پا ؤ گے۔ بلکہ اللہ کے کام میں خوب کوشش کیا کرو۔ جیساکہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اسی نے تم کو اپنے دین کیلئے منتخب فرمایا۔ اور تم پر دین میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہیں کی، مثلاً فرمایا کہ جو کھڑے ہونے کی طاقت نہ رکھے وہ بیٹھ کر نماز پڑھ لے اور جس میں بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ ہو وہ سیدھے لیٹ کر اشارہ سے پڑھ لے۔ تم اپنے باپ حضرت ابراہیمؑ کی ملت کا اتباع کرو، اس اللہ نے قرآن کریم کے نزول سے پہلے کتب انبیاء کرام میں تمہارا لقب مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی تاکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تمہاری گواہی دینے اور تصدیق کرنے والے ہوں، اور تم انبیاء کرام کے لئے ان کی قوموں کے مقابلہ میں گواہ ہو، لہٰذا پانچوں نمازوں کو وضوء، رکوع، وسجود کی تکمیل اور اوقات کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کرتے رہو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور دین الٰہی اور کتاب خداوندی کو مضبوط پکڑے رہو، وہ تمہارا محافظ و کارساز ہے، سو کیسا اچھا محافظ اور کیسا اچھا مددگار ہے ؏

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

تفسیر ابن عباسؓ پارہ ۱۷ (اقترب للناس) ختم ہوا۔

ناشر۔ ادارہ درس قرآن دھونیا۔ یوپی

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اللّٰھم علمہ الکتاب

اے اللہ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔

(صحیح بخاری)

تفسیر ابن عباسؓ

کامل اردو

پارہ قد افلح (۱۸)

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
امام المفسرین ترجمان القرآن
حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
کی مشہور و مقبول تفسیر
تنویر المقباس من تفسیر ابن عباسؓ کا سلیس ترجمہ

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ

ترجمۂ تفسیر:-
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطی م ۹۱۱ھ

ناشر
ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

بہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین تفسیر ابن عباس پارہ قد افلح ۱۸

ناشر

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن

دیو بند (یوپی)

جون ۱۹۷۸ء

(محبوب پریس دیوبند)

آیاتہا ۱۱۸ سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَكِّيَّةٌ (۷۴) رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱ الَّذِيْنَ هُمْ
بالتحقیق ان مسلمانوں نے آخرت میں فلاح پائی جو اپنی نماز میں خشوع

فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝۲ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳
کرنے والے ہیں اور جو لغو باتوں سے (خواہ قولی ہوں یا فعلی) برکنار رہنے والے ہیں

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝۴ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
اور جو (اعمال و اخلاق میں) اپنا تزکیہ کرنے والے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی (حرام شہوت رانی

حٰفِظُوْنَ ۝۵ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ
سے) حفاظت رکھنے والے ہیں لیکن اپنی بیبیوں سے یا اپنی (شرعی) لونڈیوں سے (حفاظت نہیں کرتے) کیونکہ

غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝۷
ان پر (اسمیں) کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو اسکے علاوہ (اور جگہ شہوت رانی کا) طلبگار ہو ایسے لوگ حد (شرعی) سے نکلنے والے ہیں

(سورۂ مؤمنون) یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس سورت میں ایک سو انیس (۱۱۹) آیتیں اور ایک ہزار آٹھ سو چالیس (۱۸۴۰) کلمات اور چار ہزار آٹھ سو (۴۸۰۰) حروف ہیں۔

حرام وحلال کا فرق

(بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ) بلاشبہ ان مؤمنوں نے کامیابی اور نجات پائی اور ان موحدین نے توحید خداوندی کی وجہ سے مقام سعادت کو حاصل کر لیا۔ اور یہی حضرات جنت کے وارث ہوں گے، کافر جنت کے وارث نہیں ہوں گے یا یہ کہ ان مؤمنوں نے جو اپنے ایمان کے ذریعہ تصدیق خداوندی کرنے والے ہیں، فلاح اور کامیابی پائی اور فلاح کی دو قسمیں ہیں ایک کامیابی اور دوسرے اس کامیابی کا بقاء اور دوام (اور یہ دونوں اہل ایمان کو حاصل ہونگی) اب حق تعالیٰ ان مؤمنین کے اوصاف بیان فرما رہے ہیں کہ جو اپنی نماز میں خشوع وخضوع کرنے والے ہیں، دائیں بائیں التفات نہیں کرتے اور تکبیر تحریمہ کے بعد نماز میں اپنے ہاتھ نہیں اٹھاتے (یعنی رفع یدین نہیں کرتے، کیونکہ اس سے خشوع میں خلل آتا ہے عابد)۔ اور جو لایعنی باتوں اور جھوٹی قسموں سے برکنار رہنے والے ہیں۔ اور جو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا

کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی شرمگاہوں کو حرام شہوت رانی سے پاک رکھنے والے ہیں لیکن اپنی چاروں بیویوں سے یا اپنی شرعی لونڈیوں سے خواہ وہ کتنی ہی ہوں، کیونکہ ان پر اس حلال طریقہ پر کوئی الزام نہیں، البتہ جو حلال راستہ کے علاوہ اور مقام پر شہوت رانی کا طلبگار ہو تو ایسے حلال اور پاکیزہ طریقہ سے حرام اور گندے راستہ کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ مؤمنون) امام حاکم رح نے حضرت ابوہریرہ رض سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھتے تو اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی "الذین ہم فی صلاتہم خاشعون الخ" یعنی جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں اس کے نزول کے بعد سے آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا۔ اور اسی روایت کو ابن مردویہ نے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ آپ اپنی نماز میں التفات فرماتے تھے۔ اور سعید بن منصور رح نے ابن سیرین سے اسی کو بایں طور نقل کیا ہے کہ آپ اپنی نگاہ گھمایا کرتے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور ابن ابی حاتم رح نے ابن سیرین سے مرسلاً نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رض حالت نماز میں اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھایا کرتے تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ﴿٨﴾ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ

اور جو اپنی (سپردگی میں لی ہوئی) امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی

صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿٩﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ﴿١٠﴾ الَّذِينَ

کرتے ہیں (بس) ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہونگے

يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ

(اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ

مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ﴿١٢﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ﴿١٣﴾

(یعنی غذا) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک)

ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا

ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت) کی بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس بوٹی کے (بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا۔ پھر ہم نے ان پر

الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ

گوشت چڑھا دیا۔ پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی (طرح کی) مخلوق بنایا۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴿۱۴﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ

سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے پھر تم بعد اس (تمام قصہ عجیبہ) کے

لَمَيِّتُوْنَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴿۱۶﴾

ضرور ہی مرنے والے ہو پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے

امانت داروں کو امانت داری کا پھل

اور جو لوگ اپنی امانتوں کو جو شرعاً انکے سپرد کی گئی ہیں۔ جیسا کہ روزہ، وضو، غسل جنابت اور امانت کا مال وغیرہ اور اپنے عہد کا خواہ وہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہو یا حقوق العباد میں سے ہو پورا کرنے کا پورا خیال رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں کو ان کے اوقات پر ادا کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونیوالے ہیں اور یہی فردوس بریں کے وارث ہوں گے، جو حضرت رحمان کی خوشنودی کا اصل مقام ہے۔ اور فردوس لغت رومیہ میں باغ کو بولتے ہیں۔ اور یہ حضرات جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی، اور نہ یہ حضرات وہاں سے نکالے جائیں گے، اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ یعنی غذا سے بذریعہ آدم علیہ السلام پیدا کیا۔ پھر ہم نے اس خلاصہ یعنی غذا کو منی بنا دیا، جو چالیس دن تک ایک محفوظ مقام یعنی رحم میں رہا۔ پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا۔ جو چالیس روز تک اسی حالت میں رہا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی بنادی، جو چالیس دن تک اسی حالت میں رہی، پھر ہم نے اس بوٹی کے بعض اجزاء کو ہڈیاں بنا دیا۔ پھر ہم نے ان بوٹیوں پر گوشت اور رگ اور پٹھے چڑھائے۔ پھر ہم نے اس میں روح ڈال کر ایک دوسری طرح کی مخلوق بنا دیا، سو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے اور پھر تم اس قصہ عجیبہ کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے :

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے چار باتوں میں اپنے پروردگار کے ساتھ موافقت کی، چنانچہ جب یہ آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ نازل ہوئی تو میں نے کہا ہم بھی لوٹ جائیں گے۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (تو یہی الفاظ قرآن کریم میں نازل ہو گئے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿۱۷﴾

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے اور ہم مخلوق (کی مصلحتوں) سے بے خبر نہ تھے۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى

اور ہم نے آسمان سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا پھر ہم نے اس کو (مدت تک) زمین میں

ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۚ فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ

ٹھہرایا اور ہم اس (پانی) کے معدوم کر دینے پر (بھی) قادر ہیں۔ پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کئے کھجوروں کے

وَّاَعْنَابٍ لَكُمْ فِیْهَا فَوَاكِهُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۙ وَشَجَرَةً

اور انگوروں کے تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے)

تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَیْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِیْنَ ﴿۲۰﴾

ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طور سینا میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانے والوں

وَاِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِیْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِیْهَا

کے لئے سالن لئے ہوئے اور تمہارے لئے مواشی میں (بھی) غور کرنے کا موقع ہے کہ ہم تم کو ان کے جوف میں کی چیز (یعنی دودھ) پینے کو

مَنَافِعُ كَثِیْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۙ وَعَلَیْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

دیتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور (نیز) ان میں سے بعض کو کھاتے بھی ہو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

اور ان پر اور کشتی پر لدے لدے پھرتے (بھی) ہو۔ اور ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر کر کے بھیجا سو انہوں نے (اپنی قوم سے)

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾

فرمایا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو۔ اور اس کے سوا کوئی تمہارے لئے معبود بنانے کے لائق نہیں (اور جب یہ بات ثابت ہے تو) پھر کیا تم (اوروں کو معبود بنا کر) ڈرتے نہیں

سات آسمانوں کی تخلیق

اور ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے کہ ان میں سے ایک ایک کے اوپر ہے اور ہم مخلوق کی مصلحتوں سے بے خبر نہ تھے۔ کہ بغیر کسی حکم اور نہی کے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتے، اور ہم نے بمقدار معیشت بارش برسائی، یا یہ کہ اتنا پانی برسایا، جو تم کو کفایت کر جائے، اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کر دیا، اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب اور نہریں بنائیں اور پانی کے زمین میں سے بالکل خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں۔

اور پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے باغات پیدا کئے، کھجوروں کے اور انگوروں کے اور ان باغوں میں تمہارے لئے بکثرت قسم قسم کے میوے ہیں اور ان کو تم بعد میں کھاتے بھی ہو، اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں بکثرت ہوتا ہے، نبطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سیناء اس پہاڑ کو بولتے ہیں. جس پر درخت زیادہ ہوں، جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل کھانے والے کے لئے سالن کا بھی کام دیتا ہے۔ اور تمہارے لئے مواشی بالخصوص اونٹ میں بھی غور کرنے کا مقام ہے، ہم تم کو ان میں سے خالص شیریں دودھ پینے کو دیتے ہیں. جو خون اور نجاست کے درمیان سے نکلتا ہے، اور تمہارے لئے ان میں اور بھی سواری اور بار برداری کے بہت سے فوائد ہیں۔ اور ان کے گوشت، دودھ اور بچوں کو کاٹ کر کھاتے پیتے بھی ہو، اور اونٹوں وغیرہ پر خشکی میں اور کشتیوں پر سمندر میں سفر کرتے رہتے ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا، توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تم کو اس بات کا حکم دے کہ تم اس پر ایمان لاؤ، پھر کیا تم دوسروں کے معبود بنانے سے ڈرتے نہیں

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

پس (نوح کی یہ بات سنکر) انکی قوم میں جو کافر رئیس تھے (عوام سے) کہنے لگے کہ یہ شخص بجز اسکے کہ تمہاری طرح کا ایک (معمولی) آدمی ہے اور کچھ نہیں

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا

(اس دعویٰ سے) اس کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتر ہو کر رہے اور اللہ کو رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا ہم نے یہ بات

سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۴﴾ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ

اپنے پہلے بڑوں میں نہیں سُنی۔ بس یہ ایک آدمی ہے جس کو جنون ہو گیا ہے سو ایک ذرا خاص (اسکے مرنے کے) وقت

فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾

تک اس کی حالت کا اور انتظار کرلو۔ نوحؑ نے عرض کیا کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے بلوجہ اسکے کہ انہوں نے مجھ کو

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَاۗءَ

جھٹلایا ہے پس ہم نے (ان کی دعا قبول کی اور) ان کے پاس حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کرلو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پھر جس وقت

اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ

ہمارا حکم (عذاب کا قریب) آپہنچے، اور (علامت اسکی یہ ہے کہ) زمین سے پانی ابلنا شروع ہو تو (اسوقت) ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور

وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِىْ

ایک ایک مادہ یعنی دو دو عدد اس کشتی میں داخل کر لو اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کر لو) باستثنا اسکے جس پر ان میں سے (غرق ہونیکا)

فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ

حکم نافذ ہو چکا ہے۔ اور (یہ سن لو کہ) مجھ سے کافروں کی (نجات) کے بارے میں کچھ گفتگو مت کرنا کیونکہ وہ سب غرق کیے جائیں گے پھر جس

اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ

وقت تم اور تمہارے ساتھی (مسلمان) کشتی میں بیٹھ چکو تو یوں کہنا شکر ہے خدا کا جس نے

نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾

ہم کو کافر لوگوں سے (یعنی انکے افعال اور تکالیف سے) نجات دی۔

نجات پر شکر خداوندی

تو اُن کی قوم کے رئیس یہ سُنکر عوام سے کہنے لگے کہ نوح ع بجز اس کے کہ تمہاری طرح کے ایک آدمی ہیں اور کچھ نہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نبوت اور رسالت کے دعوے سے تم سے برتر ہو کر رہیں اور اگر اللہ کو ہمارے پاس رسول بھیجنا منظور ہوتا تو فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو بھیجدیتا، نوح جو کہتے ہیں، ہم نے اپنے پہلے بڑوں کے زمانہ میں بھی اس چیز کا تذکرہ نہیں سُنا، نوح ع کو جنون ہو گیا ہے، تو ان کے مرنے کے وقت تک ان کی حالت کا انتظار کرو۔

نوح علیہ السلام نے (مایوس ہو کر) عرض کیا، پروردگار میرا ان سے ان پر عذاب نازل کر کے بدلہ لے، کیونکہ انہوں نے میری رسالت کی تکذیب کی، تو ہم نے ان کے پاس بذریعہ جبریل امین حکم بھیجا کہ تم کشتی تیار کر لو ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے پس جس وقت ہمارے عذاب کا وقت قریب آ پہنچے، اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہو یا یہ کہ صبح کا کنارہ نکل جائے، تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک نر اور ایک مادہ اس کشتی میں سوار کر لو، اور آپ کے متعلقین وغیرہ میں سے جو آپ پر ایمان لائے ان کو بھی سوار کر لو، باستثناء جن کے معذب ہونے کا حکم ہو چکا۔ اور یہ سُن لو کہ مجھے اپنی قوم کے کافروں کی نجات کے بارے میں کوئی درخواست مت کرنا وہ سب غرق کئے جائیں گے۔ پھر جس وقت تم اور تمھارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے ہم کو کافروں سے نجات دی۔

وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور یوں کہنا کہ اے میرے رب مجھ کو (زمین پر) برکت کا اتارنا اتاریو اور آپ سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اس (واقعہ مذکورہ) میں بہت سی نشانیاں ہیں اور ہم یہ نشانیاں معلوم کرا کر اپنے بندوں کو آزماتے ہیں۔ پھر ہم نے قوم نوح کے بعد

قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

دوسرا گروہ پیدا کیا۔ پھر ہم نے ان میں ایک پیغمبر کو بھیجا جو ان میں ہی کے تھے (ان پیغمبر نے کہا) کہ تم

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ

لوگ اللہ ہی کی عبادت کرو اسکے سوا تمہارا اور کوئی معبود (حقیقی) نہیں کیا تم (شرک سے) ڈرتے نہیں ہو اور (ان پیغمبر کی

قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ

یہ بات سُنکر) انکی قوم میں جو رئیس تھے جنہوں نے (خدا اور رسول کے ساتھ) کفر کیا تھا اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا اور ہم نے

فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ یَاْكُلُ مِمَّا

انکو دنیوی زندگانی میں عیش بھی دیا تھا کہنے لگے کہ بس یہ تو تمہاری طرح ایک (معمولی) آدمی ہیں (چنانچہ) یہ وہی کھاتے ہیں جو

تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ

تم کھاتے ہو اور وہی پیتے ہیں جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم اپنے جیسے ایک (معمولی) آدمی

بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ﴿۳۴﴾ اَیَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ

کے کہنے پر چلنے لگو تو بیشک تم (عقل کے) گھاٹے میں ہو۔ کیا یہ شخص تم سے کہتا ہے کہ جب تم

وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ﴿۳۵﴾ هَیْهَاتَ

مرجاؤ گے اور (مرکر) مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو (دوبارہ زندہ کر کے زمین سے) نکالے جاؤ گے بہت ہی بعید اور بہت ہی

هَیْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۶﴾

بعید ہے جو بات تم سے کہی جاتی ہے۔

منکرِ آخرت شخص { اور جس وقت کشتی سے زمین پر اترنے لگو تو یوں کہنا اے پروردگار مجھ کو برکت کا اتارنا اتاریو، یعنی پانی اور سبزہ وغیرہ کی برکت ہو، اور آپ دنیا و آخرت میں سب اتارنے والوں سے اچھے ہیں۔

اس مشرک قوم کے ساتھ جو ہم نے کیا اس میں بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں خصوصاً مکہ والوں کے لئے تاکہ وہ ایسے لوگوں کی اقتدا نہ کریں اور ہم آزمائشوں کے ساتھ یا یہ کہ سزا دے کر آزماتے ہیں۔

پھر ہم نے قوم نوح کی ہلاکت کے بعد دوسرا گروہ پیدا کیا، اور ان کی طرف ایک پیغمبر بھیجا، جو ان ہی میں سے تھے کہ تم حق تعالیٰ کی توحید کے قائل ہو جاؤ۔ اور جس خدائے وحدہٗ لاشریک پر میں تم کو ایمان لانے کے لئے کہتا ہوں اسکے علاوہ اور کوئی خدا نہیں کہ تم اس پر ایمان لاؤ، کیا تم پھر غیر اللہ کی عبادت سے ڈرتے نہیں ہو۔

ان پیغمبر کی قوم میں سے جو رئیس تھے اور جنہوں نے کفر کر لیا تھا، اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا تھا، اور ہم نے انکو مال و اولاد بھی دیا تھا، وہ کہنے لگے کہ یہ رسول تو تمہاری طرح ایک معمولی آدمی ہیں یہ وہ ہی کھاتے ہیں جیسا کہ تم کھاتے ہو اور وہ ہی پیتے ہیں جیسا کہ تم پیتے ہو۔ اور اگر تم اپنے جیسے ایک آدمی کے کہنے پر چلنے لگو تو واقعۃً تم بے وقوف اور گھاٹے میں ہو، کیا یہ رسول تم سے یہ کہتا ہے کہ جب مر جاؤ گے اور مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو پھر مرنے کے بعد تم دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے، بہت ہی بعید ہے بہت ہی بعید ہے ایسا نہیں ہو سکتا :

إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿۳۷﴾

بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے کہ ہم میں کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کئے جاویں گے

إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾

بس یہ ایک ایسا شخص ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے اور ہم تو ہرگز اس کو سچا نہ سمجھیں گے۔ پیغمبر نے دعا کی

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ﴿۳۹﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لَيُصْبِحُنَّ

کہ اے میرے رب میرا بدلہ لے اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا۔ ارشاد ہوا کہ یہ لوگ عنقریب پشیمان ہونگے چنانچہ انکو

نَادِمِينَ ﴿۴۰﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُثَاءً

ایک سخت آواز نے (یعنی عذاب نے) موافق وعدۂ حق کے آپکڑا جس سے وہ سب ہلاک ہو گئے، پھر ہم نے انکو خس و خاشاک کی طرح پامال)

فَبُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۴۱﴾ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قُرُونًا

کر دیا۔ سو خدا کی مار کافر لوگوں پر۔ پھر ان (عاد یا ثمود) کے ہلاک ہونے کے) بعد ہم نے اور امتوں کو پیدا کیا۔

آخَرِينَ ﴿۴۲﴾ مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿۴۳﴾

کوئی امت (ان امتوں میں سے) اپنی مدت معینہ سے (ہلاک ہونے میں) نہ پیشدستی کر سکتی تھی اور نہ

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ؕ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا

(اس مدت سے) وہ لوگ نہ پیچھے ہٹ سکتے تھے پھر (ان کے پاس) ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے (ہدایت کیلئے) بھیجا جب کبھی کسی

كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّ جَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا

امت کے پاس اس امت کا (خاص) رسول آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا سو ہم نے (بھی ہلاک کرنے میں) ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا اور ہم نے انکی

لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۴﴾ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَ اَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ۬

کہانیاں بنا دیں سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو (انبیاء کے سمجھانے پر بھی) ایمان نہ لاتے تھے پھر ہم نے موسیٰؑ اور انکے بھائی ہارون کو اپنے

بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۵﴾ ۙ

احکام اور کھلی دلیل دے کر

رسولوں کی تکذیب کا انجام ہلاکت ہے

بس زندگی تو یہی ہماری دنیوی زندگی ہے، اس میں باپ دادا مرتے ہیں اور اولاد پیدا ہوتی ہے۔ اور ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیے جائیں گے۔ یہ رسول ایسا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ ہم تو ہرگز اس کی باتوں کی تصدیق نہیں کریں گے۔ پیغمبر نے دعا کی پروردگار ان پر عذاب نازل کر کے میری مدد کر۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا۔

ارشاد باری ہوا، اس تکذیب پر نزول سزا کے وقت عنقریب یہ پشیمان ہوں گے، چنانچہ ان کو جبریل امین کی آواز نے سخت عذاب کے ساتھ آپکڑا، پھر ہلاک کرنے کے بعد ہم نے ان کو خس و خاشاک کی طرح کر دیا، تو ان کافروں کے لئے خدا کی مار اور رحمت خداوندی سے رسوائی اور محرومی ہے۔

اور پھر ہم نے ان کی ہلاکت کے بعد اور امتوں کو پیدا کیا، ایک امت کے بعد دوسری امت، ان کے زمانہ سے لیکر اٹھارہ سال تک اور قرن اٹھارہ سال کے زمانہ کو بولتے ہیں۔

ان امتوں میں سے کوئی امت نہ اپنی مدت معینہ سے پہلے ہلاک ہو سکتی ہے اور نہ اس سے پیچھے ہٹ سکتی ہے۔ پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا، جب کسی امت کے پاس اس امت کا رسول احکام خداوندی لے کر آیا سو انہوں نے اس رسول کی تکذیب کی۔ تو ہم نے بھی ہلاک کرنے میں ایک کے بعد ایک کا نمبر لگا دیا۔ اور ہم نے انکی کہانیاں بنا دیں کہ ان کے زمانہ میں وہ سنائی جانے لگیں تو رحمت خداوندی سے دوری ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے، پھر ہم نے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو اپنی نوشانیاں اور معجزہ صریحہ دے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ ٭ ٭ ٭

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا عَالِينَ ﴿۴۶﴾

فرعون اور اسکے درباریوں کے پاس (بھی پیغمبر بنا کر) بھیجا سو ان لوگوں نے (انکی تصدیق و اطاعت سے) تکبر کیا اور وہ لوگ تھے ہی متکبر

فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ ﴿۴۷﴾

چنانچہ وہ (باہم) کہنے لگے کہ کیا ہم ایسے دو شخصوں پر جو ہماری طرح کے آدمی ہیں ایمان لے آویں اور انکے مطیع بن جاویں) حالانکہ

فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿۴۸﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ

انکی قوم کے لوگ (تو خود) ہمارے زیر حکم ہیں۔ غرض وہ لوگ ان دونوں کی تکذیب ہی کرتے رہے پس ہلاک کئے گئے اور (ان کے

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿۴۹﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً

ہلاک ہونے کے بعد) ہم نے موسیٰ ؑ کو کتاب (یعنی توراۃ) عطا فرمائی تاکہ (اسکے ذریعہ سے) وہ لوگ (یعنی قوم بنی اسرائیل) ہدایت پاویں اور ہم نے مریم کے

وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿۵۰﴾ يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ

بیٹے (عیسیٰ ؑ) کو اور انکی ماں (حضرت مریم) کو بڑی نشانی بنایا اور ہم نے ان دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لیجا کر پناہ دی جو (بوجہ غلات اور میوہ جات پیدا

كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۵۱﴾

ہونے کے) ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی اے پیغمبرو تم (اور تمہاری امتیں) نفیس چیزیں کھاؤ اور نیک کام (یعنی عبادت) کرو (اور) میں تم سب کے

وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿۵۲﴾

کئے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔ اور (ہم نے ان سب سے یہ بھی کہا کہ) یہ ہے تمہارا طریقہ کہ وہ ایک ہی طریقہ ہے اور

فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ

(حاصل اس طریقہ کا یہ ہے) کہ میں تمہارا رب ہوں سو تم مجھ سے ڈرتے رہو سو ان لوگوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ کر کے

فَرِحُونَ ﴿۵۳﴾ فَذَرْهُمْ فِي غَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۵۴﴾

اختلاف پیدا کر لیا۔ ہر گروہ کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔ سو آپ انکو انکی (اسی) جہالت میں ایک خاص وقت تک رہنے دیجئے۔

ع ۳ ۱۸ ۳

فرعون اور اسکے ساتھیوں کا انکار

تو انہوں نے حضرت موسیٰ ؑ اور آیات تسعہ پر ایمان لانے سے تکبر کیا، اور وہ لوگ تھے ہی موسیٰ علیہ السلام کے مخالف اور

ایمان سے تکبر کرنے والے۔ اور کہنے لگے کیا ہم ایسے دو شخصوں پر یعنی موسیٰؑ و ہارونؑ پر جو کہ ہماری طرح ہیں ایمان لے آئیں۔ حالانکہ ان کی قوم کے لوگ ہمارے زیر حکم ہیں۔ غرضکہ وہ لوگ ان دونوں کی رسالت کی تکذیب ہی کرتے رہے نتیجہ یہ ہوا کہ سب کے سب دریا میں غرق کئے گئے اور ہم نے موسیٰؑ کو تورات عطا کی تاکہ وہ لوگ گمراہی سے ہدایت پاویں اور ہم نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ کو بڑی نشانی بنائی، کہ بے باپ کے اور بغیر کسی انسانی تعلق کے تولد ہوئے یہ دونوں کے لئے قدرت کاملہ کی عظیم نشانی ہے، اور ہم نے ان دونوں کو ایسی بلند زمین میں لیجا کر پناہ دی جو بوجہ غلات اور میوہ جات ہونے کے ٹھہرنے کی جگہ اور بوجہ نہر جاری ہونے کے شاداب جگہ تھی۔ یعنی دمشق،

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم حلال چیزیں کھاؤ، اور خوب نیک کام کرو، آپ اور آپ کی امت جو نیک کام کرتی ہے میں اس کے ثواب سے خوب واقف ہوں، یہ ہے تمہارا طریقہ اور وہ ایک ہی طریقہ ہے اور یہ ہے تمہارا پسندیدہ دین اور تمہارا رب حقیقی وحدہٗ لاشریک ہوں کہ اس نعمت عظمیٰ کے ساتھ میں نے تم کو سرفراز کیا، سو تم میری ہی اطاعت کرو۔ تو ان امتوں نے اپنے دین میں اپنا طریق الگ الگ مختلف فرقے بنائے، جیسا یہود، نصاریٰ، مشرکین مجوس ہر ایک گروہ اور جماعت کے پاس جو دین ہے وہ اسی سے خوش ہے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کو انکی جہالت میں نزول عذاب کے وقت تک یعنی بدر کے واقعہ تک یوں ہی رہنے دیجئے۔

اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ

کیا یہ لوگ یوں گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کو جو کچھ مال و اولاد دیتے چلے جاتے ہیں تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدے

لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ

پہنچا رہے ہیں (یہ بات ہرگز نہیں) بلکہ یہ لوگ (اس کی وجہ) نہیں جانتے اس میں کوئی شک نہیں کہ جو لوگ اپنے رب کی

خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۸﴾

ہیبت سے ڈرتے ہیں اور جو لوگ اپنے رب کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَاۤ اٰتَوْا

اور جو لوگ (اس ایمان میں) اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کرتے ہیں اور جو لوگ (اللہ کی راہ میں) دیتے ہیں

وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ﴿۶۰﴾ اُولٰٓئِكَ

جو کچھ دیتے ہیں اور (باوجود دینے کے) ان کے دل اس سے خوفزدہ ہوتے ہیں وہ اپنے رب کے پاس جانیوالے ہیں۔ یہ لوگ

يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿٦١﴾ وَلَا نُكَلِّفُ

(البتہ) اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ہم تو

نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۖ وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ

کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے (پس جو کام بتلارہے ہیں سب آسان ہی ہیں) اور ہمارے پاس

لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٢﴾

ایک دفتر (نامۂ اعمال کا محفوظ) ہے۔ جو ٹھیک ٹھیک (سب کا حال بتادے گا) اور لوگوں پر ذرا ظلم نہ ہوگا۔

اعمالِ صالحہ میں سبقت کرنیوالے

یہ مختلف گروہ والے کیا یہ گمان کر رہے ہیں کہ ہم انکو دنیا میں جو مال و اولاد دیئے چلے جاتے ہیں، تو ہم ان کو دنیا میں جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں، ایسا ہرگز نہیں، بلکہ ان سے آخرت میں کہا جائے گا اور یہ اس کی وجہ نہیں سمجھتے کہ ہم نے ان کو دنیا میں فائدہ پہنچایا اور آخرت میں ہم ان کو ذلیل و خوار کریں گے۔

اب حق تعالیٰ ان حضرات کے اوصاف بیان فرماتا ہے، جنہیں حقیقی طور پر دنیا میں جلدی جلدی فائدے پہنچائے جاتے ہیں کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ اس ایمان میں اپنے رب کے ساتھ ان بتوں کو شریک نہیں کرتے۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں دیتے ہیں، جو کچھ صدقہ دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو کچھ مال خرچ کرتے ہیں، سو کرتے ہیں یا یہ کہ جو کچھ اعمال صالحہ کرتے ہیں سو کرتے ہیں۔ اور باوجود اس دینے کے ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔ کہ ایسا نہ کہ وہاں آخرت میں یہ چیزیں قابل قبول نہ ہوں ان خوبیوں والوں کو ہماری طرف سے جلدی منافع پہنچائے جا رہے ہیں۔ اور یہ حضرات اعمال صالحہ میں سبقت کر رہے ہیں اور اپنے فائدے جلدی جلدی حاصل کر رہے ہیں اور اس کی طرف دوڑ رہے ہیں۔

اور ہم تو کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ کام کرنے کو نہیں کہتے، اور ہمارے پاس ایک دفتر نامۂ اعمال کا محفوظ ہے جس میں ہر ایک کی نیکیاں اور برائیاں مکتوب ہیں جو ٹھیک ٹھیک عدل و انصاف کے ساتھ سب کا حال بتلادیگا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کوئی کمی اور ان کی برائیوں میں کوئی ذرہ برابر زیادتی نہیں کی جائے گی۔

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِنْ دُونِ ذَٰلِكَ

بلکہ ان کفار کے قلوب اس دین کی طرف سے جہالت (اور شک) میں ہیں اور اسکے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی بُرے بُرے عمل ہیں جن کو

هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ﴿۶۳﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ

یہ کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم جب ان کے خوش حال لوگوں کو عذاب (بعد الموت) میں دھر پکڑیں گے تو

اِذَا هُمْ يَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْــَٔــرُوا الْيَوْمَ ۣ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۶۵﴾

فوراً چلا اٹھیں گے۔ (اسوقت ان سے کہا جاویگا کہ) اب مت چلاؤ ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی

قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ﴿۶۶﴾

میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر (رسول کی زبانی) سنائی جایا کرتی تھیں تو تم اُلٹے پاؤں بھاگتے تھے۔

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ

تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے (اس قرآن کی شان میں) بیہودہ بکتے ہوئے تو کیا ان لوگوں نے اس

اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا

کلام (الٰہی میں) غور نہیں کیا یا انکے پاس ایسی چیز آئی ہے جو ان کے پہلے بڑوں کے پاس نہیں آئی تھی یا یہ لوگ اپنے

رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ

رسول سے واقف نہ تھے اس وجہ سے ان کے منکر ہوئے یا یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں (سو ان میں تو

بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۰﴾

کوئی وجہ بھی معقول نہیں) بلکہ انکی تکذیب کی اصلی وجہ یہ ہے کہ یہ رسول ان کے پاس حق بات لیکر آئے ہیں اور ان میں اکثر لوگ حق بات سے نفرت رکھتے ہیں۔

بیشتر حق بات سے متنفر ہیں بلکہ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دل اس قرآن کریم کی طرف سے جہالت اور غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور جن نیکیوں کا آپ ان کو حکم دیتے ہیں ان کے علاوہ برائیاں ان کے مقدر میں لکھی ہوئی ہیں، جن کو یہ دنیا میں اپنے وقت آنے تک کر رہے ہیں یہاں تک کہ جب ہم ان کے سرکشوں اور رؤسا یعنی ابوجہل بن ہشام، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عتبہ، شیبہ وغیرہ کو سات سالہ قحط سالی کے عذاب میں پکڑیں گے تو یہ آہ و بکا شروع کر دیں گے۔ آپ ان سے فرما دیجیے، آج کے دن ہمارے عذاب سے آہ و بکا مت کرو، کیونکہ ہمارا عذاب تم سے ٹالا نہیں جائے گا۔

قرآن کریم تم کو پڑھ کر سنایا جایا کرتا تھا، اور تمہارے سامنے پیش کیا جاتا تھا تو تم اپنے سابقہ دین کی طرف لوٹتے تھے۔ اور بیت اللہ شریف کی وجہ سے اپنے کو بڑا سمجھتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں، اور کہتے تھے مشغلہ اس کے چاروں طرف ہے۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام اور

قرآن کریم کی شان میں تم لوگ بیہودہ باتیں بکتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے اس قرآن کریم میں اور جو کچھ اس میں وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ غور نہیں کیا، یا ان مکہ والوں کے لئے امن و برأت کی کوئی دستاویز آگئی، یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقف نہیں تھے۔ اس وجہ سے ان کے منکر ہیں۔ یا یہ کہ وجہ ہے کہ نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کی نسبت جنون کے قائل ہیں بلکہ اصلی وجہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم توحید و رسالت لے کر آئے، اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن کریم کے منکر ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رض سے نقل کیا ہے کہ قریش بیت اللہ کے گرد قصے کہانیاں کہا کرتی تھی، اور طواف نہیں کرتی تھی۔ اور پھر اس پر فخر کرتے چنانچہ اس کے بارے میں حق تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مستکبرین بہ سامرا تہجرون ؛

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ

اور (بالفرض محال) اگر دین حق انکے خیالات کے تابع ہو جاتا تو تمام آسمان اور زمین اور جو اُن میں (آباد) ہیں سب

وَمَنْ فِیْهِنَّ ؕ بَلْ اَتَیْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ

تباہ ہو جاتے۔ بلکہ ہم نے ان کے پاس انکی نصیحت کی بات بھیجی سو یہ لوگ اپنی نصیحت (نافعہ) سے بھی روگردانی

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۱﴾ اَمْ تَسْـَٔلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَیْرٌ ۖ

کرتے ہیں یا آپ ان سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں تو آمدنی تو آپکے رب کی سب سے بہتر ہے اور وہ سب دینے والوں سے اچھا ہے۔

وَّهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۷۲﴾ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۷۳﴾

اور خلاصہ انکی حالت کا یہ ہے کہ آپ تو ان کو سیدھے رستہ کی طرف (جس کو اوپر حق کہا ہے) بلا رہے ہیں۔

وَاِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور ان لوگوں کی جو کہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ اس سیدھے رستے سے ہٹتے جاتے ہیں

(۵۵)

وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ

اور اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور ان پر جو تکلیف ہے اسکو ہم دور بھی کردیں تو وہ لوگ (پھر) اپنی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے اصرار کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ أَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ﴿۷۶﴾

اور ہم نے انکو گرفتار عذاب بھی کیا ہے سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے (پورے طور سے) فروتنی کی اور نہ عاجزی

حَتّٰى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ

اختیار کی، یہاں تک کہ ہم جب ان پر سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے تو اس وقت بالکل حیرت زدہ

فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿۷۷﴾

رہ جاویں گے

تثلیث یا ایک سے زیادہ خدا ماننے کی مضرت

اور اگر بالفرض والتقدیر خدا ان کے خیالات کے مطابق ہو جاتا کہ آسمان میں بھی ایک خدا اور زمین پر بھی ایک خدا تو تمام آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہے، تب سب تباہ ہو جاتے، بلکہ ہم نے ان کے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین قرآن کریم بھیجا۔ جس میں انکی عزت اور شرافت ہے۔ سو یہ لوگ اپنی شرافت و عزت کی چیز کی بھی تکذیب کرتے ہیں۔

کیا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے کچھ آمدنی چاہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ آپکی بات کو قبول نہیں، سو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ آمدنی تو آپ کے رب کی جو جنت میں ہے، اس تمام دولت سے بہتر ہے۔ جو ان کے پاس دنیا میں ہے۔ اور وہ سب دنیا و آخرت میں سب دینے والوں سے اچھا ہے۔ بلکہ آپ تو ان کو سیدھے پسندیدہ رستہ یعنی دین اسلام کی طرف بلا رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کی جو بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے یہ حالت ہے کہ وہ دین خداوندی سے ہٹے جاتے ہیں۔ اور اگر ہم ان مکہ والوں پر مہربانی فرمادیں اور ان کو بھوک وغیرہ کی جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں تو یہ لوگ پھر بھی اپنے کفر اور گمراہی میں اندھے کے اندھے پڑے رہیں کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہ آئے۔ اور ہم نے ان کو بھوک اور قحط سالی کے عذاب میں گرفتار بھی کیا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

امام نسائی رح اور حاکم رح نے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ابو سفیان رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خدا کی رشتہ داری کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہم نے خون اور مردار تک کھا لیا ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولقد اخذناہم بالعذاب الخ۔ یعنی ہم نے ان کو گرفتار عذاب بھی کیا ہے۔ سو ان لوگوں نے نہ اپنے رب کے سامنے فروتنی کی اور نہ عاجزی اختیار کی، اور امام بیہقی رح نے دلائل میں بایں الفاظ روایت نقل کی ہے کہ ابن ایاز حنفی جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے وہ قیدی تھے۔ آپ نے ان کو رہا کر دیا چنانچہ وہ اسلام قبول کر کے مکہ مکرمہ چلے گئے پھر وہاں سے

لوٹ آئے تو مکہ والوں اور یمامہ والوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہوگئی: تا آنکہ نوبت بایں جا رسید کہ قریش نے مردار تک کھا لئے۔ اس کے بعد ابوسفیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور کہنے لگے کہ کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ میں رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں؟ آپ نے فرمایا بیشک تو ابوسفیان بولے تو باپ دادا تو تلواروں سے قتل کر دیئے گئے۔ اور اولاد بھوک سے مر گئی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَهُوَ الَّذِيٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا

اور وہ (اللہ) ایسا ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے تم لوگ بہت ہی کم شکر

مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۷۸﴾ وَهُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

کرتے ہو اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلا رکھا ہے اور تم سب

تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَهُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّيْلِ

(قیامت میں) اسی کے پاس لائے جاؤ گے۔ اور وہ ایسا ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے اختیار میں ہے رات اور

وَالنَّهَارِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۸۰﴾ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ﴿۸۱﴾

دن کا گھٹنا بڑھنا، سو کیا تم (اتنی بات) نہیں سمجھتے بلکہ یہ بھی ویسی ہی بات کہتے ہیں جو اگلے (کافر) لوگ کہتے چلے آئے

قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۸۲﴾

(یعنی) یوں کہتے ہیں کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاوینگے۔

حق تعالیٰ کی مختلف نعمتیں

بالخصوص مکہ والو! حق تعالیٰ ایسا قادر و منعم ہے کہ اس نے تمہارے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سوچنے اور سمجھنے کے لئے دل بنائے، مکہ والو! تم پر یہ جتنے انعامات و احسانات فرمائے تم اس کی نسبت بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ اور وہ ایسا ہے کہ اس نے زمین میں تم کو پھیلا رکھا ہے، اور تم مرنے کے بعد اسی کے سامنے پیش کئے جاؤ گے، پھر وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا، اور وہ ایسا ہے جو حشر کے لئے سب کو زندہ کرے گا، اور وہی دنیا میں موت دیتا ہے۔ اور رات و دن کی تبدیلی اور ان کا آنا جانا اور گھٹنا اور بڑھنا اور رات کا تاریک کرنا، اور دن کو روشن کرنا یہ سب چیزیں اسی کے اختیار میں ہیں، اور یہ سب اس بات پر دال ہیں کہ وہ مرنے کے بعد مردوں کو زندہ کرے گا تو ان دلائل کے بعد بھی تم بعث بعد الموت کی تصدیق نہیں کرتے؛ بلکہ یہ کفار مکہ بھی بعث بعد الموت کی اسی طرح تکذیب کرتے ہیں، جیسا کہ اگلے کافر لوگ تکذیب کرتے چلے آئے ہیں۔ یعنی یوں کہتے ہیں کہ

کیا ہم جب مرجائیں گے اور ہم مٹی اور بوسیدہ ہڈیاں رہ جاویں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جاویں گے :

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۸۳﴾

اسکا تو ہم سے اور (ہم سے) پہلے ہمارے بڑوں سے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے یہ کچھ نہیں محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آئی ہیں

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۴﴾ سَيَقُوْلُوْنَ

آپ (جواب میں) کہدیجئے کہ (اچھا یہ تبلاؤ کہ) یہ زمین اور جو اس پر رہتے ہیں یہ کس کے ہیں اگر تم کو کچھ خبر ہے۔ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ

اللہ کی ہیں (تو) ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے (اور) یہ بھی کہئے کہ (اچھا یہ تبلاؤ کہ) ان سات آسمانوں کا مالک اور

وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۸۶﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۸۷﴾

عالیشان عرش کا مالک کون ہے (اس کا) وہ ضرور یہی جواب دینگے کہ یہ بھی (سب) اللہ کا ہے (اسوقت)

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ

آپ کہئے کہ پھر تم (اس سے) کیوں نہیں ڈرتے۔ آپ (ان سے) یہ بھی کہئے کہ (اچھا) وہ کون ہے جسکے ہاتھ میں تمام چیزوں کا

اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۸﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿۸۹﴾

اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اسکے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تم کو کچھ خبر ہے (تب بھی جواب میں) وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۹۰﴾ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ

صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں آپ (اسوقت) کہئے کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے بلکہ ہم نے انکو سچی بات پہنچائی ہے اور یقیناً یہ جھوٹے ہیں اللہ نے

وَّلَدٍ وَّمَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍ بِمَا خَلَقَ

کسی کو اولاد نہیں قرار دیا۔ اور نہ اسکے ساتھ کوئی اور خدا ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی مخلوق کو (تقسیم کرکے) جدا کر لیتا

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۹۱﴾

اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔ اللہ ان (مکروہ) باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ (اسکی نسبت) بیان کرتے ہیں۔

نازیبا باتوں سے منزہ اور پاک ذات

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ جس چیز کا ہم سے وعدہ کر رہے ہیں اس کا اس سے پہلے ہمارے بڑوں سے بھی وعدہ ہوتا چلا آیا ہے

آپ جو بیان کرتے ہیں یہ کچھ بھی نہیں بے سند اگلوں کی منقول شدہ باتیں ہیں، نبی کریم آپ جواباً یوں فرما دیجیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ یہ زمین اور یہ جو اس پر مخلوقات رہتی ہے یہ کس کی ہے۔ اگر تم کو کچھ خبر ہے۔ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کے ہیں۔ تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ پھر کیوں غور نہیں کرتے، تاکہ حق تعالیٰ کی اطاعت کرو، اور آپ ان سے یہ بھی فرمائیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ ان سات آسمانوں کا مالک اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے اس کا بھی وہ یہی جواب دیں گے کہ ان سب کا خالق و مالک اللہ ہے۔ تو آپ ان سے فرمائیے کہ پھر تم غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے۔

آپ ان سے یہ بھی فرمائیے اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے۔ اور وہ جو چاہتا ہے فیصلہ فرماتا ہے، اور اس کے مقابلہ میں کوئی کچھ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے اپنے عذاب سے پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو اس کے عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔ اس بات کا جواب دو اگر تم کو کچھ خبر ہے۔ باقی وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ تمام چیزیں حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں تو آپ ان سے اس وقت کہیئے کہ پھر تم خدا تعالیٰ کے بارے میں کیوں تکذیب کر رہے ہو، یا یہ کہ آپ دیکھئے یہ کیسے جھوٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ بلکہ ہم نے تو ان کے نبی کریم کے پاس قرآن کریم بذریعہ جبریل امین پہنچایا ہے، جس میں صاف طور پر یہ موجود ہے، کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور یقیناً یہ خود ہی اپنے اس قول میں کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں جھوٹے ہیں، اللہ تعالیٰ نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا۔ نہ انسانوں میں اور نہ بقول انکے اور نہ ان کے ساتھ اور کوئی شریک ہے۔ اگر بقول ان کے، ایسا ہوتا، تو ہر ایک خدا اپنی مخلوق کو تقسیم کر کے جدا کر لیتا اور اس پر اپنی سلطنت جما لیتا، اور پھر ایک دوسرے پر چڑھائی کر کے غالب آ جاتا ہے (یقیناً ایک مغلوب ہوتا) اور مغلوبیت صفت خداوندی کے منافی ہے تو پھر یہ دعویٰ کرنا باطل ہے عابد) حق تعالیٰ تو ان نازیبا باتوں سے منزہ و پاک اور برتر ہے جو لوگ اس کی نسبت بیان کرتے ہیں ؀

عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٩٢﴾ ع قُلْ رَّبِّ اِمَّا

جاننے والا ہے سب پوشیدہ اور آشکارا کا غرض ان لوگوں کے شرک سے وہ بالاتر ہے آپ (حق تعالیٰ سے) دعا کیجیے کہ

تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ﴿٩٣﴾ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٩٤﴾

اے میرے رب جس عذاب کا ان کافروں سے وعدہ کیا جا رہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو اے میرے رب مجھ کو ظالم لوگوں میں شامل نہ کیجیے

وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ﴿٩٥﴾ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ

اور ہم اس بات پر کہ جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں آپ کو بھی دکھلا دیں قادر ہیں آپ انکی بدی کا دفعیہ ایسے

هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُلْ رَّبِّ

برتاؤ سے کر دیا کیجئے جو بہت ہی اچھا (اور نرم) ہو ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ (آپکی نسبت) کہا کرتے ہیں۔ اور آپ یوں دعا

أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ

کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپکی پناہ مانگتا ہوں شیطان کے وسوسوں سے اور اے میرے رب آپکی پناہ مانگتا ہوں اس سے

أَن يَحْضُرُونِ ﴿٩٨﴾ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

کہ شیطان میرے پاس بھی آویں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی (کے سر) پر موت آ (کھڑی ہوتی) ہے اسوقت

رَبِّ ارْجِعُونِ

کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھ کو (دنیا میں) پھر واپس بھیج دیجئے

بوقتِ موت کافر کی التجاء

وہ ان سب باتوں کو جاننے والا ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں یا یہ کہ آئندہ ہونے والی ہیں، اور آشکارا کا بھی یا یہ کہ جن چیزوں کا ظہور ہو چکا ان کا بھی، غرضکہ ان لوگوں کے شرک سے کہ یہ بتوں کو اس کا شریک قرار دیتے وہ بالاتر اور منزہ ہے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا کیجئے کہ جس عذاب کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے اگر آپ مجھ کو دکھا دیں تو بدر کے دن ان کافروں کے ساتھ مجھ کو شامل نہ کیجئے۔ اور ہم جس عذاب کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں وہ بدر کے دن آپکو بھی دکھادیں تو ہم اس بات پر قادر ہیں، اور آپ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھیئے کہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے شرک کا دفعیہ کلمہ طیبہ کے ساتھ کر دیا کیجئے۔ یا یہ کہ اپنے سے ان کی بدتمیزیوں کا دفعیہ سلامتی اور اچھے طریقہ پر کردیا کیجئے اور ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ یہ آپ کی نسبت جھوٹ بکا کرتے ہیں۔ اور آپ یہ بھی دعا کیا کیجئے کہ اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے کہ جس سے انسان سے خلاف مصلحت کام سرزد ہو جائے۔ اور اے میرے رب میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس بھی آویں خواہ نماز میں یا تلاوت قرآن کریم کے وقت یا موت کے وقت (اور وسوسہ ڈالنا تو درکنار اور یہ کفار اپنی باتوں سے باز نہیں آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سر پر ملک الموت اور ان کے مددگار ان کی روحیں قبض کرنے کے لئے آکھڑے ہوں تو یہ کہتا ہے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو دنیا میں پھر واپس کر دیجئے۔

لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ ۚ كَلَّا ۚ إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا ۖ

تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں جا کر نیک کام کروں۔ ہرگز (ایسا) نہیں (ہوگا) یہ (اسکی) ایک بات ہی بات ہے

وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَاِذَا نُفِخَ فِى الصُّوْرِ

جس کو یہ کہے جارہا ہے اور ان لوگوں کے آگے ایک (چیز) آڑ کی آنے والی ہے (مراد اس سے موت ہے) قیامت کے دن تک۔ پھر جب (قیامت میں)

فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَمَنْ ثَقُلَتْ

صور پھونکا جاویگا تو ان میں (جو) باہمی رشتے ناتے (تھے) اس میں روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔ سو جس شخص کا پلہ (ایمان کا)

مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ

بھاری ہوگا تو ایسے لوگ کامیاب (یعنی ناجی) ہونگے اور جس شخص کا پلہ ہلکا ہوگا (یعنی وہ کافر ہوگا)

فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِىْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ تَلْفَحُ

سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے ان کے چہروں کو

وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِىْ

(اس جہنم کی) آگ جھلستی ہوگی اور اس (جہنم) میں ان کے منہ بگڑے ہونگے کیوں کیا تم کو میری آیتیں (دنیا میں)

تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۰۵﴾ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ

پڑھ کر سنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے (یہ اسکی سزا مل رہی ہے) وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب (واقعی)

عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾

ہماری بد بختی نے ہمکو گھیر لیا تھا اور (بے شک) ہم گمراہ لوگ تھے۔

بعد از وقت ہوش آیا

تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ کر آیا ہوں اور وہاں آپکی تکذیب کی ہے تو پھر وہاں جاکر نیک کام کروں، اور آپ پر ایمان لاؤں، حق تعالیٰ تردیداً فرمارہا ہے کہ ہرگز اسکو دنیا کی طرف واپس نہیں کیا جائے گا۔ یہ واپس ہونے کی درخواست اس کی ایک بات ہی بات ہے جس کو یہ کہے جارہا ہے اور یہ اسے کوئی سود مند نہ ہوگی۔ اور ان لوگوں کے آگے ایک چیز آڑ آنے والی ہے، یعنی قبر یہاں تک کہ ان کو قبروں سے اٹھایا جائے پھر جب بعث بعد الموت کے لئے صور پھونکا جاوے گا تو ان میں باہمی جو رشتے ناتے تھے، تو قیامت کے دن وہ بھی باقی نہیں رہیں گے۔ اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

سو جس شخص کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، تو ایسے ہی لوگ غصہ خداوندی اور اس کے عذاب سے ناجی ہونگے، اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا۔ اور جہنم میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے،

نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ اس سے نکالے جائیں گے۔ ان کے چہروں کو جہنم کی آگ جھلستی ہوئی اور انکی ہڈیوں اور گوشت کو آگ جلا کر ختم کردے گی، اور دوزخ میں انکی صورتیں سیاہ اور آنکھیں نیلی ہونگی۔ اور ان سے حق تعالیٰ فرمائینگے کہ کیوں کیا میری آیتیں یعنی قرآن کریم دنیا میں تم کو پڑھ کر سُنائی نہیں جایا کرتی تھیں اور تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے کفار دوزخ ہی میں عرض کریں گے۔ اے ہمارے پروردگار! واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا، جو ہمارے بارے میں لکھی جا چکی تھی، سو ہم اپنے ارادہ سے ایمان نہیں لائے اور واقعی ہم کافر تھے۔

رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ قَالَ اخْسَــُٔوْا

اے ہمارے رب ہم کو اس (جہنم) کسے (اب) نکال دیجئے پھر اگر ہم دوبارہ (ایسا) کریں تو ہم بیشک پورے قصوروار ہیں ارشاد ہوگا کہ اسی

فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ

جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو۔ میرے بندوں میں ایک گروہ تھا جو (ہم سے) عرض کیا کرتے تھے کہ اے

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾

پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو بخشش دیجئے اور ہم پر رحمت فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے ہیں۔

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ

سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا (اور) یہاں تک (اسکا مشغلہ کیا) کہ مشغلہ نے تم کو ہماری یاد بھی بھلادی اور تم ان سے ہنسی

تَضْحَكُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ

کیا کرتے تھے۔ میں نے ان کو آج ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے کہ وہی کامیاب ہوئے۔ ارشاد ہوگا

الْفَاۗىِٕزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

(کہ اچھا یہ بتلاؤ) تم برسوں کے شمار سے کس قدر مدت زمین پر رہے ہوگے۔ وہ جواب دینگے کہ ایک دن یا ایک دن سے بھی کم رہے ہونگے

قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔـلِ الْعَاۗدِّيْنَ ﴿۱۱۳﴾ قٰلَ

(اور سچ یہ ہے کہ ہم کو یاد نہیں) سو گننے والوں سے پوچھ لیجئے۔ ارشاد ہوگا

اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

کہ تم (دنیا میں) تھوڑی ہی مدت رہے (لیکن) کیا خوب ہوتا کہ تم (یہ بات دنیا میں) سمجھتے ہوتے۔

نسبتاً تھوڑی مدت قیام

اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس جہنم سے اب نکال دیجیے۔ پھر اگر ہم دوبارہ کفر کریں تو بے شک ہم پورے قصور وار ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہوگا۔ کہ اسی جہنم میں راندے ہوئے پڑے رہو۔ اور یہاں سے نکلنے کے بارے میں میرے سے کسی قسم کی کوئی بات مت کرو! میرے بندوں میں ایک گروہ ایمانداروں کا تھا جو مجھے عرض کیا کرتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار! تجھ پر اور تیری کتاب اور تیرے رسول پر ایمان لے آئے، سو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہم پر رحمت فرمائیے اور ہم کو عذاب نہ دیجیے۔ آپ ہم پر والدین سے بھی زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ سو تم نے ان کا مذاق مقرر کیا تھا، یہاں تک اس کا مشغلہ کیا کہ ان کے مشغلہ نے تم کو ہماری توحید اور ہماری یاد بھی بھلا دی، اور تم ان کا مذاق اُڑایا کرتے تھے۔ میں نے ان کو آج ان کے صبر کا بدلہ جنت دی۔ کیونکہ میری اطاعت پر ثابت قدم رہے۔ اور تمہاری تکالیف پر انہوں نے صبر کیا، اور یہی حضرات جنت کے ملنے اور دوزخ سے نجات حاصل ہونے کی وجہ سے کامیاب ہوئے یہ آیت کریمہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، کیونکہ وہ لوگ حضرت سلمان فارسیؓ اور ان کے ساتھیوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

ارشادِ خداوندی ہوگا کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ تم مہینوں اور دنوں کے اعتبار سے کتنی مدت قبروں میں رہے ہو گے۔ وہ جواب دیں گے بہت رہے ہوں گے تو ایک دن پھر اس میں بھی ان کو شک ہو جائے گا تو بولیں گے یا ایک دن سے بھی کم ہم رہے ہونگے، اور سچ یہ ہے کہ ہم کو کچھ یاد نہیں تو فرشتوں سے یہ ملک الموت اور ان کے مددگاروں سے پوچھ لیجیے۔ ارشاد خداوندی ہوگا خیر بہ نسبت دوزخ کے قیام کے تم قبروں میں تھوڑی ہی مدت رہے ہو۔ کیا خوب ہوتا اگر تم میرے حکم کی تصدیق کرتے :: یا یہ کہ ان سے حق تعالیٰ فرمائے گا کیا خوب ہوتا اگر تم دنیا میں اس چیز کو سمجھتے اور میرے انبیاء کرام کی تصدیق کرتے تو تم کو معلوم ہوجاتا کہ تم قبروں میں کم ہی رہے ہو ::

أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ فَتَعَالَى اللَّهُ

ہاں تو کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل (خالی از حکمت) پیدا کر دیا ہے اور یہ خیال کیا تھا کہ تم ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے سو

الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ﴿١١٦﴾ وَمَن يَدْعُ

(اس سے کامل طور پر ثابت ہو گیا کہ) اللہ تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے جو کہ بادشاہ حقیقی ہے اسکے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں (اور وہ) عرش عظیم کا مالک ہے

مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِندَ رَبِّهِ ۚ إِنَّهُ لَا

اور جو شخص (اس امر پر دلیل قائم ہونے کے بعد) اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی بھی عبادت کرے کہ جس (کے معبود ہونے) پر اسکے پاس کوئی بھی دلیل نہیں

يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿١١٧﴾ وَقُل رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ﴿١١٨﴾

سو اس کا حساب اسی کے رب کے ہاں ہوگا (جس کا نتیجہ لازمی یہ ہے کہ) یقیناً کافروں کو فلاح نہ ہوگی (بلکہ ابدالآباد معذب رہیں گے اور آپ یوں کہا کریں کہ اے میرے رب (میری خطائیں) معاف کر اور (رحم کر) تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

ع ۶ ۶

ثواب و عقاب ضروری ہے

مکہ والو! خصوصاً کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ ہم نے تم کو یوں ہی مہمل پیدا کر دیا ہے کہ اوامر و نواہی اور ثواب و عقاب کا تم سے کوئی تعلق نہیں اور یہ کہ تم مرنے کے بعد ہمارے پاس نہیں لائے جاؤ گے؟ سو حق تعالیٰ بہت ہی عالیشان ہے اور بیوی اولاد اور شریک سے منزہ اور بادشاہ حقیقی ہے اس کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بتوں کی عبادت کرے جس کے معبود ہونے پر اس کے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تو اسکو آخرت میں عذاب ملے گا۔ یقیناً کافروں کو عذاب الٰہی سے نجات اور فلاح نہیں ہو گی۔

اور اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ تو یوں دعا کیجیے کہ اے میرے پروردگار میری امت کی خطائیں معاف کر اور میری امت پر رحم فرما، اور اس کو عذاب مت دے، یقیناً تو ہی ارحم الراحمین ہے۔

آیاتہا ۶۴ — (۲۴) سُورَۃُ النُّورِ مَدَنِیَّۃٌ (۱۰۲) — رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

یہ ایک سورت ہے جس (کے الفاظ) کو (بھی) ہم (ہی) نے نازل کیا ہے اور (اسکے معانی یعنی احکام) کو (بھی) ہم (ہی) نے مقرر کیا ہے اور ہم نے (اس)

لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ

(سورۃ) میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو (اور عمل کرو)۔ زنا کرانے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد سو ان میں ہر ایک کے سو

مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ

درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیے

دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ

اگر اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے

عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ

وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے۔ زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا

اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ز وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ

بجز زانیہ یا مشرکہ کے اور (اسی طرح) زانیہ کے ساتھ بھی اور کوئی نکاح نہیں کرتا بجز

اَوْ مُشْرِكٌ ج وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ③

زانی یا مشرک کے اور یہ (یعنی ایسا نکاح) مسلمانوں پر حرام (اور موجب گناہ) کیا گیا ہے۔

(سورۂ نور) یہ سورت مدنی ہے۔ اس میں چونسٹھ (۶۴) آیتیں اور ایک ہزار تین سو سولہ (۱۳۱۶) کلمات اور پانچ ہزار نوسو اسی (۵۹۸۰) حروف ہیں :

دعوتِ تفہیم } (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) یہ ایک سورت ہے جس کے الفاظ کو بھی ہم نے بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے اور اس کے حلال و حرام کو بھی ہم ہی نے مقرر کیا ہے اور اس صورت میں ہم نے صاف صاف اوامر و نواہی فرائض و حدود کو بیان کیا ہے۔ تاکہ تم اوامر و نواہی سمجھو اور حدود کو معطل نہ کرو :

زانی اور زانیہ کے احکام } غیر شادی شدہ زنا کرنے والی عورت اور غیر شادی شدہ زنا کرنے والا مرد ان میں سے ہر ایک کو زنا کرنے پر سَو سَو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر حد قائم کرنے اور حکم الٰہی کے ان پر نافذ کرنے میں ذرا بھی رحم نہ آنا چاہیے۔ اگر تم حق تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور ان دونوں کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے۔ تاکہ وہ حدود خداوندی کو محفوظ کر لیں (کہ ان کے ذریعہ سے تشہیر اور عبرت ہو عابد) :

اور اہل کتاب میں سے علانیہ طور پر زنا کرنے والا مرد نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا۔ بجز اہل کتاب یا مشرکین میں سے کسی زانیہ کے اور اہل کتاب یا مشرکین کی زانیہ کے ساتھ بھی کوئی نکاح نہیں کرتا بجز اہل کتاب میں سے کسی زانی یا مشرک کے اور یہ اس قسم کا نکاح جو اہل کتاب میں سے کسی زانیہ کے ساتھ من حیث الزانیہ ہو مشرکہ کے ساتھ ہو مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ یہ آیت کریمہ چند اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ حضرات اہل کتاب اور مشرکین عرب کی باندیوں سے نکاح کرنا چاہتے تھے جو کہ علی الاعلان زناکاری میں گرفتار تھیں، جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے ارادہ کو چھوڑ دیا۔ اور آیت کریمہ کی بایں طور پر بھی تفسیر کی گئی ہے۔ کہ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی وہ اپنے ہی جیسی زانیہ یا اہل کتاب میں کی زانیہ یا مشرکہ ہی کے ساتھ کرتا ہے اور اہل قبلہ یا اہل کتاب کی زانیہ یا مشرکہ کے ساتھ اہل قبلہ یا اہل کتاب کا زانی یا مشرک ہی زنا کیا کرتا ہے۔ اور یہ فعل زنا مسلمانوں پر حرام کر دیا گیا ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول } (سورۂ نور)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - ارشاد خداوندی

الزانی لاینکح الا زانیۃ الخ۔ امام نسائی نے عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ ام مہزول نامی ایک عورت بد چلن تھی اصحاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک صحابی نے اس سے نکاح کرنا چاہا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ الزانی لاینکح الخ یعنی زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا۔ بجز زانیہ یا مشرکہ الخ۔ اور امام ابوداؤد، ترمذی نسائی اور امام حاکمؒ نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرثد نامی ایک شخص مکہ کرمہ سے قیدیوں کو لے جایا کرتے تھے۔ اور مکہ مکرمہ میں عناق نامی ایک عورت انکی دوست تھی۔ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس عورت سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی، تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی۔ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ" تب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مرثد زانی نکاح بھی کسی کے ساتھ نہیں کرتا۔ بجز زانیہ یا مشرکہ کے، لہٰذا تم اس عورت سے شادی مت کرو (اور اس میں شرک اور زنا دونوں باتیں ہیں عابد)۔

اور سعید بن منصور نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو زانیہ عورتیں بہت خوبصورت تھیں، تو لوگ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ پھر ان عورتوں سے نکاح ہی کیوں نہ کرلیں تب یہ آیت نازل ہوئی ؏

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ

اور جو لوگ (زنا کی) تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو اور پھر چار گواہ (اپنے دعوے پر) نہ لاسکیں تو ایسے لوگوں کو

ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ

اسّی درے لگاؤ اور انکی کوئی گواہی قبول مت کرو یہ تو دنیا میں ان کی سزا ہوئی، اور یہ لوگ آخرت

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ

میں بھی مستحق سزا ہیں اس وجہ سے کہ فاسق ہیں لیکن جو لوگ اس (تہمت لگانے) کے بعد (خدا کے سامنے) توبہ کرلیں اور اپنی

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ

(حالت کی) اصلاح کرلیں سو (اس حالت میں) اللہ تعالیٰ ضرور مغفرت کرنیوالا رحمت کرنیوالا ہے اور جو لوگ اپنی (منکوحہ) بیبیوں کو

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ

(زنا کی) تہمت لگائیں اور انکے پاس بجز اپنے (ہی دعوے) کے اور کوئی گواہ نہ ہوں (جنکا عدد میں چار ہونا چاہیئے)

اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۶﴾

تو انکی شہادت (جو کہ دافع حد ہو یا حد قذف ہو) یہی ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر یہ کہدے کہ میں سچا ہوں

پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے والوں کا حکم

اور جو لوگ آزاد مسلمان پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار عادل مسلمان آزاد آدمیوں کو اپنے دعوے پر گواہ نہ لا سکیں تو ایسے لوگوں کو اس تہمت لگانے پر اسّی دُرّے لگاؤ اور ان کی کوئی گواہی کبھی قبول مت کرو اور یہ لوگ فاسق ہیں۔ لیکن جو لوگ اس تہمت لگانے کے بعد خدا کے سامنے توبہ کر لیں اور دیانتہً بھی اپنی سابقہ حالت کی اصلاح کر لیں، کیونکہ حق تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور توبہ پر مرنے والے پر رحمت کرنے والا ہے (کہ آخرت میں اس توبہ سے عذاب مرتفع ہو جائے گا۔ گو رد شہادت معاملات میں جو کہ تتمہ حد ہے پھر بھی باقی رہے۔ عابد)

شروع سے لے کر یہاں تک یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اپنی منکوحہ بیبیوں کو زنا کی تہمت لگائیں، اور ان کے پاس اس چیز پر بجز اپنے اور گواہ نہ ہوں تو ایسا شخص چار مرتبہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہدے کہ میں نے اپنی عورت پر جو تہمت لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی والذین یرمون ازواجھم الخ امام بخاری رح نے عکرمہ رض کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ ہلال بن امیہ نے اپنی بیوی کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تہمت لگائی، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پشت پر حد قذف لگائی جائے گی، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم میں کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی کو برا کام کرتے دیکھے تو گواہ ڈھونڈتا پھرے (یہ تو بڑی مشکل ہے) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے رہے گواہ لاؤ، ورنہ تم پر حد قائم ہوگی۔ حضرت ہلال رض نے عرض کیا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اپنی بات میں سچا ہوں، اور حق تعالیٰ میرے بارے میں ضرور کوئی ایسا حکم نازل فرمائے گا جس سے میری پیٹھ سزا سے بچا دے گا۔ اس کے بعد جبریل امین تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین یرمون ازواجھم الخ آپ نے من الصادقین تک یہ آیتیں پڑھ کر سنا ئیں۔ اور نیز اسی روایت کو امام احمد رح نے بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت کریمہ والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃً ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابداً۔ نازل ہوئی۔ تو حضرت سعد بن عبادہ انصار کے سردار بولے یا رسول اللہ کیا اسی طرح نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے گروہ انصار سُن نہیں رہے کہ تمہارے سردار کیا کہہ رہے ہیں صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان کو ملامت نہ کیجئے، یہ بہت ہی باغیرت انسان ہیں خدا کی قسم انہوں نے کنواری کے علاوہ کسی عورت سے کبھی شادی نہیں کی اور نہ کبھی کسی عورت کو طلاق دی ہے۔ کہ ان کی غیرت کی شدت کی وجہ سے پھر ہم میں سے کسی کو جرأت ہو کہ وہ ان کی مطلقہ کے ساتھ شادی کرے۔ پھر حضرت سعد رض نے عرض کیا یا رسول اللہ میں

جانتا ہوں کہ یہ بات حق ہے اور یہ حکم الٰہی ہے لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ اگر میں کسی بیوقوفہ کے ساتھ کسی نامحرم کو پاؤں تو مجھے اس نامحرم کو علیحدہ کرنے اور اس کو حرکت دینے کی بھی اجازت نہیں۔ تا آنکہ میں چار گواہ نہ لے آؤں تو بخدا میں گواہوں کو اس وقت تک نہیں لاؤں گا۔ جب تک کہ وہ اپنی حاجت کو پورا نہ کرے، اس کے بعد کچھ وقفہ نہیں گذرا تھا کہ ہلال بن امیہ آگئے اور وہ تین حضرات میں سے ہیں جن کی حق تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی ہے، وہ اپنی زمین سے شام کو گھر آئے تو انہوں نے اپنی گھر والی کے پاس کسی شخص کو پایا یہ منظر انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اس واقعہ سے کچھ نہیں گھبرائے۔ تا آنکہ صبح ہو گئی۔ وہ علی الصباح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آکر عرض کیا کہ میں شام کے وقت اپنی گھر والی کے پاس آیا تو اس کے پاس ایک شخص کو دیکھا یہ چیز میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی اور یہ باتیں میں نے اپنے کانوں سے سُنیں یہ جس واقعہ کی اطلاع لے کر آئے اس سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوئی اور آپ پر یہ چیز گراں گزری۔ اتنے میں سب انصار جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ سعد بن عبادہ رضؓ نے اس وقت جو بات کہی تھی اس کی وجہ سے ہم سب آزمائش میں ڈال دیئے گئے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہلال بن امیہ کو سزا دیں گے، اور انکی گواہی کو مسلمانوں میں باطل قرار دیدیں گے، حضرت ہلال نے فرمایا خدا کی قسم میں اس چیز کی امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس چیز سے میرے لئے چھٹکارے کا کوئی راستہ نکال دیں گے۔ سو خدا کی قسم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کو سزا دینے کے لئے حکم فرمانا ہی چاہ رہے تھے کہ آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی تو سب اُن سے رُک گئے، تا آنکہ آپ وحی سے فارغ ہوئے چنانچہ آپ پر یہ آیتیں نازل ہوئیں، یعنی جو لوگ اپنی منکوحہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں۔ نیز ابو یعلیٰ نے اسی طرح حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے۔ اور امام بخاری رحؒ و مسلم رحؒ نے سہل بن سعد رضؓ سے نقل کیا ہے کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میرا ایک مسئلہ رسول اکرمؐ سے پوچھو کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی اجنبی آدمی کو پائے تو کیا کرے وہ اس کو مار ڈالے تو کیا وہ بھی قصاص میں قتل کر دیا جائے گا تو پھر کرے تو کیا کرے، چنانچہ عاصم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے یہ مسئلہ پوچھا، رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے سوال کو برا سمجھا۔ اس کے بعد عویمر سے ملاقات ہوئی۔ عویمر نے ان سے دریافت کیا کہ آپ نے کیا کیا عاصم نے جواب دیا۔ میں کیا کرتا تم نے میرے ساتھ بھلائی نہیں کی۔ میں نے آپ کا مسئلہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے ایسے سوالات کو پسند نہیں فرمایا۔ عویمر بولے خدا کی قسم میں تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گا اور بغیر دریافت کئے ہوئے نہیں رہوں گا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے جاکر دریافت کیا، آپ نے فرمایا حق تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں کہ اس مقام پر ائمہ کرام کا اختلاف ہے کہ آیت کریمہ کون سے واقعہ کے ماتحت نازل ہوئی ہے۔ تو بعض حضرات نے اس چیز کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت حضرت عویمر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور بعض نے حضرت ہلال رضؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے کہ یہ آیت اس واقعہ میں نازل ہوئی ہے۔

اور بعض حضرات نے دونوں واقعات میں تطبیق کر دی ہے کہ اولاً تو حضرت ہلال رضؓ کا واقعہ پیش آیا، اور پھر حضرت عویمر رضؓ کے آنے سے اس واقعہ کی تائید ہو گئی، پھر دونوں کے بارے میں ایک ساتھ آیت کریمہ نازل ہوئی، امام نودی رحؒ کا بھی اسی جانب رجحان ہے۔ اور خطیب بھی یہی کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دونوں واقعے ایک ہی وقت پیش آئے ہوں :۔

نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ ان دونوں واقعات میں بایں طور تطبیق بیان کرتے ہیں، کہ ممکن ہے حضرت ہلال رضؓ کا واقعہ پیش آنے پر اولاً آیت کریمہ کا نزول ہو چکا ہو۔ پھر جب حضرت عویمر رضؓ اپنا واقعہ لے کر آئے اور انہیں اس بات کا علم نہ ہوا کہ حضرت ہلال رضؓ کا کیا واقعہ ہو چکا ہے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس حکم سے مطلع فرما دیا، یہی وجہ ہے کہ حضرت ہلال رضؓ کے واقعہ میں تو یہ الفاظ ہیں کہ پھر جبریل امین نازل ہوئے اور حضرت عویمر رضؓ کے واقعہ میں یہ الفاظ ہیں کہ حق تعالیٰ نے تمہارے بارے میں حکم نازل کر دیا ہے۔ یعنی تمہارے جیسا واقعہ پیش آچکا ہے۔ اسکے اندر حکم نازل ہو گیا۔ اور ابن الصباغ نے بھی شامل میں یہی جواب دیا ہے۔ اور امام قرطبی کا میلان اس جانب ہے کہ دو مرتبہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہو، کیونکہ نزول آیت دو مرتبہ جائز ہے۔ اور بزار نے زید بن مطیع کے واسطہ سے حضرت حذیفہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضؓ سے فرمایا اگر تم ام رومان کے ساتھ کسی اجنبی کو دیکھو تو تم کیا کرو گے، حضرت ابو بکر رضؓ نے فرمایا میں ایسے شخص کے ساتھ بہت برائی کے ساتھ پیش آؤں گا۔ پھر آپ حضرت عمر رضؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عمر تم کیا کرو گے، حضرت عمر رضؓ نے فرمایا میں ایسے شخص پر حق تعالیٰ کی لعنت بھیجوں گا۔ اور ایسا شخص خبیث ہے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحؒ فرماتے ہیں اسباب النزول کے تعدد ہونے میں کوئی حرج نہیں :۔

وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۷﴾

اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹا ہوں

وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍ

اور (اس کے بعد) اس عورت سے سزا (جیس یا حد زنا) اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار بار قسم

بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۸﴾ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ

کھا کر کہے (بیشک) یہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو اگر

عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ

یہ سچا ہو۔ اور اے مردو اور عورتو) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل اور اس کا کرم ہے (کہ ایسے

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۰﴾ ع

ایسے احکام مقرر کئے ہیں) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمت والا ہے تو تم بڑی مضرتوں میں پڑ جاتے۔

لعان کا حکم

اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر حق تعالیٰ کی لعنت ہو، اگر میں اپنے دعوے میں جھوٹا ہوں۔ اور اس کے بعد اس عورت سے زنا کی سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ حق تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک اس کا خاوند اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کا غضب ہو، اگر یہ خاوند سچا ہو۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر حق تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے تو وہ بیان فرما دیتا کہ تم میں سے جھوٹا کون ہے۔ اور حق تعالیٰ تائب کی توبہ قبول فرمانے والا اور حکمت والا ہے۔ کہ اس نے مرد اور عورت کے درمیان ایسے موقع پر لعان کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ یہ آیت کریمہ عاصم بن عدی انصاری کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ وہ اس غلطی میں پڑ گئے تھے

اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ

جن لوگوں نے یہ طوفان (حضرت صدیقہ رضی کی نسبت برپا کیا ہے (اے مسلمانو) وہ تمہارے ہیں کا ایک (چھوٹا سا) گروہ ہے تم اس

شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ

(طوفان بندی) کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ (باعتبار انجام کے) تمہارے حق میں بہتر ہی بہتر ہے ان میں سے ہر شخص کو جتنا کسی نے

مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾

کچھ کیا تھا گناہ ہوا اور ان میں جس نے اس (طوفان) میں سب سے بڑا حصہ لیا اسکو سخت سزا ہوگی۔

لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ

(آگے ان قاذفین مؤمنین کو ناصحانہ ملامت ہے) جب تم لوگوں نے یہ بات سنی تھی تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے آپس والوں

خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۲﴾ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ

کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا اور (زبان سے) یوں کیوں نہ کہا کہ صریح جھوٹ ہے (آگے اس حسن ظن اور انک کے وجوب کی وجہ ارشاد ہے۔

شُهَدَآءَ ۚ فَاِذۡ لَمۡ یَاۡتُوۡا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنۡدَ اللّٰہِ

کہ یہ (قاذف) لوگ اس (اپنے قول) پر چار گواہ کیوں نہ لائے۔ سو جس صورت میں یہ لوگ (موافق قاعدہ کے) گواہ نہیں لائے تو

ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۳﴾

بس اللہ کے نزدیک یہ جھوٹے ہیں۔

عبداللہ بن ابی کا انجام

جن لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نسبت یہ طوفان بدتمیزی برپا کیا ہے وہ تمہارے میں کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ یہ آیات کریمہ کذاب اور واقعہ کو گھڑنے والا عبداللہ بن ابی سلول منافق اور حسان بن ثابت انصاری اور مسطح بن اثاثہ اور عباد بن عبد المطلب اور حمنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں، ابی بن سلول منافق نے حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت صفوان پر تہمت لگائی تھی اور یہ بقیہ مؤمن اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس چیز کو اپنے حق میں آخرت میں بھی برا نہ سمجھو، بلکہ یہ تمہارے حق میں ثواب و انجام کے اعتبار سے بہتر ہی بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کو جس نے جتنا اس معاملہ میں حصہ لیا تھا گناہ ہوا۔

اور ان میں سے جس نے یعنی عبداللہ بن ابی سلول منافق نے اس طوفان میں سب سے بڑا حصہ لیا ہے کہ اس واقعہ کو اس نے گھڑا، اور سارے مدینہ میں اس کی اشاعت کی۔ اس کو سب سے بڑھ کر سخت سزا ہوگی، کہ دنیا میں حد قذف اس پر لگائی جائے گی اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔

جب تم لوگوں نے یہ طوفان سنا تھا تو مسلمان مردوں یعنی مسطح اور مسلمان عورتوں یعنی حمنہ نے اپنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے ساتھ گمان نیک کیوں نہ کیا، جیسا کہ تم اپنی ماؤں کے ساتھ گمان کرتے ہو۔ اور زبان سے علانیہ طور پر یوں کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے۔ یہ قاذف لوگ اپنے اس قول پر چار عادل گواہ کیوں نہ لائے جو ان کی تصدیق کرتے سو جس حالت میں یہ لوگ گواہ قاعدہ کے موافق نہیں لائے تو یہ حق تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

شان نزول: ان الذین جاءوا بالافک عصبۃ منکم الخ۔ امام بخاری رحمہ اللہ و مسلم رحمہ اللہ وغیرہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر کو تشریف لے جانا چاہتے تو بیویوں میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل جاتا اس کو ساتھ لے جاتے۔ ایک مرتبہ ایک جہاد کو تشریف لے گئے، اور قرعہ میں میرا نام نکل آیا۔ اس لئے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دی۔ یہ واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے بعد کا ہے۔ چنانچہ میں کجاوہ میں سوار ہو کر چلتی تھی اور جہاں کہیں پڑاؤ ہوتا تھا میرا کجاوہ اتار لیا جاتا تھا غرضیکہ ہم چل دیئے جہاد سے فارغ ہونے کے بعد جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے اور ہم سب مدینہ منورہ کے

قریب پہنچ گئے تو ایک رات کو حضور ﷺ نے کوچ کا اعلان فرمایا، اعلان سنتے ہی میں بھی اٹھی اور پیدل جاکر لشکر سے نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہو کر منزل پر آئی سینہ کو ٹٹول کر دیکھا تو ظفاری نگینوں کا ہار جو میں پہنے ہوئی تھی نہ معلوم کہاں ٹوٹ کر نکل گیا فوراً میں اس کی تلاش کے لئے لوٹی، اور تلاش کرنے میں دیر لگ گئی۔ جو گروہ میرا کجاوہ کستا تھا اس نے میرے کجاوہ کو اٹھا کر اسی اونٹ پر کس دیا جس اونٹ پر کہ میں سوار ہوتی تھی۔ کیونکہ ان لوگوں کا خیال تھا کہ میں کجاوہ میں ہوں، اور اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں بھاری فربہ اندام نہیں ہوتی تھیں کھانا تھوڑا کھایا کرتی تھیں اور میں تو ویسے بھی نوخیز لڑکی تھی، اس لئے جن لوگوں نے کجاوہ کو اونٹ پر اٹھا کر رکھا، ان کو کجاوہ کی گرانی کا اندازہ نہ ہوا۔ غرضکہ اونٹ اٹھا کر وہ لوگ چل دیئے۔ اور لشکر کے چلے جانے کے بعد مجھ کو ہار مل گیا۔ میں پڑاؤ پر آئی تو وہاں نہ کوئی کہنے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا میں اپنے پڑاؤ پر آگئی اور خیال کیا کہ جب میں لوگوں کو نہیں ملوں گی تو ضرور یہیں لوٹ کر آئیں گے۔ میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی کہ آنکھوں میں نیند کا جوش آیا اور میں سو گئی، صفوان بن معطل لشکر کے پیچھے پچھلی رات سے چلے آرہے تھے وہ صبح کو اس جگہ پہونچے جہاں میں پڑی ہوئی سو رہی تھی، دور سے انہیں ایک سوتا ہوا شخص معلوم ہوا میرے پاس آئے تو مجھ کو پہچان لیا، کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے میں ان کے سامنے نکلا کرتی تھی۔ انہوں نے جو مجھے دیکھ کر انا للہ پڑھی تو میری آنکھ کھل گئی، انہوں نے مجھ کو پہچان لیا۔ میں نے اپنا چہرہ چادر سے چھپالیا۔ خدا کی قسم انہوں نے مجھے کوئی بات تک نہیں کی، اور نہ میں نے بجز انا للہ کے ان کی زبان سے اور کوئی کلمہ سنا، انہوں نے فوراً یہ کیا کہ اپنی اونٹنی بٹھائی اور اس کا پاؤں اپنے پیر سے دبائے رکھا میں اونٹنی پر سوار ہو گئی، وہ خود بیچارے پیدل چلتے رہے اور اونٹنی کو چلاتے رہے، یہاں تک کہ ہم لشکر میں اس وقت پہنچے جبکہ عین دوپہر کو گرمی کی شدت میں وہ اترے ہوئے تھے۔ اب لوگوں نے طوفان اٹھایا اور جس کی قسمت میں تباہی لکھی ہوئی تھی وہ تباہ ہوا، اور سب سے بڑا اس طوفان کا بانی و موجد عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ملعون تھا۔ خیر ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر میں بیمار ہو گئی۔ ایک مہینہ تک میں بیمار رہی۔ لوگ طوفان برپا کرنے والوں کی باتوں کا چرچا کرتے رہے لیکن مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی، ایک ذرا سا وہم مجھے اس بات سے پیدا ہوا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میری بیماری کے زمانہ میں جو مہربانیاں میرے حال پر فرمایا کرتے تھے، وہ میں اس بیماری کے زمانہ میں نہیں پاتی تھی۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تشریف لاتے اور سلام کرنے کے بعد فرماتے اب کیسی ہے اور تشریف لے جاتے، اس سے بے شک مجھ کو وہم ہوا۔ مگر اس طوفان کی مجھ کو خبر تک بھی نہ تھی، بیماری سے اچھی ہونے کے بعد لاغری اور کمزوری ہی کی حالت میں میں باہر نکلی اور میرے ساتھ مسطح کی ماں مناصع کی طرف چلی۔ مناصع اس زمانہ میں ہمارا پائخانہ تھا، اور ہم راتوں رات وہاں جایا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ میں ہماری حالت بالکل ابتدائی عربوں کی طرح تھی۔ گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے ہمیں تکلیف سی ہوتی تھی۔ ام مسطح ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی لڑکی تھیں، اور ان کی ماں صخر بن عامر کی بیٹی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خالہ تھیں، اور

ام مسطح کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ غرضکہ ضرورت سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح گھر کو آئے راستہ میں ام مسطح اپنی چادر میں الجھ کر گریں اور بولیں مسطح ہلاک ہو، میں نے کہا کہ تم نے برا کیا ایسے آدمی کو بددعا دیتی ہو جو غزوۂ بدر میں شریک ہوا ہے بولیں بھولی بھالی کیا تو نے اس کی بات نہیں سنی؟ میں نے کہا اس کی کیا بات ہے۔ چنانچہ مسطح کی والدہ نے تہمت تراشوں کا قول بیان کیا۔ یہ سنکر میری بیماری میں اور اس بیماری کا اضافہ ہو گیا، گھر واپس آئی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، انہوں نے سلام کرنے کے بعد پوچھا تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا، کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اپنے والدین کے پاس چلی جاؤں، اس اجازت لینے کی منشاء یہ تھی کہ میں اپنے والدین کی طرف سے اس بات کی تصدیق کرنا چاہتی تھی، چنانچہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی، میں اپنے والدین کے یہاں چلی آئی۔ اور آکر والدہ سے دریافت کیا کہ لوگ کیا چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا بیٹی تو رنج مت کر کیونکہ خدا کی قسم اگر کوئی خوبصورت عورت ہوتی ہے اور اس کا خاوند اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی سوکنیں بھی ہوتی ہیں، تو سوکنیں اس پر بڑی بڑی باتیں رکھدیا کرتی ہیں۔

میں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیا کیا باتیں ملا رہے ہیں۔ (اور آپ یہ کہہ رہی ہیں) غرض اس رات کو ساری رات میں روتی رہی، اور میرے آنسو نہیں تھمے۔ اور نہ نیند آئی صبح کو میں رو رہی تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض اور حضرت اسامہ رض کو اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں مشورہ کے لئے طلب فرمایا کیونکہ وحی آنے میں دیر ہو گئی تھی۔ حضرت اسامہ رض نے تو وہی مشورہ دیا جو ان کو معلوم تھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ پاک دامن ہے اور جیسا کہ ان کے دل میں آپ کی ازواج سے محبت تھی۔

چنانچہ عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ آپ کی بیوی ہیں، ہمیں تو ان کے متعلق کسی برائی کا علم نہیں، مگر حضرت علی رض نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم حق تعالیٰ نے آپ کے لئے تنگی نہیں رکھی ہے ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ خادمہ کو بلا کر دریافت کریں گے تو وہ آپ کو سچ سچ بیان کر دیں گی اور عائشہ رض کی سچائی ہو جائیگی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رض کو بلایا اور فرمایا بریرہ رض تم کو عائشہ رض کی طرف سے کبھی کوئی شک کی بات نظر آئی۔ حضرت بریرہ رض نے عرض کیا قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے تو عائشہ رض کی کوئی بات نکتہ چینی کے قابل کبھی دیکھی ہی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ وہ کمسن لڑکی ہیں۔ گھر کا گوندھا ہوا آٹا چھوڑ کر سو جاتی ہیں اور بکری کا بچہ اس کو آکر کھا لیتا ہے اس کے بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر پر تشریف فرما ہو کر عبداللہ بن ابی سلول منافق مردود کے مقابل مدد چاہی۔ فرمایا مسلمانو! کون ہے جو میری حمایت کرتا ہے کون میری مدد کرتا ہے ایسے شخص کے مقابلہ میں جس کی جانب سے مجھے اپنے گھر والوں کے متعلق اذیت پہنچی ہے۔ خدا کی قسم مجھے تو اپنی بیوی میں کوئی برائی نظر نہیں آتی، لوگو! میں ان کو نیک اور پاکدامن ہی سمجھتا ہوں، اور جس شخص کا ذکر کیا ہے اس کو بھی نیک بخت جانتا ہوں وہ تو کبھی میرے گھر میں اکیلا نہیں آیا۔ ہمیشہ میرے ہی ساتھ آیا۔ یہ سنکر قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ رض کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلعم میں اس شخص کے

مقابلہ میں آپ کی مدد کو تیار ہوں۔ اگر یہ شخص اوس قبیلہ کا ہے تو ابھی بس اس کی گردن مارتا ہوں۔ اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں کا ہے تو آپ جو حکم دیں ہم بجالائیں۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں سعد بن معاذ کی یہ بات سنکر سعد بن عبادہ رض کھڑے ہوئے جو قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ وہ پہلے بہت نیک بخت آدمی تھے۔ مگر اسوقت ان کو ایک قومی غیرت نے آگھیرا۔ سعد بن معاذ سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے تو نہ اس کو مارے گا اور نہ مار سکے گا۔ اتنے میں اسید بن حضیر جاں نثار صحابی جو سعد بن معاذ کے چچازاد بھائی تھے کھڑے ہو گئے۔ اور سعد بن عبادہ رض سے کہنے لگے اللہ کی بقاء کی قسم تو جھوٹا ہے، ہم تو ضرور اس شخص کو قتل کریں گے کیا تو بھی منافق ہو گیا ہے جو منافقوں کی طرفداری کرتا ہے۔ بس اس گفتگو پر اوس اور خزرج دونوں قبیلوں کے آدمی کھڑے ہو گئے، اور آپس میں لڑنے والے ہی تھے، اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر ہی تھے، آپ ان کو ٹھنڈا کرتے رہے۔ تاآنکہ وہ سب خاموش ہوئے۔ تب آپ بھی خاموش ہوئے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں اس دن سارے دن میرا یہ حال رہا کہ نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے اور نہ نیند ہی آتی تھی۔ (اور رات بھی اسی بیقراری میں گذاری) صبح کو میرے والدین بھی میرے پاس موجود تھے۔ اور میرا تو دو رات اور ایک دن سے یہی حال تھا کہ نہ نیند آتی تھی اور نہ آنسو ہی تھمتے تھے۔ میرے والدین یہ سمجھے کہ روتے روتے میرا کلیجہ پھٹ جائے گا، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہی ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی اتنے میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اسے اجازت دیدی۔ وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔ اسی حالت میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں تشریف لائے۔ آپ نے سلام کیا، اور سلام کر کے بیٹھ گئے، اس سے قبل جب سے میرے اوپر یہ طوفان لگایا گیا تھا آپ کبھی میرے پاس نہیں بیٹھے تھے، ایک مہینہ تک آپ ٹھہرے رہے، میرے بارے میں کوئی وحی نہ آئی، غرضکہ آپ نے بیٹھ کر تشہد پڑھا، پھر فرمایا امابعد۔ عائشہ رض مجھے تیری نسبت ایسی ایسی خبر پہونچی ہے۔ اگر تو پاک ہے تو حق تعالیٰ تیری پاکدامنی عنقریب بیان فرمادے گا۔ اور اگر واقعی تجھ سے کوئی قصور سرزد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ سے اپنے قصور کی مغفرت چاہ اور توبہ کر، کیونکہ جب کوئی بندہ اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے پھر اللہ کی درگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا گناہ بخش دیتا ہے۔ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یہ گفتگو ختم کر چکے، تو خدا کی قدرت ایک بارگی میرے آنسو تھم گئے، یہاں تک کہ ایک قطرہ بھی مجھ کو معلوم نہ ہوا۔ میں نے اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رض سے کہا تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جواب دو۔ انہوں نے کہا خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ کو کیا جواب دوں، پھر میں نے اپنی والدہ ام رومان سے کہا کہ تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا جواب دو۔ انہوں نے کہا، میں نہیں جانتی کیا جواب دوں، حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں، بالآخر میں ہی جواب کیلئے مستعد ہوئی۔ اور میں ایک کمسن لڑکی تھی قرآن کریم بھی مجھے زیادہ یاد نہ تھا، خیر میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں جانتی ہوں کہ یہ بات جو تم نے سنی ہے وہ تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم اس کو سچ سمجھنے لگے ہو تو ایسی صورت میں اگر میں کہوں کہ میں پاک ہوں اور حق تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں پاک ہوں جب بھی تم مجھ کو سچا نہیں سمجھو گے، اور اگر

میں فرضی طور پر ایک گناہ کا اقرار کرلوں (جو میں نے نہیں کیا) اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے پاک ہوں تو تم مجھے سچا سمجھو گے خدا کی قسم میں اسوقت اپنی اور تمہاری مثال ایسی سمجھتی ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی تھی۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا میں بھی وہی کہتی ہوں کہ فصبر جمیل الخ اور تمہاری باتوں پر اللہ ہی میری مدد فرمانے والا ہے۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں کہ یہ کہہ کر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لی۔ اور مجھے یہ یقین تھا کہ کیونکہ میں پاک ہوں تو حق تعالیٰ میری پاکی ضرور ظاہر فرمائے گا۔ مگر خدا کی قسم مجھے ہرگز یہ گمان نہیں تھا کہ حق تعا میرے بارے میں قرآن کریم کی ایسی آیتیں نازل فرمائے گا (جو قیامت تک) پڑھی جائیں گی، میں اپنی حالت اس قابل نہیں سمجھتی تھی کہ میرے بارے میں خدا ایسا کلام اتارے کہ جسے ہمیشہ پڑھتے رہیں۔ البتہ مجھے یہ امید تھی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی ایسا خواب نظر آجائے گا جس سے آپکے سامنے میری پاک دامنی ظاہر ہوجائے گی۔

حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں پھر خدا کی قسم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ بیٹھے ہوئے تھے نہ آپ اپنی اس جگہ سے اٹھے اور اسی طرح گھر میں جو حضرات تھے نہ ان میں سے کوئی باہر گیا، کہ آپ پر وحی آنا شروع ہوگئی۔ اور معمول کے مطابق آپ پر وحی کی سختی ہونے لگی، اور پسینہ موتی کی طرح آپ کے بدن مبارک سے ٹپکنے لگا۔ حالانکہ وہ سردی کا دن تھا۔ مگر نزول وحی کے وقت آپ پر ایسی ہی سختی ہوتی تھی۔ پھر جب وحی کی حالت موقوف ہوگئی دیکھا تو آپ ہنس رہے ہیں، پھر پہلی بات آپ نے جو کی، وہ یہی فرمائی کہ عائشہ رض حق تعالیٰ نے تجھے پاک صاف کردیا، یہ سنکر میری والدہ بولیں آپ کے شکریہ کے لئے اٹھ میں نے کہا واہ خدا کی قسم میں تو کبھی بھی آپکے شکریہ کے لئے نہیں اٹھوں گی، میں تو فقط اپنے پروردگار کا شکریہ ادا کروں گی جو عزت اور بزرگی والا ہے۔ اور اسوقت حق تعا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں انّ الّذین جاؤا بالافک الخ پوری دس آیتیں نازل ہوئیں چنانچہ جب حق تعا نے میری برأت میں یہ آیتیں نازل فرمادیں (اور طوفان لگانے والوں کو سزا دی گئی) تو حضرت ابوبکر صدیق رض جو پہلے مسطح بن اثاثہ کے ساتھ اس کے فقر اور رشتہ داری کی وجہ سے کچھ سلوک کیا کرتے تھے، کہنے لگے خدا کی قسم اب تو میں مسطح کو کچھ نہیں دوں گا، جب اس نے عائشہ رض کے حق میں ایسی باتیں کیں (اور قرابت کا خیال نہ کیا) تب حق تعا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ ولا یأتل اولوا الفضل منکم الخ یعنی تم سے وسعت اور بزرگی والوں کو یہ زیبا نہیں کہ وہ اس قسم کی قسم کھالیں کہ اپنے عزیزوں یا مسکین اور مہاجروں کو حق تعا کی راہ میں کچھ نہ دینگے الخ۔ تو یہ آیتیں سنکر حضرت ابوبکر صدیق رض فرمانے لگے خدا کی قسم مجھے یہ پسند ہے کہ حق تعا مجھے بخشدے، اور مسطح سے حسب عادت سلوک کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ میں مسطح کے ساتھ اس سلوک کو کبھی بند نہیں کرونگا۔

اور اس باب میں طبرانی میں حضرت ابن عمر رض اور حضرت ابن عباس رض اور بزار میں ابوہریرہ رض اور ابن مردویہ میں ابوالیسر رض سے روایتیں مروی ہیں۔

ک: اور امام طبرانی نے خصیف سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رض سے دریافت کیا۔ کہ

کہ زنا اور قذف میں سے کونسی چیز زیادہ سخت ہے، فرمایا زنا، میں نے عرض کیا حق تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ پاک دامن ہیں الخ انہوں نے فرمایا کہ یہ آیت خاص طور پر حضرت عائشہ رض صدیقہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس روایت کی سند میں یحییٰ حمانی ہیں جو ضعیف ہیں۔

ک۔ نیز ضحاک بن مزاحم سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان الذین یرمون الخ خاص طور پر ازواج مطہرات کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ک۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ مذکورہ بالا آیت خاص طور پر حضرت عائشہ رض کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ک۔ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ جو کچھ میرے خلاف طوفان برپا کیا گیا میں اس سے بالکل غافل تھی، بعد میں اس چیز کی مجھے اطلاع ہوئی۔ اسی دوران میں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف فرما تھے کہ آپ پر وحی نازل ہوئی، پھر وحی کے بعد آپ سیدھے ہو کر بیٹھے، اور اپنے چہرۂ انور سے پسینہ پونچھا، اس کے بعد فرمایا۔ عائشہ رض خوشخبری قبول کرو، میں نے عرض کیا حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کے ساتھ خوشخبری قبول کرتی ہوں، آپ کے شکریہ کے ساتھ نہیں قبول کرتی، چنانچہ آپ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں، تا، یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ بکتے پھرتے ہیں، ک۔ اور امام طبرانی نے ثقہ راویوں کی سند سے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے حق تعالیٰ کے فرمان الخبیثات الخ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیتیں حضرت عائشہ رض کے واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ جس وقت منافق مردود نے ان کے خلاف طوفان برپا کیا تھا، چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو جو کچھ یہ بکتے پھرتے تھے اس سے بری کر دیا۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ

اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا کرم و فضل نہ ہوتا دنیا اور آخرت میں تو جس شغل میں تم پڑے تھے

فِيْ مَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ

اس میں تم پر سخت عذاب واقع ہوتا۔ جب کہ تم اس (جھوٹ) کو اپنی زبانوں

بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ

سے نقل در نقل کر رہے تھے اور اپنے منہ سے ایسی بات کہہ رہے تھے جس کی تم کو کسی دلیل سے مطلق خبر نہیں

وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ

اور تم اس کو ہلکی بات (یعنی غیر موجب گناہ) سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری بات ہے۔ اور تم نے جب اس

اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ

(بات) کو (اول) سُنا تھا تو یوں کیوں نہ کہا کہ ہم کو زیبا نہیں کہ ہم ایسی بات منہ سے بھی نکالیں

سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا

معاذ اللہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ

لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ ۚ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

پھر ایسی حرکت مت کرنا اگر تم ایمان والے ہو اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف احکام

الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾

بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

بہتانِ عظیم } اب حق تعالیٰ اپنی رحمت کو ان مسلمانوں کے بارے میں بیان فرماتا ہے جو اس منافق کے کہنے میں آگئے تھے، اور انہوں نے اس میں حصہ لیا تھا کہ اے (حسان و مسطح) اگر تم پر خدا کا فضل و کرم نہ ہوتا دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تو جس شغل میں تم پڑے تھے یعنی اس طوفان بدتمیزی تو تم پر دنیا و آخرت میں سخت عذاب واقع ہوتا۔ جبکہ تم اس جھوٹ بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے بیان کر رہے تھے۔ اور اپنی زبانوں سے ایسی بات نکال رہے تھے جس کا تمہارے پاس کوئی ثبوت اور اس کی کوئی بھی دلیل موجود نہیں تھی اور تم اس طوفان کو معمولی سا گناہ سمجھ رہے تھے، حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک سزا اور گناہ کے اعتبار سے بہت بھاری بات ہے۔ اور تم نے جب اس بات کو سنا تھا تو اسی وقت یوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے ہرگز زیبا نہیں کہ ایسی جھوٹی بے اصل بات اپنے منہ سے نکالیں، معاذ اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

حق تعالیٰ تم کو ڈراتا اور روکتا ہے کہ پھر کبھی ایسی حرکت مت کرنا جبکہ تم اس کی تصدیق کرنے والے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے صاف صاف اوامر و نواہی کو بیان کرتا ہے۔ اور وہ تمہاری باتوں کو سننے والا ہے اور بڑی حکمت والا ہے کہ تم پر حد کا فیصلہ فرمایا۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ اَنۡ تَشِیۡعَ الۡفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَھُمۡ

جو لوگ (بعد نزول ان آیات کے بھی) چاہتے ہیں کہ بے حیائی کی بات کا مسلمانوں میں چرچا ہو انکے لئے دنیا اور آخرت میں

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۙ فِی الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃِ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا

سزائے دردناک (مقرر) ہے اور (اس امر پر سزا کا تعجب مت کرو کیونکہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ وَ اَنَّ اللّٰہَ

اور (اے تائبین) اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ کا فضل و کرم ہے (جس سے تم کو توفیق توبہ کی دی) اور

رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۲۰﴾ ع

یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑا شفیق بڑا رحیم ہے تو تم بھی (اس وعید سے) نہ بچتے۔

حدِ قذف } جو لوگ یعنی عبد اللہ بن ابی منافق اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوان رضؓ میں بیحیائی کی بات کا چرچا ہو، ان سب کے لئے دنیا میں حد قذف ہے اور خاص طور پر عبد اللہ بن ابی منافق کے لئے آخرت میں جہنم کی دردناک سزا ہے۔

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوان پاکدامن و بری ہیں اور تم اس جرم کی سزا کو نہیں جانتے۔ اور جن حضرات نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت صفوان پر بہتان نہیں لگایا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، اور اللہ تعالیٰ مؤمنین پر بڑا شفیق اور بڑا رحیم ہے تو تم بھی نہ بچتے۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّبِعُوۡا خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّبِعۡ

اے ایمان والو! تم شیطان کے قدم بقدم مت چلو (یعنی اسکے اغوا پر عمل مت کرو) اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلتا ہے

خُطُوٰتِ الشَّیۡطٰنِ فَاِنَّہٗ یَاۡمُرُ بِالۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لَوۡ لَا

تو وہ تو (ہمیشہ ہر شخص کو) بے حیائی اور نامعقول ہی کام کرنے کو کہے گا اور اگر تم پر

فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ

اللہ کا فضل و کرم نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی کبھی بھی (توبہ کرکے) پاک و صاف نہ ہوتا لیکن

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّىْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے (توبہ کی توفیق دے کر) پاک صاف کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا ہی سب کچھ جانتا ہے۔

شیطان کی پیروی مت کرو

اب حق تعالیٰ شیطان کی پیروی اور اس کے نقش قدم پر چلنے سے روکتا ہے۔ کہ اے ایمان والو! تلبیس ابلیس اور شیطانی وساوس کی پیروی مت کرو۔ کیونکہ جو شخص تلبیس و وساوس شیطانی کی پیروی کرتا ہے تو شیطان تو نامعقول ہی کام اور نامعقول ہی باتیں کرنے اور ایسی چیزوں کے ارتکاب کو کہے گا جن کا شریعت اور سنت میں کہیں ثبوت نہیں۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم نہ ہوتا کہ اس نے تم کو ان باتوں سے حفاظت اور توبہ کی توفیق عطا فرمائی تو تم میں سے کبھی کوئی موحد اور نیکوکار نہ ہوتا۔ لیکن جو شخص اس کا اہل ہوتا ہے حق تعالیٰ اسی کو توبہ اور نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے۔ حق تعالیٰ سب باتوں کو سنتا اور تم کو اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے:

وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى

اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی اور دنیوی وسعت والے ہیں وہ اہل قرابت کو اور مسکین کو اور

وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۽ وَلْيَعْفُوْا

اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں اور چاہیے کہ یہ معاف کر دیں اور درگزر کریں

وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۲﴾

کیا تم یہ بات نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے بیشک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا حلف

نزول آیات برأت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے شدت غیظ میں قسم کھالی تھی کہ اپنے ان رشتہ داروں کی کچھ مالی امداد نہ کریں گے، جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے اس معاملہ میں حصہ لیا یعنی مسطح وغیرہ تو اگلی آیتوں میں حق تعالیٰ ان کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تم میں سے جو حضرات بزرگی و شرافت والے اور دنیاوی وسعت والے ہیں انکو یہ قسم نہ کھا لینی چاہیئے کہ وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دینگے اور حضرت مسطح رضؓ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ مسکین بھی تھے اور مہاجر بھی تھے۔ بلکہ وہ حضرات ایسی قسموں کو چھوڑ دیں اور درگزر کریں۔ اے ابوبکر صدیق کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ حق تعالیٰ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ تعالیٰ تو بڑا غفور رحیم ہے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا۔ بیشک اے میرے پروردگار میں اس بات کو پسند کرتا ہوں

چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد حضرت ابوبکر رض نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بہت زیادہ نرمی اور احسان کا معاملہ شروع کر دیا ::

اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا

(آگے منافقین کی وعید کی تفصیل ہے) جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو پاک دامن ہیں (اور) ایسی باتوں (کے کرنے) سے

فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۳﴾ يَّوْمَ

(بالکل) بے خبر ہیں (اور) ایمان والیاں ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی جاتی ہے اور ان کو (آخرت میں) بڑا عذاب ہوگا

تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا

جس روز ان کے خلاف انکی زبانیں گواہی دیں گی اور انکے ہاتھ اور انکے پاؤں بھی (گواہی) دینگے ان کاموں کی جو کہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ

یہ لوگ کرتے تھے۔ اس روز اللہ تعالیٰ انکا واجبی بدلہ پورا پورا دیگا اور (اس روز ٹھیک ٹھیک)

وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿۲۵﴾

انکو معلوم ہوگا کہ اللہ ہی ٹھیک فیصلہ کرنے والا ہے (اور) بات (کی حقیقت) کو کھولدینے والا ہے۔

آخرت میں اعمال کا بدلہ ملے گا

اگلی آیتیں حق تعالیٰ، عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جنہوں نے حضرت عائشہ رض پر اس اتہام لگانے میں بڑا حصہ لیا تھا، نازل فرمائی ہیں، چنانچہ فرماتا ہے کہ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں ان عورتوں کو جو کہ آزاد پاک دامن ہیں اور ایسی باتوں سے بالکل بے خبر ہیں، اور ایماندار ہیں، توحید خداوندی کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رض، ان لوگوں یعنی عبداللہ بن ابی منافق پر دنیا و آخرت میں لعنت کی جاتی ہے، کہ دنیا میں تو اسکے کوڑے لگیں گے، اور آخرت میں دوزخ میں جلے گا۔ اور عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو آخرت میں دنیا کے عذاب سے زیادہ سخت ہوگا، اور وہ قیامت کا دن ہوگا کہ جس روز عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ان کی زبانیں ان کی باتوں پر گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی گواہی دیں گے ان کاموں کی جو یہ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ اس روز حق تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا واجبی بدلہ پورا پورا دے گا۔ اور اس روز ان کو بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ حق تعالیٰ نے جو دنیا میں فرمایا تھا وہ حق ہے ::

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ

(اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ) گندی عورتیں گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور

لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا

ستھری عورتیں ستھرے مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کے لائق ہوتے ہیں یہ اس بات

يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾

سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں۔ ان (حضرات) کے لئے (آخرت میں) مغفرت اور عزت کی روزی (یعنی جنت) ہے۔

ایک اصول اگلی آیت پھر ان منافقین افتراء پردازوں کے بارے میں نازل فرما کر حضرت عائشہ رضی کی برأت کے واقعہ کو حق تعالیٰ ختم فرماتا ہے کہ جو قول و فعل میں گندی عورتیں ہیں وہ گندے مردوں کے لائق ہوتی ہیں، اور گندے مرد گندی عورتوں کے لائق ہوتے ہیں اور کہا گیا کہ گندی عورتوں سے مراد حمنہ بنت جحش اور گندے مردوں سے مراد عبداللہ بن ابی منافق اور اس کا ساتھ دینے والے ہیں، جیسا مسطح وغیرہ اور قول و فعل میں پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لائق ہوتی ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ تو پاکیزہ عورتوں سے مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضہ ہیں، اور پاکیزہ مردوں سے مراد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تو جب آپ پاکیزہ اور ستھرے ہیں تو یقیناً آپ کی زوجہ مبارکہ بھی پاکیزہ اور ستھری ہیں) یہ یعنی حضرت عائشہ رضہ صدیقہ اور حضرت صفوان اس بات سے پاک ہیں جو منافقین بکتے پھرتے ہیں، ان کے لئے آخرت میں مغفرت اور جنت میں عزت کی روزی ہے۔

چنانچہ جب کسی مرد و عورت کی تعریف کی جاتی ہے اور وہ اس کے اہل ہوتے ہیں تو اس تعریف کی تصدیق کی جاتی ہے، اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ بے شک وہ اسی تعریف کے قابل ہیں۔ اور اس کے برخلاف جب کسی مردوں کی برائی بیان کی جاتی ہے اور وہ اسی کے مستحق ہوتے ہیں تو اس برائی کی سب تائید کرتے ہیں اور سننے والا بھی کہتا ہے کہ وہ ایسے ہی ہیں:

لباب النقول فی اسباب النزول ک، نیز طبرانی نے دو ضعیف سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کا یہ حصہ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ الخ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا ہے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ کے بارے میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے۔

ک۔ نیز طبرانی نے حکم بن عتیبہ سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عائشہ رضہ کے واقعہ میں حصہ لیا تو رسول اکرم

صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضہ کے پاس قاصد بھیجا اور فرمایا کہ عائشہ رضہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں حضرت عائشہ رضہ نے فرمایا میں خود سے اپنی کسی چیز کی برأت نہیں کرتی، تاوقتیکہ میری برأت آسمان سے نازل نہ ہو، چنانچہ حق تعالیٰ نے سورۂ نور کی پندرہ آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضہ کے بارے میں نازل فرمائیں۔

اس کے بعد حکم بن عتیبہ نے للخبیثین تک آیتیں پڑھ کر سنائیں، یہ روایت مرسل اور صحیح الاسناد ہے ؛

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى

اے ایمان والو تم اپنے (خاص رہنے کے) گھروں میں داخل مت ہو جبتک کہ (ان سے) اجازت

تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ

حاصل نہ کر لو اور (اجازت لینے کے قبل) انکے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے (یہ بات

تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا

تم کو اسلئے بتلائی ہے) تاکہ تم خیال رکھو (اور اسپر عمل کرو) پھر اگر ان گھروں میں تم کو کوئی (آدمی) نہ معلوم ہو

تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا

تو (بھی) ان گھروں میں نہ جاؤ جبتک کہ تم کو (مختار اذن کی جانب سے) اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے (اجازت لینے کے وقت)

فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾

یہ کہدیا جائے کہ (اسوقت) لوٹ جاؤ تو تم لوٹ آیا کرو یہی بات تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے (اگر خلاف

کرو گے سزا کے مستحق ہو گے) ؛

سلام کی اہمیت

ایمان والو! تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اپنے خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں داخل ہو، تاوقتیکہ تم ان سے اجازت نہ لے لو۔ اور اس سے قبل ان کو سلام نہ کر لو۔ اور یہ سلام کرنا اور اجازت لے کر جانا تمہارے لئے بہتر ہے (یہ حکم اس لئے دیا) تاکہ تم اس کا خیال رکھو اور تم میں سے کوئی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت کے نہ داخل ہو۔ پھر اگر ان گھروں میں تمہیں کوئی اجازت دینے والا معلوم نہ ہو، تب بھی بغیر اجازت کے مت جاؤ تاوقتیکہ تم کو مختار اذن کی طرف سے داخلہ کی اجازت نہ ملے۔ اور اگر تم سے کہدیا جائے کہ اسوقت لوٹ جاؤ تو تم فوراً لوٹ آیا کرو، اور دروازوں پر جمے نہ رہا کرو۔ یہ فوراً لوٹ آنا تمہارے لئے اس سے بہتر ہے کہ تم وہیں دروازوں پر

کھڑے رہو۔ اور تم جو اجازت طلب کرتے ہو اور نہیں طلب کرتے حق تعالیٰ کو اس کی سب خبر ہے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان الٰہی یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتاً الخ فریابی اور ابن جریر رح نے عدی بن ثابت سے نقل کیا ہے کہ ایک انصاری عورت نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میں اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ میں چاہتی ہوں کہ اس حالت میں مجھے کوئی اور شخص نہ دیکھے اور میرے پاس میرے خاندان کے برابر آدمی آتے رہتے ہیں۔ اور میں اسی حالت میں ہوتی ہوں تو ایسی صورت میں میں کیا کروں۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یا ایہا الذین آمنوا لا تدخلوا الخ اے ایمان والو! تم خاص گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں مت داخل ہو :۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا

تم کو ایسے مکانات میں چلے جانے کا گناہ نہ ہوگا جن میں (گھر کے طور پر) کوئی نہ رہتا ہو ان میں تمہاری کچھ برت ہو اور

مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾

تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو پوشیدہ طور پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجیئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾

یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔

داخلہ کی اجازت اب حق تعالیٰ اس قسم کے گھروں میں جن میں گھر کے طور پر کوئی نہیں رہتا ہے جیسا کہ مسافر خانہ اور راستوں پر سرائے وغیرہ بلا اجازت جانے کی اجازت مرحمت فرماتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ تم کو اس قسم کے مکانات میں بے خاص اجازت کے چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔ جن میں گھر کے طور پر کوئی نہ رہتا ہو۔ جیسا کہ مسافر خانہ اور اس میں تمہارے لئے گرمی اور سردی سے بچاؤ کا سامان بھی ہو، اور تمہارا اجازت لینا اور سلام کرنا لیسے ہی سلام و اجازت کا جواب دینا، ان سب باتوں کو حق تعالیٰ بخوبی جانتا ہے اور آپ مسلمان مردوں سے فرما دیجئے کہ وہ حرام شئی کے دیکھنے سے اپنی نگاہیں روکے رکھیں اور حرام کام سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ آنکھ اور شرمگاہ کی حفاظت ان کے لئے درستگی اور نیکی کا باعث ہے اور نیکی اور بدی جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ سب سے باخبر ہے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم رح نے مقاتل بن حیان سے نقل کیا ہے کہ جب گھروں میں اجازت لے کر داخل ہونے کے بارے میں یہ حکم نازل ہوا، تو حضرت ابو بکر صدیق رض نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر قریش کے ان تاجروں کے بارے میں کیا حکم ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور شام کے درمیان آتے جاتے رہتے ہیں اور راستوں پر ان کے متعین شدہ مکانات ہیں (یعنی مسافر خانے) تو وہ ان مکانوں میں کیسے اجازت طلب کریں، اور کیونکر وہاں سلام کریں، جبکہ ان میں کوئی رہنے والا نہیں تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ الخ یعنی تم کو اس قسم کے مکانات میں بے خاص اجازت کے چلے جانے میں کوئی گناہ نہ ہوگا۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ

اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہدیجیے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی

فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ

حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس (موقع زینت) میں سے (غالباً)

بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ

کھلا رہتا ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں حرج ہے) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنی زینت (کے مواقع مذکورہ)

اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ

کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں یا اپنے (محارم پر یعنی) باپ پر یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر

اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ

یا اپنے (حقیقی علاتی اور اخیافی) بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر یا اپنی (حقیقی علاتی اور اخیافی) بہنوں کے بیٹوں پر

اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ

یا اپنی عورتوں پر یا اپنی لونڈیوں پر یا ان مردوں پر جو طفیلی (کے طور پر رہتے) ہوں اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو

مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪

یا ایسے لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی ناواقف ہیں

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ ؕ

(مراد غیر مراہق ہیں) اور اپنے پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے ؛

آداب معیشت

اور اسی طرح آپ مسلمان عورتوں سے فرما دیجیے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں حرام اور مردوں کے دیکھنے سے نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنی زینت کے مواقع اور زیورات وغیرہ کو ظاہر نہ کریں، مگر جو اس کے کپڑوں میں سے غالباً کھلا رہتا ہے (جیسا کہ پیر) اور اپنے دوپٹے اپنے سینوں اور پیٹوں پر ڈالے رکھا کریں اور ان کو باندھ لیا کریں۔ اور اپنی زینت کے مواقع مذکورہ کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر جو دوسری بیوی سے ہوں، یا اپنے نسبی بھائیوں پر یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں پر خواہ نسبی ہوں یا رضاعی یا اپنی نسبی یا رضاعی بہنوں کے بیٹوں پر یا اپنی مسلمان عورتوں پر کیونکہ یہودیہ، نصرانیہ، مجوسیہ کافرہ عورتوں کے سامنے زینت کے مقامات (یعنی وہ اعضاء جن پر زیورات پہنے جاتے ہیں) کھولنا جائز نہیں، یا ان باندیوں پر جو کہ تمہاری ملکیت میں داخل ہیں، یا ان مردوں اور عورتوں پر جو کہ ان کے خاوندوں کے پاس محض طفیلی کے طور پر رہتے ہیں اور ان کو عورتوں کی طرف ذرا توجہ نہ ہو جیسا کہ خصی اور بہت بوڑھا آدمی، یا ایسے کمسن لڑکوں پر جو عورتوں کے پردوں کی باتوں سے ابھی تک واقف نہیں ہوئے ہیں۔ یعنی کمسنی کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ صحبت نہیں کر سکتے، اور نہ عورتیں ان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر سکتی ہیں تو ان کے سامنے زیورات ہاتھ پیر وغیرہ کے کھلے رہنے میں کوئی حرج نہیں (اور پردے کا اہتمام یہاں تک رکھیں) کہ ایک پیر کو دوسرے پیر پر مت ماریں کہ ان کا مخفی زیور مثلاً خلخال وغیرہ معلوم ہو جائے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر نے حضرمی سے نقل کیا ہے کہ ایک عورت نے چاندی کے خلخال بنوائے تھے، اور چھڑے بھی تو اس کا ایک قوم پر سے گذر ہوا۔ اس نے اپنا پیر زور سے رکھا تو خلخال چھڑوں پر گر پڑے، جس کی وجہ سے آواز پیدا ہوئی، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ الخ یعنی اپنے پیر زور سے نہ رکھیں الخ ؛

وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾

اور مسلمانو (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہو گئی ہو تو) تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ ۔

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ

اور تم میں (یعنی احرار میں) جو بے نکاح ہوں تم ان کا نکاح کر دیا کرو اور (اسی طرح) تمھارے غلام اور لونڈیوں میں سے

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ

جو اس (نکاح کے) لائق ہو اس کا بھی اگر وہ لوگ مفلس ہونگے تو خدا تعالیٰ (اگر چاہے گا) انکو اپنے فضل سے غنی کر دیگا اور اللہ تعالیٰ

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۲﴾ وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا

وسعت والا ہے خوب جاننے والا اور ایسے لوگوں کو کہ جن کو نکاح کا مقدور نہیں ان کو چاہیئے کہ (اپنے نفس کو) ضبط

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ

کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے (پھر نکاح کر لیں) اور تمہارے مملوکوں میں سے جو

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ

مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں تو (بہتر ہے کہ) ان کو مکاتب بنا دیا کرو اگر ان میں بہتری (کے آثار)

فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ؕ

پاؤ اور اللہ کے (دیئے ہوئے) اس مال میں سے انکو بھی دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے (تاکہ جلدی آزاد ہو سکیں)

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں سے توبہ کا حکم

اور اے مسلمانو! تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے تمام گناہوں سے خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے توبہ کرو، تاکہ تم حق تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضگی سے نجات پاؤ۔ اور تمہاری لڑکیوں اور بہنوں میں سے یا کہ تمہارے بیٹوں اور بھائیوں میں سے جو بے نکاح ہوں، ان کی تم شادی کر دیا کرو، اور اسی طرح تمہارے غلام اور باندیوں میں سے جو نکاح کے لائق ہوں، ان کا بھی نکاح کر دیا کرو، اور اگر وہ آزاد آدمی مفلس ہوں گے تو حق تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا، اور حق تعالیٰ آزاد و غلام کو روزی میں بہت وسعت والا اور ان کی روزی کو جاننے والا ہے۔

اور ایسے لوگ جنکے پاس نکاح کرنے کی گنجائش نہیں، ان کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کو زنا سے بچائیں یہاں تک کہ حق تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔

اگلی آیت کریمہ حویطب بن عبدالعزیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ان کا ایک غلام تھا اس نے ان سے مکاتب

ہونے کی درخواست کی تھی تو انہوں نے اس کو مکاتب نہیں کیا تھا۔ اور تمہارے غلاموں میں سے جو مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب بنا دیا کرو، اگر ان میں بہتری اور وفاء عہد کے آثار پاؤ، اور اللہ تعالیٰ کے دیئے مال میں سے جو اس نے تم کو دے رکھا ان کو بھی دو، تاکہ یہ بدل کتابت جلدی ادا کر کے آزاد ہو جائیں، بارگہ اس آیت میں مولیٰ کو بدل کتابت کا تہائی حصہ چھوڑنے کی ترغیب دی ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول حکم خداوندی والذین یبتغون الکتاب الخ ابن السکن نے معرفۃ صحابہ میں عبداللہ بن صبیح سے بواسطہ انکے والد نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں حویطب بن عبد العزیٰ کا غلام تھا۔ میں نے ان سے مکاتب ہونے کی درخواست کی انہوں نے مکاتب کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی جو تم سے مکاتب ہونے کے خواہاں ہوں ان کو مکاتب کر دیا کرو الخ :

وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا

اور اپنی (مملوکہ) لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو (اور بالخصوص) جب وہ پاکدامن رہنا چاہیں

عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ

محض اسلیئے کہ دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ (یعنی مال) تم کو حاصل ہو جائے۔ اور جو شخص انکو مجبور کریگا۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے مجبور

اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۳﴾ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ

کئے جانے کے بعد (انکے لئے) بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ہم نے تمہارے پاس کھلے کھلے احکام بھیجے ہیں

مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً

اور جو لوگ تم سے پہلے ہو گذرے ہیں انکی بعض حکایات اور (خدا سے) ڈرانے والوں کیلئے

لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾ ع

نصیحت کی باتیں (بھیجی ہیں)

ع ۸ ۱۰

نصیحت کی چیزیں اب اگلی آیت عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں کے پاس باندیاں تھیں یہ ان سے زبردستی زنا کراتے تھے

تاکہ انکی کمائی اور اولاد حاصل ہو، حق تعالیٰ نے اس کی ممانعت فرمادی، اس کو حرام کردیا، چنانچہ فرماتا ہے کہ اپنی مملوکہ لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو، بالخصوص جبکہ وہ زنا سے پاک رہنا چاہیں، محض اس لئے کہ ان کی کمائی اور اولاد تم کو حاصل ہوجائے۔ اور جو شخص ان باندیوں کو زنا پر مجبور کرے گا تو حق تعالیٰ مجبور کئے جانے اور ان کی توبہ کرنے کے بعد انکی مغفرت فرمانے والا اور مرنے کے بعد ان پہ رحمت فرمانے والا ہے اور ہم نے تمہارے نبی کے پاس بذریعہ جبریل امین حلال و حرام اور اوامر و نواہی زنا دخواحش سے بچنے کے کھلے کھلے احکامات بھیجے ہیں، اور مسلمان اور کافروں میں سے جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں، انکی بعض حکایات اور زنا اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے نصیحت کی چیزیں بھیجی ہیں :.

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی ولا تکرہوا فتیٰتکم علی البغاء الخ امام مسلم رح نے ابی سفیان کے طریق سے جابر بن عبداللہ رضہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی منافق اپنی باندی سے کہتا تھا کہ جا اور زنا کرکے ہمارے لئے کچھ لا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ولا تکرہوا فتیٰتکم علی البغاء الخ۔

نیز امام مسلم رح نے اسی طریق سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کے ایک باندی مسیکہ اور دوسری امیمہ نامی تھی یہ ان دونوں باندیوں کو زنا کرنے پر مجبور کیا کرتا تھا۔ ان دونوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے آکر شکایت کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اپنی مملوکہ باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کیا کرو الخ۔

اور امام حاکم رح نے ابی الزبیر کے طریق سے جابر رضہ سے نقل کیا ہے کہ مسیکہ نامی انصار میں سے کسی کی باندی تھی۔ اس نے آکر عرض کیا کہ میرا آقا مجھے زنا کرانے پر مجبور کرتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اور بزار اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک باندی تھی۔ جو زمانہ جاہلیت میں زنا کیا کرتی تھی، جب حق تعالیٰ نے زنا کو حرام کیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں تو اب کبھی بھی زنا نہیں کروں گی، (اور ابن ابی نے اس کو مجبور کیا) تب یہ آیت نازل ہوئی۔ اور بزار نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت انس رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے، باقی اس میں باندی کا نام معاذہ ذکر کیا ہے، اور سعید بن منصور نے عمرو بن دینار کے واسطہ سے عکرمہ سے نقل کیا ہے، کہ عبداللہ بن ابی منافق کی مسیکہ اور معاذہ نامی دو باندیاں تھیں وہ ان کو زنا کرانے پر مجبور کرتا تھا، تو ان میں سے ایک باندی بولی اگر یہ اچھی چیز ہے تو میں نے اس سے بہت فائدہ حاصل کرلیا۔ اور اگر یہ بری بات ہے تو مجھے اس کا چھوڑنا ضروری ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ ؕ

اللہ نور (ہدایت) دینے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اسکے نور (ہدایت) کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے (فرض کرو) ایک طاق ہے (اور) اس میں ایک چراغ (رکھا) ہے (اور) وہ چراغ ایک قندیل میں ہے (اور وہ قندیل

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ

طاق میں رکھا ہے اور) وہ قندیل ایسا (صاف شفاف) ہے جیسے ایک چمکدار ستارہ ہو (اور) وہ چراغ

یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ ۙ

ایک نہایت مفید درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا ہے کہ وہ زیتون (کا درخت) ہے جو دکسی آڑ کے) نہ پورب رخ ہے اور نہ پچھم

یَّكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ؕ

رخ ہے اسکا تیل (اسقدر صاف اور سلگنے والا ہے کہ) اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود

یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ

جل اٹھے گا (اور جب آگ بھی لگ گئی تب تو) نور علی نور ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے (اس) نور ہدایت تک جس کو چاہتا ہے راہ دیدیتا ہے

لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۟ۙ (۳۵)

اور اللہ تعالیٰ لوگوں (کی ہدایت) کے لئے (یہ) مثالیں بیان فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْكَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ ۙ یُسَبِّحُ

وہ ایسے گھروں میں (جا کر عبادت کرتے ہیں) جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور انہیں

لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۟ۙ (۳۶)

اللہ کا نام لیا جائے ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں۔

منجانب اللہ ہدایت حق تعالیٰ آسمان اور زمین والوں کی ہدایت دینے والا ہے، اور ہدایت منجانب اللہ دو قسم کی ہوتی ہے۔ تعریف، اور تبیان، یا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو نباتات اور پانی کے ذریعہ مزین اور رونق دینے والا ہے، یا یہ کہ حق تعالیٰ آسمان اور زمین والوں میں سے مسلمانوں کے دلوں کو روشن و منور کرنے والا ہے مسلمانوں کے اس نور یا یہ کہ مسلمان کے دل میں جو نور خداوندی ہے اس کی حالت عجیبہ ایسی ہے جیسے فرض کرو کہ ایک طاق ہے اور اس میں ایک چراغ رکھا ہے اور وہ چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں ہے اور وہ قندیل طاق میں رکھا ہے اور

وہ ایسا شفاف ہے، جیسا ان پانچ ستاروں یعنی عطارد، زہرہ، مشتری، بہرام، زحل میں سے ایک چمکدار ستارہ ہو، اور اس قندیل میں ایک نہایت سفید درخت کا تیل دیا جاتا ہو، اور وہ زیتون کا درخت جو جنگل میں بلندی پر ہے، نہ اسے شرقی سایہ پہنچتا ہے اور نہ غربی سایہ، یا یہ کہ ایسے مکان پر ہے کہ نہ سورج نکلنے کے وقت اس پر دھوپ پڑتی ہے اور نہ سورج کے غروب ہونے کے وقت اور اس درخت کا تیل اس قدر صاف ہے کہ اگر اس کو آگ بھی نہ چھوئے تاہم ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اُٹھے گا (اور اگر آگ بھی لگ گئی تو) نور علی نور ہے، یعنی ایک تو خود چراغ میں روشنی ہے۔ اور پھر قندیل اس قدر نورانی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ زیتون کا تیل خود صاف اور روشن ہے چنانچہ جس میں اس چیز کی صلاحیت ہوتی ہے، حق تعالیٰ اسے اپنے اس نور معرفت کے ساتھ، یا یہ کہ اپنے دین کے ساتھ سرفرازی عطا فرماتا ہے۔ یا یہ کہ حق تعالیٰ کے نور کی مثال وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کا نور ہے، جو اپنے آباء کی اصلاب میں ودیعت تھا۔ اخیر تک۔ اسی وصف کے ساتھ۔

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ذات میں مسلم حنیف کی صورت میں ظاہر ہوا اور زیتون سے وہ دین حنیف ہے کہ جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی، یعنی کہ حضرت ابراہیمؑ نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی، اور رہا یہ کہ اس کا تیل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود جل اُٹھے گا۔ یہی حضرت ابراہیمؑ کے اعمال صالحہ کی حالت ہے کہ اسی وصف کے ساتھ ان کے آباء کی پشت میں منور ہونے کو ہیں۔ اور وہ چراغ ایک نہایت سفید درخت کے تیل سے روشن کیا جاتا ہے، یہ حالت عجیبہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کی ہے اور اگر اس کو آگ بھی نہ چھوتی یعنی اگر حضرت ابراہیمؑ کو نبوت کے ساتھ سرفراز نہ کیا جاتا، تب بھی ان میں یہ نور ودیعت تھا، یا یہ مطلب ہے کہ اگر حق تعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کو اپنا مقرب نہ بناتا تب ان میں اس نور کو ودیعت نہ فرماتا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اگر حق تعالیٰ اپنے مسلمان بندہ کو اس نور ہدایت کے ساتھ سرفراز نہ فرماتا تو اس میں یہ نور ہی نہ ہوتا۔ اسی طرح حق تعالیٰ لوگوں کے لئے معرفت خداوندی کی حقیقت بیان فرماتا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس نعمت کے ساتھ سرفراز فرمانے میں بخوبی واقف ہے۔ یہ حق تعالیٰ نے اپنی معرفت کی ایک حالت عجیبہ بیان فرمائی اور ساتھ ساتھ اس کے منافع اور خوبیوں کا بھی تذکرہ فرمایا تاکہ انسان اس کا شکر کریں۔ یعنی جیسا کہ چراغ کی روشنی سے راستہ معلوم کیا جاتا ہے اسی طرح معرفت خداوندی بھی ایک نور ہے، جس کے ذریعہ سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ اور جیسا کہ قندیل ایک نور ہے کہ جس سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح معرفت بھی ہدایت حاصل کرنے کے لئے نور ہے، اور جس طرح چمکدار اور روشن ستاروں سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کیا جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح معرفت خداوندی سے بھی کفر و شرک کی تاریکیوں میں نجات حاصل کی جاتی ہے اور جیسا کہ قندیل میں تیل صاف سفید زیتون کے درخت سے پہنچایا جاتا ہے۔ اسی طرح بندہ کو حق تعالیٰ کی طرف سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔

اور جیسا کہ زیتون کا درخت نہ شرقی ہے اور نہ غربی، اسی طرح مومن کا دین بھی حنیفی ہے، نہ یہودی ہے اور نہ نصرانی،

اور جیسا کہ زیتون کا تیل خود بخود جل اٹھے گا، اگرچہ ابھی تک اس کو آگ بھی نہ چھوئے، اسی طرح مؤمنین کے ایمان کے جو احکامات وہ ہیں خود بخود ہی تعریف کے قابل ہیں، اگرچہ اس کے ساتھ اور دیگر فضائل نہ ہوں۔ اور جیسا کہ چراغ قندیل اور طاق یہ سب نورٌ علیٰ نور ہے۔ اسی طرح معرفت خداوندی بھی نور اور قلب مؤمن بھی نور اور اس کا سینہ بھی نور اور داخلہ کی جگہ بھی نور اور اس کے نکلنے کی جگہ بھی نور اور مؤمن نورٌ علیٰ نور ہے اور جو اس چیز کے لائق ہوتا ہے تو حق تعالیٰ اسے اپنے اس نور کے ساتھ سرفراز فرماتا ہے، غرض کہ حق تعالیٰ نے معرفت خداوندی کی یہ حالت عجیبہ بیان فرمائی ہے اور وہ نور معرفت کے قندیل ایسے گھروں یعنی مساجد میں لٹکے ہوئے ہیں کہ جن کے بنانے کا حق تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اور ان مساجد میں حق تعالیٰ کی توحید بیان کی جاتی ہے۔ اور ان مسجدوں میں ایسے لوگ صبح و شام نمازوں میں حق تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں یعنی فجر، ظہر، عصر، مغرب، اور عشاء کی نمازیں پڑھتے ہیں

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص) نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ

وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ

فروخت (اور) وہ ایسے دن (کی دارو گیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل

يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ لِيَجْزِيَهُمُ

اور بہت سی آنکھیں الٹ جاویں گی۔ انجام ان لوگوں کا یہ ہوگا

اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۗ وَاللّٰهُ

کہ اللہ ان کو انکے اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دیگا (یعنی جنت) اور (علاوہ جزا کے) ان کو اپنے فضل سے اور بھی

يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

زیادہ دیگا۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار دے دیتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہیں ان کے

اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ

اعمال ایسے ہیں جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا (آدمی) اس کو دور سے

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـًٔا وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ

پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو (جو سمجھ رکھا تھا) کچھ بھی نہ پایا اور قضا

فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (۳۹) اَوْ كَظُلُمٰتٍ

الٰہی کو پایا سو اللہ تعالیٰ نے اسکی (کی عمر) کا حساب اس کو برابر سرابر چکادیا (یعنی عمر کا خاتمہ کردیا) اور اللہ تعالیٰ

فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰـىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ

دم بھر میں حساب کردیتا ہے، یا وہ ایسے ہیں جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی (اندھیرے) کہ اسکو بڑی لہر نے

فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ

ڈھانک لیا ہو اس (لہر) کے اوپر دوسری لہر اس کے اوپر بادل (ہے غرض)

کافروں کی حالت

جن کو حق تعالیٰ کی اطاعت یا پانچوں نمازوں کے اوقات سے اور بالخصوص پانچوں کو کمال وضو رکوع اور سجود اور تمام آداب کے ساتھ ادائگی سے اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرنے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے۔ اور نہ فروخت اور وہ ایسے دن یعنی قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں اُلٹ جائیں کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت تبدیل ہوجائے گی، ایک وقت کو پہچانیں گے اور دوسرے وقت کو نہیں پہچانیں اور ان کو حق تعالیٰ ان کے اعمال دنیویہ کا بہت ہی اچھا بدلہ دے گا۔ اور ان کو اپنے فضل سے اسی جزا پر اور بھی زیادہ دے گا، یعنی ایک نیکی کا دس گنا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے شمار اور بغیر حساب کے دے دیتا ہے۔

اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے ساتھ کفر کیا، تو ان کے اعمال کی آخرت میں یہ حالت ہوگی کہ جیسے ایک چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا تو وہاں پینے کی کوئی چیز بھی نہ پائی، اسی طرح کافر قیامت کے دن اپنے عمل کا کچھ بھی ثواب نہ پائے گا، اور حق تعالیٰ کے پاس اپنے گناہوں کی سزا پائے گا، یا یہ کہ حق تعالیٰ کو اس کے عذاب کے لئے مستعد پائے گا تو حق تعالیٰ نے اس کو پوری پوری سزا دیدی۔ اور حق تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے یا یہ کہ جس کی میعاد آجاتی ہے، تو اس کا دم بھر میں حساب فیصل کردیتا ہے۔ یا یہ کہ کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو۔ بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو اور پھر اسکے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے :.

ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ

اوپر تلے بہت سے اندھیرے (ہی اندھیرے) ہیں کہ اگر (کوئی ایسی حالت میں) اپنا ہاتھ نکالے اور دیکھنا چاہے،

يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾ ع

تو دیکھنے کا احتمال بھی نہیں اور جس کو اللہ ہی نور (ہدایت) نہ دے اس کو کہیں سے بھی نور نہیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

(میسر ہو سکتا) اے مخاطب کیا تجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ کہ آسمانوں میں

وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ

اور زمین میں (مخلوقات) ہیں اور (بالخصوص) پرند جو پر پھیلائے ہوئے (اڑتے پھرتے) ہیں سب کو اپنی اپنی دعا اور اپنی

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ

تسبیح معلوم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں کے سب افعال کا پورا علم ہے۔ اور اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور

وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ

زمین میں۔ اور اللہ ہی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔ کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ

سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ

(ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم ملا دیتا ہے پھر اسکو تہ بتہ کرتا ہے،

يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) کے بیچ میں سے نکلتی ہے۔

سمندر کی تیرگی کی طرح ہے } کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے، اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے۔ اور اس کا سینہ اس لہر کی طرح ہے، جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو۔ اور اسکے اعمال کی مثال

اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا۔ اسی چیز کو حق تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے، سو یہ اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں، تو ایسی تاریکیوں میں اگر کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو در کنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جس کو حق تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے اس کے لئے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں، یا یہ کہ جس کو حق تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے، اس کے لئے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی، کہ اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں سب جو کچھ آسمانوں میں فرشتے ہیں۔ اور زمین میں جتنے مؤمنین ہیں۔ بالخصوص پرند بھی حق تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ جو پر پھیلائے ہوئے اڑتے پھرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو جو بھی حق تعالیٰ کے سامنے التجا کرے اور اسکی پاکی بیان کرے اپنی اپنی دعا اور تسبیح کا طریقہ معلوم ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ جو حق تعالیٰ سے دعا کرے، حق تعالیٰ کو اس کی دعا اور جو اس کی پاکی بیان کرے، حق تعالیٰ کو اس کی پاکی بیان کرنا معلوم ہے، اور حق تعالیٰ کو ان سب کے افعال کا خواہ اچھے ہوں پورا علم ہے۔ اور آسمانوں کے خزانے یعنی بارش وغیرہ اور زمین کے خزانے یعنی نباتات وغیرہ سب حق تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور مرنے کے بعد سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ ایک بادل کو دوسرے بادل کی طرف چلتا کرتا ہے۔ اور پھر اس بادل کے مجموعہ کو باہم ملا دیتا ہے، پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے۔ پھر تو بارش کو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے بیچ میں سے نکل کر آتی ہے:

وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ

اور اسی بادل سے یعنی اسکے بڑے بڑے حصوں میں سے اولے برساتا ہے پھر ان کو جس کی جان پر یا مال پر

بِهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ۖ يَكَادُ سَنَا

چاہتا ہے گراتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے (اور) اس بادل کی بجلی کی چمک

بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ

کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی لی (اور نیز) اللہ تعالیٰ رات اور دن کو (بھی)

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿٤٤﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ

بدلتا رہتا ہے اس (سب مجموعہ) میں اہل دانش کے لئے استدلال کا موقع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی نے

كُلَّ دَآبَّةٍ مِّن مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ

ہر چلنے والے جاندار کو (بری ہو یا بحری) پانی سے پیدا کیا ہے پھر اُن میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں

وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي

جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں۔ اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار

عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ

(پیروں) پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے بناتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾ لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي

ہم نے (حق کے) سمجھانے والے دلائل نازل فرمائے ہیں اور (ان عام میں سے) جس کو اللہ چاہتا ہے

مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾

راہ راست کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

اختیارِ کامل

اور پھر اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں سے اولے برساتا ہے۔ اور پھر ان اولوں سے جو اس سزا کا مستحق ہوتا ہے اس پر گرا کر اس کو سزا دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے اپنے اس عذاب کو ہٹا دیتا ہے۔ اور اس بادل سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی چمک کی تیزی کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب اس نے بینائی لی

اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کو بھی بدلتا رہتا ہے۔ کہ رات ختم کی دن آیا، اور دن پورا کیا۔ رات کو لایا، ان تمام مذکورہ بالا چیزوں میں دین میں سمجھ و بصیرت رکھنے والوں یا صرف آنکھوں سے دیکھنے والوں کے لئے استدلال کا موقع ہے

اور اللہ تعالیٰ ہی نے ہر ایک چلنے والے جانور کو نر اور مادہ کے پانی سے پیدا کیا۔ تو بعضے تو وہ جانور ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں۔ جیسا کہ سانپ وغیرہ اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ انسان وغیرہ اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار پیروں پر چلتے ہیں جیسا کہ مواشی وغیرہ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور وہ ہر مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔

ہم نے بذریعہ جبریل امین اوامر و نواہی کے واضح احکامات اور دلائل نازل فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو اہل سمجھتا ہے اس کو اپنے پسندیدہ دین اسلام کی طرف خاص ہدایت فرماتا ہے :۔

وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن

اور (یہ منافق) لوگ (زبان سے) دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان لے آئے اور (خدا اور رسول کا حکم (دل سے) مانا۔

بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

پھر اسکے بعد (موقع ظہور صدق دعویٰ پر) ان میں ایک گروہ سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ (دل میں اصلاً ایمان نہیں رکھتے۔ اور یہ لوگ جب اللہ

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾ وَإِن يَكُن

اور اسکے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول اُنکے (اور انکے خصوم کے) درمیان میں فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ پہلو تہی کرتا ہے

لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اور اگر اُن کا حق (کسی کی طرف واجب) ہو تو سر تسلیم خم کئے ہوئے آپ کے پاس چلے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں (کفر لازم کا) مرض ہے یا یہ

أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ

(نبوت کی طرف سے) شک میں پڑے ہیں یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرنے لگیں یہ نہیں (ہے) بلکہ (اصلی سبب

بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ

یہ ہے کہ) یہ لوگ برسر ظلم (ہوتے) ہیں مسلمانوں کا قول تو جب کہ ان کو (کسی مقدمہ میں) اللہ کی اور اس کے رسول

إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا

کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان میں فیصلہ کردیں یہ ہے کہ وہ (خوشی خوشی)

وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾

کہدیتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور (اس کو) مان لیا اور ایسے لوگ (آخرت میں) فلاح پا ئیں گے۔

حق سے اعراض کرنے والے

اگلی آیت کریمہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عثمان رضؓ اور حضرت علی رضؓ کے درمیان ایک زمین کے بارے میں جھگڑا چل رہا تھا اور حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ کے ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں فیصلہ کے لئے جا رہے تھے، تو ان کی قوم نے انکو جانے سے منع کیا، اس پر حق تعالیٰ نے انکی مذمت فرمائی۔ کہ قوم عثمان رض دعویٰ تو کرتی ہے کہ ہم حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر سچائی کے ساتھ ایمان لے آئے، اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا اسے ہم نے دل سے مانا، پھر اس ایمان و اطاعت کے دعوے کے بعد ان میں کا ایک گروہ حکم الٰہی سے سرتابی کرتا ہے اور یہ لوگ اپنے ایمان میں سچے نہیں۔ اور جب یہ لوگ کتاب خداوندی اور اس کے رسول کی طرف اس غرض سے بلائے جاتے ہیں کہ رسول کتاب خداوندی اور حکم خداوندی کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو ان میں کا ایک گروہ کتاب خداوندی اور رسول خدا کے فیصلہ سے پہلوتہی کرتا ہے۔ اور اگر اتفاق سے ان کے حق میں فیصلہ ہو تو خوشی خوشی تیزی کے ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلے آئیں۔ آیا اس کا سبب یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شک و نفاق کا مرض یا حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے بارے میں شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ یا ان کو یہ اندیشہ ہے کہ حق تعالیٰ اور اس کا رسول فیصلہ میں ان پر ظلم نہ کرنے لگیں، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہیں، اور اپنے ایمان میں یہ سچے نہیں، بلکہ انکے اندر نفاق کا مرض ہے۔ اب حق تعالیٰ مؤمنین کاملین کا ذکر فرماتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عثمان رض نے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا۔ اور آپ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں، تو حق تعالیٰ نے انکی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہدیتے ہیں کہ ہم نے مان لیا، اور یہی حضرات حضرت عثمان رض حق تعالیٰ کے غصہ اور اسکی ناراضگی سے فلاح پائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی واذا دعوا الخ ابن ابی حاتم رح نے حضرت حسن بصری رح سے مرسلاً نقل کیا ہے۔ کہ جب کسی انسان کا دوسرے شخص سے جھگڑا ہوتا تھا اور وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلایا جاتا تھا درآنحالیکہ وہ حق پر ہوتا تھا اور کلی طور پر اسے اس بات کا یقین ہوتا تھا کہ فیصلہ اس کے حق میں ہوگا (تو چلا آتا تھا) اور جس وقت یہ سمجھتا تھا کہ اس نے کسی پر ظلم کیا ہے پھر اس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بلایا جاتا تھا تو اعراض کرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں کے پاس چلو اسوقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ واذا دعوا الی اللہ ورسولہ الخ۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ

اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کا کہنا مانے اور اللہ سے ڈرے، اور اسکی مخالفت سے بچے بس ایسے لوگ بامراد ہونگے

هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ

اور وہ لوگ بڑا زور لگا کر قسمیں کھایا کرتے ہیں کہ واللہ (ہم ایسے فرمانبردار ہیں کہ) اگر آپ ان کو

أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ

(یعنی ہم کو) حکم دیں تو وہ ابھی نکل کھڑے ہوں آپ (ان سے) کہدیجئے کہ بس قسمیں نہ کھاؤ (تمہاری) فرمانبرداری (کی حقیقت

اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾ قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا

معلوم ہے (کیونکہ) اللہ تو تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ آپ کہیے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی

الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَیْكُمْ مَّا

اطاعت کرو پھر اگر تم لوگ (اطاعت سے) روگردانی کرو گے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ وہی (تبلیغ) ہے

حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ

جسکا ان پر بار رکھا گیا ہے اور تمہارے ذمہ وہ ہے جسکا تم پر بار رکھا گیا ہے اور اگر تم نے ان کی اطاعت کرلی تو

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾

راہ پر جا لگو گے اور (بہر حال) رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

حضرت عثمان رضؓ کے بارے میں نزولِ آیت

اور اگلی آیت بھی حضرت عثمان بن عفان رضؓ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا تھا خدا کی قسم یا رسول اللہ اگر آپ کی منشاء ہو تو میں اپنا سارا مال حق تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کردوں، چنانچہ حق تعالیٰ ان کی تعریف میں فرمارہے ہیں کہ جو شخص حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم میں اطاعت کرے اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کرکے بامراد اور دوزخ سے ناجی ہونگے اور حضرت عثمان قسم کھارہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال نکال دیں، آپ ان سے فرمادیجئے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے۔ حق تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔ اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمادیجیے کہ فرائض میں حق تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم لوگ حق تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کروگے تو سمجھ رکھو کہ رسول کے ذمہ تو وہی تبلیغ کا کام ہے اور تمہارے ذمہ اطاعت اور فرمانبرداری کا کام ہے۔ سو اگر تم نے اوامر خداوندی میں حق تعالیٰ کی اطاعت کرلی، تو گمراہی سے نکل کر راہ پر جالگوگے، اور رسول کے ذمہ احکام خداوندی کا صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ

(اے مجموعہ امت) تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو (اس اتباع

فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ

کی برکت سے) زمین میں حکومت عطا فرمائے گا جیسا ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو حکومت دی تھی اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے)

لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ

ان کے لئے پسند کیا ہے (یعنی اسلام) اس کو ان کے (نفع آخرت کے) لئے قوت دیگا اور انکے اس خوف کے بعد اس کو

اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ

مبدل بامن کر دیگا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں (اور) میرے ساتھ کسی قسم کا شرک نہ کریں اور جو شخص بعد (ظہور)

ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ

اس (وعدہ) کے ناشکری کرے گا تو یہ لوگ بے حکم ہیں اور (اے مسلمانو) نماز کی پابندی رکھو اور

اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ

زکوٰۃ دیا کرو اور (باقی احکام میں بھی) رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر (کامل) رحم کیا جائے۔ (اے مخاطب) کافروں کی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ

نسبت خیال مت کرنا کہ زمین میں (بھاگ کر ہم کو) ہرادیں گے۔ اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۵۷﴾ ع

اور بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

ع ۷ ۔ ۱۳

اللہ تعالیٰ کا مومنین سے وعدہ

اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک کام کریں ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو یکے بعد دیگرے زمین پر حکومت عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو یعنی بنی اسرائیل میں سے یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا کو

حکومت دی تھی، یا یہ کہ ان کو سرزمین مکہ میں آثارے گا، جیسا کہ ان سے پہلے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن کے ہلاک کرنیکے بعد اتارا۔ اور جس دین کو حق تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے۔ اس کو غلبہ دے گا، اور مکہ مکرمہ میں جو ان کو اپنے دشمن کا خوف ہے، تو ان کے دشمن ہلاک کرنے کے بعد اس کو مبدل با من کردے گا۔ بشرطیکہ مکہ مکرمہ میں میری عبادت کریں۔ اور میرے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی قسم کا شرک نہ کریں۔ اور جو شخص بعد ظہور اس غصہ اور امن کے ناشکری کریگا تو یہ لوگ بے حکم ہیں۔

اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو۔ اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیا کرو، اور احکامات میں رسول کی اطاعت کیا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور تم کو عذاب نہ دیا جائے۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کفار کے متعلق یہ خیال مت کرنا کہ وہ عذاب خداوندی سے زمین میں بھی چھٹکارا پاجائیں گے اور آخرت میں تو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے کہ شیاطین سمیت اس میں داخل ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی وعد اللہ الذین آمنوا منکم الخ۔ امام حاکم رح نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے اور طبرانی نے اس کی تصحیح کی ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جس وقت مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار نے ان کو پناہ دی تو تمام عرب انکی مخالفت پر متفق ہوگئے، چنانچہ رات کو بھی ہتھیار رکھ کر سوتے تھے۔ اور بغیر ہتھیار کے کہیں نہیں جاتے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں نے کہا کہ تم دیکھ رہے ہو، ہم اس طرح زندگی گذار رہے ہیں، اور ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہم ایسے اطمینان کے ساتھ رات گذاریں گے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں جو لوگ ایمان لاویں اور نیک عمل کریں، ان سے حق تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا۔ اور ابن ابی حاتم رح نے حضرت براء رض سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اور ہم اس وقت سخت پریشانی کی حالت میں تھے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ

اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کے لئے) مملوکوں کو اور تم میں جو حد بلوغ کو نہیں پہنچے

لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ

تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیے (ایک تو) نماز صبح سے پہلے

وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُمْ مِنَ الظَّهِيرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ

اور (دوسرے) جب (سونے لیٹنے کے لئے) دوپہر کو اپنے (بعض) کپڑے اتار دیا کرتے ہو۔ اور (تیسرے) نماز عشاء کے بعد

ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ

یہ تین وقت تمہارے پردوں کے (وقت) ہیں ان اوقات کے سوا نہ تم پر کوئی الزام ہے اور نہ (بلا اجازت چلے آنے میں) ان پر کچھ

عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ

الزام ہے (کیونکہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں کوئی کسی کے پاس اور کوئی کسی کے پاس اسی طرح (جیسا یہ حکم

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

صاف صاف بیان کردیا) اللہ تم سے (اپنے) احکام صاف صاف بیان کرتا ہے اور اللہ تو جاننے والا حکمت والا ہے اور جس وقت تم میں کے وہ لڑکے (جنکا

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ

حکم اوپر آیا ہے) حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح اجازت لینا چاہیے جیسا کہ ان سے اگلے لوگ اجازت لیتے ہیں

يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

اسی طرح اللہ تو تم سے اپنے احکام صاف صاف بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تو جاننے والا حکمت والا ہے۔

اجازت کے تین وقت

اے ایمان والو! تمہارے پاس آنے کے لئے تمہارے چھوٹے غلاموں کو اور تمہارے آزادوں کو جو ابھی تک حد بلوغ کو نہیں پہنچے۔ تین وقتوں میں اجازت لینی چاہیے۔ ایک تو صبح صادق کے وقت نماز صبح سے پہلے، اور دوپہر کو آرام کے وقت ظہر کی نماز پڑھنے تک، اور تیسرے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک یہ تین وقت تمہارے پردہ اور خلوت کے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میری خواہش ہے کہ حق تعالیٰ ہمارے ان تینوں خلوت کے وقتوں میں ہمارے بچوں اور خادموں کو بلا اجازت آنے کی ممانعت فرمادے۔ چنانچہ اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اوقات کے علاوہ پھر بلا اجازت آنے جانے کی حق تعالیٰ نے اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ فرمایا کہ ان تین اوقات کے علاوہ نہ گھروالوں پر کوئی الزام ہے۔ اور نہ ان نابالغ لڑکوں اور خادموں پر کیونکہ وہ بکثرت تمہارے پاس آتے جاتے رہتے ہیں۔ کوئی کسی کے پاس کوئی کسی کے پاس اور بہرحال بڑے غلام اور نوجوان لڑکے ان کو آنے کے لئے ہر ایک مرتبہ اجازت لینا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تم سے اوامر و نواہی کو صاف صاف بیان کرتا رہتا ہے، جیسا کہ ان احکامات کو بیان کیا، اور اللہ تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ چنانچہ بڑوں کو آنے کے لئے ہر ایک مرتبہ اجازت لینے کا حکم دیا۔ اور جس وقت تمہارے نابالغ لڑکے اور غلام حد بلوغ کو پہنچیں تو ان کو بھی ہر وقت آنے کے لئے اسی طرح اجازت لینی چاہیے۔ جیسا کہ ان سے بڑی عمر والے ان کے برادران اجازت لیتے ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے یہ احکام بیان فرمائے

اسی طرح وہ تم سے اپنے اوامر نواہی بیان کرتا رہتا ہے۔ اور حق تعالیٰ تمہاری مصلحتوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ بڑوں کو ہر وقت آنے جانے کے لئے اجازت لینے کا حکم فرمایا۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو (کسی کے) نکاح (میں آنے) کی کچھ امید نہ رہی ہو ان کو (البتہ) اس بات میں کوئی گناہ نہیں

اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ

کہ وہ اپنے (زیادہ) کپڑے اتار رکھیں بشرطیکہ زینت (کے مواقع) کا اظہار نہ کریں۔ اور (ہر چند کہ بڑھیوں کو منہ کھولنے کی

خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی

اجازت ہے لیکن اگر) اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے تو اللہ تو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے نہ تو اندھے آدمی کیلئے

حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا

کچھ مضائقہ ہے اور نہ لنگڑے آدمی کیلئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ بیمار کے لئے کچھ مضائقہ ہے اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں (کچھ

مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

مضائقہ ہے) کہ تم اپنے گھروں سے (جن میں بی بی اولاد کے گھر بھی آگئے) کھانا کھالو یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے

اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ

یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچا کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں

عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ

کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جنکی

مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا

کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں۔ یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی) تم پر کچھ گناہ نہیں کہ سب مل کر کھاؤ

جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ

یا الگ الگ (کھاؤ)۔

مستثنیٰ عورتیں

اور بڑی بوڑھی عورتیں جن کو حیض آنا بند ہوگیا ہو، اور ان کو کسی سے شادی کرنے کی کوئی امید اور خواہش نہ باقی رہی ہو، تو البتہ ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں، کہ وہ اپنے زیادہ کپڑے چادر وغیرہ اتار رکھیں، بشرطیکہ کسی نامحرم کے سامنے مواقع زینت کا اظہار نہ کریں جیسا کہ چہرہ وغیرہ، لیکن اگر نامحرم کے سامنے اس کے کھولنے سے بھی احتیاط رکھیں، اور چادر سے مواقع زینت کو چھپا لیں تو یہ ان کے لئے اظہار سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو سنتا ہے اور تمہارے سب اعمال کو جانتا ہے۔

جس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الخ تو صحابہ کرام رضہ اس آیت کے نزول کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ کھانے پینے میں تنگی محسوس کرنے لگے تھے کہ مبادا کسی کی حق تلفی ہو جائے اور اس سے ڈرتے لگے تھے (بالخصوص محتاجوں کے ساتھ کھانے پینے میں) تو حق تعالیٰ نے مشترک طریقہ پر کھانے پینے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا اندھے کے ساتھ بیٹھ کر کھانے والے پر کسی قسم کا کوئی گناہ نہیں۔ اور نہ لنگڑے آدمی کے ساتھ کھانے میں کوئی حرج ہے، اور نہ بیمار کے ساتھ کھانے میں اور نہ خود تمہارے لئے اس بات میں کوئی مضائقہ ہے کہ تم لوگ اپنی اولاد کے گھروں سے بغیر اجازت کے عدل و انصاف کے ساتھ کھانا کھا لو، یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماؤں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے کھانے یا کسی کو کھلانے میں ہر ایک طریقہ سے کوئی مضائقہ نہیں، یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے، یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کے مالوں کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں۔ یعنی غلام، لونڈیاں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے مالک بن زید، اور حارث بن عمار دونوں دوست تھے۔ ان کے بارے میں یہ اخیر جملہ نازل ہوا۔ اور پھر اس چیز میں بھی تم پر کوئی گناہ نہیں، کہ سب مل کر عدل و انصاف کے ساتھ کھاؤ۔ یا الگ الگ کھاؤ اس آیت میں اندھے، لنگڑے اور بیمار سب داخل ہو گئے۔ (یعنی ایسے ضعیف وساوس شریعت میں مطمح نظر نہیں) :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی لیس علی الاعمیٰ الخ عبد الرزاق نے بواسطہ معمر ابن نجیح، مجاہد سے نقل کیا ہے کہ آدمی لنگڑے، اندھے اور بیمار کو اپنے باپ یا بھائی یا بہن یا پھوپھی یا خالہ کے گھر لے جایا کرتا تھا، تو یہ محتاج اس چیز میں تنگی محسوس کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ ہم کو دوسروں کے گھر لے جایا جاتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ ان کے حق میں اجازت کے طور پر نازل ہو گئی، کہ نہ تو اندھے آدمی کے لئے کچھ مضائقہ ہے الخ۔

اور ابن جریر رحہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الخ نازل فرمائی اس آیت کو سنکر صحابہ کرام رضہ ڈر گئے، اور کہنے لگے کہ کھانا تو اموال سے افضل ہے۔ تو لہذا ہم میں سے کسی کو کسی کے یہاں کھانا حلال نہیں ہے، تو سب نے اس سے احتیاط کرنا شروع کر دی۔ اس پر حق تعالیٰ نے لیس علی الاعمیٰ سے مفاتحہ تک یہ آیتیں نازل فرمائیں، نیز ضحاک سے نقل کیا ہے کہ مدینہ والے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اپنے ساتھ اندھے بیمار اور لنگڑے کو کھانا نہیں کھلایا کرتے تھے،

کیونکہ اندھا آدمی تو عمدہ کھانوں کو نہیں دیکھ سکتا، اور بیمار تندرست کی طرح خوب سیر ہو کر کھانا نہیں کھا سکتا۔ اور لنگڑا کھانے میں مزاحمت نہیں کرسکتا۔ تو حق تعالیٰ نے ان کے ساتھ کھلانے میں اجازت دے دی۔

نیز مقسم رح سے نقل کیا ہے کہ اندھے اور لنگڑے کے ساتھ کھانے سے ڈرتے تھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت حارث رض رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوئے۔ اور اپنے گھر والوں کی نگرانی کے لئے خالد بن زید کو چھوڑ دیا چنانچہ خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے کھانے میں سے کھاتے ہوئے ایک حجاب سا ہوا۔ اور خالد ایک مفلس آدمی تھے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔

فرمانِ خداوندی لیس علیکم جناح الخ۔ بزار رح نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ صحابۂ کرام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں جانے کو پسند کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنے اموال کی کنجیاں اپنے محتاجوں کو دے دیا کرتے تھے اور ان سے کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم نے تم کو اجازت دے دی ہے جو تمہاری طبیعت چاہے سو کھاؤ، مگر وہ پسماندہ حضرات کہتے تھے کہ ہمارے لئے ان کی چیزوں کا کھانا حلال نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہم کو بخوشی اجازت نہیں دی، اس پر حق تعالیٰ نے لیس علیکم سے او ما ملکتم مفاتحہ الخ تک آیت نازل فرمائی۔ یعنی ان گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں، کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ اور ابن جریر رح نے زہری سے نقل کیا ہے کہ ان سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے آیت کریمہ لیس علی الاعمیٰ الخ میں اندھے لنگڑے اور بیمار کا ذکر کیا گیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس چیز کے بارے میں مجھے عبداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا ہے کہ مسلمان جب جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو اپنے محتاجوں کو گھروں پر چھوڑ جاتے اور انھیں اپنے گھروں کی کنجیاں دے جاتے اور ان سے کہہ جاتے کہ ہم نے تم کو کلی اختیار دے دیا ہے۔ جو ہمارے گھروں میں سو کھاؤ پیو، مگر وہ لوگ اس چیز میں تنگی محسوس کرتے اور کہتے کہ انکی عدم موجودگی میں ہم ان کے گھروں میں نہیں جائیں گے تو یہ آیت کریمہ حق تعالیٰ نے ان حضرات کو اجازت دینے کے لئے نازل فرمائی ہے۔ نیز قتادہ رح سے نقل کیا ہے لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاتاً الخ یہ آیت کریمہ عرب کے ایک قبیلہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس قبیلہ کا کوئی بھی فرد تنہا کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اور اپنا دن کا کھانا اٹھا کر رکھ لیتا تھا۔ تاوقتیکہ اس کو ساتھ کھانے کے لئے کوئی نہ ملے۔ جب کوئی ساتھی مل جاتا تب کھاتا، اور نیز عکرمہ رض اور ابو صالح رض سے نقل کیا ہے کہ انصار کے یہاں جب کوئی مہمان آجاتا تھا تو تاوقتیکہ مہمان انکے ساتھ کھانا نہ کھاتا اسوقت تک یہ بھی کھانا نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو اس چیز کی اجازت مرحمت فرمانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

پھر یہ بھی معلوم کر رکھو کہ جب تم اپنے گھروں میں جانے لگا کرو تو اپنے لوگوں کو سلام کرلیا کرو (جو کہ) دعا کے طور پر (ہے) (اور) جو خدا کی

مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿٦١﴾

طرف سے مقرر ہے (اور) برکت والی عمدہ چیز ہے (خدا نے جسطرح یہ احکام بتلائے) اسی طرح اللہ تم سے (اپنے) احکام بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو

سلام کا حکم پھر جب تم اپنے گھروں یا مساجد میں جانے لگا کرو اور وہاں کوئی نہ ہو تو اپنے کو سلام کر لیا کرو یعنی السلام علینا من ربنا کہہ لیا کرو۔ جو تمہارے لیے دعا کے طور پر خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ اور بوجہ اس پر ثواب ملنے کے برکت والی چیز اور مغفرت کیساتھ عمدہ چیز ہے۔ جیسا کہ یہ احکام حق تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں اسی طرح وہ اوامر و نواہی بیان فرماتا ہے تاکہ جس چیز کا تم کو حکم دیا گیا ہے تم اس کو سمجھو ؛

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ

پس مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام پر ہوتے ہیں

يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ

جسکے لئے جمع کیا گیا ہے (اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پڑتی ہے) تو جبتک کہ آپ سے اجازت نہ لیں نہیں جاتے (اے پیغمبر) جو لوگ آپ سے (ایسے مواقع پر)

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ

اجازت لیتے ہیں بس وہی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں تو جب یہ (اہل ایمان لوگ) ایسے مواقع پر اپنے کسی (ضروری) کام کے لئے آپ سے (جانے کی)

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾ لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ

اجازت طلب کریں تو ان میں سے جسکے لئے آپ چاہیں اجازت دیدیا کریں اور (اجازت دیکر بھی) آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے بلاشبہ

بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ

اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تم لوگ رسول کے بلانے کو ایسا (معمولی بلانا) مت سمجھو جیسا کہ تم میں ایک دوسرے کو بلا لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ

ان لوگوں کو (خوب) جانتا ہے جو (دوسرے کی) آڑ میں ہو کر تم میں سے (مجلس نبوی سے) کھسک جاتے ہیں۔ سو جو لوگ اللہ کے حکم کی (جو کہ بواسطہ رسول کے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ

پہنچا ہے) مخالفت کرتے ہیں انکو اس سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر (دنیا میں) کوئی آفت دنیا آن پڑے یا ان پر (آخرت میں) کوئی دردناک عذاب نازل (نہ) ہو جائے (اور

مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ

یہ بھی) یاد رکھو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں (موجود) ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے جس پر تم (اب) ہو اور (اللہ تعالیٰ

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾

اس دن کو بھی جانتا ہے) جسمیں سب اسکے پاس (دوبارہ زندہ کر کے) لائے جاوینگے پھر وہ ان سب کو جتلا دیگا جو جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ تو

سچے ایماندار سچے ایماندار تو وہ ہی ہیں جو ظاہر و باطن کے ساتھ حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لئے ہوتے ہیں یا آپکے ساتھ کسی جہاد پر ہوتے ہیں تو جبتک آپ سے اجازت نہ لے لیں تو جمعہ یا جہاد سے نہیں جاتے اے پیغمبر! جو لوگ آپ سے ایسے موقعہ پر اجازت لیتے ہیں بس وہ ہی اللہ پر اور اسکے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک میں ایک ضروری کام پیش آ گیا تھا حضرت عمر رضہ نے مدینہ منورہ واپسی کی حضور سے اجازت طلب کی اس پر یہ آیت نازل ہوئی، چنانچہ آگے حق تعالیٰ فرما رہا ہے کہ جب یہ مخلص حضرات ایسے مواقع پر اپنے کسی ضروری کام کے لئے آپ سے جانے کی اجازت طلب کریں

ع ۴ / ۱۵

تو ان میں سے آپ جس کو چاہیں اجازت دیدیا کریں۔ اور ... اجازت دینے کے بعد بھی آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا کیجئے۔ بلاشبہ حق تعالیٰ تائب کو بخشنے والا اور اس پر بڑا مہربان ہے :

اور تم لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو۔ بلکہ تعظیم و توقیر اور عظمت کے ساتھ آپ کو پکارو کر یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہہ کر آواز دو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کی آڑ میں ہو کر تم میں سے مجلس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم سے کھسک جاتے ہیں۔ منافقین مسجد نبوی میں سے جس وقت نکلتے تو بغیر اجازت کے اس طرح سے کھسکتے تھے کہ کوئی ان کو دیکھنے نہ پائے۔ سو جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یا حکم خداوندی کی مخالفت کرتے ہیں، ان کو اس چیز سے ڈرنا چاہیئے کہ ان پر کوئی آفت نہ آن پڑے، یا کوئی دردناک عذاب نازل نہ ہو جائے۔

تمام مخلوقات خدا ہی کی مملوک ہے، اللہ تعالیٰ اس حالت کو بھی جانتا ہے، جس پر تم اب ہو، یعنی ایمان و کفر تصدیق و تکذیب اخلاص و نفاق اور استقامت و تذبذب وغیرہ اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کو بھی جانتا ہے، جس دن سب اس کے پاس لائے جائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان سب کو جتلا دے گا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا، اور وہ ان کے اعمال سے بخوبی واقف ہے :

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی انما المؤمنون الخ۔ ابن اسحٰق رح نے اور بیہقی رح نے دلائل میں عروہ اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ احزاب کے سال جس وقت قریش مقابلہ کے لئے آئے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے قریب مجمع الاسیال میں پڑاؤ ڈالا۔ اور ان کا سپہ سالار ابو سفیان تھا۔ ادھر سے قبیلہ غطفان آیا۔ اور اس نے احد پہاڑ کے کنارہ پر پڑاؤ کیا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس چیز کی اطلاع ہوئی تو آپ نے مدینہ منورہ کے باہر خندق کھودنے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے اور صحابہ کرام رض نے خندق کھودنی شروع کی، چنانچہ منافقین نے ٹال مٹول شروع کی آتے اور معمولی سا کام کر کے بغیر آپ کی اجازت کے اس طریقہ پر کہ آپ کو معلوم نہ ہو سکے، اپنے گھروں کی طرف چلے جاتے تھے، اور مسلمانوں میں سے جب کسی مسلمان کو بہت ضروری کام پیش آجاتا تو اپنے اس کام کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے تذکرہ کرتا اور اپنے کام کے پورا کرنے کی اجازت آپ سے طلب کرتا، چنانچہ اس کو اجازت دیدی جاتی، جب وہ اپنے کام سے فارغ ہو جاتا تو پھر فوراً واپس آجاتا تھا تو ایسے مومنین کی تعریف میں حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی ہے کہ سچے مومن تو وہ ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں الخ :

ارشاد خداوندی۔ لا تجعلوا الخ۔ ابو نعیم رح نے دلائل میں ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام رض آپ کو یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا ابو القاسم کہا کرتے تھے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ تم لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر ایک دوسرے کی طرح مت پکارو الخ۔ چنانچہ اس کے بعد صحابہ کرام نے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنا شروع کر دیا۔
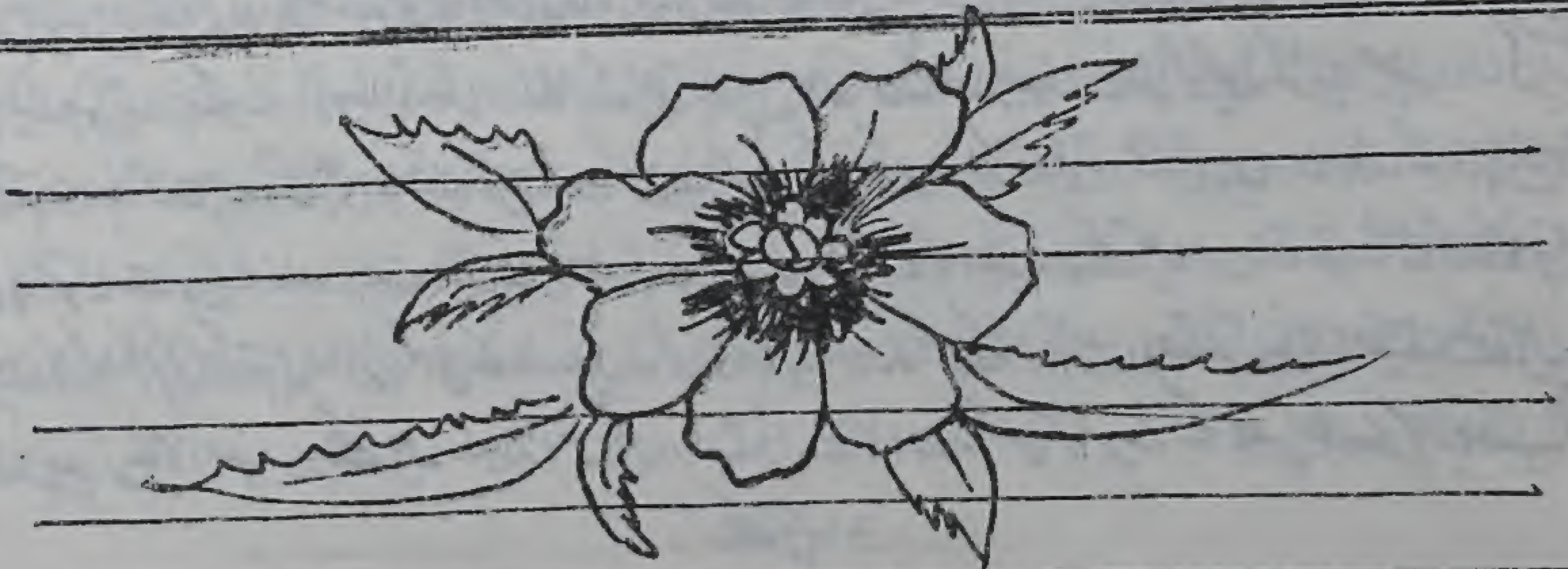
آیاتہا ۷۷ — (۲۵) سورۃ الفرقان مکیۃ (۴۲) — رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ

بڑی عالیشان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب (یعنی قرآن) اپنے بندۂ خاص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل فرمائی تاکہ وہ بندہ تمام دنیا جہان والوں کیلئے

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

ڈرانے والا ہو۔ ایسی ذات جسکے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت حاصل ہے اور اس نے کسی کو (اپنی) اولاد قرار نہیں دیا اور نہ کوئی اسکا شریک ہے حکومت میں

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ

اور اس نے ممکنات میں سے ہر (موجود) چیز کو پیدا کیا پھر سب کا الگ الگ انداز رکھا اور (باوجود حق تعالیٰ کے ایسے یکتا ہونے کے) ان مشرکین نے خدا کی توحید کو

شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ

چھوڑ کر اور ایسے معبود قرار دیئے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں اور (بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں اور خود اپنے لئے نہ کسی نقصان (کے رفع کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں

مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

اور نہ کسی نفع (حاصل کرنے) کا اور نہ کسی کے مرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کے جینے کا اور نہ کسی کو (قیامت میں) دوبارہ جلانے کا

(سورۂ فرقان) یہ سورت مکی ہے اس میں ستانویں (۷۷) آیتیں اور تین سو بانوے (۳۹۲) کلمات اور تین ہزار سات سو تریسٹھ حروف ہیں

عالی شان ذات (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) بڑی برکتوں والی یا یہ کہ بڑی عالیشان شرک اور ولد سے منزہ ذات ہے جس نے قرآن کریم بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا تاکہ آپ بذریعہ قرآن کریم تمام جن وانس کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے رسول ہوں۔

وہ ایسی ذات ہے جس کے لئے آسمانوں اور زمین یعنی نظام بارش ونباتات وغیرہ کی حکومت حاصل ہے اور بقول یہود و نصاریٰ کے اس نے کسی کو اولاد قرار نہیں دیا۔ اور نہ کوئی اس کا شریک ہے حکومت میں جیسا کہ مشرکین عرب بکتے رہتے ہیں اور اس نے ہر موجود چیز کو پیدا کیا خواہ وہ شئی موجود اس کی عابد ہو نہ یا نہ ہو اور پھر سب کی عمریں، روزیاں اور اعمال کا الگ الگ انداز رکھا، یا یہ کہ ہر ایک نر کے لئے مادہ بنائی، مگر ان کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے خدا کو چھوڑ کر ایسے معبودوں کی پرستش شروع کر دی ہے کہ ان میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ وہ کسی چیز کو پیدا کر سکیں۔ بلکہ وہ تو خود مخلوق ہیں۔ ان بتوں کے ان پجاریوں نے خود اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اور یہ بت اپنے لئے نہ کسی نقصان کے رفع کرنے کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ فائدہ حاصل کرنے کا تو پھر دوسروں کا کیا کام کر سکتے ہیں۔ اور نہ کسی کے مارنے پر ان کو قدرت ہے، اور نہ کسی کی زندگی میں اضافہ کرنے کا اختیار رکھتے ہیں یا یہ کہ نہ یہ نطفہ پیدا کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ اس میں روح ڈالنے کا اور نہ کسی کو مرنے کے بعد جلانے کا اختیار رکھتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ وَأَعَانَهُ عَلَيْهِ قَوْمٌ

اور کافر (یعنی مشرک) لوگ (قرآن کے بارے میں) یوں کہتے ہیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جس کو ایک شخص (یعنی پیغمبر) نے گھڑ لیا ہے اور دوسرے

آخَرُونَ ۖ فَقَدْ جَاءُوا ظُلْمًا وَزُورًا ﴿٤﴾ وَقَالُوا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ

لوگوں نے اس (گھڑنت) میں اسکی امداد کی ہے سو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے اور یہ (کافر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) بے سند باتیں ہیں

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ﴿٥﴾ قُلْ أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ

جو اگلوں سے منقول ہوتی چلی آتی ہیں جن کو اس شخص (یعنی پیغمبر) نے لکھوا لیا ہے پھر وہی (مضامین) اس کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ﴿٦﴾ وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا

سنائے جاتے ہیں آپ (اسکے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اس (قرآن) کو تو اس ذات نے اتارا ہے جس کو چھپی باتوں کی خواہ وہ آسمانوں میں ہوں یا زمین میں خبر ہے

الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ ۙ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ

واقعی اللہ تو غفور الرحیم ہے۔ اور یہ کافر لوگ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت) یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ (ہماری طرح)

فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿٧﴾ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ يَأْكُلُ مِنْهَا ۚ

کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے اس کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ اسکے ساتھ رہکر ڈراتا۔ یا اسکے پاس (غیب سے) کوئی خزانہ آپڑتا۔

وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ﴿٨﴾

یا اسکے پاس کوئی (غیبی) باغ ہوتا جس سے یہ کھایا کرتا اور (اہل ایمان سے) یہ ظالم یوں (بھی) کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی کی راہ پر چل رہے ہو۔

قرآن کریم کے بارے میں کفار کے خیالات

اور کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم کچھ بھی نہیں نرا جھوٹ ہے جس کو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے گھڑ لیا ہے اور جبر و یسار اور ابو فکیہہ راوی نے اس چیز میں انکی مدد کی ہے تو یہ لوگ بڑے ظلم اور جھوٹ کے مرتکب ہوئے۔ اور نضر اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کریم بے سند باتیں (یعنی اگلے) لوگوں کی تراشی ہوئی منقول ہوتی چلی آرہی ہیں۔ جس کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جبر و یسار سے لکھوا لیا ہے۔ پھر یہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو صبح و شام پڑھ پڑھ کر سنوائی جاتی ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ قرآن کریم کو تو بذریعہ جبریل امین اس ذات نے نازل کیا ہے جس کو ہر ایک پوشیدہ بات کی خواہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں خبر ہے۔ اور وہ تائب کی مغفرت فرمانے والا۔ اور جو توبہ پر مرے اس پر رحیم ہے۔

اور ابوجہل، نضر اور امیہ بن خلف اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ وہ ہماری طرح کھانا کھاتا ہے اور ہماری طرح بازاروں میں چلتا پھرتا ہے، اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا، جو اس کا مددگار اور محافظ رہتا یا اس کے پاس کوئی خزانہ آپڑتا جس سے اس کو تقویت رہتی، یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا، جس سے یہ بے فکری کے ساتھ کھایا کرتا، اور یہ مشرکین یعنی ابوجہل، نضر، امیہ اور ان کے ساتھی یوں کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک مسلوب العقل آدمی یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ پر چل رہے ہو۔

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹﴾ تَبٰرَكَ

محمد صلے اللہ علیہ وسلم) دیکھئے تو یہ لوگ آپکے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں سو وہ ان خرافات سے) وہ (بالکل) گمراہ ہوگئے پھر وہ راہ نہیں پاسکتے۔ وہ ذات بڑی عالیشان ہے کہ اگر وہ چاہے تو آپکو (کفار کی) اس (فرمائش سے بھی) اچھی چیز دیدے یعنی بہت سے (غیبی) باغات جن کے

الَّذِيْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

الْاَنْهٰرُ ۙ وَيَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا ﴿۱۰﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ

نیچے سے نہریں بہتی ہوں اور آپ کو بہت سے محل دیدے بلکہ یہ لوگ قیامت کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور (انجام اسکا یہ ہوگا کہ) ہم نے ایسے شخص

كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ﴿۱۱﴾

کے لئے جو کہ قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ تیار کر رکھی ہے۔

یہ لوگ خود گمراہ ہیں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ دیکھئے تو کہ یہ لوگ آپ کے لئے کیسی عجیب عجیب باتیں بیان کر رہے ہیں اور ساحر و کاہن کذاب شاعر اور مجنون کیا کیا یہ آپ کے نام رکھ رہے ہیں۔ باقی یہ لوگ خود گمراہ ہوگئے۔ اور تمام ان کے مکر و فریب خاک میں مل گئے۔ باقی پھر یہ اپنی باتوں سے چھٹکارا نہیں پاسکتے، اور نہ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل ہے، وہ ذات بڑی عالیشان ہے اس نے تو ان کفار کی فرمائش سے بھی اچھی چیز آپ کو دیدی، آخرت میں بہت سے باغات جن کے درختوں اور محلات کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب اور پانی کی نہریں بہتی ہیں اور جنت میں آپکے لئے اس نے سونے اور چاندی کے بہت سے محلات تیار کر دیئے جو ان کفار کی اس فرمائش سے کہیں زیادہ بہتر ہیں جو آپ کے لئے دنیا میں بقول انکے بنائے جاتے، یا یہ اگر حق تعالیٰ چاہے تو بقول ان کے آپ کے لئے دنیا میں بہت سے محلات اور باغات بنادے یعنی مشرق و مغرب میں آپ کے لئے بہت سے شہر اور قلعے فتح فرمادے، جن سے یہ کفار رشک کریں۔ بلکہ یہ لوگ تو قیامت کے قائم ہونے کو جھوٹ سمجھ رہے ہیں اور ہم نے ایسے شخص کی سزا کے لئے جو قیامت کو جھوٹ سمجھے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول (سورۂ فرقان) بسم اللہ الخ ک ابن ابی شیبہ رح نے مصنف میں اور ابن جریر رح اور ابن ابی حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خثیمہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ اگر آپ چاہیں تو آپ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اسکے خزانے دیدیئے جائیں اور اس دینے سے آخرت میں آپکے درجات میں ہمارے یہاں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور اگر آپ فرمائیں تو یہ سب کے لئے آخرت میں آپ کو دینے کے لئے جمع کر رکھیں آپ نے اس پر فرمایا آخرت میں مجھے دینے کے لئے جمع رکھئے چنانچہ آیت اسی چیز کی تصدیق میں نازل ہوئی۔ تبارک الذی الخ۔ وہ ذات بہت عالیشان ہے اگر وہ چاہے تو آپ کو اس سے بہتر چیز دیدے الخ۔

اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴿۱۲﴾ وَاِذَآ اُلْقُوْا

وہ ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ لوگ (دور ہی سے) اسکا جوش و خروش سنیں گے اور (پھر) جب وہ اس (دوزخ) کی کسی تنگ جگہ میں ہاتھ

مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُّقَرَّنِيْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا ﴿۱۳﴾ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ

پاؤں جکڑ کر ڈال دیئے جاویں گے تو وہاں موت موت پکاریں گے ایک موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی

ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ

موتوں کو پکارو۔ آپ (انکو یہ مصیبت سنا کر) کہئے کہ (یہ بتلاؤ کہ) کیا یہ (مصیبت کی حالت) اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت (اچھی ہے)

الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّمَصِيْرًا ﴿١٥﴾ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ

جسکا خدا سے ڈرنے والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ان کے لئے (انکی اطاعت کا) صلہ ہے اور ان کا (آخری) ٹھکانا (اور) ان کو وہاں وہ سب چیزیں ملیں گی

خٰلِدِيْنَ ؕ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْئُوْلًا ﴿١٦﴾ وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ

جو کچھ وہ چاہیں گے (اور) وہ (اس میں) ہمیشہ رہیں گے (اے پیغمبر) یہ ایک وعدہ ہے جو آپ کے رب کے ذمہ ہے اور قابل درخواست ہے اور جس روز اللہ تعالیٰ ان (کافر)

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا

لوگوں کو اور جن کو وہ لوگ خدا کے سوا پوجتے تھے ان (سب) کو جمع کریگا پھر (ان معبودین سے) فرمائیگا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا۔

السَّبِيْلَ ﴿١٧﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ

یا یہ خود ہی راہ (حق) سے گمراہ ہو گئے تھے۔ وہ (معبودین) عرض کریں گے کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپکے سوا اور کارسازوں کو

مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿١٨﴾

تجویز کریں ولیکن آپ نے (تو) انکو اور ان کے بڑوں کو (خوب) آسودگی دی یہاں تک کہ وہ (آپ کی) یاد کو بھلا بیٹھے اور یہ لوگ خود ہی برباد ہوئے۔

دوزخ کی کیفیت اور اسکا مشاہدہ

اور جب وہ دوزخ ان کو پانچسو سال کی مسافت سے دیکھے گی تو یہ لوگ دور ہی سے اس کا جوش و خروش سنیں گے۔ یعنی وہ غصہ میں انسان کی طرح غضبناک ہوگی اور گدھے کی طرح چیخے گی

اور جب یہ لوگ اس دوزخ کی کسی تنگ جگہ میں شیاطین کے ساتھ ہاتھ پیر جکڑ کر ڈال دیئے جائیں تو اس تنگ جگہ میں یہ موت ہی موت پکاریں گے۔

حق تعالیٰ ان سے فرمائیگا کہ اپنی ان غیر متناہی مصیبتوں کی وجہ سے ایک موت کو نہ پکارو، بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو۔ اے محمد! صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں یعنی ابوجہل اور اسکے ساتھیوں سے فرمایئے کیا یہ مصیبت و موت اور یہ دوزخ کی حالت اچھی ہے یا وہ ہمیشہ رہنے کی جنت اچھی ہے جسکا کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے ماننے والوں کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ کی جنت انکے لئے صلہ ہے اور ان کا آخرت میں ٹھکانا ہے۔ ان کو جنت میں وہ سب چیزیں ملیں گی جو کچھ وہ چاہیں گے اور تمنا کرینگے اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے، نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہاں سے وہ نکالے جائیں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے جو آپکے رب کے ذمہ ہے اور جسکی ان حضرات نے درخواست کی ہے، اور حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے انکی درخواست پوری فرما دی ہے۔ اور قیامت کے دن جب حق تعالیٰ ان کافروں کو اور ان کے بتوں کو جمع کریگا تو انکے معبودین سے (بتوں فرشتوں وغیرہ) سے فرمائیگا، کیا تم نے ان کو میری اطاعت سے گمراہ کیا تھا اور اپنی اطاعت کا حکم دیا تھا، یا خود ہی انہوں نے راہ حق کو چھوڑ دیا۔ اور اپنی خواہشات کی وجہ سے تمہاری پرستش شروع کردی، تو انکے معبودین یعنی بت وغیرہ عرض کریں گے: معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم اس کے سوا اور کارسازوں کو تجویز کریں یعنی وہ معبود کہیں گے۔ کہ معاذ اللہ ہماری کیا مجال تھی کہ ہم آپکے سوا اوروں کی عبادت کریں تو پھر ہماری کیسے جرأت ہو سکتی تھی کہ ہم ان بدبختوں کو اپنی عبادت کا حکم دیتے، لیکن آپ نے ان کو اور ان سے قبل ان کے بڑوں کو حالت کفر میں بہت ڈھیل اور آسودگی دی، یہاں تک کہ یہ لوگ توحید اور آپ کی اطاعت ہی کو بھلا بیٹھے، تو یہ لوگ خود ہی تباہ اور برباد ہوئے:

فَقَدْ كَذَّبُوكُمْ بِمَا تَقُولُونَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ

(اس وقت اللہ تعالیٰ ان عابدین کو اظہار لاجواب کرنے کے لئے فرماویگا کہ) تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا

يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ﴿۱۹﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ

سو (اب) تم نہ تو خود (عذاب کو) ٹال سکتے ہو اور نہ (کسی دوسرے کی) طرف سے مدد دیئے جاسکتے ہو اور جو (جو) تم میں ظالم (یعنی مشرک) ہوگا ہم اس کو بڑا

إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۗ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ

عذاب چکھائیں گے اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تم

لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۚ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ﴿۲۰﴾ ع

(مجموعہ مکلفین) میں ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے کیا صبر کروگے (یعنی صبر کرنا چاہیئے) اور آپ کا رب خوب دیکھ رہا ہے۔

ع ۱۱/۲ ۱۷

حق تعالیٰ کا بتوں کے پجاریوں سے ارشاد

اس وقت حق تعالیٰ ان غیر اللہ کے پجاریوں سے فرمائے گا، سو تمہارے ان معبودوں نے تو تم کو تمہاری سب باتوں میں جھوٹا ٹھہرا دیا سو تم اب ان فرشتوں یا بتوں کی گواہی کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو، یا یہ کہ اس دوزخ کے عذاب کو اپنے سے نہ تو خود ٹال سکتے ہو اور نہ کسی دوسرے کی طرف سے مدد دیئے جاسکتے ہو اور اے گروہ مسلمین جو جو تم میں سے کفر کرے گا، یا یہ کہ اے گروہ کفار جو جو تم میں سے کفر پر جارہا ہے گا تو ہم اس کو دوزخ میں بڑا عذاب چکھائیں گے اب حق تعالیٰ کفار کی اس بات کا جواب دیتا ہے کہ اس رسول کو کیا ہوا کھانا کھاتا ہے الخ چنانچہ فرماتا ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے ایک کو دوسرے کے لئے آزمائش بنایا ہے یعنی عربی کو غیر عربی اور غنی کو فقیر اور شریف کو رذیل کے ذریعہ آزماتے ہیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ابو جہل اور اسکے ساتھیوں نے کہا کیا تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ صبر کروگے تاکہ تم دین الٰہی اور حکم خداوندی کی اطاعت میں اس جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ان حضرات کے ساتھ نشست و برخاست کرنے لگو باقی آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ یہ اس چیز پر صبر نہیں کرینگے یا آیت کریمہ کا یہ مطلب ہے کہ اے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کفار کی تکالیف پر صبر کروگے تاکہ حق تعالیٰ تم کو وہ پورا پورا بدلہ دے جو صابرین کو ملتا ہے۔ اور آپ کا پروردگار خوب دیکھ رہا ہے کہ ان کفار میں سے کون ایمان لاتا ہے اور کون ایمان نہیں لاتا ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

اور واحدی نے جویبر کے طریق سے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ جس وقت مشرکین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو روزی کی تلاش پر طعنہ دیا اور بولے کہ اس رسول کو کیا ہوا کہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا بھی ہے۔ تو یہ بات سنکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو افسوس ہوا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وما ارسلنا قبلک الخ یعنی ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے، سب کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے بھی تھے، اور ابن جریر رح نے بواسطہ سعید رض یا عکرمہ رض، حضرت ابن عباس رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے ؛

الحمد للہ تفسیر ابن عباس کا پارہ قد افلح ۱۸ ختم ہوا — !

ناشر۔ ادارہ درس قرآن۔ دیوبند۔ (یو۔پی)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ "اے اللہ ابن عباس رض کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما"

صحیح بخاری شریف

تفسیر ابن عباس رض

کامل اردو

پارہ وقال الذین (۱۹)

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رض کی مشہور و مقبول تفسیر "تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس رض" کا سلیس و شگفتہ ترجمہ مع لباب النقول فی اسباب النزول

از علامہ جلال الدین سیوطی رح (م سنہ ۹۱۱ھ)

ترجمہ قرآن
حکیم الامت
حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ترجمہ تفسیر
مولانا
عابد الرحمان صدیقی

ناشر

ادارہ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

(مبشر فاروقی)

۷۸۶

ادارہ درسِ قرآن
کا
پانچواں
سہ ماہی تفسیری پروگرام

تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباسؓ
جامع
مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول
از۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات :۔ مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

اشاعت ماہ دسمبر ۱۹۸۷ء ۔ پارہ (۱۹)

ھدیہ فی پارہ ---- چار روپے ۴/-

ممبران کیلئے محصول ڈاک ---- بذمہ ادارہ

ناشر (ظفاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند (یوپی)

(مطبوعہ محبوب پریس دیوبند)

رشتہ فاروقی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ

پارہ نمبر ۱۹

ناشر ادارہ درس قرآن۔ دیوبند (یو۔پی)

حضرت عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا کے صاحبزادے تھے. ان کی والدہ ام المومنین حضرت میمونہ کی بہن لبابہ بنت الحارث تھیں، یہ ہجرت سے تین سال قبل پیدا ہوئے اس اعتبار سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ ۱۳ سال کے تھے۔ بعض حضرات نے ۱۵ سال عمر بھی بتائی ہے، حضرت ابن عباسؓ اس امت کے چیدہ افراد سے تھے اور بڑے عالم تھے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے حکمت، فقہ اور تاویل کی دعا فرمائی تھی۔ ان کو دو مرتبہ حضرت جبریلؑ کی بھی زیارت نصیب ہوئی۔

ان کے شاگرد مسروق کہتے ہیں کہ میں جب ان کو دیکھتا تو کہتا یہ لوگوں میں سب سے خوب صورت ہیں، جب وہ گفتگو فرماتے تو کہتا سب سے زیادہ فصیح ہیں جب حدیث بیان فرماتے تو کہتا یہ سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

اور حضرت عمر بن الخطاب ان کو اپنے سے قریب رکھتے اور دوسرے صحابہ کے ساتھ ان سے بھی مشورہ لیا کرتے تھے آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔

حضرت ابن الزبیر کی ولایت میں بمقام طائف ۶۸ھ میں وفات پائی۔ انتقال کے وقت عمر شریف ۷۱ سال کی تھی۔

ان سے روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جن میں طبقہ صحابہ و تابعین ہر دو طبقے کے لوگ شامل ہیں۔

حلیہ اور رنگ کے اعتبار سے گورے چٹے اور لمبے تھے رنگ کچھ زردی مائل تھا، بھاری بدن کے تھے مگر خوبصورت معلوم ہوتے تھے، چہرہ بہت چمکتا ہوا تھا، بال ذرا بڑے تھے جنہیں مہندی سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

(الاکمال مع مشکوٰۃ المصابیح ص۶۰۴)

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ

اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (بوجہ اس کے کہ اسکے منکر ہیں) وہ یوں کہتے ہیں کہ

عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ۭ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ

ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں

عُتُوًّا كَبِيْرًا ﴿۲۱﴾ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ

اور یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں (یعنی کافروں)

لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۲۲﴾ وَقَدِمْنَآ اِلٰى

کے لئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے کہ پناہ ہے پناہ۔ ہم اسی روز ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک)

مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ﴿۲۳﴾

کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کر چکے تھے متوجہ ہونگے سو ان کو ایسا بیکار کر دیں گے جیسے پریشان غبار۔

پریشان غبار کی مانند

ابو جہل اور اس کے ساتھی جو بعث بعد الموت کا اندیشہ نہیں کرتے۔ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں بھیجے جاتے جو ہم سے آ کر کہیں کہ آپ کو حق تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں، اور اس سے خود آپ کے بارے میں دریافت کر لیں، یہ لوگ ایمان سے تکبر کر رہے ہیں، اور اپنے دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں کہ رؤیت خداوندی کی درخواست کرتے ہیں، اور ایمان سے بہت زیادہ تکبر کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ بہت ہی دلیری اور بدتمیزی پر اتر رہے ہیں کہ نزول ملائکہ کے خواہاں بنے بیٹھے ہیں۔

جس روز یہ لوگ مرنے کے وقت فرشتوں کو دیکھیں گے اور وہ قیامت کا دن ہے تو فرشتے ان سے کہیں گے آج مشرکین کو خوشی کی بات یعنی جنت نصیب نہ ہوگی، اور عذاب کے فرشتوں کو دیکھ کر کفار کہیں گے پناہ ہے پناہ، یا یہ مطلب ہے کہ فرشتے ان کافروں سے کہیں گے کہ کفار کے لئے قطعی طور پر جنت کی بشارت بھی حرام کر دی گئی۔ اور ہم اس روز ان کے ان نیک کاموں کی طرف جو کہ وہ دنیا میں کر چکے تھے، متوجہ ہونگے تو آخرت میں ان کو ایسا بیکار کر دیں گے جیسا کہ جانوروں کے قدموں سے دھول اُڑتی ہے۔ یا یہ کہ ایسا کر دینگے جیسا کہ کسی کمرہ میں سوراخ میں سے دھوپ کی روشنی جاتی ہے اور اس روشنی میں غبار کی سی ایک لکیر نظر آتی ہے

پر اس کو کوئی ہاتھ میں نہیں لے سکتا، اسی طرح ان کے اعمال کو نیست و نابود کر دیں گے۔

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّأَحْسَنُ مَقِيلًا ﴿۲۴﴾

(البتہ) اہل جنت اس روز قیام گاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيلًا ﴿۲۵﴾

اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جاویں گے

اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ ۚ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

(اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت) رحمٰن (ہی) کی ہوگی اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت

عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي

دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھاویگا۔

اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ أَتَّخِذْ

(اور) کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا۔ ہائے میری شامت (کہ ایسا

فُلَانًا خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ أَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَآءَنِيْ ۗ

نہ کیا اور) اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا۔ اُس (کمبخت) نے مجھ کو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا۔

وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْإِنْسَانِ خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

(اور بہکا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے ہی دیتا ہے۔

شیطان کا کام

البتہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرامؓ قیامت کے دن ابوجہل وغیرہ سے قیام گاہ میں بھی اچھے ہونگے اور آرام گاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے۔ اور نزولِ خداوندی کے لئے جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا۔ اور فرشتے زمین پر ترتیب وار اُتارے جائیں گے۔ اس روز حقیقی حکومت اور عادلانہ فیصلہ حضرت رحمان ہی کا ہوگا۔

اور وہ دن کفار پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور جس روز عقبہ بن ابی معیط کافر غایت حسرت میں اپنے ہاتھ چبالے گا اور کہے گا کیا اچھا ہوتا کہ میں رسول ؐ کے ساتھ دین کی راہ پر لگ لیتا۔ ہائے میری شامت کیا اچھا ہوتا کہ میں دین کے بارے میں ابی بن خلف کو دوست نہ بناتا۔ اس کم بخت نے جبکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم توحید کا پیغام لے آئے تھے مجھ کو توحید اور اطاعت خداوندی سے بہکا دیا۔ اور شیطان تو انسان کو عین امداد کے وقت امداد دینے سے جواب دیکر رسوا کر ہی دیتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول اور ابن جریر رحہ نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ ابی بن خلف رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ تو اس کو عقبہ بن ابی معیط ڈانٹا کرتا تھا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ویوم یعض سے خذولا تک یعنی جس روز یہ کافر حسرت میں اپنے ہاتھ چبالے گا الخ نیز اسی طرح شعبی رحہ اور مقسم رحہ سے روایت نقل کی ہے ؛؛

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ﴿۳۰﴾

اور (اس دن) رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو (جوکہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

کر رکھا تھا اور ہم اسی طرح (یعنی جس طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے

هَادِيًا وَّنَصِيْرًا ﴿۳۱﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ

رہے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپکا رب کافی ہے۔ اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان (پیغمبر) پر قرآن دفعۃً

جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ﴿۳۲﴾

واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا اس طرح (تدریجاً) اس لئے (ہم نے نازل کیا) ہے تاکہ ہم اسکے ذریعہ سے آپکے دل کو قوی رکھیں

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾ ۭ اَلَّذِيْنَ

اور (اسلئے) ہم نے اس کو بہت ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپکے سامنے پیش کر دیا مگر ہم (اس کا) ٹھیک جواب

يُحْشَرُوْنَ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اِلٰى جَهَنَّمَ ۙ اُولٰۗىِٕكَ شَرٌّ مَّكَانًا

اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپ کو عنایت کر دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے موہوں کے بل جہنم کی طرف لیجائے جاویں گے یہ لوگ۔

عند المتقدمین ع ۴

وَّ اَضَلُّ سَبِيْلًا (۳۴) ع

جگہ میں بھی بدتر ہیں اور طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہیں

حق و ہدایت کی راہ سے بھٹکنے اور نہ پانیوالے

اس روز رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے اے میرے پروردگار اس قوم نے اس قرآن کریم کو جو واجب العمل اور واجب الاعتقاد تھا، بالکل نظر انداز کر رکھا تھا کہ اس کی طرف التفات ہی نہیں کرتے تھے اس پر عمل تو درکنار، اور ہم اسی طرح جیسا کہ ابوجہل آپ کا دشمن ہے۔ مشرک لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں کہ آپ سے قبل انبیاء کرام ؑ کی انکی قوم دشمن رہی ہے اور آپ کا رب آپکی حفاظت کرنے کو اور آپ کے دشمن کے مقابلہ میں آپ کی مدد کرنے کو کافی ہے۔

اور ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ جیسا کہ توریت موسیٰ ؑ پر اور زبور داؤد ؑ پر اور انجیل عیسیٰ ؑ پر دفعۃً واحدہ نازل کی گئی ہے۔ اسی طرح یہ قرآن کریم دفعۃً واحدہ کیوں نازل نہیں کیا گیا۔ اسی طرح بذریعہ جبریل امین تدریجاً اس لئے نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم آپ کے دل کو قوی رکھیں، اور آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیں۔ اور اسی لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک آیت کر کے نازل کیا ہے اور اوامر و نواہی اس میں صاف طور پر بیان کئے ہیں۔ اور یہ لوگ آپ کے سامنے کیسا بھی عجیب سوال پیش کریں، مگر ہم اس کا ٹھیک اور قوی اور وضاحت میں بھی بڑھا ہوا جواب آپ کو عنایت کر دیتے ہیں (تاکہ آپ اس سوال کو دفع کریں)۔ یہ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہ لوگ ہیں جو قیامت کے دن اپنے منہوں کے بل دوزخ میں ڈالے جائیں گے، یہ لوگ آخرت میں جگہ کے اعتبار سے اور دنیا میں عمل کے اعتبار سے بھی بدتر اور حق و ہدایت کے راستہ سے گمراہ ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ک۔ ابن ابی حاتم رح اور حاکم رح نے تصحیح کے ساتھ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین بولے اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے دعوے کے مطابق نبی ہیں تو ان کا پروردگار ان کو عذاب نہیں دیگا، باقی قرآن کریم ان پر جملۃً واحدہ کیوں نازل نہیں ہوتا۔ ایک ایک اور دو دو آیتیں کر کے کیوں نازل ہوتا ہے، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وقال الذین الخ۔ یعنی کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر یہ قرآن دفعۃً کیوں نازل نہیں کیا گیا ؛

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗٓ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا (۳۵) ج صلے

اور بہ تحقیق ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب (یعنی توریت) دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ انکے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو ان کا معین بنایا تھا۔

فَقُلْنَا اذْهَبَآ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ

پھر ہم نے (دونوں کو) حکم دیا کہ دونوں آدمی ان لوگوں کے پاس جاؤ جنہوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہم نے

تَدْمِيْرًا ؕ ۝۳۶ وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ

انکو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کردیا۔ اور قوم نوحؑ کو بھی ہلاک کر چکے ہیں جب انہوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے انکو

وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا

(طوفان سے) غرق کردیا۔ اور ہم نے اُن کے واقعہ کو لوگوں (کی عبرت) کے لئے ایک نشان بنادیا۔

اَلِيْمًا ۝۳۷ ج علے وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَقُرُوْنًا بَيْنَ

اور آخرت میں) ہم نے ان ظالموں کے لئے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور انکے بیچ بیچ میں بہت سی

ذٰلِكَ كَثِيْرًا ۝۳۸ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ز وَكُلًّا تَبَّرْنَا

امتوں کو ہلاک کردیا۔ اور ہم نے (امم مذکورہ میں سے) ہر ایک (کی ہدایت) کے واسطے عجیب عجیب (یعنی موثر اور بلیغ) مضامین

تَتْبِيْرًا ۝۳۹ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ

بیان کئے اور (جب نہ مانا تو) ہم نے سب کو بالکل برباد ہی کردیا اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو کر گزرے ہیں جس پر بری طرح

اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ج بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ۝۴۰ وَاِذَا

پتھر برسائے گئے (مراد قریہ قوم لوط کا ہے) سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے

رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِيْ بَعَثَ اللّٰهُ

(یعنی آخرت کے منکر ہیں) اور جب یہ لوگ آپکو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کیا یہی ہیں جن کو خدا نے

رَسُوْلًا ۝۴۱

رسول بناکر بھیجا ہے

مشرکین کا انبیاء کے ساتھ استہزاء

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی اور ہم نے ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام کو معین بنایا تھا۔ پھر ہم نے ان دونوں کو حکم دیا کہ فرعون اور اسکی قبطی قوم کے پاس جاؤ، جنہوں نے ہماری نو دلیلوں کو جھٹلایا ہے مگر ان کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ لوگ ایمان نہیں لائے، نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے ان سب کو غرق کر کے بالکل ہی نیست و نابود کر دیا۔ اور قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے۔ جب انہوں نے حضرت نوح اور پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو طوفان سے غرق کر دیا۔ اور ہم نے ان کے واقعہ کو لوگوں کی عبرت کے واسطے ایک نشان بنا دیا، تاکہ بعد میں آنے والے انکی پیروی نہ کریں، اور ہم نے ان مشرکین بالخصوص مشرکین مکہ کے لئے دوزخ میں دردناک سزا تیار کر رکھی ہے۔

اور ہم نے قوم ہود قوم صالح اور قوم شعیب اور انکے درمیان اور بہت سی امتوں کو ہلاک کیا ہے اور ان سابقہ قوموں میں سے ہم نے ہر ایک قوم کو عذاب سے ڈرایا، مگر اس کے باوجود وہ نہ مانے تو ہم نے ان سب کو یکے بعد دیگرے بالکل ہی برباد کر دیا۔

اور یہ کفار مکہ اپنی آمد و رفت میں حضرت لوط علیہ السلام کی بستی پر ہو کر گذرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے تو اس بستی اور وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ کیا کیا گیا؟ کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے کہ پھر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے کہ آپ کی تکذیب نہ کریں۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے۔ اور جب کفار مکہ آپ کو دیکھتے ہیں تو آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں۔ اور بطور استہزار کے کہتے ہیں کیا یہی بزرگ ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ

اس شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے اور (مرنے کے بعد)

يَعْلَمُونَ حِينَ يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿٤٢﴾ أَرَأَيْتَ

جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاویگا جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔ اے پیغمبر

مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ۚ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ﴿٤٣﴾

آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں۔

أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ

یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ﴿۴۴﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ

(کہ وہ بات کو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں) بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ (اے مخاطب) کیا تو نے اپنے پروردگار (کی اس قدرت) پر

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ﴿۴۵﴾

منظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیونکر (دور تک) پھیلایا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا پھر ہم نے

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ﴿۴۶﴾

آفتاب کو اس (سایہ کی درازی اور کوتاہی) پر علامت مقرر کیا پھر ہم نے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا۔

عنقریب کئے کا پھل سامنے آئے گا } (اس کی کوشش تو اس غضب کی ہے) کہ اس نے ہم کو ہمارے معبودوں کی عبادت سے ہٹا ہی دیا ہوتا، اگر ہم انکی عبادت پر مضبوطی کے ساتھ قائم نہ رہتے، حق تعالیٰ بطور وعید کے فرماتا ہے کہ ان کو جلدی ہی معلوم ہو جائے گا۔ جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص دین و حجت کے اعتبار سے گمراہ تھا۔

اے پیغمبر آپ نے اس شخص یعنی نضر بن حارث اور اس کے ساتھیوں کی حالت بھی دیکھی جنہوں نے پرستش کے لئے اپنا خدا اپنی خواہشات نفسانی کو بنا رکھا ہے۔ تو کیا آپ اسکی اس فساد سے نکالنے میں نگرانی کر سکتے ہیں، اس آیت کو آیت جہاد نے منسوخ کر دیا۔ یا یہ کہ آپ اس کی عذاب سے نگرانی کر سکتے ہیں۔ یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں سے اکثر حق بات کو سنتے ہیں یا یہ کہ جسوقت وہ حق بات کو سنتے ہیں تو اس کو سمجھتے ہیں؟ ان کا سننا اور پھر سمجھنا تو کجا یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں کہ جن کو کھانے پینے کے علاوہ کسی قسم کی سمجھ بوجھ نہیں، بلکہ یہ تو دین و حجت میں ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں۔ کیونکہ چوپائے تو اس راہ دین کے مکلف ہی نہیں اے مخاطب کیا تو نے اپنے پروردگار کی اس قدرت و صنعت پر نظر نہیں کی کہ وہ صبح صادق کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشرق سے مغرب تک کس طرح سایہ کو پھیلاتا ہے، اور اگر وہ چاہتا تو اس سایہ کو ہمیشہ ایک حالت پر ٹھہرا ہوا رکھتا کہ آفتاب کی بلندی کا بھی اس پر کچھ اثر نہ پڑتا۔ پھر ہم نے آفتاب کو اس سایہ کی درازی و کوتاہی پر ایک ظاہری علامت متعین کر دیا، کہ جہاں بھی سورج ہوتا ہے۔ سایہ فوراً اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر ہم نے اس سایہ کو آہستہ آہستہ اپنی طرف سمیٹ لیا ؛

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِبَاسًا وَّالنَّوْمَ سُبَاتًا وَّجَعَلَ

اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیئے رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو

النَّهَارَ نُشُوْرًا ﴿۴۷﴾ وَهُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ

زندہ ہونے کا وقت بنایا اور وہ ایسا ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی

رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا ﴿۴۸﴾ لِّنُحْیِ

امید دلا کر دل کو) خوش کر دیتی ہے اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے تاکہ

بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّنُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِیَّ

اسکے ذریعہ سے مُردہ زمین میں جان ڈال دیں اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چار پایوں اور بہت سے

كَثِیْرًا ﴿۴۹﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَیْنَهُمْ لِیَذَّكَّرُوْا ۖ فَاَبٰۤی

آدمیوں کو سیراب کر دیں۔ اور ہم اس (پانی) کو (بقدر مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ

اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ﴿۵۰﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ

غور کریں سو چاہیئے تھا کہ غور کر کے اس کا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بے ناشکری کیئے نہ رہے اور اگر ہم چاہتے تو

قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا ﴿۵۱﴾ ۖ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَجَاهِدْهُمْ

(آپکے علاوہ اسی زمین میں) ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے سو (اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں کی خوشی کا کام

بِهٖ جِهَادًا كَبِیْرًا ﴿۵۲﴾ وَهُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ

نہ کیجیئے اور قرآن سے ان کا زور شور سے مقابلہ کیجیئے (آگے پھر عود ہے دلائل توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جس نے دریاؤں کو

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَیْنَهُمَا

صورۃً ملایا جن میں ایک (کا پانی) تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے اور انکے درمیان میں

بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا ﴿۵۳﴾

(اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک مانع قوی رکھدیا۔

اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں

اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے رات کو تمہارے لئے پردہ کی چیز بنائی کہ اس میں ہر ایک چیز پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ اور نیند کو تمہارے جسموں کے لئے راحت کی چیز بنایا۔ اور دن کو تمہاری معاش و روزی تلاش کرنے کا وقت بنایا۔ اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے خوش کر دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کر دینے کی چیز ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ و بنجر زمین میں جان ڈال دیں۔ اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور بہت سے انسانوں کو سیراب کریں۔ اور ہم اس پانی کو بقدر مصلحت سال بہ سال تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ اس کے ذریعہ سے نصیحت حاصل کریں۔ لیکن اکثر لوگوں نے اس انعام خداوندی کو قبول نہیں کیا اور حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے ساتھ کفر کئے بغیر نہ رہے۔

اور اگر ہم چاہتے تو ہر ایک بستی والوں میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے (اور تنہا آپ پر تمام کام نہ ڈالتے) مگر ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے تاکہ ہر قسم کا ثواب اور ہر قسم کی فضیلتیں آپکو حاصل ہوں۔ تو آپ ابوجہل اور اسکے ساتھیوں کی خوشی کا کام نہ کیجئے اور ان سے قرآن کریم اور بذریعہ تلوار زور شور کا مقابلہ کیجئے۔

اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو (صورۃً) ملایا جن میں ایک تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے۔ اور باوجود اس کے ان دونوں یعنی شیریں اور تلخ کے درمیان ایک حجاب اور ایک دوسرے کے پانی کے اختلاط سے ایک مانع قوی رکھدیا۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ

اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴿۵۴﴾ وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔ اور (باوجود اسکے) یہ (مشرک) لوگ (ایسے) خدا کو چھوڑ کر

مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ ؕ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلٰی رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ﴿۵۵﴾

ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ان کو کچھ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ انکو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے رب کا مخالف ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۵۶﴾ قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ

اور ہم نے آپ کو صرف اس لئے بھیجا ہے کہ (ایمان والوں کو جنت کی) خوشخبری سنائیں اور (کافروں کو دوزخ سے) ڈرائیں

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿۵۷﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتا ہاں جو شخص یوں چاہے کہ اپنے رب تک (پہنچنے کا) راستہ

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ۭ وَكَفٰى

اختیار کرلے۔ اور اس حی لایموت پر توکل رکھیئے اور (اطمینان کے ساتھ) اس کی تسبیح وتحمید میں لگے رہیئے

بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۸﴾ ۚ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور وہ (خدا) اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی (طور پر) خبردار ہے۔ وہ ایسا ہے جس نے آسمان و زمین اور

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ

جو کچھ ان کے درمیان میں ہے سب چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِيْرًا ﴿۵۹﴾

پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا وہ بڑا مہربان ہے سو اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھنا چاہیئے۔

مرد و عورت کی تخلیق

اور وہ ایسا ہے کہ جس نے مرد و عورت کے نطفہ سے انسانوں کو پیدا کیا اور پھر اسے خاندان والا یعنی ایسے رشتہ داروں والا بنایا جن سے نکاح نہیں کر سکتا۔ اور سسرال والا بنایا کہ جن میں شادی بیاہ کر سکتا ہے۔ اور مخلوق میں حلال و حرام رشتے پیدا کئے تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اور یہ کفار مکہ حق تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت میں انکی یہ عبادت اور اطاعت ان لوگوں کو کوئی نفع نہیں پہنچا سکتی۔ اور نہ ان معبودان باطل کی نافرمانی اور ترک عبادت ان لوگوں کے لئے کوئی نقصان دہ ہے۔ اور ابوجہل تو اپنے رب کا مخالف ہی ہے۔ یا یہ کہ کافروں کی مدد کر کے اپنے پروردگار کی کفر کے ساتھ مخالفت کرتا ہے۔ اور اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو! والا مکہ والوں کی طرف جنت کی خوشخبری سنانے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجیے کہ میں تبلیغ

مع عند المتقدمین

توحید و قرآن پر تم سے کسی قسم کا کوئی مالی معاوضہ نہیں مانگتا البتہ جو چاہے وہ ایمان کا راستہ اختیار کرے یا یہ کہ جو چاہے وہ توحید کا قائل ہو جائے، اور اس کے ذریعہ سے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور وہاں پہنچکر اس ایمان و توحید پر ثواب حاصل کرے۔ اور آپ اس حی لا یموت پر توکل رکھیے۔ اور ایسے زندوں پر بھروسہ نہ کیجیے جن کو موت آجاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت خدیجہ رضوا اور ابو طالب اور نہ مردوں پر جن میں کسی قسم کی کوئی حرکت نہیں، اور اس کے حکم سے نماز پڑھتے رہیے۔ اور خدا اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔ اور وہ ایسا ہے کہ جس نے تمام مخلوقات اور تمام عجائبات کو چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا، یعنی دنیا کے اول دنوں میں کہ ہر ایک دن کی مقدار ہمارے حساب سے سال بھر کے برابر تھی، اتوار سے شروع فرما کر جمعہ کو پورا کیا۔ پھر حضرت رحمان تخت شاہی پر قائم ہوا۔ سو اس کی شان کسی باخدا آدمی سے پوچھنی چاہیئے، یا یہ کہ حق تعالیٰ کی شان اہل علم سے دریافت کرو۔ وہ تم کو بتلا دیں گے:۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ق

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو (جو جہل و عناد کے) کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے

اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿۶۰﴾ ع تَبٰرَكَ الَّذِيْ

کیا ہم اس کو سجدہ کرنے لگیں جس کو تم سجدہ کرنے کے لئے ہم کو کہو گے اور اس سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے

جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ﴿۶۱﴾

وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس (آسمان) میں ایک چراغ (یعنی آفتاب) اور

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ

نورانی چاند بنایا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے (اور یہ سب کچھ جو

يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ﴿۶۲﴾ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ

دلائل و نعم مذکور ہوئے) اس شخص کے (سمجھنے کے لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے اور (حضرت) رحمان کے (خاص) بندے

عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ﴿۶۳﴾

وہ ہیں جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی بات چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ﴿۶۴﴾ وَالَّذِيْنَ

اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام (نماز) میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا

دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیئے۔ کیونکہ اس کا عذاب پوری

كَانَ غَرَامًا ﴿۶۵﴾ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۶۶﴾

تباہی ہے بے شک وہ جہنم بُرا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے (یہ تو ان کی حالت طاعات بدنیہ میں ہے)

تجاہل عارفانہ اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو اور توحید خداوندی کے قائل رہو۔ اس کے سامنے سربسجود ہو جاؤ، تو کہتے ہیں کہ رحمان کیا چیز ہے۔ ہم تو مسیلمہ کذاب کے علاوہ اور کسی کو نہیں جانتے۔ کیا ہم اس بے سند چیز کو سجدہ کرنے لگیں گے۔ اور حضرت رحمان یا قرآن کریم کے تذکرہ سے یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے ان کو اور زیادہ نفرت ہوتی ہے اور ایمان سے دور بھاگتے جاتے ہیں۔

وہ ذات بہت عالیشان برکتوں والی ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے یا یہ کہ برج بنائے اور اس میں ایک روشن آفتاب جو انسانوں کے لئے دن کو روشن کر دیتا ہے اور ایک نورانی چاند جو بنی آدم کیلئے رات کو چمکدار بنا دیتا ہے بنایا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے۔ اس شخص کے لئے جو ان کی آمد و رفت سے نصیحت حاصل کرنا چاہے، اور شکر خداوندی میں خوب نیک عمل کرنا چاہے۔ کہ رات کی عبادت دن میں کرنے کے لئے نہ چھوڑے، اور دن کی عبادت کو ٹال کر رات پر نہ ڈالے۔ اور حضرت رحمان کے خاص بندے وہ ہیں جو خوفِ خداوندی سے زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب ان سے کفار و فساق جہالت کی بات چیت کرتے ہیں تو وہ نرمی کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ اور رفع شر کی بات کہتے ہیں۔ اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے تہجد کی نماز میں لگے رہتے ہیں۔ اور جو دعائیں مانگتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کا عذاب دور کیجئے۔ کیونکہ اس کا عذاب لازم ہونے والا اور پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ بُرا ٹھکانا اور بُرا مقام ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴿۶۷﴾

اور طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ) وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ

اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو

النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ج

اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے۔

مومنین کا صالح طریقہ

اور طاعات مالیہ میں ان کا یہ طریقہ ہے کہ جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو معصیت خداوندی میں قطعاً خرچ نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں کہ حق اور اطاعات ضروریہ میں بھی خرچ کی کوتاہی کریں، اور ان کا خرچ اس اسراف اور اس قسم کی کمی کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور کسی معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے اور نہ اس کے قتل کو حلال سمجھتے ہیں مگر حق پر یعنی قتل کرنے کا کوئی سبب ہو جائے جیسا کہ رجم، قصاص، ارتداد وغیرہ، اور وہ زنا نہیں کرتے اور نہ زنا کو حلال سمجھتے ہیں ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

امام بخاری رحمہ و مسلم رحمہ نے حضرت ابن مسعود رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ کونسا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم حق تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ درانحالیکہ اس نے تم کو پیدا کیا ہے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا اپنے لڑکے کو اس ڈر سے قتل کردو کہ وہ کہیں تمہارے ساتھ نہ کھائے، میں نے عرض کیا پھر کونسا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے لئے یہ آیتیں نازل فرمادیں والذین لایدعون مع اللہ تا ولا یزنون الخ۔ یعنی جو کہ حق تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے الخ ؛

نیز بخاری و مسلم رحہ ہی نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے، کہ مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے قتل بھی بہت کئے تھے۔ اور زنا بھی بکثرت کئے تھے۔ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس چیز کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے کہ کاش آپ ہمیں یہ بتلادیں کہ اس چیز کو قبول کر لینا، کیا ہمارے سابقہ گناہوں کا کفارہ ہو جائیگا ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین لایدعون سے غفوراً رحیما الخ۔ تک نیز یہ بھی آیت نازل ہوئی۔ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لاتقنطوا من رحمۃ اللہ الخ۔

اور امام بخاری رحہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ جب سورۂ فرقان کی یہ آیت والذین لا یدعون الخ نازل ہوئی۔ تو مشرکین مکہ نے کہا ہم نے تو بہت سے ناحق خون کئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ کے علاوہ بہت سے

معبودوں کی پرستش کی ہے۔ اور فواحش کا ارتکاب کیا ہے۔ اس پر اِلَّا مَنْ تَابَ الخ سے آیت کا یہ حصہ نازل ہوا،
یعنی مگر جو توبہ کرلے اور ایمان لے آوے الخ:

وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ

اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اسکو سابقہ پڑے گا۔ کہ قیامت کے روز اسکا عذاب بڑھتا چلا جائے گا

الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا

اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہوکر رہے گا مگر جو (شرک ومعاصی سے) توبہ کرلے اور ایمان (بھی)

صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ

غفور رحیم ہے۔ اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو وہ

اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا

(بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ وہ) اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور وہ بیہودہ باتوں میں

مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا

شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہوکر گذریں تو سنجیدگی کے ساتھ گذر جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جسوقت

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ

ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کے ذریعہ نصیحت کی جاتی ہے تو ان (احکام) پر بہرے اندھے ہوکر نہیں گرتے۔ اور ایسے ہیں کہ دعا

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ

کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت)
عطا فرما۔

وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

اور ہم کو متقیوں کا افسر بنا دے۔

مؤمنین صالحین کی دُعاء

اور جو اس کو حلال سمجھے یعنی کافر تو اس کو دوزخ کی وادی یا گرمؔ سے ہمیشہ کے لئے سابقہ پڑے گا۔ اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔ مگر جو شرک و معاصی سے توبہ کرے اور ایمان لے آئے، اور ایمان لانے کے بعد نیک کام کرتا رہے تو حق تعؔ ایسے لوگوں کے کفر کو ایمان کی برکت سے اور معاصی کو اطاعت کی برکت سے اور غیر اللہ کی جو عبادت کی تھی۔ اس کو عبادت خداوندی کی برکت سے اور برائیوں کو نیکیوں کی برکت سے معاف فرماوے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو توبہ پر مرے اس پر رحمت فرمانے والا ہے۔ اور جو شخص گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے، تو وہ حق تعالیٰ کے حضور میں پختہ توبہ کرنے والا ہوگا، اور اس توبہ کا ثواب وہ حق تعؔ کے دربار میں پائے گا۔

اور حضرت رحمان کے خصوصی بندوں میں یہ بات ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کی مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور اگر اتفاقی طور پر ایسی مجالس پر سے گذرنا پڑجائے تو وہ سنجیدگی و متانت کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔ اور وہ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ احکام خداوندی پر بہرے ہو کر کہ اس کو سنیں ہی نہیں، اور اندھے ہو کر کہ اس کو دیکھیں ہی نہیں نہیں گرتے، بلکہ اُن کو سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور وہ حضرات ایسے ہیں جو یہ دُعائیں کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد کو نیکوکار بنا، تاکہ ان کو دیکھ کر ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم کو ایسا نیکوکار بنا تاکہ ہماری اقتداء کی جائے۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً

ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ انکے (دین و طاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو (بہشت) میں

وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾

(فرشتوں کی جانب سے) بقار کی دعا اور سلام ملیگا (اور) اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ

آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہدیجئے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کریگا اگر تم عبادت نہ کروگے سو تم تو (احکام الٰہیہ کو

لِزَامًا ﴿۷۷﴾

جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لیے) وبال (جان) ہوگا۔

ع ۶
ع ۱۷
۱۸

جنت کی نعمتوں کے صحیح حقدار

ان او صاف والوں کو جنت میں بلند درجات ملیں گے بوجہ اسکے کہ وہ اطاعت خداوندی فقر اور تکالیف پر ثابت قدم رہے۔

اور وہ حضرات جس وقت جنت میں داخل ہونگے تو فرشتے ان کو منجانب اللہ بقاء اور سلام کی دعائیں دینگے اور وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ نہ وہاں موت آئے گی۔ اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار تمہارے جسموں اور صورتوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں کریگا۔ اگر تم اس کی عبادت نہیں کروگے جبکہ اس نے تم کو توحید و عبادت کا حکم دیا ہے تو تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ چیز تمہارے لئے وبال جان ہو کر رہے گی۔ چنانچہ غزوہ بدر میں ضرب قتل اور قید کا عذاب نازل ہوا۔ یعنی تم نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی، تو یہ عذاب تم پر لازم ہو کر رہے گا۔ یہ منجانب اللہ وعید ہے ؛

آیاتہا ۲۲۷ —— (۲۶) سُورَةُ الشُّعَرَاءِ مَكِّيَّةٌ (۴۷) —— رکوعاتہا ۱۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

طٰسٓمٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ

طسم ۔ یہ (مضامین جو آپ پر نازل ہوتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں شاید آپ

نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ

ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان دیدیں گے اگر ہم (انکو مومن کرنا) چاہیں تو ان پر آسمان سے

مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④

ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جاویں اور (انکی حالت یہ ہے کہ)

وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا

انکے پاس کوئی تازہ فہمائش (حضرت) رحمٰن کی طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ کرتے ہوں

المنزل الخامس

عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا

سو (اس بے رخی کی یہاں تک نوبت پہنچی کر) انہوں نے (دین حق کو) جھوٹا بتلا دیا سو عنقریب ان کو اس بات کی حقیقت

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑥ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا

معلوم ہو جاوے گی جسکے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں کسقدر

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑦ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ

عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اُگائی ہیں اس میں (توحید کی) ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر

اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ⑧ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ⑨ ع

لوگ ایمان نہیں لاتے اور بلاشبہ آپ کا رب غالب ہے رحیم ہے۔

وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰٓى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ⑩ قَوْمَ

اور (ان لوگوں سے اسوقت کا قصہ ذکر کیجئے) جب آپکے رب نے موسیٰؑ کو پکارا اور حکم دیا کہ تم ان ظالم لوگوں کے یعنی قوم فرعون

فِرْعَوْنَ ۭ اَلَا يَتَّقُوْنَ ⑪ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ⑫

کے پاس جاؤ مراد اے موسیٰؑ دیکھو کیا یہ لوگ (ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مجھ کو جھٹلانے لگیں

وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ⑬

اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں) میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان (اچھی طرح) نہیں چلتی اسلئے ہارون کے پاس بھی وحی

(سورۂ شعراء) یہ پوری سورت مکی ہے۔ بجز آخری آیت والشعراء الخ کے، اس لئے کہ یہ آیت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں دو سو چھبیس (۲۲۶) آیتیں اور ایک ہزار دو سو ستر سٹھ (۱۲۶۷) کلمات یا پانچ ہزار پانچ سو بیالیس (۵۵۴۲) حروف ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی بارگاہ الٰہی میں گذارش

بسم اللہ الخ۔ طٰسٓمٓ، طا سے مراد اس کی بلندی اور سین سے مراد عمدگی، اور میم سے مراد ملک اور بادشاہت ہے۔ یا یہ کہ حق تعالیٰ نے یہ ایک قسم کھائی ہے یعنی میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سورت اس

قرآن کی آیتیں ہیں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو واضح طور پر بیان کرنے والا ہے۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم شاید آپ قریش کے ایمان نہ لانے پر رنج کرتے کرتے اپنی جان دے دینگے۔ کیونکہ آپ قریش کے ایمان لانے کے بہت خواہشمند تھے۔ اور آپ ان کے ایمان لانے کو پسند فرماتے تھے، اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں کہ پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جائیں اور ان کے نبی کے پاس جبریل امین قرآن کریم کی کوئی تازہ آیت ایک کے بعد دوسری لے کر نہیں آتے، مگر یہ کہ اس قرآن کریم کی تکذیب کرنے لگتے ہیں۔ تا آنکہ انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو جھٹلایا۔ سو ان کو عنقریب عذاب کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے، یا یہ کہ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو استہزا کرتے تھے۔ اس کی سزا کی حقیقت ان کو عنقریب معلوم ہو جاتی ہے۔ کیا کفار نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اس میں ہر ایک رنگ کی عمدہ عمدہ قسم کی بوٹیاں اگائی ہیں۔ ان کے رنگوں کے اختلاف میں بھی ایک بڑی نشانی اور عبرت ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بدر کے دن جتنے مارے گئے، سب کے سب کافر تھے۔ اور آپ کا رب سزا دینے میں غالب اور مومنین پر رحیم ہے۔

اور ان لوگوں سے وہ واقعہ بیان کیجئے جبکہ آپ کے رب نے موسیٰ علیہ السلام کو پکارا، یا یہ کہ ان کو حکم دیا کہ ان کافر لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ غیر اللہ کی پرستش سے کیوں نہیں ڈرتے؟ حضرت موسیٰ عم نے عرض کیا کہ پروردگار مجھے اندیشہ ہے کہ وہ میری رسالت کی تکذیب کریں۔ اور ان لوگوں کی تکذیب سے میرا دل تنگ ہونے لگتا ہے۔ یا یہ کہ تردلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور فرعون کے ڈر سے میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی، اسلئے میرے ساتھ ہارون کو بھی بھیج دیجئے تاکہ وہ میرے معین رہیں، یا یہ کہ بذریعہ جبریل امین ہارون عم کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے تاکہ وہ میرے معین رہیں۔

وَلَهُمْ عَلَيَّ ذَنْبٌ فَأَخَافُ أَنْ يَقْتُلُونِ ﴿۱۴﴾ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا

اور میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھ کو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کر ڈالیں۔ ارشاد ہوا کیا مجال ہے سو

بِآيَاتِنَا ۖ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ ﴿۱۵﴾ فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا

(اب) تم دونوں ہمارے احکام لیکر جاؤ ہم نصرت و امداد (سے) تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں، سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے)

رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾ أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿۱۷﴾

کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں۔ کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے (دونوں حضرات گئے) اور فرعون سے سب مضامین کہہ دیے

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ

فرعون کہنے لگا کہ (اہا تم ہو) کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم (اپنی) (اس) عمر میں برسوں ہم میں رہا سہا

سِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾

کئے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور تم بڑے ناسپاس ہو۔

قَالَ فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا

موسیٰؑ نے جواب دیا کہ (واقعی) اسوقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی پھر جب مجھ کو ڈر لگا تو

خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۱﴾

میں تمہارے ہاں سے مفرور ہو گیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا

وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۲﴾

اور رہا احسان جتلانا پرورش کا سو وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پہ احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا اندیشہ

اور میں نے قبطی کو قتل کر دیا تھا۔ اس کا بدلہ بھی میرے ذمہ ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوگ اس کے عوض مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہرگز اے موسیٰ میں ان لوگوں کو تم پر تسلط کا موقع نہیں دونگا سو تم دونوں ہماری نو نشانیاں یعنی ید بیضاء، عصا۔ طوفان، قمل، جراد، ضفادع، دم، پھلوں کی کمی قحط سالی لے کر جاؤ۔ میں تمہارا مددگار ہوں۔ اور جو کچھ وہ تم دونوں کو جواب دے گا میں اسکو سنتا ہوں۔

سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو کہو کہ ہم تیری طرف اور تیری قوم کی طرف رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے۔

یہ پیغام سنکر فرعون نے حضرت موسیٰؑ کو نظر اٹھا کر دیکھا اور بولا اے موسیٰؑ کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تیس سال تک تم ہم میں رہے، اور تم نے قبطی کو بھی قتل کیا جو کیا تھا، اور تم میری نعمتوں کے بڑے ناسپاس ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں نے واقعۃً وہ حرکت کر لی تھی اور اس وقت تمہارے احسان کا خیال نہ تھا، سو جب مجھے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو میں یہاں سے مفرور ہو گیا۔ تو میرے پروردگار نے مجھے دانشمندی علم اور نبوت عطا فرمائی، اور مجھے رسولوں میں شامل کر کے تیری اور تیری قوم کی طرف بھیجدیا۔

اے فرعون یہ وہ نعمت ہے جس کا تو احسان جتلا رہا ہے، اور میرے اوپر جو تونے زیادتی کی ہے۔ اس کو یاد نہیں کرتا کہ تونے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے ؁

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدل کر اس) نے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے موسیٰؑ نے جواب دیا کہ

وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا

وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ (مخلوقات) انکے درمیان میں ہے، اسکا اگر تم کو یقین کرنا ہو (تو یہ پتہ بہت ہے) فرعونؔ نے اپنے اردگرد

تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۲۶﴾

(بیٹھنے) والوں سے کہا کہ تم لوگ (کچھ) سنتے ہو کہ سوال کچھ جواب کچھ) موسیٰؑ نے فرمایا کہ وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے

قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِیْۤ اُرْسِلَ اِلَیْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ

بزرگوں کا فرعون (نہ سمجھا اور) کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو (بزعم خود) تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے مجنون (معلوم ہوتا) ہے۔ موسیٰؑ نے

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

فرمایا کہ وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اسکا بھی اگر تم کو عقل ہو (تو اسکو مان لو) فرعون (آخر

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِیْنَ ﴿۲۹﴾

جھلاکر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کروگے تو تم کو جیل خانہ بھیجدوں گا ۔ موسیٰؑ

قَالَ اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَیْءٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۰﴾ قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ

نے فرمایا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش کردوں تب بھی (نہ مانے گا)۔ فرعون نے کہا کہ اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم

مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَانٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۲﴾

سچے ہو موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعۃً ایک نمایاں اژدہا بن گیا اور دوسرا معجزہ دکھلانے کیلئے

وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ ﴿۳۳﴾ ع

اپنا ہاتھ (گریبان میں دیکر) باہر نکالا تو وہ دفعتہً سب دیکھنے والوں کے روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا۔

حضرت موسیٰؑ کے معجزات اور فرعون کا لاجواب ہونا

فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ رب العالمین کی ماہیت اور اس سے تمہارا کیا مقصود ہے

حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ رب العالمین وہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان جو مخلوقات اور عجائبات ہیں ان سب کا پروردگار ہے۔ اگر تم کو اس بات کا یقین ہو کہ آسمان و زمین کو حق تو نے پیدا کیا ہے۔

فرعون نے اپنے حواریوں سے کہا، موسیٰؑ جو کچھ کہہ رہے ہیں تم سنتے ہو، اور فرعون کے حواریوں کی تعداد دو سو پچاس تھی۔ یہ فرعون کے خصوصی آدمی تھے۔ جو دیباج کے جبے پہنے ہوئے تھے، جن پر سونے کا کام تھا۔ ان حواریوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ آسمان و زمین کا پروردگار کون ہے۔ جس کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو، حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ پروردگار ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا، فرعون نہ سمجھا اس نے اپنے ہم نشینوں سے کہا کہ یہ تمہارا رسول مجنون معلوم ہوتا ہے، ان حواریوں نے کہا کہ موسیٰ کس پروردگار کی طرف تم ہمیں دعوت دے رہے ہو اور کون ہمارا پروردگار ہے اور ہمارے بزرگوں کا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا وہ پروردگار ہے مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھ اس کے درمیان میں ہے اس کا بھی اگر تم اس کی تصدیق کرتے ہو (یعنی اگر عقل ہو تو مان لو)۔ آخر فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیجدوں گا۔ اور اس کی قید وہ قتل کرنے سے زیادہ سخت تھی، کیونکہ جب کسی کو قید کرنا تھا تو دور دراز وحشتناک تاریک مقام میں ڈال دیا کرتا تھا۔ کہ وہاں نہ کوئی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور نہ ہی کوئی چیز نظر آیا کرتی تھی۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ اگر میں اپنے دعوی پر کوئی صریح دلیل پیش کر دوں تب بھی نہ مانیگا فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا اچھا تو دلیل پیش کرو۔ اگر تم اپنے دعوی رسالت میں سچے ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی ڈال دی۔ تو وہ دفعتہً ایک پیلے رنگ کا نمایاں اژدہا بن گیا۔

فرعون بولا یہ تو ایک واضح دلیل ہے۔ اسکے علاوہ اور کوئی دوسری دلیل ہے۔ تو موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ گریبان میں دے کر نکالا، تو وہ سورج کی روشنی کی طرح دفعتہً چمکتا ہوا ہو گیا، کہ اس کی چمک اور روشنی سے دیکھنے والے تعجب کرنے لگے۔

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗٓ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ ﴿۳۴﴾ يُّرِيْدُ

فرعون نے اہل دربار سے جو اسکے آس پاس بیٹھے تھے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص ماہر جادوگر ہے اسکا

أَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهٖ ﷺ فَمَاذَا تَأْمُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

(اصل) مطلب یہ ہے کہ اپنے جادو (کے زور) سے تم کو تمہاری سرزمین سے باہر کردے سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو،

قَالُوْٓا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿۳۶﴾

درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور انکے بھائی کو (چندے) مہلت دیجئے اور شہروں میں چپڑاسیوں کو حکمنامے دیکر بھیجدیجئے،

يَأْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ ﴿۳۷﴾ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيْقَاتِ

کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو آپکے پاس لاکر حاضر کردیں بغرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر

يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۳۸﴾ وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾

جمع کئے گئے اور فرعون کی طرف سے بطور اعلان عام کے) لوگوں کو یہ اشتہار دیا گیا کہ کیا تم لوگ جمع ہوگے۔

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا

(یعنی جمع ہونا) تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں تو ہم ان ہی کی راہ پر رہیں۔ پھر جب وہ جادوگر

جَآءَ السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ

(فرعون کی پیشی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰؑ پر) غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ

الْغٰلِبِيْنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿۴۲﴾

(اور انعام) ملے گا۔ فرعون نے کہا کہ ہاں اور (مزید براں) تم اس صورت میں (ہمارے) مقرب لوگوں میں داخل

قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى أَلْقُوْا مَآ أَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَأَلْقَوْا

ہو جاؤ گے۔ موسیٰؑ نے ان سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو۔ سو انہوں نے اپنی

حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۴۴﴾

رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آویں گے۔

فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِىَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ ﴿۴۵﴾

پھر موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالنے کے ساتھ ہی (اژدہا بنکر) انکے تمام ترنبے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا۔

عصائے موسیٰؑ اور جادوگروں کی شکست

اسپر فرعون نے اہل دربار سے کہا کہ یہ رسول ماہر جادوگر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ سرزمین مصر سے تم کو نکال باہر کرے۔ تم اس بارے میں مجھے کیا مشورہ دیتے ہو۔ درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو چندے مہلت دیجئے، اور ان کو قتل نہ کیجئے اور شہروں میں چپراسیوں کے ذریعہ جادوگروں کے نام حکم نامے بھیجدیجئے کہ وہ سب ماہر جادوگروں کو لاکر حاضر کر دیں، تاکہ وہ موسیٰؑ کی طرح اپنا جادو دکھائیں۔ چنانچہ بہتر جادوگر ایک معروف دن کے خاص وقت پر حاضر کئے گئے۔ اور وہ میلے یا ان کی عید کا دن یا نیروز تھا۔ اور لوگوں میں بھی اعلان کرا دیا گیا کہ اگر جادوگر موسیٰؑ پر غالب آگئے تو وہ ہم ان جادوگروں ہی کی راہ پہ رہیں۔ چنانچہ جب جادوگر آئے تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم موسیٰؑ پر غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ اور انعام ملے گا۔ فرعون نے کہا ہاں تم کو بڑا انعام ملے گا۔ اور مزید برآں تم میرے خصوصی مقرب بن جاؤ گے۔

غرضکہ حضرت موسیٰؑ نے جادوگروں سے کہا جو کچھ تم کو ڈالنا ہو ڈالو۔ چنانچہ انہوں نے ۷۰ لکڑیاں اور ۷۰ رسیاں میدان میں ڈالیں، اور کہنے لگے فرعون کے اقبال کی قسم ہم ہی موسیٰؑ پر غالب رہیں گے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ڈالنے کے ساتھ ہی جادوگروں کے تمام دھندوں کو نگلنے لگا۔

فَاُلْقِىَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۷﴾

سو (یہ دیکھ کر) جادوگر (ایسے متاثر ہوئے کہ) سب سجدے میں گر پڑے اور (پکار پکار کر) کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر

رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ

جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے۔ فرعون کہنے لگا کہ ہیں تم موسیٰ پر ایمان لے آئے بدون اسکے کہ میں تم کو

اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِىْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬

اجازت دوں ضرور (معلوم ہوتا ہے کہ) یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ سو اب تم کو حقیقت

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ

معلوم ہوئی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی پر

أَجْمَعِيْنَ ﴿٤٩﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ إِنَّآ إِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿٥٠﴾

(تاکہ اوروں کو عبرت ہو) انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے (اور) ہم امید

إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ أَنْ كُنَّآ أَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥١﴾ ع

رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کرے اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے)

وَأَوْحَيْنَآ إِلٰى مُوْسٰٓى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِيْٓ إِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٥٢﴾

سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو شبا شب (مصر سے باہر) نکال لے جاؤ (اور فرعون

فَأَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ

کی جانب سے) تم لوگوں کا تعاقب کیا جائیگا فرعون نے (تعاقب کی تدبیر کے لئے اس پاس کے) شہروں میں ہرکارے دوڑا دیئے (اور یہ کہلا بھیجا)

لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ ﴿٥٤﴾ وَإِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴿٥٥﴾

کہ یہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔

وَإِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ﴿٥٦﴾

اور ہم سب ایک مسلح جماعت (اور با قاعدہ فوج) ہیں۔

جادوگروں کا اقرارِ حق اور ایمان

یہ دیکھتے ہی تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے۔ ان کے تیزی کے ساتھ سجدہ کرنے کو گرنے سے تعبیر فرمایا، اور جب تمام انکی رسیوں اور لکڑیوں کا جال ختم ہو گیا۔ تو جادوگر سمجھ گئے کہ یہ جادو نہیں، بلکہ خدا کی طرف سے عطا کردہ معجزہ ہے۔ اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم رب العالمین پر ایمان لے آئے۔

فرعون نے ان سے کہا کیا رب العالمین سے معاذ اللہ میری ذات مراد ہے۔ انہوں نے کہا نہیں، بلکہ جو موسیٰ اور ہارون علیہ کا بھی رب ہے۔ فرعون نے کہا میرے حکم دینے سے پہلے ہی تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ موسیٰؑ جادو میں تم سب کا استاد ہے۔ ابھی تم کو حقیقت معلوم ہو جاتی ہے۔ جو میرا تمہارے ساتھ برتاؤ ہو گا۔ میں تمہارا داہنا ہاتھ اور بایاں پیر کٹواؤں گا۔ اور مصر کی نہر کے کنارہ پر تم سب کو سولی پر لٹکواؤں گا۔ انہوں نے جواب دیا جو دنیا میں ہمارے ساتھ برتاؤ کرے گا اس سے ہمارا آخرت میں کچھ نقصان نہیں ہو گا۔ ہم حق تو اور اسکے عطا کردہ

ثواب کے پاس جا پہونچیں گے۔ اور ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمارے شرک کو معاف کر دے، اس وجہ سے کہ ہم حضرت موسیٰؑ پر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

اور ہم نے موسیٰؑ کو حکم بھیجا کہ بنی اسرائیل میں سے میرے ان بندوں کو جو کہ آپ پر ایمان لائے ہیں، شبا شب مصر سے باہر لیجاؤ تم لوگوں کا فرعون اور اس کی قوم تعاقب کریگی۔ چنانچہ (اس کے بعد) فرعون نے شہروں میں چپڑاسی دوڑائے اور یہ کہلا بھیجا کہ موسیٰؑ کے ماننے والے تھوڑی سی جماعت ہے اور ان لوگوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے، اور ہم سب ایک مسلح جماعت ہیں۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۷﴾ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿۵۸﴾

غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا (ہم نے ان کے ساتھ تو) یوں کیا

كَذٰلِكَ ؕ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ فَاَتْبَعُوْهُمْ

اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا (یہ جملہ معترضہ تھا آگے قصہ ہے) غرض (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت انکو

مُّشْرِقِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى

پیچھے سے جا لیا۔ پھر دونوں جماعتیں (آپس میں ایسی قریب ہو گئیں کہ) ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو موسیٰؑ

اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ﴿۶۱﴾ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۶۲﴾

کے ہمراہی (گھبرا کر) کہنے لگے کہ (اے موسیٰؑ) بس ہم تو ہاتھ آگئے۔ موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ

وہ مجھ کو (دریا سے نکلنے کا) ابھی رستہ بتلا دیگا۔ پھر ہم نے موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو چنانچہ (انہوں نے اس پر عصا مارا)

فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ﴿۶۳﴾ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۴﴾

جس سے وہ دریا پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۶۵﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۶۶﴾

اور انجام قصہ یہ ہوا کہ ہم نے موسیٰؑ کو اور انکے ساتھ والوں کو سب کو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔ راوی

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٦٧﴾

اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿٦٨﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ﴿٦٩﴾

اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے (اور) مہربان ہے۔ اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجئے

نافرمانی کی سزا اور فرعون کا انجام

غرضکہ ہم نے فرعونیوں کو باغوں سے، پاکیزہ پانی کے چشموں سے، اور مالوں کے خزانوں اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کیا۔ اور جو ہماری نافرمانی کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ اور فرعونیوں کی ہلاکت کے بعد بنی اسرائیل کو مصر کا مالک بنا دیا۔ غرض فرعونیوں نے (ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جالیا۔ پھر جب موسیٰؑ کی جماعت اور فرعون کی جماعت کا آمنا سامنا ہوگیا، تو حضرت موسیٰؑ کے ہمراہی کہنے لگے "اے موسیٰ علیہ السلام ہم تو اب ان کے ہاتھ آگئے"۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا ہم ہرگز ان کے ہاتھ نہیں آسکتے۔ کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ ابھی مجھ کو ان سے نجات دے دیگا، اور راستہ بتلادے گا۔ پھر ہم نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو۔ چنانچہ انہوں نے مارا جس سے اس دریا کے پھٹ کر بارہ حصے ہوگئے۔ اور ان میں سے ہر ایک حصہ اتنا بڑا تھا جیسا بڑا پہاڑ، اور ہم نے فرعون اور اس کی قوم کو بھی اس کے قریب پہنچا دیا۔ یا یہ کہ دریا میں اتار دیا۔ اور یہ سب کے سب کافر تھے۔ اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے ساتھ والوں کو سب کو غرق ہونے سے بچالیا۔ پھر فرعون اور اس کی قوم کو دریا میں غرق کردیا۔ اور یہ جو ہم نے ان کے ساتھ معاملہ کیا اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے۔ اور باوجود اس کے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے، اور آپ کا رب کفار کو سزا دینے میں بڑا زبردست ہے۔ اور مسلمانوں پر بڑا مہربان بھی اسی لئے ان لوگوں کو غرق ہونے سے بچالیا۔

اور آپ اپنی قوم یعنی قریش کے سامنے حضرت ابراہیمؑ کا قصہ بیان کیجئے۔

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ﴿٧٠﴾ قَالُوا نَعْبُدُ

جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے

أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عَاكِفِينَ ﴿٧١﴾ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ

ہیں اور ہم ان ہی (کی عبادت) پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم

إِذْ تَدْعُونَ ﴿۷۲﴾ أَوْ يَنفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ﴿۷۳﴾ قَالُوا بَلْ

ان کو پکارا کرتے ہو۔ یا تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ (انکی

وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿۷۴﴾ قَالَ أَفَرَأَيْتُم مَّا

عبادت کرنے کی یہ وجہ تو نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان کو (غور سے)

كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۷۵﴾ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ﴿۷۶﴾

دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودین) میرے (اور تمہارے) لئے باعث

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ﴿۷۷﴾ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ

ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین۔ جس نے مجھ کو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر

يَهْدِينِ ﴿۷۸﴾ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿۷۹﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ

وہی مجھ کو (میری مصلحتوں کی طرف) راہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿۸۰﴾ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿۸۱﴾ وَالَّذِي

(جسکے بعد شفا ہو جاتی ہے) تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے اور جو مجھ کو (وقت پر) موت دیگا پھر (قیامت کے روز) مجھ کو

أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ﴿۸۲﴾

زندہ کرے گا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کردے گا۔

معبودانِ باطل کے پجاریوں کی ندامت

جبکہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی قوم سے جو کہ بت پرست تھے فرمایا کہ تم کس واہیات چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم ان بتوں کی جو کہ معبود ہیں عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم ان کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے فرمایا، کیا یہ تمہارے معبود تمہارا جواب دیتے ہیں۔ جب تم ان کو پکارتے ہو، یا جب تم انکی اطاعت کرتے ہو تو یہ تمہاری ضروریات زندگی ہیں تم کو کچھ نفع پہنچاتے ہیں، یا اگر تم ان کی نافرمانی شروع کردو تو یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا نہیں یہ بات تو نہیں، بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو ان کی

عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ تو ہم بھی انکی پیروی میں انکی عبادت کرتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بھلا تم نے کبھی انکی حالت میں غور بھی کیا، جن کی تم اور تمہارے پرانے بڑے بھی عبادت کرتے ہیں۔ میں ان تمام لوگوں سے برأت ظاہر کرتا ہوں۔ البتہ ان میں سے وہ جو رب العالمین کی عبادت کرتا ہے کہ جس نے مجھ کو نطفہ سے پیدا کیا اور پھر اسی نے مجھے دین پر ثابت قدمی عطا فرمائی۔ اور وہ ہی مجھ کو حق اور ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو روزی دیتا ہے۔ اور جس وقت میں بھوکا اور پیاسا ہوتا ہوں تو خوب کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ ہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔ اور جو مجھ کو دنیا میں موت دیگا۔ پھر قیامت کے روز مجھ کو زندہ کرے گا، اور جس سے مجھے یہ امید ہے کہ وہ میری غلط کاری کو قیامت کے دن معاف فرمائیگا۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا تھا کہ میں بیمار ہوں اور قوم سے کہہ دیا تھا کہ بڑے بت نے ایسا کیا ہوگا۔ اور اپنی بیوی کو بادشاہ کی وجہ سے بہن کہہ دیا تھا۔ (غلبہ حضور خداوندی میں ان چیزوں کو بھی غلطی میں شمار فرما رہے ہیں ع م) :

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَاجْعَلْ لِّيْ

اے میرے پروردگار مجھ کو حکمت عطا فرما اور (مراتب قرب میں) مجھ کو (اعلیٰ درجہ کے) نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما۔ اور میرا ذکر

لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۸۴﴾ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ

آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ۔ اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور

النَّعِيْمِ ﴿۸۵﴾ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّيْنَ ﴿۸۶﴾

میرے باپ (کو توفیق ایمان کی دے کر اس کی) مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہے

وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۸۷﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾

اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا اس دن میں کہ (نجات کے لئے) نہ مال کام آویگا نہ اولاد

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۹﴾ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ

مگر ہاں اسکی نجات ہوگی جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لیکر آویگا اور (اس روز) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں کیلئے)

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ

جنت نزدیک کردی جاویگی۔ اور گمراہوں (یعنی کافروں) کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاویگی۔ اور (اس روز) ان سے کہا جاویگا

أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿٩٢﴾ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُونَكُمْ

کہ وہ معبود کہاں گئے جن کی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا (اس وقت) وہ تمہارا ساتھ

أَوْ يَنْتَصِرُونَ ﴿٩٣﴾ فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿٩٤﴾ وَجُنُودُ

دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں پھر دیہ کہہ کر) وہ (معبودین) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب

إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿٩٥﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ﴿٩٦﴾

دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جاویں گے۔ وہ کفار دوزخ میں گفتگو کرتے ہوئے (ان معبودین سے) کہیں گے کہ

تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ﴿٩٧﴾

بخدا بے شک ہم صریح گمراہی میں تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی جامع دعا (۱) اے میرے پروردگار مجھے جامعیت بین العلم والعمل میں زیادہ کمال عطا فرما اور مجھے جنت میں میرے بڑوں میں سے جو رسول گذرے ہیں ان کے ساتھ شامل فرما۔ اور میرا ذکر حسن میرے بعد آنے والوں میں جاری رکھ اور مجھ کو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ کو ہدایت عطا فرما۔ وہ گمراہ کافر لوگوں میں سے ہے۔ اور جس روز سب قبروں سے زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھ کو رسوا نہ کرنا جس دن کہ نہ کثرت مال کام آویگا اور نہ اولاد کی زیادتی، مگر ہاں جو اللہ کے پاس گناہوں سے یا یہ کہ دنیا کی محبت سے، یا یہ کہ اصحاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے پاک وصاف دل لیکر آئے گا۔ اور کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے جنت نزدیک کردی جائے گی اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہو جائے گی، اور کافروں کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کی جاویگی، اور وہ ہی ان کا ٹھکانا ہوگی۔ اور بتوں کے پجاریوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم جن بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہاں گئے۔ کیا وہ تمہاری عذاب خداوندی سے حفاظت کر سکتے ہیں، یا عذاب خداوندی سے اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں۔ پھر یہ کہہ کر کفار مکہ اور تمام کافر خواہ انسانوں میں سے ہوں یا جنات میں سے اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے اور دوزخ میں کفار اپنے معبودوں اور رؤساء اور ابلیس کے لشکر سے کہیں گے بخدا بیشک ہم دنیا میں صریح گمراہی میں تھے۔

إِذْ نُسَوِّيكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٨﴾ وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿٩٩﴾

جبکہ تم کو (عبادت میں) رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے)

فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيْقٍ حَمِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَوْ اَنَّ

گمراہ کیا۔ سو (اب) نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ چھڑا لے اور نہ کوئی مخلص دوست ہے کہ خالی دلسوزی ہی کر لے۔ سو کیا اچھا

لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ

ہوتا کہ ہم کو (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے بیشک اس واقعہ میں (بھی طالبان حق کیلئے)

وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ

ایک بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے) ان (مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک آپکا رب بڑا زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ ع كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚ صلے اِذْ

رحمت والا ہے۔ قوم نوح ؑ نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ اُن سے اُن کے

قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ ۚ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ

برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے میں تمہارا امانتدار پیغمبر

اَمِيْنٌ ﴿۱۰۷﴾ ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۰۸﴾ ۚ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ

ہوں۔ سو (اس کا مقتضا یہ ہے کہ) تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور (نیز) میں

عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۹﴾ ۚ

تم سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو (میری اس بے غرضی کا

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۱۰﴾ ؕ

مقتضا بھی یہ ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

حق تعالیٰ سے ڈرنے میں ہی فلاح ہے } جب کہ تم کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے۔ اور ہم کو تو بس ایمان اور اطاعت سے ان سے بڑے مشرکین نے ہٹایا ہے جو ہم سے پہلے ہوئے ہیں اور ہم نے انکی اقتدا کی۔ سو اب فرشتوں انبیاء کرام اور صالحین میں سے نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے

جو ہمیں چھوڑا لے اور نہ کوئی قربت والا مخلص دوست ہے کہ ہمارے مسئلہ میں دل سوزی ہی کرے۔ سو کیا اچھا ہوتا کہ ہم کو دنیا میں پھر واپس جانا ملتا کہ ہم ایمان لاکر مسلمانوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے، یہ جو انکی حالت بیان کی گئی اس میں بڑی عبرت ہے۔ باقی اگر ان کو دنیا میں پھر واپس کر دیا جائے تو ان میں اکثر ایمان نہیں لائینگے۔ یا یہ کہ ان میں سے اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور یہ سب کے سب کافر ہی تھے۔ اور آپ کا رب ان کو سزا دینے میں بڑا زبردست اور مومنین پر رحمت کرنے والا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے حضرت نوحؑ کی اور ان پیغمبروں کی جن کا نوح علیہ السلام نے ذکر کیا تکذیب کی، جبکہ ان سے ان کے نبی اور ان کے برادری کے بھائی نوح علیہ السلام نے فرمایا کیا تم غیر اللہ کی عبادت سے نہیں ڈرتے ہو۔ منجانب اللہ رسالت پر تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں، یا یہ مطلب ہے کہ میں تمہارے اندر اس سے قبل امانتدار تھا۔ پھر آج کیسے مجھے متہم قرار دیتے ہو۔ لہذا تم لوگ کفر سے توبہ کرکے اور ایمان لاکر حق تعالیٰ سے ڈرو۔ اور میرے حکم اور میرے طریقہ کا اتباع کرو۔ اور میں توحید کی تبلیغ پر تم سے کوئی دنیوی صلہ بھی نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ لہذا تم حق تعالیٰ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

قَالُوٓا اَنُؤۡمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾ قَالَ وَمَا عِلۡمِىۡ

وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مانیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہولئے ہیں نوحؑ نے فرمایا کہ انکے دینیۃ اور

بِمَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾ اِنۡ حِسَابُهُمۡ اِلَّا عَلٰى رَبِّىۡ لَوۡ

کام سے تو مجھ کو کیا بحث ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ

تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنۡ

تم اس کو سمجھو۔ اور میں ایمانداروں کو دور کرنے والا نہیں ہوں میں تو صاف

اَنَا اِلَّا نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۱۱۵﴾ قَالُوۡا لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ يٰنُوۡحُ

طور پر ایک ڈرانے والا ہوں وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے سے) اے نوحؑ

لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡمَرۡجُوۡمِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوۡمِىۡ كَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۷﴾

باز نہ آؤگے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤگے۔ نوحؑ نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو

برابر جھٹلا رہی ہے۔

النصف

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِي وَمَن مَّعِيَ مِنَ

سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اور جو ایماندار میرے

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ فَأَنجَيْنَاهُ وَمَن مَّعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾

ساتھ ہیں انکو اس (ہلاکت سے) نجات دیجئے۔ تو ہم نے (انکی دعا قبول کی اور) اُن کو اور جو انکے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں

ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

(سوار) تھے انکو نجات دی پھر اسکے بعد ہم نے باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔ اس (واقعہ میں بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۲۲﴾

ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک آپ کا رب زبردست (اور) مہربان ہے۔

قوم نوح ع کی احمقانہ گفتگو

وہ کہنے لگے اے نوح ع کیا ہم تمہاری تصدیق کر لیں گے۔ درانحالیکہ رذیل اور کمزور آدمی تمہارے ساتھ ہوئے ہیں، ان کو اپنے پاس سے ہٹا دو۔ تاکہ ہم تم پر ایمان لے آئیں، حضرت نوح ع نے فرمایا اس چیز کا تو مجھے علم نہیں کہ ان کو توفیق حاصل ہوگی، یا ہم کو ان کا ثواب دینا اور ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے، کیا خوب ہو تاکہ تم اس کو سمجھتے۔ اور میں ایمانداروں کو عبادت خداوندی سے ہٹانے والا نہیں، میں تو ایسی زبان میں صاف طور پر ڈرانے والا رسول ہوں، جس کو تم سمجھو۔

وہ لوگ کہنے لگے اے نوح ع اگر تم اپنے اس کہنے سننے سے باز نہ آؤ گے تو ضرور قتل کر دیئے جاؤ گے۔ جیسا کہ تمہارے ماننے والوں میں سے غریبوں کو قتل کیا گیا۔ تب نوح ع نے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میری قوم میری رسالت کی برابر تکذیب کر رہی ہے، اور میرے ماننے والوں کو قتل کر رہی ہے۔ تو میرے اور ان کے درمیان ایک عملی عادلانہ فیصلہ فرما دیجئے اور مجھے اور میرے ماننے والوں کو ان لوگوں پر جو آپ عذاب نازل فرمائیں اس سے نجات دیجئے۔ چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ جو مسلمان اس بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے نجات دی۔ اور نوح ع کے کشتی میں سوار ہونے کے بعد باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا۔ اس واقعہ میں بھی بعد میں آنے والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ اور ان میں اکثر مؤمن نہیں تھے۔ بلکہ سب ہی کافر تھے۔ اور آپ کا رب سزا دینے میں بڑا زبردست ہے۔ کہ ان لوگوں کو بذریعہ طوفان غرق کر دیا اور مؤمنین پر مہربان ہے کہ ان کو غرق ہونے سے بچا لیا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۲۳﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ

قوم عاد نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ اُن سے اُن کی (برادری) کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم

أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٢٦﴾

(خدا سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾

اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ

کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے ہو جسکو محض فضول (بلا ضرورت) بناتے ہو۔ اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے

لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ﴿١٢٩﴾ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾

دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر دارو گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بنکر دارو گیر کرتے ہو۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٣١﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ﴿١٣٢﴾

سو تم کو چاہیئے کہ تم اللہ سے ڈرو اور (چونکہ میں رسول ہوں اسلئے) میری اطاعت کرو اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے

أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ﴿١٣٣﴾ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿١٣٤﴾ إِنِّي

امداد کی جنکو تم جانتے ہو (یعنی) مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی مجھ کو تمہارے حق میں

أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣٥﴾

(اگر تم ان حرکات سے باز نہ آئے) ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

قوم عاد وغیرہ کی روش

قوم عاد نے حضرت ہود اور تمام ان پیغمبروں کو جن کا ہود علیہ السلام نے ذکر کیا جھٹلایا، جبکہ ان کے نبی نے فرمایا، کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے، میں منجانب اللہ امانتدار رسول ہوں توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔ اور جن باتوں کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں ان میں تم حق تعالیٰ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ میں اس تبلیغ توحید پر تم سے کسی کا طالب نہیں ہوں، بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے، کیا تم ہر ایک راستہ پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو۔ اور وہاں سے غرباء میں سے جو بھی گذرتا ہے اس کو مارتے ہو، اور اس کے کپڑے اتار لیتے ہو۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہر اونچے مقام پر ایک یادگار کے طور پر عمارت بناتے ہو

جس کو محض فضول بناتے ہو، اور وہاں سے ہر ایک گذرنے والے کا مذاق اڑاتے ہو۔ اور بڑی بڑی منزلیں محلات اور حوض بناتے ہو، جیسا کہ دنیا میں تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور یہاں کوئی بھی ہمیشہ نہیں رہے گا۔
اور جب کسی پر دار و گیر کرنے لگتے ہو تو بالکل ہی ظالم و جابر بن کر اس پر دار و گیر کرتے ہو۔ اور اسے غصہ میں آ کر قتل کرتے ہو، حق تعالیٰ نے جو تم کو کفر سے توبہ کرنے اور ایمان لانے کا حکم دیا ہے اس چیز میں حق تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس نے تم کو وہ چیزیں دیں جن کو تم جانتے ہو۔ مواشی اور بیٹے اور باغات اور پاک پانی کے چشمے تم کو عطا کئے۔ مجھے تمہارے حق میں اگر تم کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے باز نہ آئے، ایک بڑے سخت دن کے عذاب یعنی دوزخ کا خدشہ ہے:

قَالُوا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ ہو

اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ ج

یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک (معمولی) عادت (اور رسم) ہے اور (تم جو ہم کو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہو گا۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ

غرض ان لوگوں نے ہود (علیہ السلام) کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو (آندھی کے عذاب سے) ہلاک کر دیا بیشک اس (واقعہ) میں بھی عبرت ہے

مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾ ع كَذَّبَتْ

اور باوجود اسکے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپ کا رب زبردست اور مہربان ہے۔ قوم ثمود نے

ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ ج صلے اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا

(بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں

تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾ ج اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ لا فَاتَّقُوا اللّٰهَ

ڈرتے ہیں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو

وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ ج

اور میری اطاعت کرو۔

ع ۷ / ۱۸ / ۱۱

وَمَآ اَسۡـَٔلُكُمۡ عَلَيۡهِ مِنۡ اَجۡرٍ‌ۚ اِنۡ اَجۡرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۱۴۵﴾

اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

اَتُتۡرَكُوۡنَ فِىۡ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِيۡنَ ﴿۱۴۶﴾ فِىۡ جَنّٰتٍ وَّعُيُوۡنٍ ﴿۱۴۷﴾ وَّزُرُوۡعٍ

کیا تم کو ان ہی چیزوں میں بے فکری سے رہنے دیا جاوے گا جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں یعنی باغوں میں اور چشموں میں اور

وَّنَخۡلٍ طَلۡعُهَا هَضِيۡمٌ‌ۚ ﴿۱۴۸﴾

کھیتوں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے ہیں۔

آبائی طریقہ پر اصرار

وہ بولے ہمارے نزدیک دونوں چیزیں برابر ہیں خواہ آپ ہم کو ان چیزوں سے روکیں یا نہ روکیں اور جس طریقہ پر ہم قائم ہیں یہ تو پہلے لوگوں کا ایک طریقہ چلا آرہا ہے، یا یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو یہ تو بس اگلے لوگوں کی ایک عادت اور رسم ہے۔ اور تم جو ہمیں عذاب سے ڈراتے ہو ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا۔ غرضکہ ان لوگوں نے ہود ؑ کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ایک سخت تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ اور باوجود اس کے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بے شک آپ کا پروردگار کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے۔ اور مومنین پر مہربان ہے کہ انہیں اس عذاب سے نجات دی۔

قوم ثمود نے بھی حضرت صالح ؑ کو اور جن انبیاء ؑ کی حضرت صالح ؑ نے ان کو خبر دی سب کو جھٹلایا جبکہ ان کے نبی صالح ؑ نے فرمایا کہ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں منجانب اللہ امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو کہ توبہ کرو اور ایمان لاؤ۔ اور اللہ کے حکم اور میرے طریقہ کی اتباع کرو۔ اور تم سے اس تبلیغ توحید پر کوئی صلہ نہیں چاہتا، میرا صلہ اور ثواب تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تم کو ان ہی نعمتوں میں موت و عذاب اور زوال سے بے فکری کے ساتھ رہنے دیا جائے گا۔ یعنی باغوں میں اور پاک پانی کے چشموں میں۔ اور کھیتوں میں اور ان کھجوروں میں جن کے گچھے خوب گوندھے ہوئے اور خوبصورت ہیں۔

وَتَنۡحِتُوۡنَ مِنَ الۡجِبَالِ بُيُوۡتًا فٰرِهِيۡنَ‌ۚ ﴿۱۴۹﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

اور کیا (اسی غفلت کی وجہ سے) تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے (اور فخر کرتے) ہوئے مکانات بناتے ہو سو اللہ سے ڈرو اور

وَاَطِيۡعُوۡنِ‌ۚ ﴿۱۵۰﴾ وَلَا تُطِيۡعُوۡۤا اَمۡرَ الۡمُسۡرِفِيۡنَ ﴿۱۵۱﴾ الَّذِيۡنَ

میرا کہنا مانو اور ان حدود (بندگی) سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو جو سرزمین میں

يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿١٥٢﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنتَ

فساد کیا کرتے ہیں اور (کبھی) اصلاح (کی بات) نہیں کرتے۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے

مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٥٣﴾ مَا أَنتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَأْتِ بِآيَةٍ

بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ تم بس ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو اور آدمی نبی ہوتا نہیں لہٰذا کوئی

إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿١٥٤﴾ قَالَ هَٰذِهِ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَلَكُمْ

معجزہ پیش کرو اگر تم (دعوئ نبوت میں) سچے ہو۔ صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کے لئے

شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿١٥٥﴾ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ

ایک باری اسکی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی) اور (دوسری بات یہ ہے کہ) اس کو برائی

عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٥٦﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا نَادِمِينَ ﴿١٥٧﴾

(اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے سو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر (جب

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم

آثارِ عذاب کے نمودار ہوئے تو اپنی حرکت پر) پشیمان ہوئے پھر (آخر) عذاب نے ان کو آلیا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان

مُّؤْمِنِينَ ﴿١٥٨﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٥٩﴾ ع

(کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک آپکا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے کہ باوجود قدرت کے مہلت دیتا ہے)

ع ۸ / ۱۹ / ۱۲

قوم ثمود کی سرکشی، اونٹنی کا قتل اور قوم ثمود کی ہلاکت

اور کیا تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے ہوئے اور فخر کرتے ہوئے مکانات بناتے ہو۔ سو اللہ سے ڈرو جن باتوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے اس میں اور میرا کہنا مانو۔ اور ان مشرکین کا کہنا مت مانو جو زمین میں کفر و شرک اور غیر اللہ کی پرستش کی ترغیب کرتے پھرتے ہیں۔ اور کبھی وہ اصلاح کی بات نہیں کرتے۔

ان لوگوں نے کہا کہ تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے، کہ تم ایسی باتیں کرتے ہو۔ ورنہ تم نہ فرشتے ہو اور نہ نبی، تم تو ہماری طرح کے ایک معمولی سے آدمی ہو۔ جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں تم بھی اسی طرح کھاتے پیتے ہو۔

سو اگر تم اپنے دعوی نبوت میں اور اس چیز میں کہ ہم پر عذاب نازل ہوگا۔ سچے ہو تو کوئی معجزہ پیش کرو۔
حضرت صالح ؑ نے فرمایا یہ ایک اونٹنی ہے جو میری نبوت کے لئے دلیل و معجزہ ہے۔ پانی پینے کے لئے مقررہ دن میں ایک دن اس کے پینے کی باری ہے۔ اور ایک دن تمہارے مواشی کے باری کا دن ہے۔ اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آپکڑے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ پھر اپنی اس حرکت پر پشیمان ہوئے، بالآخر تین دن کے بعد ان کو عذاب نے آپکڑا۔
اے نبی کریم ؐ اس واقعہ میں بھی جو ہم نے انکے ساتھ کیا بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے، اور ان میں اکثر ایمان نہیں لائے تھے۔ اور آپ کا رب بڑا زبردست اور بڑا مہربان ہے کہ مومنین کو بچالیتا ہے ::

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٦٠﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ

قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جبکہ ان سے انکے بھائی لوط (علیہ السلام) نے

لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٦١﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٦٢﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ

کہا کہ تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو

وَأَطِيعُونِ ﴿١٦٣﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا

اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو

عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٤﴾ أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١٦٥﴾

رب العالمین کے ذمہ ہے۔ کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ)

وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ ۚ بَلْ أَنْتُمْ

مردوں سے فعل کرتے اور تمہارے رب نے جو تمہارے لئے بیبیاں پیدا کی ہیں انکو نظر انداز کئے رہتے ہو بلکہ اصل بات یہ ہے کہ)

قَوْمٌ عَادُونَ ﴿١٦٦﴾ قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ لَتَكُونَنَّ

تم حد (انسانیت) سے گذر جانے والے ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم (ہمارے کہنے سننے سے) باز نہیں آؤگے

مِنَ الْمُخْرَجِينَ ﴿١٦٧﴾

تو ضرور (بستی سے) نکال دیئے جاؤگے۔

قَالَ اِنِّیْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیْ وَاَهْلِیْ

لوطؑ نے فرمایا کہ میں تمہارے اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ لوطؑ نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھکو

مِمَّا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا

اور میرے (خاص) متعلقین کو انکے اس کام (کے وبال) سے نجات دے۔ سو ہم نے انکو اور انکے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز

عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَاَمْطَرْنَا

ایک بڑھیا کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر ایک خاص

عَلَیْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۳﴾

قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینھ برسایا سو کیا بُرا مینھ تھا جو ان لوگوں پر برسا جنکو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا۔

حضرت لوطؑ کی تکذیب اور قوم کی سرکشی

قوم لوطؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ ان کے نبی نے ان سے فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو، میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو تم اللہ سے ڈرو، اور توبہ و ایمان کا جو تم کو حکم دیا ہے اس کو بجالاؤ، اور میرے حکم اور میرے طریقہ کی اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تمام دنیا جہان والوں میں تم یہ حرکت کرتے ہو کہ مردوں کے ساتھ بدفعلی کرتے ہو، اور تمہارے لئے جو تمہارے پروردگار نے تمہاری بیبیوں کی شرمگاہیں حلال کر رکھی ہیں۔ ان کو نظر انداز کئے رکھتے ہو، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تم حلال کو چھوڑ کر حرام کاموں کی طرف بڑھنے والے لوگ ہو۔

وہ کہنے لگے اے لوطؑ اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے تو اس بستی سدوم سے نکال دیئے جاؤ گے۔ حضرت لوطؑ نے فرمایا میں تمہارے اس خبیث کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ چنانچہ لوطؑ نے بددعا کی جن تم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو نجات دی۔ بجز انکی منافقہ بیوی کے، کہ وہ عذاب کے اندر رہ جانے والوں میں رہ گئی، اور پھر ہم نے بقیہ انکی قوم کے تمام لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان سب لوگوں پر پتھروں کا مینہ برسایا سو کیا بُرا مینہ تھا۔ جو ان لوگوں پر برسایا۔ جن کو لوطؑ نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا مگر اسکے باوجود بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ

بیشک اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بے شک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٧٥﴾ كَذَّبَ أَصْحَابُ لْئَيْكَةِ

آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے - اصحاب الایکہ نے بھی پیغمبروں کو

الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧٦﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٧٧﴾ إِنِّي

جھٹلایا - جبکہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٧٨﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿١٧٩﴾ وَمَا

تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں - سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو - اور میں تم سے

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٨٠﴾

اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا - بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے -

أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ﴿١٨١﴾ وَزِنُوا

تم لوگ پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو اور (اسی طرح تولنے کی

بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ﴿١٨٢﴾ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ

چیزوں میں) سیدھی ترازو سے تولا کرو - اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿١٨٣﴾ وَاتَّقُوا الَّذِي

اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو - اور اس (خدائے قادر) سے ڈرو

خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٨٤﴾ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ

جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا - وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے

الْمُسَحَّرِينَ ﴿١٨٥﴾ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ

بڑا بھاری جادو کر دیا ہے - اور تم تو محض ہماری طرح (کے) ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۱۸۶﴾

جھوٹے لوگوں میں سے خیال کرتے ہیں۔

ہماری طرح تم بھی بشر ہو

اس واقعہ میں بھی بعد والوں کے لئے بڑی عبرت ہے۔ اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور آپ کا رب بڑی قدرت والا اور بڑی رحمت والا ہے۔

قوم شعیبؑ نے بھی حضرت شعیبؑ اور تمام پیغمبروں کو جھٹلایا، جب کہ حضرت شعیبؑ نے ان سے فرمایا:۔ کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں ہو؟ کہ غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں، سو تم اللہ سے ڈرو۔ اور کفر سے توبہ کرو۔ اور ایمان لاؤ۔ اور میرا کہنا مانو، میں تم سے اس نصیحت پر کوئی صلہ نہیں مانگتا، میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے، تم لوگ پورا ناپا تولا کرو، اور ناپ و تول میں کمی کر کے نقصان پہنچانے والے مت بنا کرو، اور سیدھی ترازو سے تولا کرو، اور ناپ و تول میں لوگوں کے حقوق مت مارا کرو۔ اور سرزمین میں نافرمانی مت کیا کرو اور ناپ و تول میں کمی کر کے اور غیر اللہ کی پرستش کی طرف لوگوں کو بلا کر زمین میں فساد مت برپا کیا کرو۔ اور اس خدا سے ڈرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے تمام مخلوقات کو پیدا کیا، وہ لوگ کہنے لگے بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے۔ اور تم تو ہمارے جیسے ایک معمولی آدمی ہو، کوئی نبی اور فرشتے نہیں ہو۔ جیسا کہ ہم کھاتے پیتے ہیں ایسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو، اور ہم تم کو تمہاری ان باتوں میں جھوٹا سمجھتے ہیں:

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۷﴾

سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو۔

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ

شعیب (علیہ السلام) بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے۔ سو وہ لوگ (برابر) ان کو جھٹلاتے گئے پھر

يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۸۹﴾ اِنَّ فِيْ

ان کو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بے شک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔ (اور) اس (واقعہ)

ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۰﴾ وَاِنَّ

میں (بھی) بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے، ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ اور بیشک

رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿١٩١﴾ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ

آپ کا رب بڑی قوت والا اور بڑی رحمت والا ہے - اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہے

الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ

اسکو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے - آپ کے قلب پر صاف عربی

مِنَ الْمُنْذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ

زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔ اس (قرآن) کا ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی)

لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَةً أَنْ يَعْلَمَهُ

کتابوں میں (بھی) ہے - کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس

عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾

(پیشین گوئی) کو علماء بنی اسرائیل جانتے ہیں -

عذاب الٰہی میں ابتلاء کی فرمائش

سو اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کر ہم پر عذاب نازل ہو گا تو ہمارے اوپر آسمان سے کوئی عذاب کا ٹکڑا گرا دو۔ حضرت شعیبؑ نے فرمایا کہ میرا پروردگار تمہاری ان کفریہ باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اور میں بھی تمہاری حالت سے اور اس عذاب سے جو تم پر نازل ہو گا بخوبی واقف ہوں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت شعیبؑ کی تکذیب کی۔ اور انکو سائبان کے عذاب نے آپکڑا، بادل کی طرح عذاب ان کے اوپر آگیا۔ اور اس میں سے آگ برسنا شروع ہوئی جس نے ان سب کو جلا دیا۔ بیشک یہ ان لوگوں کے حق میں بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔

اور اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے، باقی اس کے باوجود بھی ان میں سے اکثر ایمان نہیں لاتے، اور آپکا پروردگار کفار کو سزا دینے میں بڑی قدرت والا ہے۔ اور مومنین کے حق میں بڑی رحمت والا ہے۔ اور یہ قرآن رب العٰلمین کا بھیجا ہوا ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے امانت دار فرشتہ جبریل امین کے ذریعہ آپکے قلب مبارک پر اتارا جس قدر آپ اس کو محفوظ رکھ سکیں۔ یا یہ کہ جسوقت آپکے سامنے اسکی تلاوت کی جائے صاف عربی زبان میں کہ آپ ان لوگوں کو انکی زبان میں یہ کلام پہنچا دیں تاکہ آپ بھی منجملہ اور ڈرانے والوں کے ہوں۔ اور اس قرآن کریم کا اور آپ کا ذکر پہلے انبیاء کی کتابوں میں بھی ہے۔

کیا ان کفار مکہ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر یہ بات دلیل نہیں ہے کہ علماء بنی اسرائیل اس پیشین گوئی کو جانتے ہیں، کہ جس وقت ان کفار نے علماء بنی اسرائیل سے آپکے اور قرآن کریم کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے لوگوں کو اس کے بارے میں تبلادیا:۔

وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ﴿۱۹۸﴾ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ

اور اگر (بالفرض) اس (قرآن) کو کسی عجمی (غیر عربی) پر نازل کردیتے پھر وہ (عجمی) ان کے سامنے پڑھ بھی

مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ

دیتا یہ لوگ (بوجہ غایت عناد کے) تب بھی اس کو نہ مانتے ۔ ہم نے اسی طرح (شدت و اصرار کے ساتھ) اس ایمان

الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۰۰﴾ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ

نہ لانے کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے - یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ لاویں گے جبتک کہ سخت عذاب

الْاَلِيْمَ ﴿۲۰۱﴾ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ فَيَقُوْلُوْا

کو (مرنے کے وقت یا برزخ میں یا آخرت میں) نہ دیکھ لیں گے جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور انکو (پہلے سے) خبر بھی

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۲۰۴﴾ اَفَرَءَيْتَ

نہ ہوگی پھر (اسوقت جان کے بچنے کو) کہینگے کہ کیا (کسی طور پر) ہمکو (کچھ) مہلت مل سکتی ہے کیا (ہمارے وعیدوں کو سنکر) یہ لوگ

اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾

ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں - اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس (عذاب)

مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ

کا ان سے وعدہ ہے وہ انکے سر پر آپڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آسکتا ہے - اور (جتنی بستیاں (منکرین کی) ہم نے

قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ﴿۲۰۸﴾ ق صلے

(عذاب سے) غارت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے (پیغمبر) آئے۔

عند المتقدمین مع

انذار کے بعد ہلاکت دستورِ خداوندی

اور اگر بالفرض ہم اس قرآن کریم کو کسی عجمی پر نازل کر دیتے جسے عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں، اور وہ اس قرآن کریم کو ان کے سامنے پڑھکر سُنا دیتا تب بھی یہ لوگ اس کو نہ مانتے۔ کیونکہ جب ایسے شخص پر ایمان نہیں لائے جو ان کی زبان جانتا ہے تو پھر ایسے آدمی کی بات کیسے مانتے جو ان کی زبان سے ہی واقف نہیں۔ اسی طرح ہم نے اس تکذیب کرنے کو ان مشرکین یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے، یہ لوگ قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائیں گے، تاوقتیکہ سخت عذاب کو نہ دیکھ لیں۔ جو اچانک انکے سامنے آکھڑا ہوگا، اور پہلے سے ان کو نزول عذاب کی خبر بھی نہ ہوگی۔ پھر اس وقت کہیں گے کیا کسی طرح اس عذاب سے ہم کو کچھ مہلت مل سکتی ہے۔ اور اسوقت تو یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم بتلایئے تو سہی اگر ہم ان کو چند سال تک ان کے اسی کفر میں رہنے دیں۔ پھر جس عذاب کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آپڑے، تو جس مہلت کا یہ مطالبہ کر رہے ہیں وہ مہلت عذاب خداوندی کے سامنے انکے کس کام آسکتی ہے۔ اور جتنی بستیوں والوں کو ہم نے غارت کیا ہے سب میں عذاب خداوندی کو یاد دلانے والے اور ڈرانے والے رسول آئے ہیں :۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۃ الشعراء)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن ابی حاتم رحمہ نے ابی جہضم رضہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کچھ متحیر دیکھا گیا تو آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا، آپ نے فرمایا میرے دشمن کو کیوں چھپا دیا جو میری امت میں میرے بعد ہوگا۔ اس پر أفرأیت إن متعناہم سے یوعدون الخ تک نازل ہوئی۔ چنانچہ آپ خوش ہو گئے :۔

ذِكْرٰى ۛ وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۰۹﴾ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾

(جب نہ مانا تو عذاب نازل ہوا) اور ہم (صورۃً بھی) ظالم نہیں ہیں ۔ اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نہیں آئے۔

وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ

اور یہ اُن (کی حالت) کے مناسب ہی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں ۔ کیونکہ وہ شیطان (وحی آسمانی) سننے سے

لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾ فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ

روک دیئے گئے ہیں ۔ سو (اے پیغمبر) تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تمکو

مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

سزا ہونے لگے۔ اور (اس مضمون سے) آپ (سب سے پہلے) اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

اور ان لوگوں کے ساتھ (تو مشفقانہ) فروتنی سے پیش آیئے۔ جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں۔

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ

اور اگر یہ لوگ (جن کو آپ نے ڈرایا ہے) آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجیے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں

عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۷﴾ الَّذِىْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۸﴾

اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھیے۔ جو آپ کو جس وقت کہ آپ (نماز کے لئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز

وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۱۹﴾ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۰﴾

شروع کرنے کے بعد) نمازیوں کے ساتھ آپکی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

سننے اور دیکھنے والی ذات

اور ظاہراً بھی ہم ان کے ہلاک کرنے میں ظالم نہیں ہیں۔ اور اس قرآن کریم کو شیاطین لے کر نہیں آئے۔ کیونکہ یہ انکی حالت کے مناسب بھی نہیں اور نہ وہ اس کے اہل ہیں۔ اور وہ اس پر قادر بھی نہیں۔ کیونکہ وہ شیاطین وحی آسمانی سننے سے روک دیئے گئے ہیں۔ اور تم خدا کے ساتھ ان بتوں وغیرہ میں سے کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کبھی تم کو دوزخ کی سزا ہونے لگے اور آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے۔ اور مومنین کے سامنے مشفقانہ فروتنی سے پیش آیئے۔ اور اگر یہ قریش آپ کا کہنا نہ مانیں تو آپ صاف فرما دیجیے کہ میں تمہارے افعال و اقوال سے بیزار ہوں۔ اور آپ اس خدا پر جو کہ دشمنوں کو سزا دینے پر قادر اور آپ پر اور جملہ مسلمانوں پر مہربان ہے توکل رکھیے۔ جو آپ کو جس وقت کہ آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور نماز شروع کرنے کے بعد قیام رکوع و سجود میں نمازیوں کے ساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے۔ یا یہ کہ جبکہ آپ اپنے آباء کی اصلاب اطہار میں رہے۔ اس سے واقف ہے۔ وہ انکی باتوں کو خوب سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے:

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن جریر رح نے ابن جریج رح سے نقل کیا ہے۔

کہ جس وقت یہ آیت کریمہ وانذر عشیرتک الاقربین الخ یعنی اس مضمون سے آپ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرایئے، تو آپ اپنے گھروالوں اور خاندان سے ہر ایک چیز میں پہل کرنے لگے، تو یہ چیز مومنین کو شاق گزری۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ واخفض جناحک الخ یعنی ان لوگوں کے ساتھ مشفقانہ فروتنی سے پیش آیئے الخ۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٢٢١﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ

(اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں (سنو) ایسے شخصوں پر اترا

أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿٢٢٢﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿٢٢٣﴾

کرتے ہیں جو پہلے سے) دروغ گفتار بڑے بدکردار ہوں اور جو (شیاطین کی خبریں سننے کے لئے) کان لگا دیتے ہیں

وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٢٢٤﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ

اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔ اے مخاطب کیا تم کو معلوم نہیں کہ

وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿٢٢٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿٢٢٦﴾

وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے) میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں،

شیاطین کن لوگوں پر اُترتے ہیں؟

کیا میں تم کو بتلاؤں کہ کہانت کے ساتھ کس پر شیاطین اُترا کرتے ہیں۔ سنو! ایسے شخصوں پر اُترا کرتے ہیں جو پہلے سے دروغ گفتار اور بڑے بدکردار ہوں، جیسا کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ۔ اور جو شیاطین کی فرشتوں سے اڑائی ہوئی باتوں کی طرف ان شیاطین کی طرف کان لگا لیتے ہیں، اور وہ شیاطین ایک بات اچکتے ہیں اور سو جھوٹ اس میں اپنی طرف سے ملا کر پھر کاہنوں کو اس سے مطلع کرتے ہیں۔ اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں جو فضول شعر کہتے ہیں۔ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ شاعر لوگ خیالی مضامین کے ہر میدان میں حیران ٹکریں مارتے ہوئے مضامین کی تلاش میں پھرا کرتے ہیں۔ کہ کسی کی تعریف کر دی۔ تو کسی کی ہجو کر دی، اور وہ زبان سے ایسی باتیں کرتے اور قلابے ملاتے اور شیخیاں بگھارتے ہیں کہ جن کو وہ کر بھی نہیں سکتے۔ اور ایسا شاعر اور اس کی راہ پر چلنے والا دونوں گمراہ ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

نیز ابن جریر رح اور ابن ابی حاتم رح نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم کے زمانہ میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کی ہجو کی، ایک تو ان میں سے انصاری تھا۔ اور دوسرا دوسری قوم کا تھا اور ہر ایک کے ساتھ اس کی قوم کے بیوقوفوں کی جماعت تھی، اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، والشعراء یتبعهم الغاوٗن الخ نیز ابن ابی حاتم رح نے عکرمہ رض سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور عروہ سے نقل کیا ہے کہ جب والشعراء سے مالا یفعلون تک یہ آیت نازل ہوئی۔ تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رض نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے یہ چیز بتلادی کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوں، اس پر الا الذین آمنوا سے اخیر سورت تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور ابن جریر رح اور حاکم رح نے ابوحسن براد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت والشعراء نازل ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن رواحہ رض، حضرت کعب بن مالک رض اور حضرت حسان بن ثابت رض حاضر خدمت ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا کی قسم حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے، اور وہ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں تو ہم تو ہلاک ہو گئے۔ اس پر حق تعالیٰ نے الا الذین آمنوا یہ آیت نازل فرمائی، چنانچہ حضور صلعم نے پھر ان لوگوں کو بلا کر اور ان کو یہ آیت سُنادی۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور انہوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انہوں نے

وَانتَصَرُوا مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا

بعد اسکے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا) بدلہ لیا اور عنقریب ان لوگوں کو معلوم ہو جاویگا جنہوں نے (حقوق اللہ وغیرہ میں)

أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ﴿٢٢٧﴾ ع

ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ ان کو لوٹ کر جانا ہے۔

ع ۱۱ ۱۵

ایمان والے مستثنیٰ ہیں } بجز ان حضرات کے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے۔ اور اچھے اچھے کام کئے۔ اور انہوں نے اپنے اشعار میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا، اور انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی اپنے اشعار میں کفار کی تردید کر کے مدد کی، بعد اس کے کہ کفار نے ان کی ہجو کی تھی۔ تو انہوں نے بھی کفار کی ہجو کر کے ان سے بدلہ لیا جیسا کہ حضرت حسان بن ثابت رض وغیرہ گذرے ہیں۔ اور عنقریب ان لوگوں کو جنہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رض کی شان میں گستاخی کی ہے معلوم ہو جائے گا۔ کہ آخرت میں کیسی مصیبت کی جگہ انکو لوٹ کر جانا ہے۔

یعنی اگر ایمان نہ لائے تو دوزخ میں جائیں گے۔ واللہ اعلم۔

آیاتہا ۹۳ (۲۷) سورۃ النمل مکیۃ (۴۸) رکوعاتہا ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

طٰسٓ قف تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَکِتَابٍ مُّبِیۡنٍ ۝۱ هُدًی

طٰسٓ۔ یہ آیتیں (جو آپ پر نازل کی جاتی) ہیں قرآن کی (ہیں) اور ایک واضح کتاب کی یہ (آیتیں) ایمان والوں کیلئے

وَّبُشۡرٰی لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۝۲ الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ

(موجب) ہدایت اور مژدہ سنانے والی ہیں۔ جو (مسلمان) ایسے ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

الزَّکٰوۃَ وَہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ۝۳ اِنَّ الَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ

اور وہ آخرت پر (پورا) یقین رکھتے ہیں (یہ تو ایمان والوں کی صفت ہے اور) جو لوگ

بِالۡاٰخِرَۃِ زَیَّنَّا لَہُمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فَہُمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ۝۴

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے انکے اعمال (بد) انکی نظر میں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ (اپنے اس جہل مرکب میں حق سے دور) بھٹکتے

اہل ایمان کیلئے مژدہ ہدایت

(سورۂ نمل) یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں چورانوے (۹۴) آیتیں اور ایک ہزار ایک سو انچاس (۱۱۴۹) کلمات اور چار ہزار سات سو سرسٹھ (۴۷۶۷) حروف ہیں۔ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) طٰسٓ۔ طا سے طول اور سین سے خوبصورتی و زینت مراد ہے۔ یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ سورت قرآن کریم اور ایک ایسی کتاب کی آیتیں ہیں جو کہ حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہے۔ یہ آیتیں ایمان والوں کے لئے گمراہی سے موجب ہدایت اور جنت کی خوشخبری سنانے والی ہیں۔

اب حق تعالیٰ اہل ایمان کے اوصاف بیان فرماتا ہے۔ کہ جو پانچوں نمازوں کو کمال وضو، رکوع اور سجود اور تمام آداب کی رعایت کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ دیتے ہیں، اور بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، ہم نے ان کی نظر میں ان کے اعمال کفریہ مرغوب کر رکھے ہیں، جیسا کہ ابو جہل اور اس کے ساتھی، سو وہ بھٹکتے پھرتے ہیں اور انکو کچھ نہیں سوجھتا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے (مرنے کے وقت بھی) سخت عذاب ہے اور وہ لوگ آخرت میں (بھی) سخت خسارہ میں ہیں

الْأَخْسَرُونَ ⑤ وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

(کہ کبھی نجات نہ ہوگی) اور آپ کو بالیقین ایک بڑے حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جا رہا ہے

عَلِيمٍ ⑥ إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ط

(لہٰذا آپ انکے انکار سے غمگین نہ ہوجیے اسوقت کا قصہ یاد کیجیے) جبکہ موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی

سَآتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَعَلَّكُمْ

(جاکر) وہاں سے (یا تو راستہ کی) کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس (وہاں سے) آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں

تَصْطَلُونَ ⑦ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ

تاکہ تم سینکو۔ سو جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ان کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اسکے اندر ہیں (یعنی فرشتے)

وَمَنْ حَوْلَهَا ط وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑧

ان پر برکت ہو اور جو اسکے پاس ہے (یعنی موسیٰؑ) اس پر بھی برکت ہو یہ دعا بطور تحیۃ و سلام کے ہے) اور رب العالمین پاک ہے۔

يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑨ لا وَأَلْقِ

اے موسیٰؑ بات یہ ہے کہ میں (جو بے کیف کلام کر رہا ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور (اے موسیٰ) تم اپنا عصا زمین پر

عَصَاكَ ط فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ

ڈال دو (سو جب انہوں نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ تو پیٹھ پھیر کر

مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ ط

بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

سخت ترین عذاب پانے والے

ایسے لوگوں کے لئے دوزخ میں سخت ترین عذاب ہو گا۔ اور یہ لوگ قیامت کے دن جنت کے ہاتھ سے نکل جانے اور دوزخ میں داخلہ کی وجہ سے سخت خسارہ میں ہونگے۔ اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر یہ قرآن کریم بذریعہ جبریل امین بالیقین ایک بڑی حکمت والے علم والے کی جانب سے نازل کیا جا رہا ہے۔

اس وقت کا واقعہ ذکر کیجیے، جبکہ موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپسی پر راستہ بھول گئے تھے تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے راستہ کے بائیں جانب آگ دیکھی، تم یہیں ٹھیرے رہو، میں ابھی جا کر آگ کے پاس سے یا تو راستہ کی کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں، تاکہ تم سینک لو، کیونکہ اسوقت سردی کی شدت تھی، چنانچہ جب موسیٰؑ اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو منجانب اللہ آواز دی گئی۔ کہ جو اس آگ میں یعنی فرشتے ہیں، ان پر بھی برکت ہے اور جو اس آگ کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی برکت ہو۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ ذات بہت ہی بابرکت ہے کہ جس کے نور سے یہ نور ہے، یا یہ کہ جو تلاش میں ہیں یعنی حضرت موسیٰؑ اور جو ان کے گرد فرشتے ہیں ان سب پر پاک ہو، اور اللہ رب العزت کی ذات پاک ہے۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں اللہ ہوں اور جو میرے اوپر ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست ہوں، اور اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا ہوں۔ میں نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ میرے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور تم ہاتھ میں سے اپنا عصا زمین پر ڈال دو، چنانچہ انہوں نے ڈال دیا۔ سو جب حضرت موسیٰؑ نے اسکو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ ہو، تو وہ اس سے پیٹھ پھیر کر بھاگے، اور اس کے ڈر کی وجہ سے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

يٰمُوسٰى لَا تَخَفْ قف إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُونَ ۝١٠ فصلے

(ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰؑ ڈرو نہیں۔ اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے، ہاں مگر جس سے کوئی قصور

إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ

(یعنی لغزش سرزد) ہو جاوے پھر برائی (ہو جانے کے) بعد بجائے اسکے نیک کام کرلے (یعنی توبہ کرلے) تو میں مغفرت والا

رَّحِيمٌ ۝١١ وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ

رحمت والا ہوں۔ اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ (اور پھر نکالو تو) وہ بلا کسی عیب

مِنْ غَيْرِ سُوءٍ قف

(یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے روشن ہو کر نکلے گا۔

فِیْ تِسْعِ اٰیٰتٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا

نو معجزوں میں سے ہیں (جنکے ساتھ تم کو) فرعون اور اسکی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکل جانے والے

فٰسِقِیْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا

لوگ ہیں - غرض ان لوگوں کے پاس جب ہمارے (دیئے ہوئے) معجزے پہنچے جو نہایت واضح تھے

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَیْقَنَتْهَآ

تو وہ لوگ (ان سب کو دیکھ کر بولے یہ صریح جادو ہے۔ اور (غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے

اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

(بالکل) منکر ہوگئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا۔ سو دیکھئے کیسا (برا) انجام ہوا ان

الْمُفْسِدِیْنَ ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ

مفسدوں کا اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا۔ اور

وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی كَثِیْرٍ مِّنْ

ان دونوں نے (اداے شکر کے لئے) کہا کہ تمام تعریفیں اللہ کیلئے سزاوار ہیں جس نے ہم کو اپنے بہت سے ایمان والے بندوں پر

عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵﴾

فضیلت دی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلی

ارشادِ خداوندی ہوا، اے موسیٰؑ ڈرو نہیں، اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے، ہاں مگر جس سے کوئی قصور ہوجائے اور پھر وہ اس قصور سے توبہ کرے تو اس کو بھی ڈرنا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ میں تائب کی مغفرت کرنے والا، اور جو توبہ کی حالت میں مرے، اس پر رحم کرنے والا ہوں۔ اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں لے جاؤ۔ اور پھر نکالو تو وہ بلا کسی عیب یعنی برص وغیرہ کے روشن ہو کر نکلے گا۔ اور دونوں معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جن کو دیکر تم کو فرعون اور اس کی قبطی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بڑے حد سے نکلنے والے لوگ ہیں۔

غرضکہ جب موسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس ہمارے دیئے ہوئے معجزات لے کر پہنچے جو نہایت واضح تھے۔ اور یکے بعد دیگرے وہ دکھا دیئے۔ تو وہ لوگ بولے کہ موسیٰ علیہ السلام جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ صریح جادو ہے۔ اور غضب یہ کہ ظلم و عناد اور تکبر کی وجہ سے ان معجزات کے منکر ہو گئے۔ حالانکہ ان کے دلوں نے اس بات کا یقین کر لیا تھا کہ یہ منجانب اللہ ہیں۔ تو آپ دیکھئے کہ ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کا کیسا بُرا انجام ہوا۔ کہ ہم نے سب کو دریا میں غرق کر دیا۔ اور ہم نے داؤد و سلیمان علیہما السلام کو شریعت اور ملک داری کا علم اور فہم عطا فرمایا اور ان دونوں نے ادائے شکر کے لئے فرمایا کہ تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو علم اور نبوت کے ذریعہ اپنے بہت سے مؤمن بندوں پر فضیلت دی،

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ

اور داؤدؑ کی وفات کے بعد ان) کے قائم مقام سلیمانؑ ہوئے اور انہوں نے (اظہار شکر کے لئے) کہا کہ اے لوگو!

الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ

ہم کو پرندوں کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم کی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی (ضروری چیزیں) دی گئی ہیں

الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف فضل ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے (جو) ان کا لشکر جمع کیا گیا (تھا ان میں) جن بھی (تھے) اور انسان بھی

وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَتَوْا عَلٰى وَادِ النَّمْلِ

اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے)۔ اور (پھر بھی) اس کثرت سے تھے کہ ان کو (چلنے کے وقت) روکا

قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا

جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے (دوسری چیونٹیوں سے) کہا کہ اے چیونٹیو!

يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾

اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو۔ کہیں تم کو سلیمان اور ان کا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيٓ أَنْ أَشْكُرَ

سو سلیمانؑ اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ اے میرے رب مجھ کو

نِعْمَتَكَ الَّتِيٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا

اس پر مداومت دیجیئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں

تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۹﴾ وَتَفَقَّدَ

اور (اس پر بھی مداومت دیجیئے کہ) میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاص) سے اپنے (اعلیٰ

الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ أَرَى الْهُدْهُدَ ﴿۲۰﴾ أَمْ كَانَ

درجہ کے) نیک بندوں میں داخل رکھیئے۔ اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ یہ کیا

مِنَ الْغَآئِبِينَ ﴿۲۱﴾

بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔

حضرت سلیمانؑ کی جانشینی

حضرت داؤد علیہ السلام کے نو لڑکے تھے۔ ان سب میں داؤدؑ کی وفات کے بعد انکی سلطنت کے جانشین سلیمانؑ ہوئے۔

اور سلیمانؑ نے فرمایا اے لوگو! ہم کو پرندوں کی بولی سمجھنے کی تعلیم دی گئی۔ اور سامانِ سلطنت کے متعلق ہر ایک قسم کی ضروری چیزوں کا علم دیا گیا۔ واقعۃً یہ حق تعالیٰ کی طرف سے میرے اوپر بہت بڑا انعام ہے۔ اور سلیمانؑ کے لئے جوان کا تمام لشکر جمع کیا گیا تو اس کو چلنے کے وقت روکا جایا کرتا تھا، تاکہ سب جمع ہو جائیں اور متفرق نہ ہوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ سرزمین شام میں ایک چیونٹیوں کے میدان پر سے گذر ہوا۔ تو عرجاء یا منذرہ نامی ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو، کہیں تم کو سلیمانؑ اور انکا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ یا یہ کہ سلیمانؑ کے لشکر نے چیونٹی کی یہ بات نہیں سمجھی۔ غرضکہ سلیمانؑ نے اس کی بات سنی، اور اس عقلمندی پر متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور ان کا لشکر اس کی بات نہ سمجھ سکا۔ اور کہنے لگے اے میرے رب مجھے اس بات کی توفیق دیجیئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر ادا کیا کروں جو آپ نے توحید کے صلہ میں مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں۔ اور یہ کہ میں ایسے نیک کام کروں جن کو آپ قبول فرمائیں۔ اور مجھ کو اپنے خصوصی فضل سے جنت میں اپنے نیک بندوں یعنی انبیاء کرام میں داخل رکھیے

اور ایک بار یہ قصہ ہوا کہ سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کی حاضری لی، تو ہدہد کو نہ دیکھا تو فرمانے لگے کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو اس کی جگہ پر نہیں پاتا، اگر وہ پرندوں میں سے کہیں غائب ہو گیا ہے ؛

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾

میں اسکو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا۔ یا اس کو ذبح کر ڈالونگا یا وہ کوئی صاف حجت (اور غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ

سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا اور (سلیمان ؑ سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپکو معلوم نہیں ہوئی اور اجمالی بیان اسکا

يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا

یہ ہے کہ میں آپکے پاس قبیلہ سبا کی تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اسکو سلطنت کے

عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ

لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اسکے پاس ایک بڑا اور قیمتی تخت ہے میں نے اسکو اور (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ

لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾ اَلَّا يَسْجُدُوْا

کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے انکے (ان) اعمال (کفریہ) کو ان کی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور انکو راہ (حق) سے روک رکھا ہے۔ سو وہ راہ

لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾

(حق) پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دلمیں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو (کچھ زبان وغیرہ سے)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ السجدۃ

ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (پس) اللہ ہی ایسا ہے کہ اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

ملکہ سبا یا بلقیس

تو میں اس کے پر اکھاڑ دوں گا۔ پرندوں کی یہی سزا تھی۔ یا اسکو ذبح کر ڈالوں گا۔ یا وہ اپنی غیر حاضری کا معقول عذر پیش کرے۔ خیر تھوڑی ہی دیر میں وہ آگیا، اور سلیمان علیہ السلام سے کہنے لگا کہ میں ایسی جگہ ہو کر آیا ہوں جہاں ابھی تک آپ نہیں گئے، اور ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی میں آپکے پاس ملک سبا کی ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ وہ یہ کہ میں نے بلقیس نامی ایک عورت کو دیکھا ہے جو ان لوگوں پر بادشاہت کر رہی ہے۔ اور اس کو اپنے شہر میں ہر ایک قسم کا سامان میسر ہے۔ اور اسکے پاس ایک بڑا قیمتی خوبصورت تخت ہے جس پر جواہرات اور نگینے جڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر آفتاب کی پرستش کر رہے ہیں اور شیطان نے اس سورج کی پرستش کو انکی نظر میں مرغوب کر رکھا ہے۔ اور ان کو شیطان نے راہ حق سے اور ہدایت سے روک رکھا ہے۔ سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے۔ اور میں نے ان سے کہا کہ اس خدا کو کیوں نہیں سجدہ کرتے جو آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کو باہر لاتا ہے۔ جن میں سے بارش اور نباتات بھی ہیں۔ یا یہ کہ یہ حضرت سلیمان ؑ کا قول ہو کہ ہدہد سے سنکر انہوں نے

ایسا فرمایا ہو، اور تم لوگ جو کچھ نیکی و برائی دل میں پوشیدہ رکھتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے ؛

قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ

سلیمان ؑ نے (یہ سنکر) فرمایا کہ ہم ابھی دیکھے لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے ۔ (اچھا) میرا یہ خط لے جا اور اسکو اسکے پاس ڈال دینا پھر

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْۤ اُلْقِيَ اِلَيَّ

(ذرا وہاں سے) ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال و جواب کرتے ہیں بلقیس نے (پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کیلئے) کہا کہ اے اہل

كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳۰﴾ اَلَّا تَعْلُوْا

دربار میرے پاس ایک خط (جس کا مضمون) نہایت باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے وہ سلیمان ؑ کی طرف سے ہے اور اسمیں یہ (مضمون) ہے (اول) بسم اللہ

عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ ع قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً

الرحمٰن الرحیم (اور اس کے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور سب اعیان سلطنت جنکے ساتھ عوام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو اور

اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾ قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۵ وَّالْاَمْرُ

میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ ۔ بلقیس نے کہا کہ اے اہل دربار تم مجھکو اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھکو سلیمان ؑ کیساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے اور) میں

اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾ قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا

کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جبتک کہ تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں اور (آئندہ)

وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ ط وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

اختیار تم کو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ (تجویز کرکے) حکم دینا ہو بلقیس کہنے لگی کہ والیان ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب کسی بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اسکو

حضرت سلیمان ؑ کا خط بلقیس کے نام

یہ سنکر سلیمان ؑ نے ہدہد سے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچا ہے یا جھوٹا، میرا یہ خط لیجا، اور انکے پاس ڈالدینا، پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا کہ وہ دیکھ نہ سکیں پھر دیکھنا کہ میرے خط کے بارے میں وہ آپسمیں کیا گفتگو اور سوال وجواب کرتے ہیں؛ غرضکہ ہدہد نے حضرت سلیمان ؑ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا اور اس خط کو حضرت بلقیس نے اٹھالیا اور پڑھکر اپنے سرداروں کو مشورہ کے لیۓ جمع کیا۔ اور ان سے کہا کہ میرے پاس ایک مہر شدہ باوقعت خط ڈالا گیا ہے اور وہ سلیمان ؑ کی طرف سے ہے۔ اور اس میں یہ مضمون ہے کہ اول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، پھر یہ کہ تم لوگ میرے مقابلہ میں تکبر مت کرو، اور میرے پاس مطیع وفرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ اس کے بعد حضرت بلقیس نے درباریوں سے فرمایا کہ تم مجھ کو اس معاملہ میں اپنی رائے اور مشورہ دو اور میں کبھی کسی معاملہ میں کوئی قطعی فیصلہ نہیں کرتی، تاوقتیکہ تم میرے پاس موجود نہ ہو، اور مجھے مشورہ نہ دو۔ وہ لوگ بولے ہم ہتھیاروں کے اعتبار سے بڑے طاقتور ہیں۔ اور لڑنے والے بھی ہیں۔ باقی جیسی آپ کی رائے ہو۔ آپ جیسا ہم کو حکم دیں، ہم اس کی بجا آوری کے لیۓ تیار ہیں؛ یہ سنکر حضرت بلقیس نے حکمت آمیز گفتگو کی، وہ یہ کہ والیان ملک جب کسی بستی میں غلبہ اور لڑائی کے ذریعہ سے داخل ہوتے ہیں، تو اس کو تہ وبالا کردیتے ہیں

اور جو عزت والے ہوتے ہیں انکو قتل وغیرہ کے ذریعہ ذلیل وخوار کر دیتے ہیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ والیانِ بڑائی میں ایسا ہی کیا کرتے ہیں :۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَلَمَّا جَاءَ

اور میں انلوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھونگی کہ وہ فرستادے (وہاں سے) کیا (جواب) لیکر آتے ہیں۔ سو جب وہ فرستادہ سلیمان ؑ کے پاس پہنچا

سُلَيْمَانَ قَالَ أَتُمِدُّونَنِ بِمَالٍ فَمَا آتَانِيَ اللَّهُ خَيْرٌ مِمَّا آتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ

(اور تحفے پیش کئے) تو سلیمان ؑ نے فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو (سمجھ رکھو کہ) اللہ نے جو کچھ مجھکو دے رکھا ہے وہ اس سے

تَفْرَحُونَ ﴿٣٦﴾ ارْجِعْ إِلَيْهِمْ فَلَنَأْتِيَنَّهُمْ بِجُنُودٍ لَا قِبَلَ لَهُمْ بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ

کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہو گے (سو یہ سمجھتے ہیں نہ لیں گے تم ان کو لیکر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں ان لوگوں سے ان کا ذرا مقابلہ

مِنْهَا أَذِلَّةً وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٣٧﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ

نہ ہو سکیگا اور ہم انکو وہاں سے ذلیل کرکے نکال دینگے اور وہ (ہمیشہ کیلئے) ماتحت ہو جاوینگے۔ سلیمان ؑ (کو وحی سے یا اور کسی طرح وغیرہ کے ذریعہ سے اسکا چلنا معلوم ہوا تو انہوں) نے فرمایا کہ اے اہل دربار

يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣٨﴾ قَالَ عِفْرِيتٌ مِنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ

تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کردے۔ ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اسکو آپ کی خدمت میں حاضر کردونگا قبل اسکے کہ آپ

مَقَامِكَ ج وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٩﴾

اپنے اجلاس سے اٹھیں اور (گو وہ بہت بھاری ہے مگر) میں اس (کے لانے) پر طاقت رکھتا ہوں (اور گو وہ بڑا قیمتی مرصع جواہرات سے ہے مگر)

ایک جن کی پیشکش

اور سر دست میں حضرت سلیمان ؑ کی خدمت میں کچھ ہدایا بھیجتی ہوں، پھر دیکھونگی کہ قاصد وہاں سے کیا جواب لاتے ہیں۔ چنانچہ جب قاصد نے حضرت سلیمان ؑ کی خدمت میں پہنچکر ہدایا پیش کئے تو حضرت سلیمان ؑ نے فرمایا کیا تم لوگ ان ہدایا سے میری مدد کرنا چاہتے ہو سو سمجھ لو کہ حق تعالیٰ نے جو مجھ کو بادشاہت اور نبوت دے رکھی ہے وہ اس مال سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے رکھا ہے اگر میں تمہارے اس ہدیہ کو واپس کردوں تو تم ہی اس پر اتراؤ گے۔ اپنے ہدایا لیکر ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ، ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ ان لوگوں سے ان کا ذرا بھی مقابلہ نہیں ہو سکے گا۔ اور ہم انکو ملک سبا سے اطاعت کا طوق انکی گردنوں میں ڈال کر نکال دیں گے، اور وہ ذلت کے ساتھ ہمیشہ ہمارے ماتحت ہو جائیں گے اس کے بعد سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ بلقیس کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آویں حاضر کردے۔ یہ سنکر ایک عمرو نامی قوی ہیکل جن نے کہا کہ میں اس کو لاکر آپکی خدمت میں حاضر کردوں گا، قبل اسکے آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور حضرت سلیمان ؑ کا اجلاس قضا نصف النہار تک ہوتا تھا، اور میں اسکے اٹھانے پر طاقت رکھتا ہوں۔ اور اس میں جو جواہرات اور موتی اور سونا چاندی لگا ہوا ہے اس پر امانتدار بھی ہوں

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ط

امانتدار (بھی) ہوں۔ جسکے پاس کتاب کا علم تھا (یعنی) اس (علم والے) نے (اس جن سے کہا کہ) میں اسکو تیرے سامنے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لاکر کھڑا کر سکتا ہوں

فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۖ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ

اور جب سلیمان عؑ نے اسکو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو خوش ہو کر شکر کے طور پر یہ کہنے لگے کہ یہ بھی میرے پروردگار کا ایک فضل ہے کہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ)

اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ﴿۴۰﴾

ناشکری کرتا ہوں۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے (اللہ تعالیٰ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾

کریم ہے اسکے بعد سلیمان عؑ نے بلقیس کی عقل آزمانے کے لئے حکم دیا کہ اسکے لئے اسکے تخت کی صورت بدل دو، ہم دیکھیں کہ اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اس کا ان ہی میں شمار ہے جنکو (ایسی

فَلَمَّا جَاۗءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا

باتوں کا) پتہ نہیں لگتا (سلیمان عؑ نے یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہنچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے وہ

وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ

کہنے لگی کہ ہاں وہ ہے تو ایسا ہی اور (یہ بھی کہا کہ) ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی (آپکی نبوت کی) تحقیق ہو چکی ہے اور ہم (اسی وقت سے دل سے) مطیع ہو چکے

كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ

ہیں، اور اس کو ایمان لانے سے غیر اللہ کی عبادت نے (جس کی اسکو عادت تھی) روک رکھا تھا اور وہ عادت اسلئے پڑ گئی تھی کہ وہ کافر قوم میں کی تھی۔

عَنْ سَاقَيْهَا ۭ

بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو وہ چلیں راہ میں حوض آیا، تو جب اسکا صحن دیکھا تو اسکو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور اسکے اندر گھسنے کیلئے اپنی دونوں

حضرت سلیمانؑ کا اظہار شکر

حضرت سلیمان عؑ نے فرمایا میں اس سے جلدی منگانا چاہتا ہوں اسکے بعد آصف بن برخیا نامی ایک شخص نے جو اسم اعظم یعنی یا حی یا قیوم جانتا تھا، عرض کیا کہ میں اس کو آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے یعنی جیسا کہ آپ کوئی چیز فاصلہ سے نظر ہو گی۔ اس چیز کے آپ تک پہنچنے سے پہلے آپکے سامنے لاکر حاضر کرتا ہوں۔ غرضکہ جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے تخت کے پاس رکھا ہوا دیکھا تو خوش ہو کر آصف سے فرمانے لگے کہ یہ میرے پروردگار کا ایک فضل ہے تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہوں یا خدانخواستہ ناشکری کرتا ہوں۔ اور جو اس کی نعمتوں کا شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع اور ثواب حاصل کرنے کے لئے شکر کرتا ہے اور ایسے ہی جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب اسکے شکر سے غنی ہے اور تائب کو معاف فرمانے والا ہے اور ایسے ہی سزا دینے میں جلدی نہیں فرماتا

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ بلقیس ؑکے تخت کی صورت بدل دو۔ یعنی اس میں کچھ کمی زیادتی کردو تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کو اس کا پتہ لگتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ جب بلقیس ...... آئیں تو سلیمان علیہ السلام نے ان کو تخت دکھا کر فرمایا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے، وہ کہنے لگیں ہاں ہے تو ایسا ہی اور ہم کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی آپکی نبوت کی تحقیق ہو گئی اور ہم تو اسی وقت سے مطیع ہو گئے تھے۔ یا یہ کہ سلیمان عؑ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھے اس تبدیلی کی سمجھ اور بلقیس کے آنے سے قبل ان کے تخت لانے کی قوت عطا فرمائی۔ اور سلیمان عؑ نے ان کو یا حق تعالیٰ نے سورج کی پرستش سے بلقیس کو روک دیا، کیونکہ وہ پہلے مجوس قوم میں سے تھیں، اس کے بعد بلقیس سے کہا گیا کہ اس محل میں داخل ہو۔ تو جب بلقیس نے اس کا صحن دیکھا تو پانی سے

بھرا ہوا سمجھا اور اندر داخل ہونے کے لئے دامن اُٹھائے ۞

قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ

(اسوقت) سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اسوقت) بلقیس کہنے لگیں کہ اے میرے پروردگار میں نے (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کیا تھا کہ شرک میں مبتلا

سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۴۴ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ

تھی) اور میں اب سلیمانؑ کیساتھ (یعنی انکے طریقہ پر) ہو کر رب العالمین پر ایمان لائی اور ہم نے قوم ثمود کے پاس انکے برادری کے بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا یہ پیغام دیکر کہ تم اللہ کی عبادت

فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۵ قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ

کرو۔ ان میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے بارے میں) باہم جھگڑنے لگے۔ صالح ؑ نے فرمایا کہ اے بھائیو! تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو۔ تم لوگ

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۶ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ؕ

اللہ کے سامنے (کفر سے) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ رہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو

قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ۝۴۷

منحوس سمجھتے ہیں، صالح ؑ نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ (اس کفر کی بدولت) عذاب میں مبتلا ہو گئے

حضرت سلیمانؑ کا بلقیس سے ارشاد

اسوقت سلیمان ؑ نے ان سے فرمایا یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے، اور یہ حوض بھی شیشہ سے پٹا ہوا ہے، لہٰذا گھبرانے اور دامن اُٹھانے کی ضرورت نہیں اندر چلی آؤ (اس وقت بلقیس کے دل میں حضرت سلیمان ؑ کی دینی و دنیوی عظمت کمال کو پہنچ گئی۔ اور بے ساختہ بول اُٹھیں) کہ اے میرے پروردگار میں نے سورج کی پرستش کر کے اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ اور اب میں حضرت سلیمان ؑ کے ہاتھ پر رب العالمین پر ایمان لے آئی۔

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے نبی حضرت صالح ؑ کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم کفر و شرک سے توبہ کرو، اور توحید خداوندی کے قائل ہو جاؤ، تو ان میں مؤمن و کافر کے دو فریق ہو گئے۔ جو دین کے بارے میں باہم جھگڑنے لگے۔

حضرت صالح ؑ نے کافر فرقے سے فرمایا، ارے تم لوگ عافیت و رحمت سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ کفر و شرک سے معافی کیوں نہیں مانگتے، اور توحید کے کیوں قائل نہیں ہوتے، جس سے توقع ہو کہ تم پر رحم کیا جائے اور عذاب نازل نہ ہو۔

وہ لوگ بولے ہم تو تم کو اور تمہارے ساتھ جو مؤمن ہیں منحوس سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے ہم پر سختی ہو رہی ہے۔ حضرت صالح ؑ نے فرمایا، تمہاری سختی اور خوشحالی یہ سب حق تعالیٰ کی طرف سے ہے بلکہ تم سختی اور خوشحالی کے ذریعہ آزمائے جاؤ گے یا یہ کہ تم کفر کی بدولت عذاب میں مبتلا ہو گئے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ

اور (کفر کے سرغنہ) اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں (یعنی بستی سے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے۔ اور (ذرا)

فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿۴۸﴾ قَالُوا تَقَاسَمُوا بِاللَّهِ لَنُبَيِّتَنَّهُ

اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور انکے

وَأَهْلَهُ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لِوَلِيِّهِ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ أَهْلِهِ

متعلقین (یعنی ایمان والوں کو) جا ماریں گے پھر (بروقت تحقیق) ہم انکے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم انکے متعلقین کے

وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۴۹﴾ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا

(اور خود انکے) مارے جانے میں موجود ہی نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں اور (یہ مشورہ کرکے) انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۰﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ

اور (اس تدبیر کی) انکو خبر بھی نہ ہوئی سو دیکھئے انکی شرارت کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انکو (بطریق مذکور) اور

أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۵۱﴾ فَتِلْكَ بُيُوتُهُمْ

(پھر) انکی قوم کو سب کو (آسمانی عذاب سے) غارت کر دیا۔ سو یہ ان کے گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں انکے کفر کے سبب سے

خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوا ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۵۲﴾

بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کے لئے۔

وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿۵۳﴾

اور ہم نے ایمان اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔

نو فاسق اشخاص اور قتل ناقہ } اور اس بستی کے رؤسا کے بیٹوں میں نو آدمی نہایت فاسق تھے۔ یعنی قدار بن سالف، مصدع بن دہر اور اس کے ساتھی جو بہت معاصی کیا کرتے تھے۔ اور قطعاً اصلاح کا حکم نہیں دیا کرتے تھے۔ اور نہ خود ہی اس پر عمل پیرا ہوا کرتے تھے

انہوں نے باہم یہ گفتگو کی کہ سب مل کر اس چیز پر اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاؤ، کہ ہم شب کے وقت حضرت صالح ؑ اور ان کے متعلقین پر حملہ کریں گے، اور نعوذ باللہ ان سب کو مار ڈالیں گے۔ پھر ان کے وارثوں اور رشتہ داروں سے کہدیں گے کہ ہم حضرت صالح ؑ اور ان کے متعلقین کے مارے جانے کے وقت موجود نہ تھے۔ اور ہم اپنی بات میں بالکل سچے ہیں۔ اور پھر ہماری کوئی بھی تردید نہیں کرے گا۔

غرضیکہ ان لوگوں نے حضرت صالح ؑ اور ان کے ماننے والوں کے قتل کرنے کی تدبیر کی تھی۔ اور ہم نے بھی ان سب کے ختم کرنے کی تدبیر کی، جس کی ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کہا گیا ہے کہ ان سب کو حضرت صالح ؑ کے مکان پر فرشتوں نے مار ڈالا اور ان لوگوں کو فرشتوں کا پتہ بھی نہیں چلا۔ سو دیکھئے ان کی اس شرارت کا کیا انجام ہوا۔ ہم نے ان کو بطریق مذکور اور بقیہ انکی ساری قوم کو پتھروں کا عذاب نازل کرکے ہلاک کر دیا۔ سو یہ ان کے ویران گھر پڑے ہوئے ہیں، انکے شرک کی وجہ سے ہم نے جو ان کو سزا دی، بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے ان لوگوں کے لئے جو ہماری اس سزا دینے کی تصدیق کرتے ہیں، اور ہم نے حضرت صالح ؑ کو اور ان مؤمن بندوں کو جو کفر و شرک فواحش اور قتل ناقہ سے بچتے تھے۔ نجات دی۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنْتُمْ

اور ہم نے لوط (علیہ السلام) کو بھیجا تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ

تُبْصِرُونَ ﴿۵۴﴾ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ

سمجھدار ہو کیا تم مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر

دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۵۵﴾ فَمَا كَانَ

(اور اس کی برائی میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ (اس باب میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو۔ سو (اس

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ۖ

تقریر کا) ان کی قوم سے کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو

إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿۵۶﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ

تم اپنی بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک و صاف بنتے ہیں۔ سو ہم نے اس قوم پر عذاب

ع ۴ ۱۹

قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿٥٧﴾ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ

با ذل کیا اور لوط (ع) کو اور انکے متعلقین کو بچا لیا بجز انکی بیوی کے کہ اسکو (بوجہ ایمان لانے کے) ہم نے ان ہی لوگوں میں

مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٥٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى

تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینھ برسایا سو ان لوگوں کا کیا برا مینھ تھا جو ڈرائے گئے تھے آپ

عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ؕ آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٥٩﴾

(بیان توحید کیلئے بطور خطبہ کے) کہیے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے سزاوار ہیں اور اسکے ان بندوں پر سلام (نازل) ہو جنکو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جنکو یہ شریک ٹھیراتے ہیں:

حضرت لوط علیہ السّلام کی تبلیغ حق }

اور ہم نے لوط ع کو انکی قوم کی طرف بھیجا، جسوقت انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا تم بیحیائی کا جان بوجھ کر کام کرتے ہو۔

کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو۔ تم حکم خداوندی کے بارے میں جہالت کر رہے ہو

ان کی قوم کو بجز اس کے اور کوئی جواب نہ بن پڑا کہ تم لوط اور ان کی دونوں صاحبزادیوں یعنی زعورا اور ریثاء کو اس بستی سادوم سے نکال دو، کیونکہ یہ لوگ مردوں سے شہوت رانی کے باب میں بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔

چنانچہ ہم نے حضرت لوط ع اور ان کی دونوں صاحبزادیوں کو اس عذاب سے بچا لیا، بجز انکی منافقہ بیوی کے کہ ہم نے اس کو ان ہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا۔ جو عذاب میں رہ گئے تھے۔ چنانچہ ہم نے ان سب پر مسافر ہوں یا مقیم پتھروں کا مینہ برسا دیا۔ سو ان لوگوں کا کیا برا مینہ تھا، جن کو لوط ع نے عذاب خداوندی سے ڈرایا تھا۔ پھر بھی وہ ایمان نہیں لائے تھے :

الحمد للہ تفسیر ابن عباس رض کا پارہ وقال الذین ۱۹ ختم ہوا۔

ناشر: ادارہ درس قرآن

دیوبند (یو پی)

کتبہ فاروقی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَاب۔ (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے اللہ! ابن عباس رضؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔"

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ

تم میں بہتر شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

تفسیر ابنِ عباس رضی اللہ عنہ

(کامل اردو)

پارہ ۲۰ اَمَّنْ خَلَقَ

جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضؓ کی مشہور و مقبول تفسیر "تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس" کا سلیس و شگفتہ ترجمہ مع لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطی رحؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحؒ

ترجمہ تفسیر
مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

ادارہ درسِ قرآن دیوبند (یوپی)

(کتابت فاروقی)

۷۸۶

اِدارہ دَرسِ قرآن

کا

پانچواں

سہ ماہی تفسیری پروگرام

تنویر المقباس من تفسیر ابن عبّاسؓ

جامع

مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ

مع ترجمہ

لباب النقول فی اسباب النزول

از

علّامہ جلال الدین سیوطیؒ (م سنہ ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی فاضلِ دیوبند

اشاعت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۷۰ء

پارہ ۳۰

ھدیہ فی پارہ ــــ چار روپے =/۴

ممبران کیلئے محصول ڈاک بذمہ ادارہ -

ناشر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درسِ قرآن دیوبند (رجسٹرڈ)

(دیو بند)

کتبہ فاروقی

مطبوعہ محبوب پریس دیوبند

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ

پارہ نمبر ۲۰

ناشر ادارہ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)

مسجد خدا کا گھر — مسجد مرکزِ دین — مسجد شعائرِ اسلام

اپیل برائے تعمیر منزلِ ثانی طیب مسجد دیوبند

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی! احقر کی بہت دیرینہ تمنا تھی کہ محلہ دیوان میں ایک مسجد بن جائے جو احقر ہی کا محلہ اور جائے سکونت ہے، عزیزم قاری حافظ اخلاق احمد صاحب صدیقی رکن شعبۂ افتاء دارالعلوم دیوبند نے اس کا بیڑہ اٹھایا۔ اُن کی مساعی جمیلہ اور اہلِ خیر کے مخلصانہ مالی تعاون سے الحمد للہ مسجد مکمل ہو گئی۔ جس کا نام انھوں نے طیب مسجد رکھا۔

● اس مسجد کو حق تعالیٰ شانہٗ نے قبولیت عطا فرمائی اور پہلے ہی دن سے مسجد نمازیوں سے بھرپور نظر آنے لگی، علاوہ اہلِ محلہ کے دارالعلوم کے قرب کی وجہ سے طلبہ بکثرت اس مسجد میں نمازیں ادا کرنے لگے جس سے مسجد تنگ ہو گئی اور بہت سے نمازی جگہ نہ ملنے کے سبب واپس چلے جانے پر مجبور ہوتے ہیں اس تصور سے پہلے سے بھی خیال تھا کہ یہ مسجد دو منزلی بنائی جائے اور اب یہ ضرورت ناگزیر ہو گئی ہے اس لئے ارادہ کر لیا گیا ہے کہ اُوپر کی منزل بھی جلدی تعمیر کرائی جائے۔ کام شروع کرا دیا گیا ہے۔

● احقر کی درخواست ہے کہ اہلِ خیر ابھی اپنی اعانت سے دست کش نہ ہوں اور مسجد کی بالائی منزل کو بھی اسی طرح پایۂ تکمیل تک پہونچا دیں جس طرح انھوں نے نچلے حصہ کی تعمیر میں لگن کے ساتھ حصہ لیا ہے بالائی تعمیر کا تخمینہ موجودہ گرانی کے پیشِ نظر تینتیس چالیس ہزار روپیہ کیا گیا ہے جو انشاء اللہ معطیانِ خیر پر بھاری نہ ہوگا۔ یہ ایک صدقۂ جاریہ اور دائمی اجر و ثواب کا راستہ ہے اُمید ہے کہ اہلِ خیر اس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے میں دریغ نہ فرمائیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

● نوٹ:- اہلِ خیر حضرات اپنے عطیات احقر کے نام بھی ارسال فرما سکتے ہیں۔ مگر اس میں اس جملہ کی صراحت فرما دیں کہ "بمد تعمیر طیب مسجد محلہ دیوان" تاکہ دارالعلوم کی رقوم میں مسجد کی رقم مخلوط نہ ہو جائے۔

فقط
محمد طیب غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند ۱۳/۸/۹۷ھ

ناشر:- (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم تعمیر طیب مسجد محلہ دیوان و ناظم درس قرآن دیوبند (یوپی)

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ

یا وہ ذات (بہتر ہے) جس نے آسمان اور زمین کو بنایا

وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ

اور اس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس (پانی) کے ذریعہ سے ہم نے رونق دار

بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ

باغ اگائے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو اگا سکو (یہ سنکر بتلاؤ کہ) کیا

مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ (عبادت میں شریک ہونے کے لائق) کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین پھر بھی نہیں مانتے) بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ

قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ أَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ

(دوسروں کو) خدا کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ یا وہ ذات جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرار گاہ بنایا اور اسکے درمیان

بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ

دریان نہریں بنائیں اور اس (زمین) کے ٹھہرانے کیلئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حد فاصل بنائی، کیا اللہ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ

کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر مشرکین نہیں مانتے) بلکہ ان میں زیادہ تو (اچھی طرح) سمجھتے بھی نہیں۔ یا وہ ذات

وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ

جو بیقرار آدمی کی سنتا ہے جب وہ اسکو پکارتا ہے اور (اسکی) مصیبت کو دور کر دیتا ہے اور تم کو زمین میں صاحب تصرف بناتا ہے،

مضطر کی دعا سننے والا } اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان منکرین کی ہلاکت پر حق تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کیجئے۔ اور اس کا شکر کیجئے، اور اس کے ان بندوں پر جن کو اس نے

نبوت کے ذریعہ منتخب فرمایا ہے، یا یہ کہ اس کے ان بندوں پر جن کو اس اسلام کی دولت سے سرفراز فرمایا ہے، اور وہ امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام ہے۔ سلام نازل ہو۔ آپ ان کفار مکہ سے فرمائیے کہ اچھا بتاؤ کیا ان بتوں کی جن کو تم خدا کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہو پرستش بہتر ہے، یا اس ذات کی عبادت و فرمانبرداری بہتر ہے۔ جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، اور آسمان سے پانی برسایا۔ اور پھر اس پانی سے رونق دار باغ اگائے جن کی باڑ کھجور کے درختوں اور دوسرے درختوں سے ہو رہی ہے۔ تمہاری قدرت سے تو یہ چیز باہر تھی کہ تم ان باغوں کے درخت اگا سکو۔ اب سوچ کر ذرا بتاؤ تو سہی کہ کیا حق تعالیٰ کے علاوہ کسی اور معبود نے یہ چیزیں اگائی ہیں؟ بلکہ یہ تو ایسے بدتمیز ہیں کہ بتوں کو عبادت میں خدا تعالیٰ کے برابر ٹھہراتے ہیں۔

(اور یہ سنکر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں، یا وہ ذات جس نے زمین کو قرار گاہ بنایا، اور اس کے درمیان درمیان نہریں جاری کیں، اور زمین کے ٹھہرانے کے لئے میخوں کے طریقہ پر مضبوط پہاڑ بنائے۔ اور شیریں اور تلخ دو دریاؤں کے درمیان ایک حدِ فاصل بنائی جس کی بنا پر ایک دوسرے کا پانی باہم نہیں ملتا اب بتلاؤ کہ کیا اللہ کے علاوہ کسی اور معبود کی یہ کارگزاریاں ہیں۔ بلکہ ان میں اکثر تو اس چیز کی تصدیق ہی نہیں کرتے (اچھا اور سنکر یہ بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں)، یا وہ ذات جو بے قرار آدمی کی سنتا ہے، جب وہ اپنی تکلیف دور کرانے کے لئے اس کو پکارتا ہے۔ اور اس کی مصیبت دور کر دیتا ہے۔ اور ایک قوم کی ہلاکت کے بعد پھر تم کو زمین میں جانشین بناتا ہے۔

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ اَمَّنْ

(یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے (مگر)، تم لوگ بہت ہی کم یاد رکھتے ہو (اچھا پھر اور کمالات

يَّهْدِيْكُمْ فِىْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ

سن کر بتلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ سوجھاتا ہے

بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ

اور جو کہ ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے جو (بارش کی امید دلا کر دلوں کو) خوش کر دیتی ہیں (یہ سنکر بتلاؤ کہ) کیا اللہ کے ساتھ

عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٣﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ

کوئی اور معبود ہے (ہرگز نہیں بلکہ) ان لوگوں کے شرک سے برتر ہے۔ یا وہ ذات جو مخلوقات کو اول بار پیدا کرتا ہے (جو کہ مسلّم ہے)

يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا

پھر اسکو دوبارہ زندہ کریگا اور جو کہ آسمان (سے پانی برسا کر) اور زمین سے (نباتات نکالکر) تم کو رزق دیتا ہے

بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِى

(یہ سنکر اب بتلاؤ کہ) کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے آپ کہیے کہ (اچھا) تم (انکے استحقاق عبادت پر) اپنی دلیل پیش کرو اگر تم

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا يَشْعُرُوْنَ

(اس دعویٰ میں) سچے ہو۔ آپ کہدیجیے کہ جتنی مخلوقات آسمانوں اور زمین (یعنی عالم) میں موجود ہیں (ان میں سے کوئی بھی غیب

اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ قف

کی بات نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور (اسی وجہ سے) ان (مخلوقات) کو یہ خبر نہیں کہ وہ کب دوبارہ زندہ کیے جاوینگے۔

بَلْ هُمْ فِىْ شَكٍّ مِّنْهَا ؕ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ ع

بلکہ آخرت کے بارے میں (خود) انکا علم (با وقوع ہی) نیست ہو گیا بلکہ یہ لوگ اس سے شک میں ہیں بلکہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں

ہدایت کا راستہ نہیں دیکھ سکتے

کیا حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود یہ کام کر سکتا ہے؟ مگر تم لوگ اس سے نصیحت نہیں حاصل کرتے۔ (اور پھر تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو تم کو حالتِ سفر میں خشکی اور دریا کی تاریکیوں میں رستہ دکھاتا ہے۔ اور جو ہواؤں کو بارش سے پہلے بھیجتا ہے، جو بارش کی اُمید دلا کر دلوں کو خوش کر دیتی ہیں۔ کیا حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی ایسا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کی شرکیہ باتوں سے برتر و منزہ ہے۔ (اور تبلاؤ کہ یہ بت بہتر ہیں) یا وہ ذات جو نطفہ سے مخلوقات کو اوّل بار پیدا کرتا ہے۔ پھر اس کو مرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور جو کہ آسمان سے تمہارے لئے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے۔ کیا اللہ جل شانہٗ کے علاوہ اور کسی کی جرأت ہے کہ ایسا کر سکے۔ (اور اگر اب بھی نہ مانیں) تو آپ فرما دیجئے کہ اپنی دلیل پیش کرو، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔ کہ خدا کے علاوہ اور بھی معبود اور مشکل کشا ہیں۔

آپ فرما دیجئے کہ فرشتے ہوں یا انسان (نبی ہوں یا پیر) کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی اور ان کفار پر عذاب کس وقت نازل ہوگا۔ بجز حق تعالیٰ کے اور ان مخلوقات کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ وہ قبروں سے کس وقت دوبارہ زندہ کئے جاویں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں تو ان کا علم کالعدم ہو گیا

اور انہوں نے سمجھ لیا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی، بلکہ یہ لوگ قیام قیامت کے بارے میں شک میں ہیں اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ یہ اس سے اندھے بنے ہوئے ہیں، کہ ان کو ہدایت کا راستہ نظر ہی نہیں آتا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَآ اَئِنَّا

اور یہ کافریوں کہتے ہیں کہ کیا ہم لوگ جب (مر کر) خاک ہو گئے اور (اسی طرح) ہمارے بڑے بھی تو کیا (پھر) ہم

لَمُخْرَجُوْنَ ﴿۶۷﴾ لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ

(زندہ کر کے قبروں سے) نکالے جاوینگے۔ اسکا تو ہم سے اور ہمارے بڑوں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے

قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾ قُلْ سِيْرُوْا

یہ بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں، آپ کہدیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ مجرمین کا انجام کیا ہوا

فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

اور (اگر باوجود ان مواعظ بلیغہ کے پھر بھی مخالفت پر کمر بستہ رہیں تو) آپ ان پر غم نہ کیجئے اور جو کچھ یہ شرارتیں کر رہے ہیں

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

اس سے تنگ نہ ہوجیے۔ اور یہ لوگ (بیباکانہ) یوں کہتے ہیں کہ یہ وعدہ (عذاب وقہر کا)

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

کب ہوگا اگر تم سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ کہہ دیجئے کہ عجب نہیں کہ جس

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِىْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾

عذاب کی تم جلدی مچا رہے ہو۔ اس میں سے کچھ تمہارے پاس ہی آلگا ہو، اور اب تک جو

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

دیر ہو رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپکا رب لوگوں پر (اپنا) بڑا فضل رکھتا ہے ولیکن اکثر آدمی (اس بات پر) شکر نہیں کرتے۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۴﴾

اور آپ کے رب کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں مخفی ہے - اور جس کو وہ علانیہ کرتے ہیں۔

وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۷۵﴾

اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

کفّارِ مکّہ کا استعجاب

یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کیا ہم لوگ جب مر کر خاک ہو گئے اور اسی طرح ہمارے بڑے بھی تو کیا پھر ہم کو زندہ کرکے قبروں سے نکالا جائے گا جس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں۔ اس چیز کا تو ہمارے بڑوں سے آپ کے وعدہ سے پہلے وعدہ ہوتا چلا آیا ہے۔ یہ تو محض بے سند باتیں ہیں جو اگلوں سے نقل ہوتی چلی آئی ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ تم زمین میں چل پھر کر مجرموں کا انجام دیکھو کیا ہوا (خود انکی ہلاکت معلوم ہو جائیگی)۔ اور اگر یہ ایمان نہیں لاتے یا یہ کہ یہ لوگ ہلاک ہو جائیں تو ان پر غم نہ کیجئے، اور جو کچھ یہ شرارتیں اور بیہودہ اس کر رہے ہیں۔ آپ اس سے تنگ نہ ہو جیے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جس نزول عذاب کا آپ ہم سے وعدہ کرتے ہیں وہ وعدہ کب ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو بتلاؤ۔

آپ ان سے فرما دیجئے کہ عجب نہیں جس عذاب کے بارے میں تم جلدی مچا رہے ہو وہ تمہارے قریب ہی آ گیا ہو یعنی بدر کا دن۔ اور آپ کا رب لوگوں پر بڑا فضل رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے قدرے عذاب کو مؤخر کر رکھا ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے کہ تاخیر عذاب کو غنیمت سمجھیں۔ اور آپ کے پروردگار کو سب خبر ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و عداوت بھرا ہوا ہے۔ اور جو کہ یہ کفر و شرک قتل و غارت گری کرتے ہیں، اور آسمان والوں اور زمین والوں میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں، جو لوح محفوظ میں مکتوب نہ ہو۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ

بے شک یہ قرآن بنی اسرائیل پر اکثر ان باتوں (کی حقیقت) کو ظاہر کرتا ہے جس میں وہ

هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۷۶﴾ وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۷﴾

اختلاف کرتے ہیں۔ اور بالیقین وہ ایمانداروں کیلئے (خاص) ہدایت اور (خاص) رحمت ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ﴿٧٨﴾

بالیقین آپ کا رب انکے درمیان اپنے حکم سے (وہ عملی) فیصلہ (قیامت کے دن) کرے گا) اور وہ زبردست اور علم والا ہے

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ إِنَّكَ لَا

سو (جب وہ ایسا ہے تو) آپ اللہ پر توکل رکھیئے یقیناً آپ صریح حق (طریقہ) پر ہیں۔ آپ مردوں کو نہیں

تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ﴿٨٠﴾

سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں (خصوصاً) جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں

وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن

اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے (بچاکر) رستہ دکھلانے والے ہیں آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ﴿٨١﴾ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ

جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے (اور) پھر وہ مانتے (بھی) ہیں۔ اور جب وعدہ (قیامت کا) ان پر

أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ

ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لیے ایک (عجیب) جانور نکالیں گے کہ وہ ان سے باتیں کریگا کہ (کافر) لوگ

كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ ﴿٨٢﴾ ع

ہماری (یعنی اللہ تعالیٰ کی) آیتوں پر یقین نہ لاتے تھے۔

ع ۱۶ / ۲

آیاتِ خداوندی کے منکر اور یہ قرآن کریم جو آپ ان کو پڑھ کر سناتے ہیں۔ یہ بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ پر اکثر ان باتوں کی حقیقت آشکارا کرتا ہے جن دینی باتوں میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور یہ قرآن کریم ایمانداروں کے لئے گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے خاص رحمت ہے۔ اور آپ کا پروردگار یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت کے دن اپنے حکم سے فیصلہ فرمادے گا۔ اور وہ زبردست ہے۔ ان کو اور انکی سزا کو بھی جاننے والا ہے۔ اور آپ حق تو پر توکل کیجیے یقیناً آپ صریح دین حق یعنی دین اسلام پر ہیں۔ اور آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو جن کے

دل مُردہ ہو چکے ہیں۔ یا یہ کہ وہ مُردوں کی طرح ہیں۔ اور اسی طرح بہروں کو نہیں سنا سکتے۔ خصوصاً جبکہ وہ راہ حق و ہدایت سے اعراض کر کے چل دیں۔ اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر ہدایت کا راستہ دکھلانے والے ہیں۔ آپ تو صرف ان ہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور رسول کا یقین رکھتے ہیں۔ اور پھر وہ عبادت اور توحید خداوندی میں مخلص بھی ہیں۔ اور جس وقت ان پر نزول عذاب کا وقت آجائے گا تو ہم صفا و مروہ کے درمیان سے ایک جانور نکالیں گے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، یا یہ کہ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا۔ اور ان سے باتیں کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں یعنی قرآن کریم اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم یا یہ کہ خروج دابہ پر یقین نہیں لاتے تھے۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ

اور جس دن (قبروں سے زندہ کرنے کے بعد) ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا (حساب کیلئے)

بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ

جمع کرینگے جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے پھر انکو روکا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب (موقف میں) حاضر ہو جائینگے

اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا

تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویگا کہ تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا تھا حالانکہ تم ان کو اپنے احاطہ علمی میں بھی نہیں لائے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا

بلکہ اور بھی کیا کیا کام کرتے تھے۔ اور (اب وہ وقت ہے کہ) ان پر وعدہ (عذاب کا) پورا ہو گیا کہ (دنیا میں)

فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ

انہوں نے (بڑی بڑی) زیادتیاں کی تھیں سو وہ لوگ بات بھی نہ کر سکینگے۔ کیا انہوں اسپر نظر نہیں کی کہ ہم نے رات بنائی تاکہ

لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

لوگ اس میں آرام کریں (اور یہ آرام مشابہ موت کے ہے) اور دن بنایا جس میں دیکھیں (اور یہ مشابہ حیات بعد الموت کے ہے) پس بلاشبہ

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۸۶﴾

اس میں بڑی دلیلیں ہیں ان (ہی) لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

اور جس دن صور میں پھونک ماری جاوے گی سو جتنے آسمان اور زمین میں ہیں سب گھبرا جاویں گے مگر جس کو

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ ۚ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ﴿۸۷﴾

خدا چاہے (وہ اس گھبراہٹ سے اور موت سے محفوظ رہیگا۔ اور سب کے سب اسی کے سامنے دبے جھکے رہیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ۚ

اور تو (جن پہاڑوں کو دیکھ رہا ہے (اور) انکو خیال کر رہا ہے۔ کہ یہ (اپنی جگہ سے) جنبش نہ کرینگے حالانکہ وہ بادلوں کی

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿۸۸﴾

طرح اڑے اڑے پھرینگے یہ خدا کا کام ہوگا جس نے ہر چیز کو (مناسب انداز پر) مضبوط بنا رکھا ہے یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے سب افعال کی پوری خبر ہے۔

قیامت کے دن پہاڑوں کا حال

اور قیامت کے دن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گروہ ان لوگوں کا جمع کریں گے جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول کی تکذیب کیا کرتے تھے۔ اور ان کو چلنے سے پچھلوں کے آملنے کے واسطے روکا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب سب آکر جمع ہو جائیں گے تو حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا، کیا تم نے میری کتاب اور میرے رسول کو جھٹلایا تھا۔ اور یہ تک تم نے غور نہیں کیا، کہ یہ میری طرف سے ہیں۔ اور یہ بلا سوچے سمجھے تکذیب کر دی۔ اور اسکے علاوہ کفر و شرک کے اور بھی کام کیا کرتے تھے۔ اور ان پہ وعدہ عذاب کا پورا ہو جائے گا، اس بناء پر کہ انہوں نے کفر و شرک کر کے بڑی بڑی زیادتیاں کی تھیں، اور وہ جواب بھی نہ دے سکیں گے۔ کیا کفار مکہ اس میں غور نہیں کرتے کہ ہم نے آرام کے لئے رات بنائی، تاکہ اس میں آرام کریں، اور روزگار وغیرہ کے دیکھنے کے لئے دن بنایا تاکہ اس میں روزی تلاش کریں۔ اور یہ جو ہم نے ان کے آرام کے لئے چیزیں بنائیں، بلاشبہ اسمیں بڑی دلیلیں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو کہ اس چیز کی تصدیق کرتے ہیں۔

اور جس دن پہلی مرتبہ صور میں پھونک ماری جاوے گی تو تمام فرشتے اور آدمی وغیرہ سب گھبرا جائیں گے۔ بجز جبرئیل و میکائیل و اسرافیل اور ملک الموت اور حاملان عرش کے کہ انکی اس نفخہ کے وقت وفات نہ ہوگی۔ پھر ان سب کی بھی بدون اثر نفخہ وفات ہو جائے گی، اور سب کے سب خواہ آسمانوں والے ہوں یا زمین والے قیامت کے دن اسکے سامنے دبے جھکے حاضر رہیں گے، اور جن پہاڑوں کے متعلق تو یہ خیال کر رہا ہے کہ اپنی جگہ سے جنبش نہیں کریں گے۔ تو نفخہ کے وقت فضاء میں بادلوں کی طرح اڑے اڑے پھرینگے۔ یہ خدا کا کام ہوگا

جس نے ہر چیز کو اپنے انداز پر مضبوط بنا رکھا ہے۔ جو کچھ تم نیکی و برائی کرتے ہو اس کو سب خبر ہے ؛

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ

جو شخص نیکی (یعنی ایمان) لاویگا سو اس شخص کو اس (نیکی کے اجر) سے بہتر (اجر) ملیگا اور وہ لوگ بڑی گھبراہٹ سے اس

يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ

روز امن میں رہیں گے اور جو شخص بدی (یعنی کفر و شرک) لاویگا تو وہ لوگ اوندھے منہ آگ

فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾ اِنَّمَآ

میں ڈال دیئے جاویں گے (اور ان سے کہا جاوے گا کہ) تم کو تو ان ہی عملوں کی سزا دی جارہی ہے، جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ

مجھکو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جس نے اس (شہر) کو محترم بنایا ہے اور

كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَاَنْ

(اسکی عبادت کیوں نہ کی جائے جبکہ وہ ایسا ہے کہ) سب چیزیں اسی کی (ملک) ہیں اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں اور

اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ

(مجھکو) یہ (بھی حکم ملا ہے) کہ میں قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں سو (میری تبلیغ کے بعد) جو شخص راہ پر آویگا سو وہ

وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾ وَقُلِ

اپنے ہی فائدہ کیلئے راہ پر آویگا اور جو شخص گمراہ رہے گا تو آپ کہہ دیجئے کہ میرا کوئی ضرر نہیں کیونکہ میں تو صرف ڈرانیوالے پیغمبروں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ

میں سے ہوں اور آپ (یہ بھی) کہدیجئے کہ سب خوبیاں خالص اللہ ہی کیلئے ثابت ہیں وہ تم کو عنقریب اپنی نشانیاں (یعنی قیامت کے واقعات

بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع

دکھلاوے گا۔ سو تم (وقوع کے وقت) ان کو پہچانو گے اور آپکا رب ان کاموں سے بے خبر نہیں جو تم سب لوگ کر رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کے عمل سے باخبر ہے

اور جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ لے کر آئے گا، تو اس کو اس نیکی کا اجر مذکور سے بہتر اجر ملے گا۔ اور وہ گھبراہٹ اور عذاب کے دن اور جبکہ دوزخ کو پُر کیا جاوے گا امن میں رہیں گے۔ اور جو شخص کفر و شرک لاوے گا۔ وہ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تم کو تو آخرت میں ان ہی کاموں کا بدلہ دیا جا رہا ہے۔ جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے۔

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ مجھے تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر کے مالک کی عبادت کیا کروں۔ جس نے اس کو حرم امن بنایا ہے۔ اور سب چیزیں مخلوقات وغیرہ اسی کی ملک ہیں۔ اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ میں دین اسلام پر مسلمانوں کے ساتھ قائم رہوں۔ اور مجھے یہ بھی حکم ہوا ہے کہ تم کو قرآن کریم پڑھ پڑھ کر سناؤں، سو جو شخص قرآن کریم پر ایمان لائے گا وہ اپنی ذات ہی کے فائدے کے لئے ایمان لائے گا اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے تو آپ فرما دیجئے میں صرف قرآن کریم کے ذریعہ دوزخ سے ڈرانے والا ہوں پھر اس کے بعد جہاد کا حکم ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ آپ ان سے فرما دیجئے۔ سب خوبیاں اور وحدانیت خاص اللہ ہی کے لئے ہے وہ عنقریب بدر کے دن تم پر عذاب نازل کر کے اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں تم کو دکھلا دیگا۔ سو تم اس وقت پہچان لوگے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم سے فرماتے تھے وہ حق اور سچ تھا۔ اور یہ جو کفر و شرک کر رہے ہیں، آپ کا پروردگار ان سے غافل نہیں، یہ کفار مکہ کو منجانب اللہ کفر و شرک پر وعید ہے، یا یہ کہ جو تم لوگ اور مکر و خیانت اور فساد کے کام کر رہے ہو، حق تعالیٰ ان کی سزا دینے سے چوک فرمانے والا نہیں۔

آیاتُھا ۸۸ —— (۲۸) سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ (۴۹) —— رُكُوعَاتُھا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② نَتْلُوْا عَلَيْكَ

طسم ۔ یہ (مضامین جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں) کتاب واضح (المعنی یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں ہم آپ کو موسیٰ (ع) اور

مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ③ اِنَّ

فرعون کا کچھ قصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کر کے) سناتے ہیں ان لوگوں کے (نفع کے) لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ فرعون

فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ

سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے باشندوں کو مختلف قسمیں کر رکھا تھا کہ ان (باشندوں)

طَائِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِي

میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اس طرح سے کہ) ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی

نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٤﴾

عورتوں (یعنی لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا)

فرعونِ مصر کا غرور اور ظلم

(سورۂ قصص) یہ پوری سورت مکی ہے۔ بجز اس آیت اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ الخ کیونکہ یہ آیت مکہ مدینہ کے درمیان مقام جحفہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سورت میں اٹھاسی (۸۸) آیتیں اور چار سو اکتالیس (۴۴۱) کلمات اور پانچ ہزار آٹھ سو (۵۸۰۰) حروف ہیں۔

(بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) طٰسٓمٓ۔ طا سے طول و قدرت اور سین سے خوبصورتی و بلندی میم سے بادشاہت و سلطنت مراد ہے۔ یا یہ کہ ایک قسم ہے جو تاکید کے لئے ذکر کی گئی ہے، یہ سورت ایسی کتاب کی آیات ہیں جو حلال و حرام اوامر و نواہی کو بیان کرنے والی ہے۔ ہم آپ کو حضرت موسٰیؑ اور فرعون کا کچھ واقعہ بذریعہ قرآن کریم سناتے ہیں۔ ان لوگوں کے نفع کے لئے جو آپ کی اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔

غرضکہ فرعون سرزمین مصر میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا، اور اس نے ان کے باشندوں کی مختلف جماعتیں کر رکھی تھیں۔ ان جماعتوں میں سے بنی اسرائیل کا زور گھٹا رکھا تھا۔ بایں طور کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا۔ اور انکی عورتوں سے خدمت لیتا تھا۔ واقعی وہ بڑا مفسد تھا۔ کفر و شرک اور قتل و غارت گری میں حد سے بڑھا ہوا تھا۔

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ

اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جا رہا تھا ہم ان پر (دنیوی و دینی) احسان کریں

وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ﴿٥﴾

اور (وہ احسان یہ کہ) ان کو (دین میں) پیشوا بنا دیں اور (دنیا میں) انکو (ملک کا) مالک بنائیں ۔

وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ

اور (مالک ہونے کے ساتھ) انکو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان (بنی اسرائیل) کی

وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝٦ وَأَوْحَيْنَا

جانب سے وہ (ناگوار) واقعات دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کر رہے تھے۔ اور (جب موسیٰ ع پیدا ہوئے تو)

إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ

ہم نے موسیٰ ع کی والدہ کو الہام کیا کہ تم ان کو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونے کا) اندیشہ ہو

فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۖ إِنَّا رَادُّوهُ

تو (بے خوف و خطر) ان کو دریاؤ (نیل) میں ڈال دینا اور نہ تو (غرق سے) اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا کیونکہ

إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝٧ فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ

ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچا دینگے اور (پھر اپنے وقت پر) ان کو پیغمبر بنا دیں گے۔ تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ ع

لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا ۗ إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُودَهُمَا

کو (یعنی مع صندوق کے) اٹھا لیا تاکہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں بلاشبہ فرعون اور ہامان اور

كَانُوا خٰطِئِينَ ۝٨ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي

ان کے تابعین (اس بارہ میں) بہت چوکے۔ اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری

وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوهُ ۖ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ

آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہو کر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچاوے یا ہم اس کو (اپنا)

وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝٩

بیٹا ہی بنا لیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی۔

فرعون کی بے خبری اور قدرت کی کاریگری

اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا سرزمین مصر میں زور گھٹایا جا رہا تھا۔ ہم ان کو نجات دیں۔ اور ان کو دین کا پیشوا بنادیں۔ اور سرزمین مصر کا ان کو وارث بنائیں۔ اور حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو وہ بات دکھلائیں جس سے وہ بنی اسرائیل کی طرف سے ڈرا کرتے تھے۔ یعنی بادشاہت کے ختم ہو جانے سے اور ہم نے موسیٰؑ کی والدہ یوحانز بنت لاوی بن یعقوبؑ کو الہام کیا کہ تم اس بچے کو دودھ پلاتی رہو۔ پھر جب انکی تفتیش کا خدشہ ہو تو بے خوف و خطر صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دینا اور نہ تو غرق سے اندیشہ کرنا، اور نہ جدائی پر غم کرنا، ہم ضرور پھر اس کو تمہارے ہی پاس پہنچادیں گے اور فرعون اور اسکی قوم کی طرف ان کو رسول بنا کر بھیجیں گے۔ غرضکہ ایسا ہی ہوا، فرعون کی باندیوں نے پانی اور پتوں میں سے اس صندوق کو نکال لیا۔ اور فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رح کے پاس لے گئیں، تاکہ رسالت مل جانے کے بعد وہ فرعونیوں کے دشمن اور فرعون کی سلطنت ختم ہو جانے کے بعد اس کے لئے باعث غم بنیں۔ فرعون کی بی بی حضرت آسیہؓ بنت مزاحم جو حضرت موسیٰؑ کی پھوپھی تھیں۔ انہوں نے فرعون سے کہا کہ یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسکو قتل مت کرو، عجب نہیں کہ ہمیں کچھ فائدہ پہنچاوے۔ یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنالیں۔ اور بنی اسرائیل کو پتہ بھی نہ چلے۔ کہ یہ ہمارا لڑکا ہے۔ یا یہ کہ ان لوگوں کو انجام کی خبر ہی نہیں تھی، کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کے ہاتھوں انکی ہلاکت ہوگی

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ

اور ادھر یہ قصہ ہوا کہ موسیٰؑ کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بے قرار ہو گیا۔ قریب تھا کہ وہ موسیٰؑ کا حال

بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾

(سب پر) ظاہر کر دیتیں اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہیں کہ یہ (ہمارے وعدہ پر) یقین کئے

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ ۫ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ

(بیٹھی) رہیں۔ انہوں نے موسیٰؑ کی بہن (یعنی اپنی بیٹی) سے کہا کہ ذرا موسیٰؑ کا سراغ تو لگا سو انہوں نے موسیٰؑ کو

لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۱﴾ ۙ وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ

دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ انکی بہن ہیں اور اس فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰؑ پر دودھ پلائیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ

کیا میں تم لوگوں کو کسی ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اسکی

نٰصِحُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰٓى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ

خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰؑ کو انکی والدہ کے پاس (اپنے وعدے کے موافق) واپس بھیجدیا تاکہ ان کی

وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ

آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تاکہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں اور تاکہ اس بات کو پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

(افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے۔

ع ۱۳ آیات ۲

حضرت موسیٰؑ کی والدہ کا غم اور حق تعالیٰ کی تسلّی

ادھر موسیٰؑ کی والدہ کا دل موسیٰؑ کے غم میں بے قرار ہوگیا، قریب تھا کہ وہ اس بے قراری میں موسیٰؑ کا حال سب پر ظاہر کردیں، اگر ہم ان کے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہتے۔ کہ یہ وعدہ خداوندی پر یقین کئے بیٹھی رہیں، کہ حق تعالیٰ ان کو رسول بنائے گا۔ بالآخر انہوں نے دل کو سنبھال کر یہ تدبیر سوچی کہ موسیٰؑ کی بہن مریم سے کہا ذرا موسیٰؑ کا سراغ تو لگا۔ (چنانچہ معلوم کرکے محل میں پہنچیں) اور دور سے موسیٰؑ کو دیکھا۔ اور ان لوگوں کو یہ خبر بھی نہیں تھی کہ یہ موسیٰؑ کی بہن ہیں۔

اور ہم نے موسیٰؑ پر ان کی والدہ کے آنے سے پہلے دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی، کہ وہ کسی کا دودھ نہ لیتے تھے، یہ موقع دیکھ کر موسیٰؑ کی بہن نے فرعونیوں سے کہا کیا میں تم کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو اس بچّہ کی اچھی طرح پرورش کریں۔ اور عادت کے موافق دل سے اس کی خیر خواہی کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسے گھرانے کا پتہ پوچھا، انہوں نے اپنی ماں کا پتہ بتلادیا، غرضکہ اس طرح موسیٰؑ کو انکی والدہ کے پاس پہنچادیا تاکہ موسیٰؑ کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور موسیٰؑ کے غم میں نہ رہیں۔ اور جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے۔ کہ اپنے وعدہ کے موافق موسیٰؑ کو پھر ان کے پاس پہنچادیا مگر بالخصوص یہ مصری اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں ؛

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰٓى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ

اور (جب (پرورش پاکر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانیہ وعقلیہ سے) درست ہوگئے ہم نے انکو

وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ

حکمت اور علم عطا فرمایا اور ہم نیکوکاروں کو یوں ہی صلہ دیا کرتے ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علم میں ترقی ہوتی ہے) اور موسیٰ ؑ

عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ

شہر میں (یعنی مصر میں کہیں باہر سے) ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بے خبر (پڑے سو رہے) تھے

يَقْتَتِلٰنِ ۫ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ

تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا۔ ایک تو ان کی برادری میں کا تھا اور دوسرا مخالفین میں سے تھا۔

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِىْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِىْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ

سو وہ جو ان کی برادری کا تھا اس نے موسیٰ ؑ سے اس کے مقابلہ میں جو کہ انکے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو

فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ۫ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ

موسیٰ ؑ نے اس کو (ایک) گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ موسیٰ ؑ کہنے لگے کہ یہ تو شیطانی حرکت

الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْ

ہوگئی۔ بے شک شیطان (بھی آدمی کا) کھلا دشمن ہے غلطی میں ڈال دیتا ہے۔ عرض کیا کہ اے میرے

ظَلَمْتُ نَفْسِىْ فَاغْفِرْ لِىْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶﴾

پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا آپ معاف کر دیجئے سو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ بلاشبہ وہ بڑا غفور رحیم ہے

قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَىَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

موسیٰ ؑ نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار چونکہ آپ نے مجھ پر بڑے بڑے انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی

مدد نہ کروں گا ؎

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اظہارِ تشکر

جب موسیٰ علیہ السلام اٹھارہ سال سے گذر کر چالیس سال کو پہنچے ہم نے ان کو حکمت اور نبوت عطا فرمائی، اور اسی طرح ہم انبیاء کرام کو فہم و نبوت دیا کرتے ہیں۔ یا یہ کہ صالحین کو علم و حکمت دیا کرتے ہیں۔ اور موسیٰ علیہ السلام شہر میں ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے اکثر باشندے بے خبر تھے۔ قیلولہ کا وقت تھا۔ یا مغرب کے بعد کا، تو انہوں نے وہاں ایک اسرائیلی اور ایک قبطی کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا، ایک تو موسیٰ علیہ السلام کی برادری یعنی بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا مخالفین میں سے یعنی قبطی تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے جو تھا، اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس مخالف کے مقابلہ میں مدد چاہی، موسیٰ علیہ السلام نے تادیباً اس کو ایک گھونسا مارا۔ سو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ کہنے لگے کہ یہ شیطانی حرکت ہوگئی۔ بیشک شیطان بھی انسان کا کھلا دشمن ہے۔ اور اپنی غلطی پر نادم ہو کر عرض کیا اے میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا کہ غلطی سے یہ قبطی مر گیا۔ سو آپ میرے اس قصور کو معاف کر دیجیے۔ حق تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ اور آئندہ کے لیے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار آپ نے جو مجھ پر معرفت توحید اور مغفرت وغیرہ کے انعامات فرمائے ہیں، تو آپ کبھی بھی ان مشرکین یعنی فرعون اور اس کی قوم کی مدد کا مجھے موقع نہ دیجیے، کہ میں مجرموں کی مدد کروں ؂

فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي

پھر موسیٰ علیہ السلام کو شہر میں صبح ہوئی خوف اور وحشت کی حالت میں کہ اچانک (دیکھنے کیا ہیں)، وہی شخص جس نے کل گذشتہ میں ان سے مدد چاہی تھی

اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤى اِنَّكَ

وہ پھر ان کو مدد کے لئے پکار رہا ہے — موسیٰ علیہ السلام اس سے فرمانے لگے بے شک تو صریح

لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِي

بدراہ (آدمی) ہے — سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو دونوں کا مخالف تھا وہ

هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ يٰمُوْسٰۤى اَتُرِيْدُ اَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا

اسرائیلی کہنے لگا اے موسیٰ علیہ السلام کیا (آج) مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کل ایک

قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖ ق اِنْ تُرِيْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا

ایک آدمی کو قتل کر چکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو

فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے۔ اور (اس مجمع میں) ایک شخص

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ز قَالَ یٰمُوْسٰۤی

شہر کے (اس) کنارے (جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا) دوڑتے ہوئے آئے (اور) کہنے لگے کہ اے موسیٰ

اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ

اہل دربار آپکے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ (یہاں سے) چل دیجیے

مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا یَّتَرَقَّبُ ز قَالَ

میں آپکی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ پس (یہ سنکر) موسیٰؑ وہاں سے (کسی طرف کو) نکل گئے اور وحشت کی حالت میں

رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۱﴾

(اور چونکہ رستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار مجھ کو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجیے۔

۲ ع ۸ ۵

افشائے راز اور حضرت موسیٰؑ کا خوف

پھر موسیٰؑ کو اس قتل کے خوف اور وحشت کی حالت میں صبح ہوئی ڈر تھا کہ کب پکڑا جاؤں۔ دیکھتے کیا ہیں کہ وہی اسرائیلی جس نے کل گذشتہ ان سے قبطی کے مقابلہ میں مدد چاہی تھی، آج پھر دوسرے قبطی کے خلاف مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ موسیٰؑ نے فرمایا تو بڑا بدراہ ہے روز انہ لڑتا پھرتا ہے اور روکنا چاہا۔ سو جب موسیٰؑ نے قبطی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ شاید آج مجھ پر دار و گیر کریں گے۔ گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰؑ کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ جیسا کہ کل ایک قبطی کو قتل کر چکے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ سر زمین مصر میں بس تم اپنا زور بٹھانا چاہتے ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ صلح کرانا نہیں چاہتے۔

(یہ سراغ فرعون کو مل گیا۔ اور آخر موسیٰؑ کے قتل کی تجویز قرار پائی)، وہاں موسیٰؑ کے مخلص تھے جو حزقیل نامی شہر کے اس کنارہ سے دوڑتے ہوئے آئے۔ اور عرض کیا اے موسیٰؑ اولیاء مقتول نے آپکے قتل کرنے پر اتفاق کر لیا ہے۔ سو آپ اس شہر سے فوراً چل دیجیے۔ میں آپکی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ یہ سنکر موسیٰؑ خوف اور وحشت کی حالت میں اس شہر سے نکل کھڑے ہوئے۔ کہ معلوم نہیں فرعونی مجھے کب پکڑ لیں، اور کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھ کو ان مصریوں سے بچا لیجیے۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ

اور جب موسیٰ ؑ مدین کی طرف ہولئے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (کسی مقام امن کا) سیدھا رستہ

سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ

چلادے (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین جا پہونچے) اور جب مدین کے پانی (یعنی کنوئیں) پر پہنچے تو اس پر مختلف

اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ

آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلارہے تھے۔ اور ان لوگوں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں

تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ۭ قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ

کہ وہ (اپنی بکریاں) رو کے کھڑی ہیں۔ موسیٰ ؑ نے (ان سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے وہ دونوں بولیں کہ (ہمارا

الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى

معمول یہ ہے کہ) ہم (اپنے جانوروں کو) اسوقت تک پانی نہیں پلاتے جبتک کہ یہ چرواہے پانی پلاکر (جانوروں کو) ہٹاکر نہ لیجاویں

اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾

اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں پس (یہ سنکر) موسیٰ ؑ نے ان کے لئے پانی (کھینچکر ان کے جانوروں کو) پلایا پھر (وہاں سے) ہٹ کر سایہ میں

فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ ۡ قَالَتْ اِنَّ اَبِيْ يَدْعُوْكَ

جا بیٹھے پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو نعمت بھی آپ مجھ کو بھیجدیں میں اسکا (سخت) حاجتمند ہوں

لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا ۭ فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ

سو موسیٰ ؑ کے پاس ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (اور آکر) کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں تاکہ تم کو اسکا صلہ دیں

الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ۣ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلادیا تھا۔ سو جب اُنکے پاس پہونچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے تسلی کی اور

کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے۔

حضرت شعیبؑ کی حضرت موسیٰؑ کو تسلی

اور جب موسیٰؑ مدین کی طرف کو ہو لئے تو خیال ہوا کہ راستہ تو معلوم نہیں تو خود ہی کہنے لگے امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے مدین کی طرف سیدھا پہنچادے گا۔ چنانچہ جب مدین کے کنوئیں پر پہونچے تو اس پر تقریباً چالیس آدمیوں کا مجمع تھا۔ جو اس کنوئیں سے پانی کھینچ کر اپنی بکریوں کو پلا رہا تھا۔ اور ان لوگوں سے ایک طرف الگ کو دو عورتیں دیکھیں، جو اپنی کمزوری کی وجہ سے اپنی بکریاں روکے ہوئے کھڑی تھیں، اور لوگوں کے فارغ ہوجانے کی منتظر تھیں، موسیٰؑ نے ان سے فرمایا تمہارا کیا مطلب ہے، اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں، وہ بولیں ہم اسوقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتے، تاآنکہ یہ چرواہے پلاکر فارغ نہ ہوجائیں۔ پھر اس کے بعد پلاتی ہیں۔ اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ ہمارے علاوہ ان کا اور کوئی مددگار نہیں۔ یہ سنکر موسیٰؑ نے انکی بکریوں کو پانی پلادیا۔ انہوں نے جاکر اپنے والد سے حضرت موسیٰؑ کا واقعہ بیان کیا، پھر موسیٰؑ وہاں سے ہٹ کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے، یا یہ کہ دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے، اور عرض کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار! اس وقت جو کھانے کی چیز بھی آپ مجھ کو بھیجدیں میں اس کا محتاج ہوں۔ اتنے میں ان دونوں لڑکیوں میں سے چھوٹی لڑکی صفورا نامی آئی جو کہ بہت ہی کنواری لڑکی کی طرح شرماتی ہوئی چلتی تھی۔ اور آکر کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں: تاکہ تم کو اس کا صلہ دیں۔ جو تم نے ہماری خاطر سے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔ چنانچہ جب موسیٰؑ اُن کے باپ یرون یعنی شعیبؑ کے بھتیجے کے پاس آئے، اور شعیبؑ پہلے ہی انتقال فرماچکے تھے۔ اور یرون سے فرعون کے پاس سے آنے کا واقعہ بیان کیا۔ تو یرون نے موسیٰؑ سے فرمایا، اب اندیشہ نہ کرو تم مصریوں کی زد سے نکل آئے ؛

قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ‌ؗ اِنَّ خَيۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ

(پھر) ایک لڑکی نے کہا کہ ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط

الۡقَوِىُّ الۡاَمِيۡنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّىۡۤ اُرِيۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ اِحۡدَى

(ہو اور) امانتدار (بھی) ہو وہ (بزرگ موسیٰؑ سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے

ابۡنَتَىَّ هٰتَيۡنِ عَلٰٓى اَنۡ تَاۡجُرَنِىۡ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ‌ۚ فَاِنۡ

ایک کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال میری نوکری کرو۔ پھر اگر تم دس سال

اَتۡمَمۡتَ عَشۡرًا فَمِنۡ عِنۡدِكَ‌ۚ وَمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ

پورے کردو تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے۔ اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی

أَشُقَّ عَلَيْكَ ؕ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ اللَّهُ مِنَ الصَّٰلِحِينَ ﴿٢٧﴾

مشقت ڈالنا نہیں چاہتا (اور) تم مجھ کو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے۔ موسیٰ ؑ

قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۖ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا

(رضامند ہو گئے، اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپکے درمیان (پکی) ہو چکی ان دونوں مدتوں میں سے جس کو

عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٢٨﴾ ع فَلَمَّا

بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ اور ہم جو (معاملہ کی) بات چیت کر رہے ہیں اللہ تو اس کا گواہ (کافی) ہے۔ غرض

قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِۦٓ ءَانَسَ مِن

جب موسیٰ ؑ اس مدت کو پوری کر چکے اور (باجازت شعیب ؑ کے) اپنی بی بی کو لے کر (مصر کو یا شام کو) روانہ ہوئے

جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ؕ

تو ان کو کوہ طور کی طرف سے ایک (روشنی بشکل) آگ دکھلائی دی۔

حضرت موسیٰ ؑ اور کوہ طور

اس چھوٹی لڑکی نے کہا کہ ابا جان ان کو نوکر رکھ لیجیے۔ کیونکہ اچھا نوکر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار بھی ہو (اور ان میں یہ دونوں صفتیں ہیں)۔ بیرون نے موسیٰ ؑ سے فرمایا، میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کی تمہارے ساتھ شادی کر دوں۔ اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری بکریاں چراؤ۔ پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو یہ تمہاری طرف سے احسان ہے۔ اور میں اس دس سال کے پورا کرنے میں تم کو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ تم مجھ کو انشاء اللہ خوش معاملہ پاؤ گے۔ موسیٰ ؑ بولے بس یہ بات ہمارے درمیان طے ہو گئی آٹھ یا دس ان دونوں مدتوں میں سے جس کو بھی میں پورا کروں گا۔ آپ کا مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا۔ اور ہماری اس شرط اور اس کے پورا کرنے پر اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔ غرضکہ جب موسیٰ ؑ اس دس سالہ مدت کو پورا کر چکے۔ اور اپنی بی بی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو ایک شب میں جبکہ سردی بھی سخت تھی اور راستہ بھی بھول گئے تھے راستہ کے بائیں جانب ایک روشنی بشکل آگ دکھائی دی۔

قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم (یہاں ہی) ٹھہرے رہو میں نے ایک آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید میں تمہارے

بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّآ

پاس وہاں سے (رستہ کی) کچھ خبر لاؤں یا کوئی آگ کا (دہکتا ہوا) انگارا لے آؤں تاکہ تم سینکو۔ سو جب

اَتٰىهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ

وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو ان کو اس میدان کی داہنی طرف سے (جو کہ موسیٰؑ کی داہنی جانب تھا) اس

مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّيْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۰﴾

مبارک مقام میں ایک درخت میں آواز آئی کہ اے موسیٰؑ میں اللہ رب العالمین ہوں اور یہ (بھی آواز آئی)

وَاَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى

کہ تم اپنا عصا ڈال دو سو انہوں نے جب اس کو لہراتا ہوا دیکھا جیسا پتلا سانپ (تیز) ہوتا ہے

مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰٓى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۣ اِنَّكَ

تو پشت پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (حکم ہوا کہ) اے موسیٰؑ آگے آؤ اور ڈرو مت تم (ہر طرح)

مِنَ الْاٰمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ

امن میں ہو تم اپنا ہاتھ گریبان کے اندر ڈالو (اور پھر نکالو) وہ بلا کسی مرض کے

بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ

نہایت روشن ہو کر نکلے گا۔ اور خوف (رفع کرنے) کے واسطے (اپنا وہ) ہاتھ (پھر) اپنے (گریبان اور بغل) سے بدستور

فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

(سابق) ملا لینا سو یہ (تمہاری نبوت کی) دو سندیں ہیں تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس جانے کے واسطے (جس کا تم کو حکم کیا جاتا ہے) کیونکہ وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں۔

حضرت موسیٰ ؑ کو فرمانِ باری

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا تم یہاں ٹھہرے رہو۔ میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے پاس وہاں سے رستہ کی کچھ خبر لاؤں، یا کوئی آگ کا دہکتا ہوا انگارا لے آؤں تاکہ تم سینک لو۔ چنانچہ جب وہ اس آگ کے پاس پہنچے تو موسیٰ ؑ کو داہنی جانب سے جو انکی بھی داہنی جانب تھی اس مبارک مقام میں ایک درخت میں سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں رب العلمین ہوں۔ اور تم اپنے ہاتھ میں سے اپنا عصا ڈال دو، چنانچہ انہوں نے ڈال دیا۔ وہ سانپ بنکر چلنے لگا جب انہوں نے اس کو لہراتا ہوا دیکھا، جیسا کہ پتلا سانپ تیز ہوتا ہے۔ تو پشت پھیر کر بھاگے۔ اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔
ارشاد خداوندی ہوا، اے موسیٰ ؑ آگے آؤ۔ اور اس سے ڈرو نہیں، تم اس کے شر سے امن میں ہو۔ چنانچہ موسیٰ ؑ نے اس کو پکڑ لیا، تو وہ اپنی اصلی حالت کے مطابق پھر لکڑی ہو گیا۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اب تم اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالو۔ وہ بلا کسی برص وغیرہ کی بیماری کے سورج کی طرح روشن ہو کر نکلے گا۔ اور خوف رفع کرنے کے واسطے اپنا وہ ہاتھ پھر گریبان اور بغل سے بدستور ملا لینا تاکہ ہاتھ پھر اصلی حالت پر آجائے۔ سو یہ تمہاری نبوت کی دو دلیلیں ہیں، تمہارے رب کی طرف سے فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کے لئے۔ کیونکہ وہ بڑے نافرمان مشرک لوگ ہیں ؂

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ﴿۳۳﴾

انہوں نے عرض کیا کہ اے میرے رب میں نے ان میں سے ایک آدمی کا خون کر دیا تھا سو مجھ کو اندیشہ ہے کہ (کہیں اول ہی

وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ

وہلہ میں) وہ لوگ مجھ کو قتل کر دیں، اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میرے ساتھ رسالت دیدیجیے

رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ ۬ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ﴿۳۴﴾ قَالَ

کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے کیونکہ مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ لوگ (یعنی فرعون اور اسکے درباری) میری تکذیب کریں۔ ارشاد ہوا

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا

کہ (بہتر ہے) ہم ابھی تمہارے بھائی کو تمہارا قوت بازو بنائے دیتے ہیں (ایک درخواست تو یہ منظور ہوئی) اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت

یَصِلُوْنَ اِلَیْكُمَا ۚۛ بِاٰیٰتِنَآ ۚۛ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ﴿۳۵﴾

(وہیبت) عطا کرتے ہیں جس سے ان لوگوں کو تم پر دسترسی نہ ہو گی (بس) ہمارے معجزے لیکر جاؤ تم دونوں اور جو تمہارے پیرو ہوں گا ان لوگوں پر غالب ہو گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ

غرضیکہ جب انکے پاس موسیٰ (ع) ہماری صریح دلیلیں لے کر آئے تو ان لوگوں نے (معجزات دیکھ کر) کہا کہ یہ (محض) ایک جادو ہے کہ

مُّفْتَرًى وَّمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰى

(خواہ مخواہ خدا تعالیٰ پر) افترا کیا جاتا ہے اور ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادوں کے وقت میں بھی ہوئی ہو اور موسیٰ

رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ وَمَنْ تَكُوْنُ

(ع) نے اسکے جواب میں فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو صحیح دین اسکے پاس سے لے کر آیا ہے اور جسکا انجام اس عالم سے

لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اچھا ہونے والا ہے (اور) بالیقین ظالم لوگ کبھی فلاح نہ پاویں گے۔

حضرت موسیٰ ع کا اندیشہ اور ارشادِ خداوندی } موسیٰ ع نے عرض کیا میں نے ان کا ایک آدمی مار دیا تھا مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس کے عوض اول وہلہ میں وہ مجھے نہ قتل کر دیں۔ (اور تبلیغ بھی نہ ہو سکے) اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی ہارون مجھ سے زیادہ فصیح الکلام ہیں۔ اور ان کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔ موسیٰ ع کی زبان میں گرہ تھی۔ تو ان کو بھی میرا مددگار بنا کر میری رسالت دیدیجئے کہ وہ میری تقریر کی تائید اور تصدیق کریں گے۔ کیونکہ مجھ کو تکذیب کا اندیشہ ہے ارشاد خداوندی ہوا۔ اچھا ہم ابھی تمہارے بھائی ہارون کو تمہارا قوت بازو بنا دیتے ہیں۔ اور ہم تم دونوں کو ایک خاص شوکت عطا کرتے ہیں۔ جس سے ان لوگوں کو تمہارے قتل کی جرات نہیں ہو سکے گی۔ یہ معجزات لے کر جاؤ تم دونوں اور جو تم پر ایمان لائے گا فرعون اور اس کی قوم پر غالب رہو گے۔ غرضیکہ جب موسیٰ ع ان لوگوں کے پاس ہماری صریح دلیلیں یعنی ید بیضاء اور عصا لے کر آئے تو ان لوگوں نے کہا موسیٰ یہ جو تم لے کر آئے ہو یہ تو تمہارا خود کا گھڑا ہوا ایک جادو ہے۔ اور جو تم کہتے ہو ہم نے کبھی بھی ایسی بات نہیں سنی کہ ہمارے اگلے باپ دادا کے وقت میں بھی ہوئی ہو۔ موسیٰ ع نے فرمایا کہ میرا پروردگار اس شخص کو خوب جانتا ہے جو اس کے پاس سے رسالت و توحید لے کر آیا ہے۔ اور جس کو آخرت میں جنت ملنے والی ہو۔ اور مشرکین کو عذاب خداوندی سے کبھی نجات نہیں ملے گی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور (دلائل موسیٰ دیکھ کر سنکر) فرعون کہنے لگا کہ اے اہل دربار مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا

غَيْرِي ۚ فَأَوْقِدْ لِي يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ لِّي

تو اے ہامان تم ہمارے لئے مٹی (کی اینٹیں بنوا کر ان) کو آگ میں (پزاوہ لگاکر) پکواؤ پھر (ان پختہ

صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ

اینٹوں سے) میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں (اس پر چڑھ کر) موسیٰؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو

مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ

(اس دعوے میں کہ میرے سوا کوئی اور خدا ہے) موسیٰؑ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور فرعون اور اسکے تابعین نے ناحق دنیا میں سر اٹھا رکھا تھا۔

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَخَذْنٰهُ

اور یوں سمجھ رہے تھے کہ ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا نہیں ہے۔ تو ہم نے (تکبر کی سزا میں) اسکو

وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ

اور اس کے تابعین کو پکڑ کر دریا میں پھینکدیا (یعنی غرق کردیا) سو دیکھئے ظالموں کا

عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۰﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ

کیا انجام ہوا (اور موسیٰؑ کے قول کا ظہور ہوگیا) اور ہم نے ان لوگوں کو ایسا رئیس بنایا تھا جو (لوگوں کو)

اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَاَتْبَعْنٰهُمْ

دوزخ کی طرف بلاتے رہے اور (اسی واسطے) قیامت کے روز (ایسے بیکس رہ جاوینگے کہ) کوئی ان کا ساتھ نہ دیگا

فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ

اور (یہ لوگ دونوں عالم میں مبتلائے خسران ہوئے چنانچہ) دنیا میں بھی ہم نے انکے پیچھے لعنت لگا دی اور قیامت کے دن بھی

مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ﴿۴۲﴾ ع

وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔

ع ۴

فرعون کا استہزاء

فرعون بولا اے مصر والو! مجھ کو تو تمہارا اپنے سوا کوئی خدا معلوم نہیں ہوتا سو تم موسیٰ ؑ کی پیروی مت کرنا۔ اور اے ہامان تم ہمارے لئے مٹی کی اینٹیں بنوا کر ان کو آگ میں پزاوہ لگا کر پکواؤ۔ اور پھر ان اینٹوں سے میرے لئے ایک بلند عمارت بنواؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر موسیٰ ؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں، اور میں تو موسیٰ ؑ کو اس دعوے میں کہ کوئی اور خدا بھی اوپر ہے جھوٹا سمجھتا ہوں۔ اور فرعون اور اس کے قبطی لشکر نے ناحق سرزمین مصر میں سر اٹھا رکھا تھا اور ایمان سے انکار کر رہے تھے۔ اور یوں سمجھ رکھا تھا کہ آخرت میں ان کو ہمارے سامنے پیش ہونا نہیں۔ سو ہم نے اس تکبر کی سزا میں فرعون اور اس کے قبطی لشکر کو دریا میں پھینک دیا۔ سو آپ دیکھئے کہ فرعون اور اس کی مشرک قوم کا کیا انجام ہوا۔ اور ہم نے ان کو کافروں اور گمراہوں کا ذلیل پیشوا بنا رکھا تھا، جو لوگوں کو کفر و شرک اور بتوں کی پرستش کی طرف بلاتے رہے۔ اسی واسطے قیامت کے دن عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی ان کا ساتھ نہیں دے گا۔ اور دنیا میں بھی ہم نے ان پر لعنت نازل کر کے غرق کر دیا۔ اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال اٹھیں گے کہ صورتیں کالی اور آنکھیں نیلی ہوں گی۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

اور ہم نے موسیٰ (ؑ) کو اگلی امتوں (یعنی قوم نوح و عاد و ثمود) کے ہلاک کئے پیچھے کتاب (یعنی توریت) دی تھی جو

الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ

لوگوں کے (یعنی بنی اسرائیل کے) لئے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ (اس سے)

يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۳﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ

نصیحت حاصل کریں۔ اور آپ (طور کی) مغربی جانب میں موجود نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ (ؑ) کو احکام

اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّآ

دیئے تھے اور (وہاں خاص تو کیا موجود ہوتے) آپ (تو) ان لوگوں میں سے (بھی) نہ تھے جو (اس زمانہ میں) موجود تھے۔ ولیکن

اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۚ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا

(بات یہ ہے کہ ہم نے (موسیٰ کے بعد) بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر زمانہ دراز گذر گیا اور آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہ تھے

فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا

کہ آپ (وہاں کے حالات دیکھ کر ان حالات کے متعلق) ہماری آیتیں ان لوگوں کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو۔

مُرْسِلِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَلٰكِنْ

(لیکن ہم ہی (آپ کو) رسول بنانے والے ہیں اور (اسی طرح) آپ طور کی جانب (غربی مذکور) میں اسوقت (بھی) موجود نہ تھے جب ہم نے

رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

(موسیٰ کو) پکارا تھا (لیکن (اس کا علم بھی اسی طرح حاصل ہوا کہ) آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جنکے

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۶﴾

پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا (نبی) نہیں آیا کیا عجب ہے کہ نصیحت قبول کریں اور ہم رسول نہ بھی بھیجتے۔

شاید یہ ایمان لے آئیں اور نصیحت قبول کرلیں

اور ہم نے موسیٰ ع کو ان سے پہلے اور امتوں کے ہلاکت کے بعد توریت دی تھی۔ جو بنی اسرائیل کے لئے دانشمندیوں کا سبب اور گمراہی سے ہدایت اور ایمان لانے والوں کے لئے رحمت کا باعث تھی، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کوہ طور کے غربی جانب میں نہیں تھے۔ جبکہ ہم نے موسیٰ ع کو فرعون کے پاس آنے کا حکم دیا تھا۔ اور آپ تو اس مقام پر موجود بھی نہیں تھے۔ لیکن بات یہ ہے کہ ہم نے ایک نسل کے بعد دوسری نسل پیدا کی۔ اور پہلوں کا واقعہ بعد والوں سے بیان کیا۔ جیسا کہ اب آپ سے پہلے بیان کیا ہے، پھر ان پر زمانہ دراز گذر گیا۔ اور وہ ایمان نہیں لائے۔ تو ہم نے یکے بعد دیگرے سب کو ہلاک کر دیا۔

اور اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اہل مدین میں بھی قیام پذیر نہیں تھے۔ کہ ان کے حالات کے بارے میں اپنی قوم کو ہماری قرآنی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہو، لیکن جیسا کہ ہم نے آپ کو رسول بنایا، اور پہلوں کے واقعات آپ سے بیان کئے۔ اسی طرح ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے ہیں۔ اور اگلوں کی باتیں پچھلوں سے بیان کی ہیں اور اسی طرح آپ طور کی غربی جانب میں اسوقت بھی نہیں تھے۔ جبکہ ہم نے موسیٰ ع سے کلام کیا تھا یا یہ کہ آپ کی امت کو پکارا تھا۔ لیکن اس کا علم بھی اس طرح حاصل ہوا کہ آپ اپنے رب کی رحمت سے نبی بنائے گئے۔ اور بذریعہ جبریل امین قرآن کریم میں گذشتہ قوموں کے آپ سے واقعات بیان کئے گئے۔ تاکہ آپ بذریعہ قرآن ایسی قوم کو یعنی قریش کو ڈرائیں جنکے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نبی نہیں آیا۔ کیا عجب ہے کہ یہ نصیحت قبول کرلیں۔

اور ایمان لے آئیں ؞

وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ان پر ان کے کرداروں کے سبب (جو کہ عقلاً قبیح ہیں) کوئی مصیبت (دنیا یا آخرت میں) نازل ہوتی تو یہ کہنے لگتے

فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ

کہ ہمارے پروردگار آپ نے ہمارے پاس کوئی پیغمبر کیوں نہ بھیجا تاکہ ہم آپ کے احکام کا اتباع کرتے اور (ان احکام

وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ

اور رسول پر) ایمان لانے والوں میں ہوتے۔ سو جب ہماری طرف سے ان لوگوں کے پاس امر حق پہنچا

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْلَآ اُوْتِيَ مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ

تو (اس میں شبہ نکالنے کے لئے یوں) کہنے لگے کہ ان کو ایسی کتاب کیوں نہ ملی جیسی موسیٰؑ کو ملی تھی۔ اس کے قبل

اَوَلَمْ يَكْفُرُوْا بِمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ

یہ لوگ اس کے منکر نہیں ہوئے۔ یہ لوگ تو یوں کہتے ہیں کہ دونوں جادوگر ہیں جو ایک دوسرے کے

تَظٰهَرَا ۫ وَقَالُوْٓا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ قُلْ فَاْتُوْا

موافق ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو دونوں میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔ آپ کہہ دیجئے کہ

بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ

اچھا تو (علاوہ توراۃ و قرآن کے) تم کوئی اور کتاب اللہ کے پاس سے لے آؤ جو ہدایت کرنے میں ان دونوں سے

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ

بہتر ہو میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا اگر تم (اس دعویٰ میں) سچے ہو۔ پھر (اس احتجاج کے بعد) اگر یہ لوگ آپ کا (یہ) کہنا

اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ

نہ کرسکیں تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ محض اپنی نفسانی خواہشوں پر چلتے ہیں۔

بتوں کی پرستش میں گرفتار ہیں

اور اگر ہم ان کی طرف کوئی رسول نہ بھی بھیجتے تو قیامت کے دن آپ کی قوم کو ان کے کرداروں کی وجہ سے جب عذاب نازل ہوتا

تو یہ یوں کہنے لگتے کہ اے ہمارے پروردگار اس عذاب کے نازل ہونے سے قبل کوئی رسول ہمارے پاس کتاب دے کر کیوں نہیں بھیجا تھا تاکہ ہم آپ کی کتاب اور آپ کے رسول کا اتباع کرتے۔ اور کتاب و رسول پر ایمان لانے والوں میں ہوتے، اسی واسطے ہم نے آپ کو قرآن کریم دے کر انکی طرف بھیجا ہے تاکہ ان کے پاس کسی قسم کا کوئی عذر نہ رہے۔ مگر جب ان کفار مکہ کی طرف رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم لیکر آئے تو یہ کہنے لگے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم موسیٰ عہ کی طرح ید بیضاء عصا، اور من وسلویٰ کے معجزات کیوں نہیں ملے اور موسیٰ عہ کی طرح دفعتہً قرآن کریم ان پر کیوں نازل نہیں کیا گیا۔

حق تعہ فرماتا ہے کہ موسیٰ عہ کو جو کتاب توریت ملی تھی کیا یہ کفار مکہ آپ سے قبل اس کے منکر نہیں ہوئے یہ کفار مکہ تو یوں کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم تو قرآن کریم اور توریت میں سے کسی کو بھی نہیں مانتے۔ آپ ان کفار سے فرما دیجئے کہ اللہ کے پاس سے تم کوئی اور کتاب لے آؤ جو ہدایت کرنے میں قرآن اور توریت سے بہتر ہو، میں اسی کی پیروی کرنے لگوں گا۔ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ قرآن کریم اور توریت دونوں جادو ہیں جو ایک دوسرے کے موافق ہیں۔ مگر ان میں اس کی کہاں طاقت ہے، حق تعہ فرماتا ہے پھر اگر اس احتجاج کے بعد یہ گمراہ آپ کا کہنا نہ کر سکیں تو آپ سمجھ لیجئے کہ یہ لوگ کفر و شرک اور بتوں کی پرستش میں گرفتار ہیں :-

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۭ

اور ایسے شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو اپنی نفسانی خواہش پر چلتا ہو بدون اسکے کہ منجانب اللہ کوئی دلیل (اسکے پاس) ہو

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۰ۧ وَلَقَدْ

(اور) اللہ تعہ ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا - اور ہم نے اس کلام (یعنی

وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۱ۭ اَلَّذِيْنَ

قرآن) کو ان لوگوں کے لئے وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ لوگ (بار بار تازہ بتازہ سننے سے) نصیحت مانیں اور

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۲

جن لوگوں کو ہم نے قرآن سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی ہیں ان میں جو منصف ہیں وہ اس (قرآن) پر ایمان لاتے ہیں۔

ع ۵ / ۸

النصف

وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ

اور جب قرآن انکے سامنے پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے بیشک یہ حق ہے (جو) ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِیْنَ ﴿۵۳﴾

(اور) ہم تو اس (کے آنے) سے پہلے بھی مانتے تھے

گمراہ ترین شخص کون ہے؟

اور ہدایت و حق سے اس شخص سے زیادہ کون گمراہ ہوگا جو کفر و شرک اور بتوں کی پرستش میں گرفتار ہو، بدون اس کے منجانب اللہ اس کے پاس اس چیز پر کوئی دلیل ہو، اور حق تعالیٰ ایسے مشرکوں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو اپنے دین کی ہدایت نہیں کیا کرتا اور ہم نے اس قرآن کریم میں توحید کے مضامین کو ان کے فائدے کے لئے وضاحت کے ساتھ بیان کیا، تاکہ یہ لوگ اس قرآن کریم سے نصیحت حاصل کرکے ایمان لے آئیں۔ جن حضرات کو ہم نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور نزول قرآن کریم سے قبل توریت کا علم دیا ہے، یعنی حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی یہ چالیس کے بقدر ہیں کچھ ان میں سے شام کی طرف سے آئے، اور کچھ یمن سے وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے ہیں۔

اور جب ان حضرات کے سامنے قرآن کریم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و صفات کے ساتھ پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے، بیشک یہ حق ہے۔ اور ہم تو قرآن کریم کے آنے سے قبل ہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو مانتے تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ قصص) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن جریرؒ اور طبرانیؒ نے رفاعہ قرظی رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ولقد وصلنا لھم القول دس حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، میں بھی ان میں سے ایک ہوں۔ نیز ابن جریرؒ نے علی بن رفاعہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب میں سے دس حضرات کی جماعت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی جن میں انکے والد رفاعہ بھی تھے، اور آکر مشرف باسلام ہوگئے۔ تو ان کو کفار کی طرف سے ایذا پہنچائی گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی الّذین آتینا ھم الکتاب الخ۔

اور قتادہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ہم یہ ذکر کیا کرتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے کچھ حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک حق پر قائم تھے۔ پھر آپ پر ایمان لائے جن میں سے عثمان اور عبداللہ بن سلام ہیں، فرمانِ خداوندی الّذین آتینا ھُم الکتاب الخ۔ اس کا شان نزول سورۂ حدید میں آجائے گا۔

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ

ان لوگوں کو انکی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا اور وہ لوگ نیکی (اور تحمل) سے بدی

بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا سَمِعُوا

(اور ایذا) کا دفعیہ کر دیتے ہیں اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ

اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ

کرتے ہیں۔ اور جب (کسی سے اپنی نسبت) کوئی لغو بات سنتے ہیں تو اسکو (بھی) ٹال جاتے ہیں اور (سلامت روی کے طور پر)

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾ إِنَّكَ لَا تَهْدِي

کہہ دیتے ہیں کہ (ہم کچھ جواب نہیں دیتے ہمارا کیا ہمارے سامنے آویگا۔ اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آویگا (بھائی) ہم تم کو سلام

مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ

کرتے ہیں ہم بے سمجھ لوگوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے۔ آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ جسکو چاہے ہدایت کر دیتا ہے

بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾

اور ہدایت پانے والوں کا علم (بھی) اسی کو ہے۔

دوہرے ثواب کے حقدار

ایسے حضرات کو ان کی پختگی کی وجہ سے دوہرا ثواب ملے گا۔ کیونکہ ان حضرات نے اپنی کتاب میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت لوگوں کے سامنے بیان کی، اور پھر اس دین میں داخل ہوئے، تو اس پر ان کو کفار نے جو تکالیف پہنچائیں اور طعنہ وتشنی کی اس پر انہوں نے صبر کیا۔ اور یہ لوگ نیک بات یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ سے بری بات یعنی شرک کا دفعیہ کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور جب کسی سے اپنی نسبت باطل بات یعنی کفار کا طعنہ سنتے ہیں تو اس کو بھی خوبی کے ساتھ ٹال جاتے ہیں۔ اور نرمی سے کہدیتے ہیں، ہماری حق تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اور ہمارا دین اسلام ہمارے سامنے ہے۔ اور تم پر تمہاری بتوں کی پرستش اور شیطان کی پیروی اور شرک کا بار ہے۔ حق تعالیٰ تم کو ہدایت دے، ہم مشرکین کے طریقہ پر چلنا نہیں چاہتے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ جس کو چاہیں ایمان کا قائل نہیں کرا سکتے۔ یعنی حضرت ابوطالب کو البتہ

اللہ جس کو چاہے اپنے دین کی ہدایت کر دیتا ہے، یعنی حضرت ابوبکر رضؓ، حضرت عمر رضؓ اور ان کے ساتھی اور اپنے دین کی ہدایت پانے والوں کا علم بھی اسی کو ہے ⁂

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی انک لاتھدی من احببت الخ امام مسلم رح وغیرہ نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم محترم سے فرمایا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہہ لو تاکہ قیامت کے دن میں تمہارے حق میں گواہی دوں، انہوں نے فرمایا کہ اگر مجھ کو قریش کی عورتیں عار نہ دلائیں، اور یہ نہ کہتیں کہ گھبراہٹ اور ڈر سے یہ اس کے قائل ہوئے ہیں، تو میں اس سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے الخ۔ امام نسائی رح نے اور ابن عساکر رح نے تاریخ دمشق میں سند جید کے ساتھ نکلے ــــ

ابی سعید بن رافع رضؓ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضؓ سے اس آیت انک لاتھدی کے بارے میں دریافت کیا کہ آیا یہ ابوطالب اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہاں ⁂

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر (اس دین کی) ہدایت پر چلنے لگیں تو فی الفور اپنے مقام سے مار کر نکال دیئے جائیں

اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ

کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی۔ جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں جو ہمارے پاس سے

كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

(یعنی ہماری قدرت اور رزاقی سے) کھانے کو ملتے ہیں۔ ولیکن ان میں اکثر لوگ (اس کو) نہیں جانتے۔ اور ہم بہت سی

وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۢ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ فَتِلْكَ

ایسی بستیاں ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر نازاں تھے سو دیکھ لو، یہ ان کے گھر (تمہاری آنکھوں کے سامنے

مَسٰکِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ

پڑے ہیں کہ ان کے بعد آباد ہی نہ ہوئے۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے۔ اور آخر کار ان کے

الْوٰرِثِيْنَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى

ان سب ساما نوں کے ہم ہی مالک ہے۔ اور آپ کا رب بستیوں کو (اول ہی بار ہیں) ہلاک نہیں کیا کرتا جبتک کہ ان

يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا

(بستیوں) کے صدر مقام میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری آتیں پڑھ پڑھ کر سنائے اور ہم ان بستیوں کو

مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

ہلاک نہیں کرتے مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے بہت ہی شرارت کرنے لگیں

احسانات کی یاددہانی } اور حرث بن عمرو نوفلی اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر ہم آپ کے ساتھ توحید کے قائل ہوجائینگے تو ہم سرزمین مکہ سے نکال دیے جائیں گے، کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی کہ وہاں کسی قسم کا خوف نہیں، جہاں ہر قسم کے پھل کھچے چلے آتے ہیں، جو ہماری طرف سے ان کو کھانے کو ملتے ہیں۔ سو اگر یہ ایمان لے آئیں گے تو میں ان پر کفار کو کیونکر مسلط کردوں گا، لیکن ان میں سے اکثر اس چیز کو نہیں جانتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ ہم بہت سی ایسی بستیوں والوں کو ہلاک کر چکے ہیں جو اپنے سامان عیش پر ناشکرے تھے۔ سو دیکھ لو کہ یہ انکے گھر پڑے ہوئے ہیں، انکی ہلاکت کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے۔ مگر کچھ دیر کے لئے کسی مسافر وغیرہ کا وہاں سے گذر ہوجائے۔ آخر کار ان کے سب ساما نوں کے اور جو کچھ انہوں نے ہلاکت کے بعد چھوڑا ہم ہی مالک رہے۔ اور آپ کا پروردگار بستیوں والوں کو اول ہی دہلہ میں ہلاک نہیں کیا کرتا۔ تا آنکہ ان کے صدر مقام یعنی مکہ مکرمہ میں یا یہ کہ انکی بڑی بستیوں میں کسی پیغمبر کو نہ بھیج لے جو ان کو اوامر و نواہی کی تبلیغ کرے اور ہم ان بستیوں والوں کو ہلاک نہیں کیا کرتے، مگر اسی حالت میں کہ وہاں کے باشندے کفر و شرک میں مست ہوجائیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول } ارشاد خداوندی وقالوا ان نتبع الهدیٰ معک الخ ابن جریر رحہ نے عوفی کے واسطہ سے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ کچھ قریشیوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر ہم آپ کا اتباع کرلیں گے تو فوراً لوگ ہمیں یہاں سے نکال دیں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، اور امام نسائی رحہ نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ حرث بن عامر بن نوفل نے

یہ بات کہی تھی۔

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتُهَا ج

اور جو کچھ تم کو دیا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور یہیں کی (زیبا) و زینت ہے

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ

اور جو (اجر و ثواب) اللہ کے ہاں ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے اور زیادہ (یعنی ہمیشہ باقی رہنے والا ہے) کیا تم

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

لوگ (اس تفاوت کو) نہیں سمجھتے بھلا وہ شخص جس سے ہم نے ایک پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے پھر وہ شخص اس

ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ

(وعدہ کی چیز) کو پانے والا ہے کیا اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیوی زندگی کا چند روزہ فائدہ دے رکھا ہے۔ پھر وہ

فَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ

قیامت کے روز ان لوگوں میں سے ہوگا جو گرفتار کر کے لائے جاویں گے اور (وہ دن یاد کرنے کے قابل ہے) جس دن خدا تعالیٰ

الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ج

ان کافروں کو (تو بیخاً) پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کو تم (ہمارا شریک) سمجھ رہے تھے جن پر (بوجہ

اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ج تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ مَا كَانُوْٓا

گمراہ کرنے کے) خدا کا فرمودہ (یعنی استحقاق عذاب) ثابت ہو چکا ہوگا وہ بول اٹھیں گے کہ اے ہمارے پروردگار بیشک یہ

اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ ﴿۶۳﴾

یہ وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے بہکایا ہم نے ان کو ویسا ہی (بلا جبر و اکراہ) بہکایا جیسا ہم خود بہکے تھے ہم

اور ہم آپ کی پیشی میں ان (کے تعلقات) سے دست برداری کرتے ہیں (اور) یہ لوگ (درحقیقت) ہم کو نہ پوجتے تھے

چندروزہ زندگی کی متاع اور اے گروہ قریش جو کچھ تم کو مال و حرم وغیرہ دیا گیا ہے وہ چندروزہ دنیوی زندگی کا سازوسامان ہے جو باقی نہیں رہے گا۔ اور یہیں کی زیب و زینت ہے اور جنت میں جو اجر و ثواب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضہ کے لیے ہے وہ بدرجہا اس سے بہتر ہے۔ اور تمہارے اس دنیاوی ساز و سامان کے مقابلہ میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔ کیا تم لوگوں میں انسانوں والے دماغ نہیں، کہ اتنی سی بات سمجھ لو کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں اور آخرت باقی ہے۔

بھلا وہ شخص جس سے ہم نے جنت کا وعدہ کر رکھا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام رضو یا یہ کہ حضرت عثمان بن عفان رضہ اور پھر وہ اس کو آخرت میں پانے والا ہے۔ اس شخص جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا میں چندروزہ مال و دولت دے رکھا ہے پھر وہ دوزخ میں چلے گا یعنی ابوجہل، اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو پکار کر کہے گا کہ وہ میرے شریک کہاں جن کی تم عبادت کر رہے تھے۔ اور میرا شریک سمجھ رہے تھے، یہ سنکر وہ شرکاء اور شیاطین جن پر خدا کا عذاب اور اس کی ناراضگی ثابت ہو چکی ہوگی بول اٹھیں گے، اے ہمارے پروردگار یہ ہمارے پیرو وہی لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا ہے۔ ہم نے حق و ہدایت سے ان کو ایسا ہی گمراہ کیا، جیسا کہ ہم خود گمراہ تھے۔ اور ہم ان سے دست برداری کرتے ہیں۔ یہ لوگ ہمارے حکم سے ہم کو نہیں پوجتے تھے

فرمان خداوندی افمن وعدناہ وعدا الخ ابن جریر رح نے

لباب النقول فی اسباب النزول مجاہد رح سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل بن ہشام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور دوسرے طریق سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضہ اور ابوجہل کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؛

وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا

اور اس وقت ان مشرکین سے تحکماً کہا جاوے گا کہ (اب) اپنے ان شرکاء کو بلاؤ چنانچہ وہ فرط حیرت سے

لَهُمْ وَرَأَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿٦٤﴾

بالاضطرار) ان کو پکاریں گے (وہ جواب بھی نہ دیں گے اور (اسوقت) یہ لوگ (اپنی آنکھوں سے) فوراً دیکھ لیں گے۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿٦٥﴾

اے کاش یہ لوگ (دنیا میں) راہ راست پر ہوتے (تو یہ مصیبت نہ دیکھتے) اور جس دن ان کافروں سے پکار کر

فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿٦٦﴾

پوچھے گا کہ تم نے ان پیغمبروں کو کیا جواب دیا تھا سو اس روز ان (کے ذہن) سے سارے مضامین گم ہو جاویں گے تو وہ (نہ خود

فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ

البتہ جو شخص (کفر و شرک سے دنیا میں) توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک کام کیا کرے تو ایسے لوگ اُمید ہے کہ (آخرت میں) فلاح پانیوالوں

مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ﴿۶۷﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ؕ

میں سے ہوں گے اور آپ کا رب جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور (جس حکم کو

مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۸﴾

چاہتا ہے) پسند کرتا ہے ان لوگوں کو تجویز (احکام) کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اللہ تو ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور آپ کا رب سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں۔

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْحَمْدُ فِى الْاُوْلٰى

اور اللہ وہی (ذات کامل الصفات) ہے اس کے سوا کوئی معبود (ہونیکے قابل) نہیں حمد (ثنا) کے لائق (دنیا) اور

وَالْاٰخِرَةِ ز وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ

آخرت میں وہی ہے اور حکومت (قیامت میں) بھی اسی کی ہوگی تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے آپ

اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى

ان لوگوں سے کہیئے کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اللہ تو تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک رات ہی رہنے دے

يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ ؕ

تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی کو لے آوے تو کیا تم (توحید کے

اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ﴿۷۱﴾

ایسے صاف دلائل کو) سنتے نہیں۔

مشرکین سے خطاب

اور اس وقت ان مشرکین سے کہا جائیگا کہ اپنے معبودوں کو بلاؤ۔ تاکہ وہ تم سے عذاب خداوندی دور کریں، تو یہ مشرکین حیرت زدہ ہو کر اس مقصد کے لئے ان کو پکاریں گے، سو وہ جواب بھی نہ دیں گے۔ اس وقت یہ پیرو اور ان کے مقتدا اپنی آنکھوں عذاب کو دیکھ لیں گے۔ اور تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں حق و ہدایت پر ہوتے، اور قیامت کے دن جب حق تعالیٰ ان کافروں سے پکار کر پوچھے گا کہ پیغمبروں نے جب تم کو ہدایت کی طرف بلایا تھا، تو تم نے ان کو کیا جواب دیا تھا۔ تو قیامت کے دن ان سے سب مضامین گم ہو جائیں گے۔ اور آپس میں پوچھ پاچھ بھی نہ کر سکیں گے البتہ جو شخص کفر و شرک سے توبہ کرلے اور رحق تعا پر ایمان لے آئے، اور اعمال صالحہ کرے، تو ایسے لوگ عذاب خداوندی سے ناجی ہونگے۔ اور آپ کا پروردگار جیسا چاہتا ہے اور اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کے لئے پسند فرماتا ہے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس نے منتخب فرمایا، ان کفار مکہ کو کسی قسم کا کوئی بھی حق حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ اور آپ کا پروردگار سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں بغض و دشمنی پوشیدہ ہے۔ اور جو یہ ظاہری طور پر نافرمانیاں کرتے ہیں۔ اور اللہ وہی وحدہ لاشریک ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، دنیا و آخرت میں حمد و ثنا کے لائق وہ ہی ہے یا یہ کہ آسمان و زمین میں حمد و ثنا کے لائق وہی ہے۔ اور حکومت بھی اسی کی ہوگی اور قیامت کے دن تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔ آپ ان کفار مکہ سے کہئے کہ اے گروہ کفار بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک تاریک ہی رات رہنے دے تو خدا کے علاوہ وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے دن کی روشنی لے آئے، کیا پھر بھی تم اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جس نے تمہارے لئے رات دن بنائے ؛

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا

آپ کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو خدا کے سوا

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ

وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آوے جس میں تم

تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ

آرام پاؤ کیا تم (اس شاہد قدرت کو) دیکھتے نہیں اور (وہ منعم ایسا ہے کہ) اس نے اپنی رحمت سے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ

تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا۔

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

تاکہ تم رات میں آرام کرو اور تاکہ (دن میں) اسکی روزی تلاش کرو اور تاکہ (ان دونوں نعمتوں پر) تم (اللہ کا) شکر کرو۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَاءِيَ الَّذِينَ

اور جس دن اللہ تعالیٰ ان کو پکار کر فرماویگا کہ جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے وہ کہاں گئے۔

كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٧٤﴾ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا

اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ نکال کر لائیں گے پھر ہم

فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ

(ان مشرکین سے کہیں گے) کہ (اب) اپنی (کوئی) دلیل (صحت شرک کے دعویٰ پر) پیش کرو سو (اسوقت) انکو معلوم

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٧٥﴾ ع

ہوجاویگا کہ سچی بات خدا ہی کی تھی اور (دنیا میں) جو کچھ باتیں گھڑا کرتے تھے (آج) کسی کا پتہ نہ رہے گا۔

ع ۱۵/۷ ۱۰

قیامت کے دن حق تعالیٰ کا ارشاد

اور آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے، رات نہ لائے۔ تو خدا کے علاوہ وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آئے جس میں تم آرام پاؤ۔ کیا پھر بھی تم اس ذات کی تصدیق نہیں کرتے جس نے تمہارے لئے رات دن بنائے۔

اس نے اپنی نعمت و رحمت سے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا تاکہ تم رات میں آرام کرو، اور دن میں علم دین اور عبادت خداوندی کے ذریعہ سے اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم ان نعمتوں پر کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن کو بنایا اللہ کا شکر کرو۔ اور قیامت کے دن حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا جن کو تم میرا شریک سمجھتے تھے، وہ کہاں گئے۔ اور ہم ہر امت میں سے ایک ایک نبی بھی نکال کر لائیں گے جو دنیا میں ان امتوں کے اندر بھیجا گیا تھا۔ اور وہ احکام خداوندی پہنچانے کی گواہی دے گا۔ پھر ہم ان مشرکین سے کہیں گے کہ اپنی کوئی دلیل پیش کرو کہ تم نے انبیاء کرام کی کیوں تکذیب کی تو ہر ایک امت کو معلوم ہوجائے گا کہ سچی بات دین خداوندی اور عبادت خداوندی تھی، اور ان کے بارے میں فیصلہ کرنے کا حق خدا ہی کو ہے اور دنیا میں جو جھوٹے معبودوں کی پوجا کرتے تھے آج کسی کا بھی پتہ نہیں رہے گا۔

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ وَآتَيْنَاهُ

قارون موسیٰ (علیہ السلام) کی برادری میں سے تھا سو وہ (کثرت مال کی وجہ سے) ان لوگوں کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا۔

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

اور (اسکے مال کی کثرت یہ تھی) کہ ہم نے اس کو اس قدر خزانے دیئے تھے کہ انکی کنجیاں کئی کئی زور آور شخصوں کو گرانبار

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٧٦﴾

کر دیتی تھیں جبکہ اس کو اسکی برادری نے (سمجھانے کے طور پر) کہا کہ تو (اس مال و حشمت پر) اترا مت واقعی اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ ۖ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ

پسند نہیں کرتا۔ اور (یہ بھی کہا کہ) تجھ کو خدا نے جتنا دے رکھا ہے اس میں عالم آخرت کی بھی جستجو کیا کر اور دنیا سے اپنا حصہ

مِنَ الدُّنْيَا ۖ وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ

(آخرت میں لے جانا) فراموش مت کر اور جس طرح خدا نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی (بندوں کے ساتھ) احسان کیا کر

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ﴿٧٧﴾

اور دنیا میں فساد کا خواہاں مت ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ اہل فساد کو پسند نہیں کرتا۔

قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِندِي ۚ أَوَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ

قارون (یہ سنکر) کہنے لگا کہ مجھ کو تو یہ سب کچھ میری ذاتی ہنرمندی سے ملا ہے۔ کیا اس (قارون) نے (اخبار متواترہ سے) یہ نہ جانا

قَدْ أَهْلَكَ مِن قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ

کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ امتوں میں ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے جو قوت (مالی) میں (بھی) اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے

مِنْهُ قُوَّةً وَأَكْثَرُ جَمْعًا ۚ

اور مجمع (بھی) ان کا (اس سے) زیادہ تھا۔

قارون بنی اسرائیل میں سے تھا قارون موسیٰ ؑ کا چچازاد بھائی تھا حضرت موسیٰ ؑ و ہارون ؑ اور ان کی قوم کے مقابلہ میں تکبر کرنے لگا۔ اور بولا کہ موسیٰ ؑ کو رسالت اور ہارون ؑ کو دانشمندی مل گئی، اور مجھے کچھ بھی نہیں ملا۔ میں تو اس چیز پر راضی نہیں ہوں، اور موسیٰ ؑ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اور ہم نے اس کو مالوں کے اسقدر خزانے دیئے تھے کہ اس کے خزانوں کی کنجیاں کئی کئی زور آور آدمیوں کو گرانبار کر دیتی تھیں۔ یعنی چالیس آدمیوں سے بھی اس کے خزانوں کی کنجیاں نہیں اٹھتی تھیں، جبکہ موسیٰ ؑ کی قوم نے اس سے کہا کہ تو مال پر مت اترا۔ اور شرک مت کر اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور یہ بھی کہا کہ حق تعالیٰ نے تجھ کو جتنا مال دے رکھا ہے، اس میں حصول جنت کی بھی جستجو کیا کر، اور دنیا سے اپنے آخرت کے حصہ کو فراموش مت کر یا یہ کہ دنیا کے حصہ سے آخرت کے حصہ میں کمی مت کر، اور جیسا کہ حق تعالیٰ نے مال دیکر تجھ پر احسان کیا ہے۔ تو بھی فقراء و مساکین کے ساتھ احسان کیا کر، اور نافرمانی اور موسیٰ ؑ کے فرمان کی مخالفت مت کر حق تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو پسند نہیں کرتا۔

قارون بولا کہ مجھ کو یہ جو کچھ مال ملا ہے وہ حق تعالیٰ نے مجھ کو اس کا اہل سمجھکر دیا ہے۔ اور یہ کیمیا سے سونا بنایا کرتا تھا، کیا اس قارون نے یہ نہ جانا کہ حق تعالیٰ اس سے پہلے گذشتہ امتوں میں سے ایسے ایسوں کو ہلاک کر چکا ہے۔ جو قوت جسمانی میں بھی ان سے کہیں بڑھے ہوئے تھے اور ان کا مال اور مجمع بھی زیادہ تھا:

وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٧٨﴾ فَخَرَجَ عَلٰى

اور اہل جرم سے انکے گناہوں کا (تحقیق کرنے کی غرض سے) سوال نہ کرنا پڑے گا۔ پھر (ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ

قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

وہ اپنی آرائش (اور شان) سے اپنی برادری کے سامنے نکلا جو لوگ (اس کی برادری ہیں) دنیا کے طالب تھے (اگو مومن ہوں)

يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿٧٩﴾

کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز و سامان ملا ہوتا جیسا کہ قارون کو ملا ہے واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ

اور جن لوگوں کو (دین کی) فہم عطا ہوئی تھی وہ (ان حریصوں سے) کہنے لگے ارے تمہارا ناس ہو (تم اس دنیا پر کیا للچاتے ہو) اللہ تعالیٰ کے

اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ

گھر کا ثواب (اس دنیاوی کروفر سے) ہزار درجہ بہتر ہے جو ایسے شخص کو ملتا ہے کہ ایمان لائے اور نیک عمل کرے۔

وَلَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ﴿۸۰﴾ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ

اور (پھر) وہ (ثواب کامل طور پر) ان ہی کو دیا جاتا ہے جو (دنیا کی حرص و طمع سے) صبر کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے اس قارون کو اور اسکے محلسرا کو

فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(اسکی شرارت بڑھ جانے سے) زمین میں دھنسادیا سو کوئی ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو اللہ (کے عذاب) سے بچالیتی اور

وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا

نہ وہ خود ہی اپنے کو بچا سکا ۔ اور کل (یعنی پچھلے قریب زمانہ میں) جو لوگ اس جیسے

مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

ہونے کی تمنا کر رہے تھے وہ (آج اس کو زمین میں دھنستا دیکھ کر) کہنے لگے بس جی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ

جس کو چاہے زیادہ روزی دے دیتا ہے اور (جس کو چاہے) تنگی سے دینے لگتا ہے۔

بندوں کی مال کے ذریعہ بھی آزمائش ہوتی ہے

اور قیامت کے دن مشرکین سے انکے گناہوں کے بارے میں سوال کرنا نہیں پڑے گا۔ ہر ایک اپنے نشان سے خود بخود پہچانا جائے گا۔

ایک بار قارون جو اس کی شان و آرائش تھی یعنی گھوڑوں، خچروں، غلاموں اور لونڈیوں اور سونے چاندی کے زیورات اور رنگ برنگ قسم کے ہتھیاروں اور کپڑوں کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا تو جو لوگ دنیا کے طالب تھے وہ بولے کیا خوب ہوتا اگر ہمیں بھی وہی مال و دولت ملا ہوتا۔ جیسا کہ قارون کو ملا ہے۔ واقعی وہ بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور جن لوگوں کو دین کی فہم یعنی زہد و توکل حاصل تھا وہ بولے تم لوگوں کا ناس ہو اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی جنت کا ثواب اس سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ جو ایسے شخص کو ملتا ہے، جو کہ حق تعالیٰ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور نیک کام کرے اور جنت ان ہی حضرات کو دی جاتی ہے جو احکام خداوندی پر عمل اور تکلیف پر صبر کرنے والے ہیں۔ یا یہ کہ کلمہ طیبہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ان ہی حضرات کو ہوتی ہے، جو احکام خداوندی پر عمل اور تکلیف پر صبر کرنے والے ہیں۔ پھر ہم نے اس قارون کو اور اس کے محلسرائے کو زمین میں دھنسا دیا۔ سو کوئی اس کے پاس ایسی جماعت نہ ہوئی جو اس کو عذاب خداوندی سے جس وقت وہ اس پر نازل ہو رہا تھا۔ بچالیتی۔ اور نہ وہ خود ہی

اپنے کو عذاب الٰہی سے بچا سکا۔ اور گذشتہ زمانہ میں جو لوگ قارون جیسے ہونے کی تمنا کر رہے تھے۔ وہ آج ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ قارون جو کہا کرتا تھا کہ میری ہنرمندی سے مجھے یہ مال ملا ہے، ایسا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے آزمائش کے لئے جس کو چاہے زیادہ مال دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دینے لگتا ہے اور اس میں اس آدمی کے لئے فائدہ ہے۔

لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ؕ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ

اگر ہم پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی تو ہم کو بھی دھنسا دیتا۔ بس جی معلوم ہوا کہ کافروں کو فلاح نہیں

الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۲﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ

ہوتی یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں

لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِى الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ

جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔ اور نیک نتیجہ متقی لوگوں کو

لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۸۳﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ

ملتا ہے۔ جو شخص (قیامت کے دن) نیکی لے کر آویگا اس کو اس کے (مقتضا) سے بہتر

جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ اِلَّا مَا

بدلہ ملے گا اور جو شخص بدی لیکر آویگا سو ایسے لوگوں کو جو کہ بدی کے کام کرتے ہیں اتنا ہی بدلہ ملے گا

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾ اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ

جتنا وہ کرتے تھے۔ جس خدا نے آپ پر قرآن کے احکام پر عمل اور اسکی (تبلیغ) کو

لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّىْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى

فرض کیا ہے وہ آپ کو (آپ کے) اصلی وطن (یعنی مکہ) میں پھر پہنچائے گا۔ آپ (ان سے) فرما دیجئے

وَمَنْ هُوَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۸۵﴾

کہ میرا رب خوب جانتا ہے کہ (اللہ کی طرف سے) کون سچا دین لیکر آیا ہے اور کون صریح گمراہی میں (مبتلا) ہے۔

ع ۸ / ۱۱

وَمَا كُنتَ تَرْجُوٓا أَن يُلْقَىٰٓ إِلَيْكَ الْكِتَـٰبُ إِلَّا رَحْمَةً

اور آپ کو (اپنے نبی ہونے کے قبل) یہ توقع نہ تھی کہ آپ پر یہ کتاب نازل کی جاویگی۔ مگر محض آپکے رب کی مہربانی سے

مِّن رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِّلْكَـٰفِرِينَ ﴿۸۶﴾

اس کا نزول ہوا سو آپ ان کافروں کی ذرا تائید نہ کیجئے۔

حق تعالیٰ کی مہربانی کا طریقہ اگر ہم پر حق تعالیٰ کی مہربانی نہ ہوتی کہ ہم کو اتنا مال اس نے نہیں دیا تو ہم کو بھی قارون کی طرح زمین میں دھنسا دیتا، بس جی بخوبی معلوم ہو گیا کہ کافروں کو عذاب خداوندی سے چھٹکارا نہیں ملتا۔

یہ جنت ہم ان لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے نہ بڑا بننا چاہتے، اور نہ معاصی اور برائیاں کرتے ہیں۔ اور جنت کفر و شرک تکبر و فساد سے بچنے والوں کے لئے ہے۔ جو شخص قیامت کے دن خلوص کے ساتھ کلمہ طیبہ لے کر آئے گا، اس کو اس سے بہتر بدلہ ملے گا۔ اور جو شرک لے کر آئے گا تو شرک کرنے والوں کو اسی کے مطابق دوزخ ملے گی۔

جس ذات نے آپ پر بذریعہ جبریل امین قرآن کریم نازل کیا ہے وہ آپ کو آپکے اصلی وطن مکہ مکرمہ میں پہنچادے گا، یا یہ کہ جنت میں، تو آپ ان سے فرما دیجئے کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ کہ کون توحید و قرآن لیکر آیا، اور کون صریح کفر اور گمراہی میں مبتلا ہے۔ اور آپ کو تو یہ توقع بھی نہ تھی کہ آپ پر قرآن کریم نازل ہوگا اور آپ نبی ہوں گے مگر محض آپ کے رب کی مہربانی سے آپ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ اور آپ کو نبی بنایا گیا تو آپ ان کفار کے کفر کی ذرا تائید نہ کیجئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی۔ اِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیکَ القُرآنَ الخ ابن ابی حاتم رح نے ضحاک رح سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے اور مقام جحفہ میں پہنچے تو آپ کو مکہ مکرمہ کا اشتیاق ہوا اسوقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی جس ذات نے آپ پر قرآن کریم فرض کیا ہے وہ آپ کو آپکے اصلی وطن کی طرف پھر لوٹا دیگا۔

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ بَعْدَ إِذْ أُنزِلَتْ

اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہوچکے تو ایسا نہ ہونے پائے (جیسا اب تک بھی نہیں ہونے پایا) کہ یہ لوگ آپ کو ان احکام سے روک دیں

اِلَیۡکَ وَادۡعُ اِلٰی رَبِّکَ وَلَا تَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۸۷﴾

اور آپ (بدستور) اپنے رب (کے دین) کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیئے اور ان مشرکوں میں

وَلَا تَدۡعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ قف

شامل نہ ہوجیئے۔ اور (جس طرح اب تک آپ شرک سے معصوم ہیں اسی طرح آئندہ بھی) اللہ کیساتھ کسی معبود کو

کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ ؕ لَہُ الۡحُکۡمُ

نہ پکارنا اسکے سوا کوئی معبود (ہونیکے قابل) نہیں (اسلئے کہ) سب چیزیں فنا ہونیوالی ہیں بجز اسکی ذات کے اسی کی حکومت ہے

وَاِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۸﴾ ع

(جسکا ظہور کامل قیامت میں ہے) اور اسی کے پاس سب کو جانا ہے (پس سبکو ان کے کئے کی جزا دے گا)۔

وقف لازم

المنزل ۹ عشر

خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری ناگزیر ہے

اور جب اللہ کے احکام آپ پر نازل ہو چکے تو ایسا نہ ہونے پاوے کہ یہ مشرکین آپ کو احکام قرآنیہ سے روک دیں۔ اور آپ بدستور اپنے رب کی توحید اور اس کی کتاب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیئے اور ان مشرکین کا ساتھ نہ دیجئے۔ اور حق تعالیٰ کے علاوہ کسی معبود کی عبادت نہ کرنا، اور نہ مخلوق کو غیر اللہ کی طرف بلانا، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں بجز اس کی ذات کے سب چیزیں فانی ہیں، یعنی جو کام بھی حق تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے نہ کیا جائے وہ مردود ہے۔ اسی طرح اس کی بادشاہت اور سلطنت کے علاوہ اور تمام سلطنتیں فانی ہیں۔ وہی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔ اور مرنے کے بعد سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

تمت

سورۃ القصص بالخیر ختم ہوئی۔

چنانچہ یہ وہاں سے پھر چلے تو جن کے حق میں قتل ہونا لکھا ہوا تھا وہ قتل ہو گئے۔ اور جن کو بچنا تھا وہ بچ گئے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی۔ والذین جاہدوا فینا الخ:۔

اور ابن سعد رضؒ نے بواسطہ عبداللہ بن عبید ابن عمیر رضؒ سے نقل کیا ہے کہ الٓمٓ۔ احسب الخ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی جب کہ وہ راہ خدا میں تکالیف اٹھا رہے تھے:۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اور ہم تو (ایسے واقعات سے) ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو ان سے پہلے (مسلمان) ہو گذرے ہیں سو اللہ تعالیٰ ان

صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ۳ اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ

لوگوں کو (ظاہری علم سے) جان کر رہے گا جو (ایمان کے دعویٰ میں) سچے تھے اور جھوٹوں کو بھی جان کر رہیگا۔ ہاں کیا جو لوگ برے برے کام

يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۴

کر رہے ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم سے کہیں نکل بھاگیں گے انکی یہ تجویز نہایت ہی بیہودہ ہے،

مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید رکھتا ہے سو اسکو تو ایسے ایسے حوادث سے پریشان نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کا

وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۵

وہ معین وقت ضرور آنے والا ہے جس سے سارے غم غلط ہو جائیں گے اور وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

آزمائش کا دستور پرانا ہے

اور ہم تو انبیاء کرام کے بعد ان چیزوں کے ذریعہ سے ان لوگوں کو بھی آزما چکے ہیں جو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہیں۔ تاکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو ممتاز کر دے جو اپنے دعویٰ ایمانی میں سچے ہیں، کہ وہ خواہشات اور بدعات اور محارم وغیرہ سے بچ رہے ہیں۔ اور جھوٹوں کو بھی دکھلا دے جو ان چیزوں میں مبتلا ہو کر اپنے دعوئے ایمانی میں جھوٹے ہیں۔

اگلی آیت ابو جہل، ولید بن مغیرہ، عتبہ، شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ لوگ بدر کے دن حضرت علی رضؓ حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت عبیدہ رضؓ بن الحارث کے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔ اور ایک دوسرے پر فخر کیا تھا

چنانچہ فرماتا ہے کیا جو لوگ کفر و شرک میں مست ہیں وہ کہیں ہمارے عذاب سے چھوٹ جائیں گے۔ ان کا اپنے بارے میں یہ خیال اور اپنے متعلق ان کی یہ تجویز نہایت ہی بری ہے۔

جو شخص بعث بعد الموت سے ڈرتا ہے تو بعث بعد الموت ضرور ہو کر رہے گی، وہ بدر کے دن کی ان دونو جماعتوں کی سب باتوں کو سننے والا اور جو کچھ ان کو پیش آئے گا سب کا جاننے والا ہے ÷

وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ

اور جو شخص محنت کرتا ہے وہ اپنے ہی (نفع کے) لئے محنت کرتا ہے (ورنہ) خدا تعالیٰ کو (تو) تمام جہان والوں میں کسی کی حاجت نہیں

عَنِ الْعَالَمِينَ ⑥ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ

اور (وہ نفع جو طاعت سے پہنچتا ہے اس کا بیان یہ ہے کہ) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں ہم ان کے گناہ

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا

دور کر دیں گے اور ان کو ان کے (ان) اعمال (ایمان و اعمال صالحہ کا استحقاق ہے) زیادہ اچھا بدلہ دیں گے اور ہم نے

يَعْمَلُونَ ⑦ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ

انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور (اس کے ساتھ یہ بھی کہدیا ہے کہ) اگر وہ

وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھیرائے جس (کے معبود ہونے) میں کوئی (صحیح) دلیل

تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ⑧

تیرے پاس نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ ماننا تم سب کو میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔ سو میں تم کو

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ⑨

تمہارے سب کام (نیک ہوں یا بد) جتلا دوں گا اور (تم میں) جو لوگ ایمان لائے ہوں گے اور نیک عمل کئے ہوں گے ان کو نیک بندوں (کے درجہ) میں (کہ بہشت ہے) داخل کر دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکے دو ساتھیوں کے بارے میں نزول آیات

اب یہ آیت خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ اور انکے دونوں ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بدر کے دن جو خدا کے راستہ میں جہاد کر رہا ہے اس کا ثواب اسی کو ملے گا حق تعالیٰ تمام جہان والوں کے جہاد سے غنی ہے؟

اور جو لوگ ایمان لائے یعنی حضرت علی رضؓ اور ان کے ساتھی تو ہم ان کے چھوٹے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور ہم ان کو ان کے جہاد سے اچھا بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان یعنی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو اپنے والدین یعنی مالک اور حمنة بنت ابی سفیان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا (کیونکہ والدہ کافرہ تھیں، اور انہوں نے حضرت سعد کو کفر پر مجبور کیا) اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو ایسی چیز کو میرا شریک ٹھہرائے کہ جس کے شریک ہونے کے بارے میں تیرے پاس کوئی دلیل نہیں اور تجھ کو معلوم ہے کہ وہ میرا شریک نہیں، سو تو اس شرک میں ان کا کہنا نہ مان اور ان کے والدین مشرک تھے، تم سب کو میرے پاس لوٹ کر آنا ہے۔ میں تمہارے سب کام تبلا دونگا کہ تم نے کفر و ایمان کیا نیکی اور کیا برائی کی ہے۔

البتہ تم میں سے جو ایمان لائے ہونگے اور نیک کام کئے ہونگے، ان کو جنت میں نیک بندوں کے ساتھ داخل کر دیں گے۔ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ، حضرت عمر رضؓ، حضرت عثمان رضؓ، حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین،

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی، وَوَصَّيْنَا الانسان بوالديه حُسْنًا الخ مسلم اور ترمذی وغیرہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حضرت سعد رضؓ کی والدہ نے ان سے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم نہیں دیا۔ خدا کی قسم میں نہ کوئی چیز کھاؤں گی اور نہ پیوں گی تاوقتیکہ میں مر جاؤں یا تو کفر کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا ہے الخ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ

اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے پھر جب ان کو راہ خدا میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے تو لوگوں کی

فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ؕ وَلَئِنْ جَآءَ

ایذا رسانی کو ایسا (عظیم) سمجھ جاتے ہیں جیسے خدا کا عذاب اور اگر (کبھی) کوئی مدد (مسلمانوں کی) آپکے رب کی طرف سے آپہنچتی ہے تو

نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ؕ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ

(اسوقت) کہتے ہیں کہ ہم تو (دین و عقیدے میں) تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ تعالیٰ کو

بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰﴾ وَلَیَعْلَمَنَّ

دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں ہیں (یعنی ان کے دل ہی میں ایمان نہ تھا)۔ اور (یہ واقعات)

اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ﴿۱۱﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ

اسلئے ہوتے رہتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو معلوم کرکے رہے گا اور منافقوں کو بھی معلوم کرکے رہیگا۔ اور

كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِیْلَنَا وَلْنَحْمِلْ

کفار مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم (دین میں) ہماری راہ پر چلو اور (قیامت میں) تمہارے

خَطٰیٰكُمْ ؕ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِیْنَ مِنْ خَطٰیٰهُمْ مِّنْ

گناہ ہمارے ذمہ حالانکہ یہ لوگ ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے یہ بالکل جھوٹ

شَیْءٍ ؕ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَیَحْمِلُنَّ

بک رہے ہیں۔ اور (البتہ یہ ہوگا کہ) یہ لوگ اپنے گناہ اپنے اوپر لادے ہونگے اور اپنے (ان) گناہوں کے

اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز وَلَیُسْئَلُنَّ

ساتھ (ہی) کچھ گناہ اور (بھی) لادے ہونگے، یہ لوگ جیسی جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے قیامت میں

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۱۳﴾ ع

ع ۱ ۱۳

ان سے باز پرس (اور پھر سزا) ضرور ہوگی۔

لوگوں کی ایذارسانی کو عظیم قرار دینے والے

اور بعضے آدمی ایسے بھی ہیں یعنی عیاش بن ابی ربیعہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے، پھر جب ان کو راہ خدا میں کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ تو لوگوں کی اس تکلیف کو ایسا سمجھ جاتے ہیں، جیسا کہ خدا کا دوزخ میں ہمیشہ کے لئے عذاب نازل ہوگیا ہو، اور پھر ایمان کو چھوڑ کر کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ اور اگر مکہ مکرمہ فتح ہونے لگتا ہے تو اس وقت یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم دین میں تمہارے ساتھ ہیں کیا اللہ تعالیٰ کو دنیا جہان والوں کے دلوں کی باتیں معلوم نہیں۔

اس کے بعد حضرت عیاش رضہ اور ان کے ساتھی مشرف باسلام ہو گئے۔ اور ان کا اسلام بھی اچھا ہوا اور حق تعالیٰ بدر کے دن ایمان والوں کو بھی ظاہری و باطنی طور پر ممتاز کر کے رہے گا اور منافقین کو بھی اور ابوجہل اور اس کے ساتھی حضرت علی رضہ اور حضرت سلمان رضہ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ ہمارا دین اختیار کر لو قیامت کے دن تمہارے گناہوں کا بار ہمارے ذمہ ہے۔ حالانکہ یہ لوگ قیامت کے دن ان کے گناہوں میں سے ذرا بھی نہیں لے سکتے، یہ بالکل جھوٹ بک رہے ہیں۔ اور یہ لوگ قیامت کے دن اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ ہی ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ بھی جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے، اور قیامت کے دن ان سے یہ لوگ جیسی جھوٹی باتیں بناتے تھے، اس کی باز پرس ہوگی ؛

لباب النقول فی اسباب النزول { ارشادِ خداوندی۔ ومن الناس من یقول آمنّا باللہ الخ۔ اس آیت کا شانِ نزول سورۃ نساء میں گزر چکا ہے ؛

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ

اور ہم نے نوح (ع) کو ان کی قوم کی طرف (پیغمبر بنا کر) بھیجا سو وہ ان میں پچاس سال کم

اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ

ایک ہزار برس رہے (اور قوم کو سمجھاتے رہے) پھر (جب اس پر بھی وہ باز نہ آئے تو) انکو

الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ⑭ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ

طوفان نے آدبایا وہ بڑے ظالم لوگ تھے۔ پھر اس طوفان آنے کے بعد ہم نے ان کو اور کشتی والوں کو

السَّفِيْنَةِ وَجَعَلْنٰهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ⑮ وَاِبْرٰهِيْمَ

(اس طوفان سے) بچا لیا اور ہم نے اس واقعہ کو تمام جہان والوں کے لئے موجب عبرت بنایا۔ اور ہم نے

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ

ابراہیم (ع) کو پیغمبر بنا کر) بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے (جو کہ بت پرست تھے) فرمایا کہ تم

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ

اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کچھ سوجھ سمجھ رکھتے ہو۔ تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر

مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَّتَخْلُقُونَ إِفْكًا ۚ إِنَّ

محض بتوں کو پوج رہے ہو اور (اسکے متعلق) جھوٹی باتیں تراشتے ہو۔ تم خدا کو چھوڑ کر

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ

جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ رزق بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم لوگ

رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ

رزق خدا کے پاس سے تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور

وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَإِنْ تُكَذِّبُوا

اسی کا شکر کرو اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اور اگر تم مجھ کو جھوٹا سمجھو تو

فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ۚ

(میرا کچھ نقصان نہیں کیونکہ) تم سے پہلے بھی بہت سی امتیں (اپنے پیغمبروں کو) جھوٹا سمجھ چکی ہیں

حضرت نوح علیہ السّلام کی اپنی قوم کو طویل عرصہ تک تبلیغ

ہم نے نوح ؑ کو ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ سو وہ اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تک توحید کی طرف بلاتے رہے۔ مگر اس پر بھی وہ لوگ ایمان نہ لائے۔ تو حق تعالیٰ نے ان کو طوفان کے ذریعہ ہلاک کر دیا۔ وہ بڑے کافر تھے۔ اور ہم نے حضرت نوح ؑ اور جو کشتی میں ان کے ساتھ اہل ایمان تھے ان سب کو بچا لیا، اور ہم نے اس کشتی کے واقعہ کو تمام جہان والوں کے لئے موجب عبرت بنایا۔ اور ہم نے حضرت ابراہیم ؑ کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا۔ توحید خداوندی کے قائل ہو، اور اسی سے ڈرو۔ اور کفر و شرک اور بتوں کی پرستش سے توبہ کر کے اسی کی اطاعت کرو، توبہ اور توحید جس طریقہ پر تم قائم ہو اس سے بہتر ہے، اگر تم اس کو سمجھتے ہو اور تصدیق کرتے ہو۔ لیکن نہ تم سمجھتے ہو اور نہ ہی تصدیق کرتے ہو۔

تم خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوج رہے ہو۔ اور ان کے متعلق جھوٹی باتیں بناتے ہو، اور خدا کے علاوہ جن کو پوجتے ہو، ان کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو، جن بتوں کو تم پوج رہے ہو، وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ سو تم خدا ہی کے پاس سے رزق تلاش کرو، سو اسی کی عبادت کرو۔ اور توحید کے ذریعے سے اسی کا شکر کرو۔ مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ وہ تمہارے اعمال کا تم کو بدلہ دے گا۔

اور اے گروہ قریش! اگر تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تکذیب کرتے ہو، بھو تم سے پہلے بہت سی امتیں اپنے رسولوں کی تکذیب کر چکی ہیں، ہم نے ان کو ہلاک کر دیا ::

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا

اور (ان کا بھی کچھ نقصان نہیں ہو اوجہ اسکی یہ ہے کہ) پیغمبر کے ذمہ تو صرف (بات کا) صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ کیا ان

كَيْفَ يُبْدِئُ اللّٰهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار پیدا کرتا ہے (کہ عدم محض سے وجود میں

عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۹﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا

لاتا ہے) پھر وہی دوبارہ اسکو پیدا کریگا۔ یہ اللہ کے نزدیک بہت ہی آسان بات ہے۔ آپ (ان لوگوں سے) کہیئے کہ تم لوگ

كَيْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰهُ يُنْشِئُ النَّشْاَةَ الْاٰخِرَةَ ؕ

ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ خدا تعالیٰ نے مخلوق کو کس طور پر اول بار پیدا کیا ہے پھر اللہ پچھلی بار بھی پیدا کریگا۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ ج يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ

بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس کو چاہے گا عذاب دیگا (یعنی جو اس کا مستحق ہوگا

وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ ج وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَآ

اور جس پر چاہے رحمت فرمادے گا (یعنی جو اس کا اہل ہوگا) اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور تم

اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ز وَمَا لَكُمْ

نہ زمین میں (چھپ کر خدا کو) ہرا سکتے ہو اور نہ آسمان میں (اڑ کر) اور خدا کے سوا

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (۲۲) وَالَّذِیْنَ

نہ تمہارا کوئی کارساز ہے اور نہ کوئی مددگار ۔ اور جو لوگ خدا کی

كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ یَئِسُوْا

آیتوں کے اور (بالخصوص) اسکے سامنے جانے کے منکر ہیں وہ لوگ (قیامت میں) میری رحمت سے ناامید ہونگے اور یہی ہیں

مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (۲۳)

جن کو عذاب دردناک ہوگا ۔

رسول کی ذمہ داری کیا ہے؟ } اور رسول کے ذمہ تو ایسی زبان میں جس کو تم سمجھو احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہے۔ کیا کفار مکہ کو بذریعہ قرآن کریم

یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کس طرح مخلوق کو اول بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی قیامت کے دن اس کو دوبارہ پیدا کرے گا یہ اول بار اور دوبارہ پیدا کرنا حق تعالیٰ پر بہت آسان بات ہے۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرمایئے کہ تم ملک میں چلو پھرو اور غور کرو کہ حق تعالیٰ نے مخلوق کو اولاً بار نطفہ سے کس طور پر پیدا کیا۔ پھر اس کے بعد ان کو ہلاک کر دیا۔ پھر حق تعؐ قیامت کے دن بھی مخلوق کو دوبارہ پیدا کرے گا، بیشک اللہ تعؐ پیدا کرنے اور پھر قیامت کے دن زندہ کرنے اور ایسے ہی موت وحیات سب پر قادر ہے۔ جس کو چاہے کفر پر موت آنے کی وجہ سے عذاب دے گا، اور جس پر چاہے گا ایمان پر انتقال کرنے کی بنا پر رحمت فرماوے گا۔ اور پھر مرنے کے بعد تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے، وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دیگا۔

اور اے مکہ والو! نہ تم زمین والوں میں سے کسی کو عذاب خداوندی سے بچا سکتے ہو، اور نہ آسمان والوں میں سے اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں نہ تمہارا کوئی کارساز ہے جو تم کو فائدہ پہنچائے۔ اور نہ تمہارا کوئی مددگار ہے۔ جو تم سے عذاب خداوندی کو روک سکے ۔

اور جو لوگ یعنی یہود ونصاریٰ اور تمام مشرکین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور بعث بعد الموت کے منکر ہیں تو یہ لوگ میری جنت سے ناامید ہوں گے۔ اور ان کو دردناک عذاب ہوگا ؛

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ

سو (ابراہیمؑ کی اس تقریر دلپذیر کے بعد) ان کی قوم کا (آخری) جواب بس یہ تھا کہ (باہمیں) کہنے لگے

کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو

أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

یا ان کو جلا دو (چنانچہ جلانے کا سامان کیا) سو اللہ نے اُنکو اس آگ سے بچالیا۔ بیشک اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے

لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۴﴾ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن

جو کہ ایمان رکھتے ہیں نشانیاں ہیں ۔ اور ابراہیم (ع) نے (وعظ میں بھی) فرمایا کہ تم نے جو خدا کو چھوڑ کر

دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ

بتوں کو (معبود) تجویز کر رکھا ہے پس یہ تمہارے باہمی دنیا کے تعلقات کی وجہ سے ہے ۔ پھر قیامت میں

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم

(تمہارا یہ حال ہوگا کہ) تم میں ایک دوسرے کا مخالف ہو جاوے گا اور ایک دوسرے پر لعنت

بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿۲۵﴾

کریگا اور اگر تم اس بت پرستی سے باز نہ آئے تو تمہارا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور تمہارا کوئی حامی نہ ہوگا

فَآمَنَ لَهُ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّي مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي ۖ إِنَّهُ

سو اتنے وعظ و پند پر بھی ان کی قوم نے نہ مانا) صرف لوط (ع) نے انکی تصدیق فرمائی اور ابراہیم ؑ نے فرمایا کہ

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۶﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ

میں اپنے پروردگار کی (بتلائی ہوئی جگہ کی) طرف ترک وطن کرکے چلا جاؤں گا بیشک وہ زبردست حکمت والا ہے اور ہم نے

وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ

(ہجرت کے بعد) ان کو اسحٰق (بیٹا) اور یعقوب (پوتا) عنایت فرمایا اور ہم نے انکی نسل میں نبوت اور کتاب (کے سلسلہ) کو

فِي الدُّنْيَا ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۲۷﴾

قائم رکھا اور ہم نے ان کا صلہ ان کو دنیا میں دیا اور وہ آخرت میں بھی (بڑے درجہ کے) نیک بندوں میں ہونگے۔

حضرت ابراہیمؑ کا مرتبہ خدا کی بارگاہ میں

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید خداوندی کی دعوت کے بعد ان کی قوم کا یہی جواب تھا۔

کہ ان کو یا تو قتل کر ڈالو۔ یا ان کو آگ میں جلا دو۔ سو حق تعالیٰ نے صحیح و سالم ان کو اس آگ سے بچا لیا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قوم کے ساتھ جو ہم نے معاملہ کیا اس میں ان حضرات کے لئے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں بڑی نشانیاں ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے یہ بھی فرمایا کہ یہ جو تم نے بتوں کو معبود بنا رکھا ہے یہ تو تمہارے باہمی تعلقات کی بنا پر ہے، جو باقی نہیں رہیں گے اور پھر قیامت میں تم سے ہر ایک ایک دوسرے سے بیزار ہو جاوے گا، اور تم سب پجاریوں اور معبودوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں تمہارا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔
چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کی صرف حضرت لوطؑ نے تصدیق کی، اور حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروردگار کی اطاعت کے لئے علیحدہ چلا جاؤں گا، چنانچہ وہ حران سے فلسطین کی طرف ہجرت کر گئے بیشک وہ ان کو سزا دینے میں زبردست ہے۔ اور حکمت والا ہے۔ کہ اس نے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف دین کی حفاظت کی خاطر سے ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر ہم نے ان کو حضرت اسحٰق بیٹا اور یعقوب علیہ السلام پوتا عنایت فرمایا۔ اور ہم نے انکی نسل کو نبوت و کتاب اور اولاد صالح کے ساتھ معزز فرمایا کہ ان کی نسل میں انبیاء کرام بھی ہوئے، اور کتابیں بھی نازل ہوئیں۔ اور ہم نے ان کا صلہ دنیا میں بھی اس طریقہ پر دیا، اور آخرت میں بھی وہ بڑے درجے کے انبیاء کرام کے ساتھ ہوں گے۔

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ ز

اور ہم نے لوطؑ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کرتے ہو کہ

مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِينَ ﴿٢٨﴾ أَئِنَّكُمْ

تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔ کیا تم مردوں سے فعل کرتے ہو۔ (وہ بیحیائی کا کام یہی ہے)

لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ السَّبِيلَ ۵ۙ وَتَأْتُونَ

اور تم ڈاکے ڈالتے ہو اور (غضب یہ ہے کہ) اپنی بھری مجلس میں نامعقول حرکت کرتے ہو سو انکی قوم کا

فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرَ ط فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ

(آخری) جواب بس یہ تھا کہ تم ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔ اگر تم (اس بات میں) سچے ہو (کہ یہ افعال موجب

قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

عذاب ہیں) لوط (ع) نے دعا کی کہ اے میرے رب مجھ کو

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَمَّا

ان مفسد لوگوں پر غالب (اور ان کو عذاب سے ہلاک) کردے۔ اور ہمارے

جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مُهْلِكُوْٓا

(وہ) بھیجے ہوئے فرشتے جب ابراہیم (ع) کے پاس بشارت لیکر پہنچے تو (دا شناء گفتگو میں) ان فرشتوں نے

اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ ۚ اِنَّ اَهْلَهَا كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

(ابراہیم ع) سے کہا کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں (کیونکہ وہاں کے باشندے بڑے شریر ہیں۔

قَالَ اِنَّ فِيْهَا لُوْطًا ۭ قَالُوْا نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَنْ فِيْهَا ڭ

ابراہیم ع نے فرمایا کہ وہاں تو لوط ع (بھی موجود) ہیں فرشتوں نے کہا کہ جو جو وہاں رہتے ہیں ہم کو سب معلوم ہیں

لَنُنَجِّيَنَّهٗ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ڭ كَانَتْ

ہم ان کو اور انکے خاص متعلقین کو بچالیں گے۔ بجز انکی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی (یہ

مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

گفتگو تو ابراہیم ع سے ہوئی۔

حضرت لوط علیہ السّلام اور انکی قوم کی باہم گفتگو اور انکی قوم کا جواب

اور ہم نے لوط ع کو بھی ان کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا خبیث کام یعنی لواطت کرتے ہو۔ کہ تم سے پہلے ایسا کام کسی نے دنیا جہان والوں میں نہیں کیا۔ تم مردوں سے ایسا فعل کرتے ہو، اور نسل انسانی کو ختم کرتے ہو، یا یہ کہ تم راستوں پر ڈاکے ڈالتے ہو اور بھری مجلس میں بُری باتیں کرتے ہو۔ اس قوم میں دس بری باتیں مشہور تھیں، جیسا کہ ٹھیکرے بازی اور اس قسم کی بیحیائی وغیرہ۔

تو لوط علیہ السلام کی قوم کا آخری جواب بس یہی تھا۔ کہ اگر تم اپنی بات یعنی نزول عذاب میں سچے ہو تو ہم تم پر ایمان نہیں لاتے، ہم پر عذاب خداوندی لے آؤ۔ لوط علیہ السلام نے دعا فرمائی، پروردگار ان مشرکین پر عذاب نازل کر کے میری مدد فرما۔

اور جب حضرت جبریل ؑ اور انکے ساتھ دوسرے فرشتے حضرت ابراہیم ؑ کے پاس حضرت اسحق ؑ فرزند کی بشارت لے کر آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم ؑ سے کہا کہ ہم قوم لوط کی بستی والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں کیونکہ وہاں کے باشندے مشرک ہیں اور بے حیائی کے کام کر کے اپنے اوپر عذاب کو واجب کر لیا۔ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا وہاں لوط ؑ بھی تو ہیں، پھر وہاں والوں کو اے جبریل تم کیسے ہلاک کرو گے، ان فرشتوں نے کہا، ہم کو سب معلوم ہے ہم ان کو اور ان کے خاص متعلقین جن میں ان کی دونوں صاحبزادیاں زاعورا اور ریثاء بھی ہیں بچالیں گے بجز انکی واعلہ نامی منافقہ بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہنے والوں میں سے ہوگی۔

وَلَمَّآ أَنْ جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

اور (پھر وہاں سے فارغ ہو کر) جب ہمارے وہ فرستادے لوط ؑ کے پاس پہنچے تو لوط ؑ ان (کے آنے) کی وجہ سے

ذَرْعًا وَقَالُوا۟ لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ ۖ إِنَّا مُنَجُّوكَ

مغموم ہوئے اور انکے سبب تنگ دل ہوئے اور (فرشتوں نے جب یہ حال دیکھا تو) وہ فرشتے کہنے لگے (کسی بات کا) آپ

وَأَهْلَكَ إِلَّا ٱمْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ ٱلْغَٰبِرِينَ ﴿٣٣﴾

اندیشہ نہ کریں اور مغموم ہوں ہم آپ کو اور آپکے خاص متعلقین کو بچالیں گے بجز آپکی بی بی کے کہ وہ عذاب میں رہجانیوالوں

إِنَّا مُنزِلُونَ عَلَىٰٓ أَهْلِ هَٰذِهِ ٱلْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ ٱلسَّمَآءِ

میں ہوگی۔ (اور آپ کو مع متعلقین اس سے بچا کر) ہم اس بستی کے (بقیہ) باشندوں پر ایک آسمانی عذاب

بِمَا كَانُوا۟ يَفْسُقُونَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَد تَّرَكْنَا مِنْهَآ ءَايَةًۢ

انکی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اس بستی کے ظاہر نشان (اب تک) رہنے دیئے ہیں

بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا

ان لوگوں (کی عبرت) کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور مدین والوں کے پاس ہم نے ان (کی برادری) کے بھائی شعیب ؑ کو

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ

پیغمبر بنا کر بھیجا سو انہوں نے فرمایا کہ اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو (اور شرک چھوڑ دو) اور روز قیامت سے ڈرو

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۳۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ

اور سرزمین میں فساد مت پھیلاؤ۔ سو ان لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا پس زلزلہ نے انکو

الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۳۷﴾ وَعَادًا

آپکڑا ‏ پھر وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔ ‏ اور ہم نے عاد اور

وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ وَقف

ثمود کو بھی (انکے عناد و خلاف کی وجہ سے) ہلاک کیا اور یہ ہلاک ہونا تم کو ان کے رہنے کے مقامات سے نظر آرہا ہے۔

عاد و ثمود کی برباد شدہ بستیاں آج بھی موجود ہیں

چنانچہ جب ہمارے فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے ان کے آنے کی بنا پر، اس وجہ سے مغموم اور تنگ دل ہوئے (کہ اپنی قوم کی نامعقول حرکت کا خیال آیا۔ اس لئے کہ یہ فرشتے خوبصورت انسانوں کی شکل میں آئے تھے، اور لوط علیہ السلام نے ان کو پہچانا نہیں تھا شاید)، یہ دیکھ کر جبریل امینؑ اور ان کے ساتھ جو فرشتے تھے وہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ ہمارے بارے میں کسی بات کا اندیشہ نہ کریں اور نہ آپ مغموم ہوں (ہم عذاب کے فرشتے ہیں) ہم آپ کو اور آپکے خاص متعلقین کو بچالیں گے، بجز آپ کی بی بی کے وہ عذاب میں رہ جانے والوں میں ہوگی۔

ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک پتھروں کا عذاب ان کی بدکاریوں اور کفر کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے لوط علیہ السلام کی قوم کی بستیوں کے کچھ ظاہر نشان اب تک رہنے دیئے ہیں۔ ان لوگوں کی عبرت کے لئے جو اس چیز کو جانتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ ان بدکاریوں کی وجہ سے ان لوگوں کا کیا انجام ہوا۔ اور ایسے لوگوں کی وہ اقتدا نہیں کرتے۔

اور ہم نے مدین والوں کے پاس شعیب علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا، سو انہوں نے فرمایا توحید خداوندی کے قائل ہو اور روز قیامت سے ڈرو، اور سرزمین میں فساد اور بدکاریاں مت کرو۔ سو ان لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا، نتیجہ یہ ہوا کہ زلزلے کے عذاب نے ان کو آپکڑا، اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔ اور ہم نے قوم ہود اور قوم صالح کو بھی ہلاک کیا، اور اے مکہ والو! ان کی یہ ہلاکت تم کو ان کے ویران مکانات سے نظر آرہی ہے۔

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ

اور (حالت ان کی یہ تھی کہ) شیطان نے ان کے اعمال (بد) کو انکی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا اور (اس ذریعے سے)

وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ﴿۳۸﴾ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف

انکو راہ (حق) سے روک رکھا تھا اور وہ لوگ (ویسے) ہوشیار تھے۔ اور ہم نے قارون اور فرعون اور ہامان کو بھی

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ

(انکے کفر کے سبب) ہلاک کیا اور ان (تینوں) کے پاس موسیٰ (ع) کھلی دلیلیں (حق کی) لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے

وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴿۳۹﴾ ج صلے فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ج

زمین میں سرکشی کی اور (ہمارے عذاب سے) بھاگ نہ سکے۔ تو ہم نے ہر ایک کو اسکے گناہ کی سزا میں پکڑ لیا۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ج وَمِنْهُمْ مَّنْ

سو ان میں بعضوں پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی۔ اور ان میں بعضوں کو ہولناک آواز نے آدبایا۔ اور ان میں

اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ج

بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں

وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ

بعض کو ہم نے (پانی میں) ڈبو دیا۔ اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا لیکن یہی

وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۴۰﴾ مَثَلُ الَّذِيْنَ

لوگ (شرارتیں کرکے) اپنے اوپر ظلم کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں نے خدا کے سوا اور

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ج صلے اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ط

کارساز تجویز کر رکھے ہیں ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے جس نے ایک گھر بنایا۔

شیطان نے انکے اعمال مستحسن کر کے دکھائے

اور شیطان نے ان کے شرک اور انکی تنگی و فراخی کی حالت کو ان کی نظر میں مستحسن کر رکھا تھا۔ اور اس وجہ سے انکو راہِ حق اور ہدایت سے روک رکھا تھا۔ اور وہ لوگ سمجھتے تھے کہ یہ چیز حق ہے، مگر خود حق پر قائم نہ تھے۔

اور ہم نے قارون اور فرعون اور اس کے وزیر ہامان کو بھی ہلاک کیا، دراں حالیکہ موسیٰ علیہ السلام انکے پاس اوامر و نواہی اور حق کی کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے۔ تو انہوں نے ایمان لانے سے انکار کیا۔ اور ان کھلی دلیلوں پر ایمان نہ لائے، مگر وہ ہمارے عذاب سے بھاگ نہ سکے۔

چنانچہ ہم نے ہر ایک قوم کو اس کے شرک کی پاداشں میں پکڑ لیا۔ سو ہم نے ان میں سے بعضوں پر تو پتھر برسا دیئے اور وہ لوط علیہ السلام کی قوم ہے۔ اور ان میں سے بعضوں کو سخت عذاب نے آ دبایا، اور وہ شعیب و صالح علیہما السلام کی قومیں ہیں۔ اور بعضوں کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا یعنی قارون، اور بعضوں کو پانی میں ڈبو دیا یعنی فرعون و ہامان، اور ان پر جو عذاب نازل ہوا، تو حق تعالیٰ ایسا نہیں تھا کہ ان کو ہلاک کرتا، لیکن یہی لوگ کفر و شرک اور انبیاء کرام کی تکذیب کر کے اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں، جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ بتوں وغیرہ میں سے اور کارساز تجویز کر رکھے ہیں۔ ان لوگوں کی مثال مکڑی کی سی مثال ہے، جس نے ایک گھر بنایا :

وَإِنَّ أَوْهَنَ الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوتِ ۘ

اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ اگر وہ حقیقت

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ

حال کو) جانتے تو ایسا نہ کرتے۔ اللہ تو (تو) ان سب چیزوں (کی حقیقت

مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ

اور ضعف) کو جانتا ہے جس جس کو وہ لوگ خدا کے سوا پوج رہے ہیں (یعنی وہ چیزیں تو نہایت ضعیف ہیں) اور وہ

الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۖ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا

(اللہ تو) زبردست حکمت والا ہے اور ہم ان (قرآنی) مثالوں کو لوگوں کے (سمجھانے) کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو بس

الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ

علم والے ہی لوگ سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا ہے ایمان والوں کے لئے اس میں

وقف لازم

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۴﴾

(اس کے استحقاق عبادت کی) بڑی دلیل ہے۔

معبودانِ باطل کے پجاریوں کی مثال کمزور ترین مکڑی کے گھر کی سی ہے اور کچھ شک نہیں کہ سب گھروں میں زیادہ بودا مکڑی کا گھر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نہ اس گھر میں گرمی کا بچاؤ ہوتا ہے اور نہ اس سے سردی کی حفاظت ہوسکتی ہے۔ اسی طرح یہ معبودانِ باطل اپنے پجاریوں کو نہ دنیا ہی میں کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ اور نہ آخرت میں ان کے کام آسکتے ہیں۔ کاش وہ حقیقت حال جانتے، لیکن نہ وہ حقیقت کو جانتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق ہی کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ ان تمام معبودانِ باطل کو جانتا ہے۔ جن کو یہ خدا کے علاوہ پوج رہے ہیں۔ کہ یہ معبود دنیا و آخرت میں ان کے کچھ کام نہیں آسکتے۔ اور وہ غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو سزا دینے میں غالب اور حکمت والا ہے۔ کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

اور ہم ان مثالوں کو لوگوں کے سمجھانے کے لئے بیان کرتے ہیں۔ باقی ان قرآنی مثالوں کو علم والے اور توحید والے ہی سمجھتے ہیں۔

حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو مناسب طور پر بنایا، اور ان مذکورہ مضامین میں ایمان والوں کے لئے بڑی دلیل ہے ؛

الحمد للہ

کہ تفسیر ابن عباسؓ جلد چہارم پارہ ۲۰ امن خلق پر ختم ہوئی۔

ناشر
(قاری) اخلاق احمد صدیقی
ادارہ درس قرآن دیوبند (یو۔پی)
(کتبہ فاروقی سہارنپوری ۱۹۷۳ء)

جلد ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری شریف)
اے اللہ! ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما!

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ (کامل اردو)

پارہ ۲۱
اتل ما اوحی
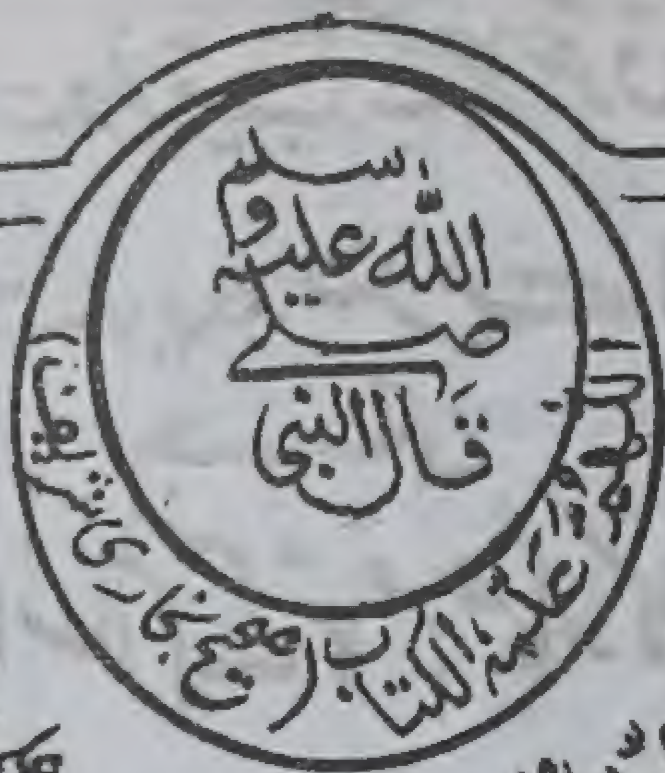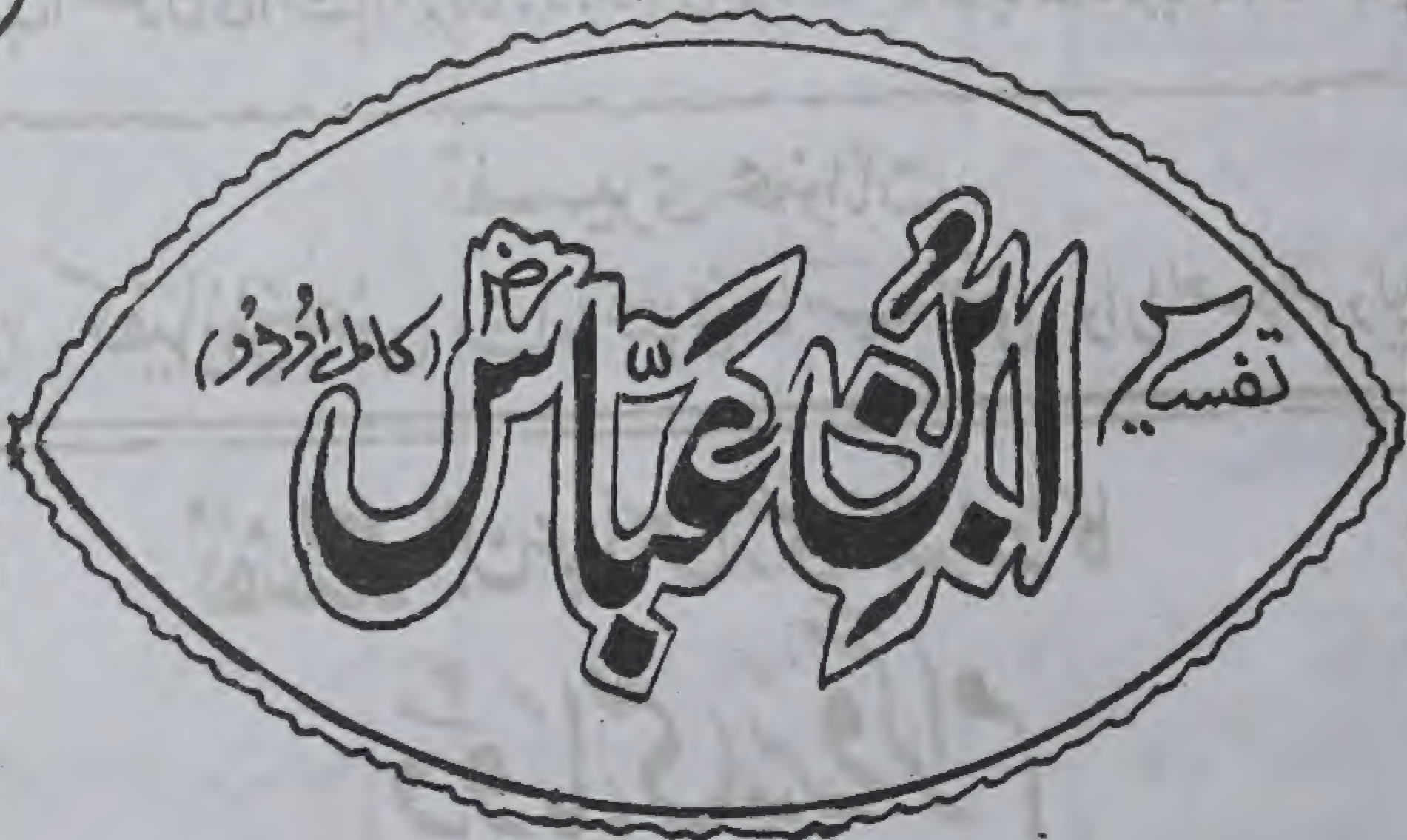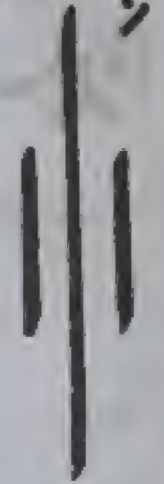
افادات: ابن عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
امام المفسرین ترجمان القرآن حبر الامت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ م ۶۸ھ
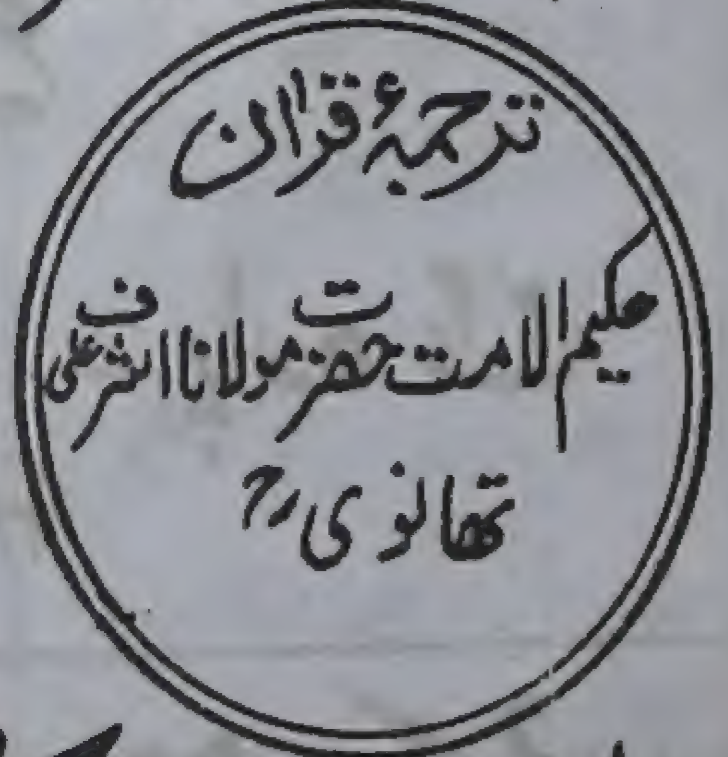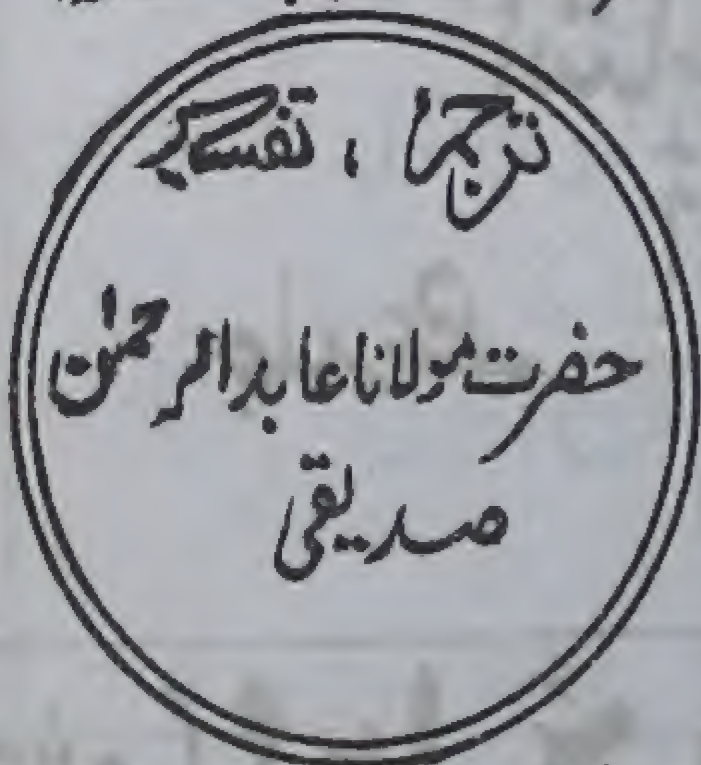
ترجمۂ قرآن
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ترجمہ، تفسیر
حضرت مولانا عابد الرحمن صدیقی

ناشر
ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

قرآنِ کریم کی قدیم ترین اور جامع تفسیر!!
جسکی
صحت پر دنیائے اسلام کے تمام علماء کا اتفاق ہے۔

تنویر المقباس من تفسیر ابنِ عباس رضؓ ... جمع ... مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازیؒ
مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول .... از .... علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

تفسیری عنوانات
مولانا کفیل الرحمٰن نشاط عثمانی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا
دو ماہی پروگرام
جنوری ، مارچ ، مئی ، جولائی ، ستمبر ، نومبر

اشاعت ماہ مئی ۱۹۷۹ء

جلد ۵ — بائیس پارے تیار ہیں — پارہ ۲۲
ہدیہ فی پارہ چار روپے ۴/-

ناشر ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

ہ یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مؤمن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

فہرست مضامین

تفسیر ابن عباس ؓ
پارہ اتل ما اوحی ۲۱

ناشر (قاری) اخلاق احمد صاحب مہتمم ناظم ادارۂ درس قرآن دیوبند (یوپی)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

جو کتاب آپؐ کو وحی کی گئی ہے آپؐ اسے پڑھا کیجئے اور نماز کی پابندی کیجئے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ

بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے اور اللہ

اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَا

کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔ اور تم اہل کتاب کے

تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا

ساتھ بجز مہذب طریقہ کے مباحثہ مت کرو ہاں جو ان میں زیادتی کریں۔ اور یوں کہو کہ ہم

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ

اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل ہوئیں اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں

اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ

اور یہ تم بھی تسلیم کرتے ہو کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم تو اس کی اطاعت

لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ

کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپؐ پر کتاب نازل فرمائی سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب (کی

فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ

نافع سمجھ) دی ہے وہ (اس آپؐ والی) کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (اہل عرب مشرک) لوگوں میں بھی بعض

مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

ایسے منصف ہیں کہ اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں سے بجز (ضدی) کافروں کے اور کوئی منکر نہیں ہوتا

تلاوتِ قرآن کی تاکید

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ قرآن کریم ان کو پڑھ کر سنایا کیجئے اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھیے کیوں کہ نماز معاصی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے یعنی کم از کم جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے تو نماز ایسی چیزوں سے روکے رکھتی ہے جن کا شریعت اور سنت میں کہیں تذکرہ نہیں اور تم جو نماز کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کو یاد کرتے ہو اس کے مقابلہ حق تعالیٰ کی مغفرت فرمانا اور ثواب کا عطا کرنا بہت بڑی چیز ہے اور جو کچھ تم نیکیاں اور برائیاں کرتے ہو حق تعالیٰ سب کو جانتا ہے۔

اور تم یہود و نصاریٰ کے ساتھ مباحثہ مت کرو مگر قرآنِ کریم کے ذریعہ سے، ہاں جو ان میں زیادتی کریں جیسا کہ وفد بنی نجران، اور یوں کہو کہ ہم قرآنِ کریم پر بھی اور توریت و انجیل پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا اور تمہارا خدا ایک وحدہ لاشریک ہے اور ہم تو اسی کی اطاعت اور اسی کی توحید کا اقرار کرتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے آپؐ پر کتاب نازل فرمائی تاکہ اس میں جو اوامر و نواہی اور واقعات ہیں وہ آپؐ ان کے سامنے پڑھ کر سنائیں۔

سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب توریت کا علم دیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ وہ آپؐ پر اور قرآنِ کریم پر ایمان لے آئے ہیں اور ان مشرکین مکہ میں سے بھی بعض حضرات رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم پر ایمان لے آئے ہیں۔ اور ہماری آیتوں میں سے بجز کافروں یعنی کعب و ابوجہل وغیرہ کے کوئی منکر نہیں ہوتا۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ

اور آپؐ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے

بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

لکھ سکتے تھے۔ کہ ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ کچھ شبہ نکالتے۔ بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں

بَيِّنٰتٌ فِیْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ

ہیں ان لوگوں کے ذہن میں جن کو علم عطا ہوا ہے۔ اور ہماری آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

کیے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کے پاس سے نشانیاں

اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ

کیوں نہیں نازل ہوئیں۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ وہ نشانیاں تو خدا کے قبضہ میں ہیں اور میں تو صرف ایک

اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۵۰ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر

الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى

یہ کتاب نازل فرمائی جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے۔ بلاشبہ ان اس کتاب میں ایمان لانے والوں کے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝۵۱

لئے بڑی رحمت اور نصیحت ہے۔

ع ۵
۱

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمّی تھے

اور آپ قرآن کریم سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کسی کتاب کو لکھ سکتے تھے۔

تو اگر ایسی حالت ہوتی تو یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کچھ شبہ نکالتے اور کہتے ہماری کتابوں میں تو نبی امّی کی بشارت ہے، بلکہ آپ کی نعت وصفت کے بارے میں خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں ان لوگوں کے دلوں میں جن کو علم توریت دیا گیا ہے۔

یا یہ قرآن کریم ہی آپ کی نبوت کیلئے خود بہت سی واضح دلیلوں والا اور حلال وحرام اور اوامر و نواہی کو واضح طریقہ پر بیان کرنے والا ان لوگوں کے سینہ میں محفوظ ہے جن کو قرآن کریم کا علم دیا گیا ہے۔

اور ہماری آیتوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم سے یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہی انکار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ یوں کہے جاتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کے پروردگار کی طرف سے ایسی نشانیاں کیوں نہیں نازل ہوئیں جیسے موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام پر نازل کی گئی تھیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ وہ نشانیاں تو حق تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں اسی کی طرف سے آئیں گی، میں تو ایک ایسی زبان میں جس کو تم بھی سمجھتے ہو ڈرانے والا رسول ہوں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا ان مکہ والوں کے لئے آپ کی نبوت پر دلالت کے لئے یہ بات کافی نہیں ہوئی، کہ ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی جس میں سے اوامر و نواہی اور گذشتہ قوموں کے واقعات ان کے سامنے پڑھ کر سنائے جاتے ہیں، بلاشبہ اس قرآن کریم میں اہل ایمان کے لئے عذاب سے بڑی رحمت اور نصیحت ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ الخ- ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور دارمی نے اپنی مسند میں عمرو بن دینار کے طریق سے یحییٰ بن جعدہ سے نقل کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ حضرات آئے، ان کے پاس کچھ لکھی ہوئی باتیں تھیں جو انہوں نے یہودیوں سے سن کر لکھ رکھی تھیں، اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک قوم کی گمراہی کے لئے بس یہی کافی ہے کہ ان کے پاس جو ان کا نبی لے کر آیا ہے وہ اس سے اپنے غیروں کی طرف جن کے پاس ان کا غیر لے کر آیا ہے اعراض کریں اس پر یہ آیت نازل ہوئی اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ الخ کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپؐ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي

آپؐ یوں کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان گواہ بس ہے اس کو سب چیز کی خبر ہے جو

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا

آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ اور جو لوگ جھوٹی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ

بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ

کے منکر ہیں تو وہ لوگ بڑے زیان کار ہیں۔ اور یہ لوگ آپؐ سے عذاب کا تقاضا کرتے

بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ

ہیں اور اگر (علم الٰہی میں عذاب آنے کی) میعاد معین نہ ہوتی تو ان پر عذاب آچکا ہوتا

وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ

اور وہ عذاب ان پر دفعتاً آپہنچے گا۔ اور ان کو خبر نہ ہوگی۔ یہ لوگ آپؐ سے عذاب کا تقاضہ کرتے ہیں اور اس میں

بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا

کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو گھیر لیگا۔ جس دن کہ ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے گھیرے گا اور حق تعالیٰ فرمائیگا کہ جو کچھ

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

(اب اس کا مزہ) چکھو۔ اے میرے ایمان دار بندو زمین فراخ

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ

ہے۔ سو خالص میری ہی عبادت کرو۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا

الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾

ہے۔ پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے۔

رسالت کا عظیم ترین گواہ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجیے کہ میری رسالت کا بس اللہ تعالیٰ گواہ ہے اس کو تمام مخلوق کی خبر ہے اور جو لوگ یعنی ابوجہل وغیرہ شیطانی باتوں پر یقین رکھتے ہیں وہ بڑے ہی زیاں کار ہیں۔ اور یہ کفار آپ سے وقوع عذاب کا مطالبہ کرتے ہیں اور اگر اس کی میعاد معین نہ ہوتی تو وقت سے پہلے ہی ان پر عذاب آچکا ہوتا اور وہ عذاب ان پر دفعتہً آئے گا کہ ان کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہوگی۔

اور یہ دنیا میں نزولِ عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ نہیں کہ جہنم ان سب کو گھیرے گا۔

اور جس دن جہنم کا عذاب ان کو اوپر سے اور ان کے نیچے جب کہ یہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے گھیرے گا اور اس وقت ان سے حق تعالیٰ فرمائے گا کہ جو کچھ تم اعمال واقوال کفریہ کر رہے تھے اس کا مزہ چکھو۔

اے میرے ایمان دار بندو یعنی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی حضرت علی مرتضیٰ اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، سرزمین مدینہ امن والی ہے وہاں چلے جاؤ اور خالص میری ہی عبادت کرو۔ ہر شخص کو ضروری طور پر موت کا مزہ چکھنا ہے اور پھر مرنے کے بعد تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے جہاں تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے ہم ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے

غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ

جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ کام کرنے والوں

اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝۵۸ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝۵۹

کے لئے کیا اچھا اجر ہے۔ جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ڰ اَللّٰهُ

اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی ان کو (مقدر) روزی

يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ڮ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۰

پہونچاتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

صالحین کیلئے نعمتوں کی بشارت

جو حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ہم ان کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ شہد شراب اور پانی کی نہریں چلتی ہوں گی اور وہ اس جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نیک کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے، جنہوں نے احکام خداوندی کی بجاآوری اور سختیوں پر صبر کیا اور وہ اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہیں رکھتے تھے۔

چنانچہ جب ان کو حق تعالیٰ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو فطری طور پر یہ وسوسہ ہوا کہ وہاں ہم کو کون ٹھہرائے گا اور کھانے پینے کو کون دے گا تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ سمجھ لو بہت سے جانور ایسے ہیں جو کل کے لئے اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اور یہ کہ چیونٹی تو ایک سال کے لئے غذا جمع کر کے رکھتی ہے، اللہ ہی ان کو جو اٹھا کر رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے روزی پہونچاتا ہے اور اے گروہ مومنین تم کو بھی پہونچاتا ہے وہی تمہاری ان باتوں کا سننے والا اور تمہاری روزیوں کا جاننے والا ہے کہ کس مقام پر سے تم کو روزی پہونچائے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ الخ عبد بن حمید، ابن ابی حاتم بیہقی اور ابن عساکر نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا

یہاں تک کہ آپ مدینہ منورہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں داخل ہوئے، تو آپ کھجور کے درختوں میں سے کسی باغ میں داخل ہوئے تو آپؐ کھجور کے درختوں میں سے کھجور توڑ کر کھا رہے تھے آپؐ نے فرمایا ابن عمرؓ تم کیوں نہیں کھاتے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو خواہش نہیں، آپؐ نے فرمایا، لیکن میری طبیعت چاہ رہی ہے اور یہ چوتھی صبح ہے جس دن سے میں نے کھانا نہیں چکھا اور نہ اس کی طلب کی اور اگر میں چاہتا تو اپنے پروردگار سے دعا کرتا وہ مجھ کو قیصر و کسریٰ کی بادشاہت کے برابر عطا کر دیتا، تو ابن عمرؓ تمہاری اس وقت کیا حالت ہو گی جب کہ تمہارا ایسی قوم سے سابقہ پڑے گا جو سال بھر کی روزی جمع کر کے رکھیں گے۔ اور یقین کمزور ہو جائے گا، حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں سو خدا کی قسم ہم اس جگہ سے نہیں ہٹے تھے اور نہ ہٹنے کا ارادہ کیا تھا اتنے میں یہ آیت کریمہ نازل ہو گئی کہ بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی ان کو روزی پہونچاتا ہے۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ کو دنیا کے خزانے جمع کرنے اور خواہشات کے پیچھے چلنے کا حکم نہیں دیا آگاہ ہو جاؤ کہ میں نہ دینار کو جمع کرتا ہوں اور نہ درہم کو اور نہ کل کے لئے روزی چھپا کر رکھتا ہوں۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ

اور اگر آپؐ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا۔ اور جس نے

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ

سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ اللہ ہے پھر کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں! اللہ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ

اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے بے شک

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ

اللہ ہی سب چیز کے حال سے واقف ہے۔ اور اگر آپؐ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا

آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو بعد اس کے کہ خشک پڑی تھی تر و تازہ کر دیا۔

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

تو وہ لوگ بھی یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے آپ کہئے کہ الحمد للہ۔ بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں۔

کفار مکہ کی نادانی اور ضد

اگر آپ ان کفارِ مکہ سے دریافت کریں کہ بھلا وہ کون ہے جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور جس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو کفارِ مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے اور اسی نے ان کو کام میں لگا رکھا ہے پھر کیوں حق تعالیٰ پر افترا پردازیاں کرتے ہو۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے جو اس کی جانب سے ایک امتحان ہوتا ہے اور جس پر چاہتا ہے بطور امتحان کے تنگ کر دیتا ہے وہ فراخی و تنگی ہر ایک چیز سے واقف ہے۔

اور اگر آپ ان کفارِ مکہ سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے کہ جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس پانی سے زمین کو بعد اس کے کہ وہ خشک اور بنجر پڑی ہوئی تھی تر و تازہ کر دیا تو کفارِ مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ ایسا کرنے والا بھی اللہ ہے۔

آپ کہئے الحمد للہ علیٰ ذلک، مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ نہ اس چیز کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ

اور یہ دنیوی زندگی (فی نفسہٖ) بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے۔

لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ

اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔ پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ إِلَى الْبَرِّ

اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے

إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوا

تو فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو نعمت ان کو دی ہے اس کی ناقدری

فَسَوۡفَ يَعۡلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمۡ يَرَوۡاْ أَنَّا جَعَلۡنَا حَرَمًا ءَامِنًا

کرتے ہیں اور یہ لوگ چند روز اور حظ حاصل کرلیں پھر قریب ہی ان سب کو خبر ہوئی جاتی ہے۔ کیا ان لوگوں نے اس بات

وَيُتَخَطَّفُ ٱلنَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡۚ أَفَبِٱلۡبَٰطِلِ يُؤۡمِنُونَ

پر نظر نہیں کی کہ ہم نے امن والا حرم بنایا ہے اور ان کے گردو پیش میں لوگوں کو نکالا جا رہا ہے پھر کیا لوگ جھوٹے

وَبِنِعۡمَةِ ٱللَّهِ يَكۡفُرُونَ ﴿٦٧﴾

معبود پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں۔

باقی اور اصل زندگی

اور اس دنیاوی زندگی میں جو کچھ خوش حالیاں اور زینتیں ہیں یہ بجز وقتی اور فانی لہو ولعب کے کچھ بھی نہیں اور اصلی زندگی وہ جنت ہی کی ہے جہاں فنا کا سوال نہیں، کاش یہ لوگ اس کو مانتے۔ مگر ان کو نہ اس کا علم ہے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

جب کفار مکہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے نجات کی حق تعالیٰ ہی سے دعا کرنے لگتے ہیں، پھر جب ان کو سمندر سے نجات دے کر حق تعالیٰ خشکی کی طرف لے آتے ہیں تو فوراً ابتوں کو اس کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو نعمت ان کو دی ہے اس کی ناقدری کرتے ہیں اور یہ لوگ اپنے کفر و شرک میں چند دن اور مزہ اڑالیں پھر قریب ہی نزول عذاب پر ان سب کو خبر ہوجائے گی کہ ان کیساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا کیا مکہ والوں کو اس پر نظر نہیں کہ ہم نے ان کے شہر کو دشمنوں کے خوف سے امن والا بنایا اور ان کے گردو پیش کے مقامات کے لوگوں کو مار دھاڑ کر ان کے گھروں سے نکال دیا جاتا ہے، بخلاف اس کے کہ حدود حرم میں دشمن بھی ان پر داخل نہیں ہوتا۔

پھر کیا ٹھکانا کہ یہ لوگ شیطان اور جھوٹے معبودوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی جو اس نے حرم میں ان کو دی ہیں ناشکری کرتے ہیں کہ سرے سے وحدانیت خداوندی ہی کے منکر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی اَوَ لَمۡ الخ جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار نے عرض کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دین میں داخل ہونے سے یہی امر مانع ہے کہ ہماری کمی کی وجہ سے لوگ ہم کو اچک لیں گے کیوں کہ عرب بکثرت ہیں تو جب ان کو یہ معلوم ہوگا کہ ہم نے آپ کے دین کو اختیار کرلیا تو وہ ہم کو اچک لیں گے۔ سو ایسی صورت میں ہم سب کا لقمہ بن جائیں گے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، یعنی کیا ان

لوگوں کی اس بات پر نظر نہیں کہ ہم نے ان کے شہر مکہ کو امن والا حرم بنایا الخ۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

اور اس شخص سے زیادہ کون نا انصاف ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے اور جب سچی بات اس کے پاس

بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾

پہونچے وہ اس کو جھٹلا دے کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم ان کو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) رستے

اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

ضرور دکھاویں گے اور بے شک (اللہ تعالیٰ کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔

سب سے بڑا نا انصاف

اور اس شخص سے زائد کون نا انصاف اور بدتمیز ہوگا جو بلا دلیل ہی اللہ پر جھوٹ افترا کرے کہ اس کے اولاد ہے اور وہ شریک کھتا ہے اور جب سچی بات (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم) اس کے پاس پہونچے تو وہ اس کو جھٹلا دے۔ کیا ابوجہل اور اس کے یاروں کا جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا، اور جو ہماری اطاعت و فرماں برداری میں کوشش کرتے ہیں تو ہم اپنے قرب و ثواب کے راستے ان کو ضرور دکھائیں گے۔

یعنی جو اپنے علم کے مطابق نیکیاں کرتا ہے تو ہم اس کو ان چیزوں کی بھی توفیق عطا فرمائیں گے کہ جو اس کے علم میں نہیں، یا یہ کہ ہم خوشی و حلاوت طبع اس کو نصیب فرمائیں گے، یا یہ کہ ہم اپنی اطاعت کی اس کو مزید توفیق عطا فرمائیں گے۔

اور حق تعالیٰ نیکوکاروں کی قول و فعل توفیق و عصمت کے ذریعہ مدد فرمانے والا ہے۔

ع ۷

آیاتہا ۶۰ ۳۰ سورۃ الروم مکیۃ (۸۴) رکوعاتہا ۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ۙ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ

الم۔ اہل روم ایک قریب کے موقع پر مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے

مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬ؕ

بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر اندر غالب آجاویں گے۔

لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ مِنۡ قَبۡلُ وَ مِنۡۢ بَعۡدُ ؕ وَ یَوۡمَئِذٍ یَّفۡرَحُ

پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد

الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصۡرِ اللّٰہِ ؕ یَنۡصُرُ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ ہُوَ

پر خوش ہوں گے۔ وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست

الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ۙ﴿۵﴾

رحیم ہے۔

رحیم و کریم ذات

الم۔ اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں وہی سب سے زائد جاننے والا ہے، یا یہ کہ ایک قسم کے طور پر ہے۔ اہل روم فارس کے ایک قریبی علاقے میں مغلوب ہو گئے۔ یہ خبر سنکر مسلمانوں کو تشویش سی ہوئی اور مشرکین اس سے بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم بھی ایمان والوں پر غالب آجائیں گے، جیسا کہ فارس والوں نے رومیوں پر غلبہ کر لیا ہے تا آن کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اور وہ رومی فارس سے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب سات سالہ عرصہ میں پھر دوبارہ فارس پر غالب آجائیں گے۔

اور اس غلبہ کی پیشینگوئی پر حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے ابی بن خلف جمحی سے دس اونٹوں پر اولاً اور پھر بعد میں سو پر معاہدہ کر لیا تھا۔

فارس کے روم پر غلبہ کرنے سے پہلے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و حمایت کرنے کا اختیار اللہ ہی کو تھا اور مغلوب ہونے کے بعد بھی اللہ ہی کو اختیار ہے۔
یا یہ کہ من قبل سے مراد روم کے مغلوب ہونے سے پہلے اور من بعد روم کے فارس پر غالب ہونے کے بعد
یا یہ کہ علم و قدرت و اختیار مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے بھی حق تعالیٰ ہی کو تھا اور اس کے فنا کرنے کے بعد بھی اللہ ہی کو ہے۔
یا یہ کہ حق تعالیٰ مخلوقات کے وجود سے پہلے ہی آمر اور اسی طرح رازق اور خالق اور مالک تھا اور مخلوق کے پیدا کرنے کے بعد بھی وہ حاکم رازق خالق و مالک ہے، جیسا کہ فرمان خداوندی ہے کہ وہ یوم جزا کا مالک ہے، یعنی یوم جزاء سے پہلے بھی اس کا مالک ہے۔
اور جس دن اہل روم فارس پر غالب آئیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفار کے مقابلہ میں مدد کی جائے گی (یعنی غزوۂ بدر یا صلح حدیبیہ کا دن ہے) مسلمان حق تعالیٰ کی اس امداد سے خوش ہوں گے۔
اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کو بدر کے دن مغلوب کرنے پر قادر اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام پر رحیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

سورہ روم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
امام ترمذی رہ نے حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ بدر کے روز اہل فارس پر غالب آگئے جس کی وجہ سے مسلمان خوش ہوئے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی الم تا بنصر اللہ۔ یعنی اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب الخ۔ اور ابن جریر نے بھی ابن مسعودؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے اور ابن ابی حاتم نے ابن شہاب سے نقل کیا ہے کہ جب مسلمان مکہ مکرمہ میں تھے، مشرکین مسلمانوں سے مباحثہ کیا کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ رومی اہل کتاب ہونے کے مدعی ہیں اور ان پر مجوسی غالب آگئے اور تم بھی اس چیز کے مدعی ہو کہ اس کتاب کی وجہ سے جو کہ تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے تم بھی ہم پر غالب آجاؤ گے تو اب مجوس رومیوں پر کیسے غالب آگئے، حالاں کہ رومی تو اہل کتاب ہیں تو ہم بھی تم پر غالب آجائیں گے جیسا کہ فارس والے روم پر غالب آگئے اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔
اور ابن جریر نے اسی طرح عکرمہ اور یحییٰ بن عمیر اور قتادہ سے نقل کیا ہے مگر پہلی روایت میں غَلَبَتْ غین کے زبر کی قرأت کے ساتھ نقل کیا ہے کیوں کہ یہ آیت کریمہ بدر کے دن جس وقت مسلمان کافروں پر غالب ہوئے نازل ہوئی اور دوسری روایت میں پیش کے ساتھ یہ لفظ نقل کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ فارس پر رومیوں کے غلبہ کر جانے کے بعد عنقریب مسلمان بھی ان پر غلبہ کریں گے۔

وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ

اس کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو خلاف نہیں فرماتا۔ ولیکن اکثر لوگ

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚۖ

نہیں جانتے۔ یہ لوگ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں۔

وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۷﴾ اَوَلَمْ یَتَفَکَّرُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ

اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور

مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ

نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت

وَاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ

ہی سے اور ایک میعاد معین کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے

لَکٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾ اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ

کے منکر ہیں۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو

کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ کَانُوْۤا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ وہ ان سے قوت میں بھی بڑھے ہوئے

وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَاۤ اَکْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ

تھے۔ اور انہوں نے زمین کو بھی بو یا جو تا تھا۔ اور جتنا انہوں نے اس کو آباد کر رکھا ہے

رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ

اس سے زیادہ انہوں نے اس کو آباد کیا تھا اور ان کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے لے کر آئے تھے۔

امداد کا وعدہ خداوندی

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد فرمانے کا وعدہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا مگر مکہ والے اس چیز کو نہیں جانتے۔

یہ مکہ والے تو صرف دنیوی زندگانی کے ظاہر کو جانتے ہیں کہ دنیا میں معاملات بیع و شرا حساب و کتاب ایک کا اور ہزار کا کس طرح ہوتا ہے اور سردیوں میں کن چیزوں کی حاجت ہے اور گرمی میں کس چیز کی ضرورت ہے۔

اور یہ لوگ امور آخرت سے اور اس کی تیاری سے بے خبر ہیں۔

ان کفار مکہ نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ حق تعالیٰ نے تمام مخلوق اور دیگر چیزوں کو ایک وقت معین تک کے لیے کہ اس کے بعد فیصلہ فرمائے کسی حکمت ہی سے پیدا فرمایا ہے کہ لوگوں کو اوامر و نواہی کا مکلف فرمائے۔ مگر کفار مکہ بعث بعد الموت کے منکر ہیں۔

اور یہ مکہ والے زمین میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے کہ یہ لوگ ان سے پہلے گذرے ہیں ان کا انبیاء کرام کی تکذیب کرنے پر کیا انجام ہوا۔ درآں حالیکہ وہ ان سے بدنی طاقت میں بڑھے ہوئے تھے اور ان سے زائد انہوں نے سفر و تجارت کیا تھا۔ یا یہ کہ ان سے بڑھ کر انہوں نے زمین کو بویا جوتا تھا اور ان مکہ والوں سے زائد انہوں نے زمین کو آباد کیا تھا اور اس میں باقی رہے تھے، اور ان کے پاس بھی ان کے رسول احکام و معجزات لے کر آئے تھے وہ بھی ایمان نہیں لائے نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۹﴾

سو خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا و لیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا

پھر ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے برا کام کیا تھا برا ہی ہوا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی

بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ اَللّٰهُ يَبْدَؤُا

آیتوں کو جھٹلایا تھا اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

ہے پھر وہی دوبارہ بھی اسکو پیدا کریگا۔ پھر اس کے پاس لائے جاؤ گے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی۔

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا

اس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جاویں گے۔ ان کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا۔

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جاویں گے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی۔

يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے

فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا

کام کئے تھے وہ تو باغ میں مسرور ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

اپنی جانوں پر ظلم کرنیوالے

خدا تعالیٰ ہلاک کر کے ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا مگر وہ خود ہی کفر و شرک کر کے اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے،

سو ایسے لوگوں کو جنہوں نے حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا تھا آخرت میں جزا کے طور پر دوزخ ہی ملے گا محض اس وجہ سے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کر رہے اور آیات خداوندی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ انسان کو اول بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور پھر اس کو قیامت کے دن بھی دوبارہ پیدا کرے گا اور پھر اس کو قیامت کے دن اس کے سامنے لائے جاؤ گے۔ وہ تم کو تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس روز مشرکین ہر ایک بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے۔

اور ان بتوں کے پجاریوں کیلئے ان معبودوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا کہ عذاب خدا سے بچانے کے لئے ان کی سفارش کرے اور یہ لوگ خود بھی اپنے معبودوں کی پرستش سے منکر ہو جائیں گے۔ عرض کریں گے کہ خدا کی قسم پروردگار ہم مشرک تھے اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس روز سب جدا جدا ہو جائیں گے۔ ایک جماعت جنت میں جائے گی تو دوسری دوزخ میں۔ چنانچہ جو حضرات

ایمان لائے تھے اور انہوں نے اعمالِ صالحہ کئے تھے وہ جنت کے باغوں میں مسرور اور صاحبِ اعزاز ہوں گے۔
اور جنہوں نے حق تعالیٰ کا انکار کیا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہوں گے۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَهُ

سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت۔ اور تمام

الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

آسمان و زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے۔ اور بعد زوال اور ظہر کے وقت

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ

وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾ ع

کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔

تسبیح خداوندی کا راز

سو تم مغرب و عشا اور صبح کی نماز کے ذریعہ سے حق تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو تمام آسمان اور زمین والوں پر اسی کا شکر و اطاعت واجب ہے اور اسی طرح نماز ظہر اور عصر کی نماز کے ذریعہ سے بھی حق تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو۔
وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے یعنی بچے اور جانوروں کو نطفہ سے اور پرندے کو انڈے سے اور کھجور کو گٹھلی سے اور بے جان جاندار سے باہر لاتا ہے یعنی انسان اور جانوروں سے نطفہ اور پرندے سے انڈا اور کھجور سے گٹھلی اور زمین کو اس کے خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد پھر زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ زندہ کئے جاؤ گے اور قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی روز بعد تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بی بیاں بنائیں۔

اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے۔ اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اس میں ان لوگوں کے

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ

لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا

وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ

بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے۔ اس میں

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

دانش مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

وحدانیت و قدرت خداوندی کی علامت

اور اس کی وحدانیت و قدرت اور اپنے نبی کو نبوت عطا کرنے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم کو آدم علیہ السلام سے اور حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا کیا اور تم سب اولادِ آدمؑ ہو اور پھر تم سب آدمی بن کر زمین پر فائدے اٹھاتے پھر رہے ہو۔

اور اس کی علامت قدرت و حدانیت سے یہ امر ہے کہ تمہارے فائدے کے لئے اس نے تمہاری جنس کی بی بیاں بنائیں، یہ کہ تم کو اپنی بی بی کے ساتھ رہ کر آرام ملے اور تم دونوں میں محبت و ہمدردی پیدا کی کہ بیوی کو خاوند سے محبت اور خاوند کو بیوی کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے، یا یہ کہ چھوٹے کو بڑے کے ساتھ محبت اور بڑے کو چھوٹے پر شفقت اور اس کے ساتھ ہمدردی ہوتی ہے، ان مذکورہ امور میں دانشمندوں کے لئے قدرت و خالقیت خداوندی کی نشانیاں ہیں۔

اور اسی کی وحدت و قدرت کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا بنانا اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا کہ کسی کی زبان عربی تو کسی کی فارسی اور کسی کی رنگت سیاہ اور کسی کی سفید ان مذکورہ باتوں میں جن و انس کے لئے نشانیاں ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ

اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے۔ رات میں اور دن میں اور اسی کی روزی

فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

کو تمہارا تلاش کرنا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔

دلائل قدرت اور اس کے دلائل قدرت میں سے تمہارا رات میں سونا لیٹنا اور دن میں اس کی روزی کو تلاش کرنا ہے اس میں بھی ان لوگوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں جو ان باتوں کو سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے۔ اور وہی

السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ

آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اسی سے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ

لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ

السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ

آسمان اور زمین اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب تم کو پکار کر زمین سے

مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی

بلاوے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے۔ اور جتنے آسمان اور زمین میں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

ہیں موجود ہیں سب اسی کے تابع ہیں۔ اور وہی ہے جو

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ

اول بار پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان

الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۲۷﴾

ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلیٰ ہے۔ اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

حکمت والی ذات

اور اس کے دلائل قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو آسمان پر بارش کے وقت بجلی چمکتی ہوئی دکھاتا ہے جس سے مسافر کو تو بارش کا ڈر ہوتا ہے۔ کہ سامان وغیرہ سب بھیگ جائے گا اور مقیم کو بارش سے امید ہوتی ہے۔ کہ کھیتی سیراب ہو جائے گی۔ اور وہی آسمان سے بارش برساتا ہے کہ پھر اس سے زمین کے خشک اور اس کے بنجر ہو جانے کے باوجود پھر اسے تر و تازہ کر دیتا ہے، اس امر مذکور میں بھی ان لوگوں کے لیے جو اس کے منجانب اللہ ہونے کی تصدیق کرتے ہیں، قدرت خداوندی کی نشانیاں ہیں۔

اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب قیامت کے دن حق تعالیٰ تم کو اسرافیل علیہ السلام کی زبانی قبروں سے بلائے گا تو تم یکبارگی نکل پڑو گے۔

اور آسمان و زمین میں جتنے موجود ہیں سب اسی کی مملوک ہیں اور کافروں کے علاوہ سب اسی کے فرماں بردار ہیں۔ اور وہ وہی ہے جو اول بار نطفہ سے پیدا کرتا ہے اور پھر وہی قیامت کے دن دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ دوبارہ پیدا کرنا اس کے نزدیک بہ نسبت اول بار پیدا کرنے کے زیادہ آسان ہے۔

اور آسمان و زمین والوں میں اس کی شان قدرت سب سے بلند ہے اور وہ اپنی بادشاہت و سلطنت میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ کفار حق تعالیٰ کے مردوں کو زندہ فرمانے کے بارے میں متعجب ہوئے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَهُوَ الَّذِي الخ یعنی وہ وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے اور پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَثَلًا مِنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

اللہ تعالیٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں کیا تمہارے غلاموں میں

مِّنْ شُرَكَآءَ فِىْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ

کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو جن کا تم

كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ

ایسا خیال کرتے ہو جیسا اپنے آپس کا خیال کرتے ہو۔ ہم اسی طرح سمجھ داروں کے لئے دلائل صاف صاف

يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ

بیان کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے۔

فَمَنْ يَّهْدِىْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۲۹﴾

سو جس کو خدا گمراہ کرے اس کو کون راہ پر لاوے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔

نصرت و مدد سے محروم

اے کفارِ مکہ حق تعالیٰ تم سے ایک عجیب مضمون تمہارے جیسے انسانوں میں سے بیان کرتا ہے۔

وہ یہ کیا تمہارے غلاموں میں سے کوئی شخص تمہارے اس مال و اولاد میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے کہ تم اور تمہارے غلام اس مال میں برابر کے شریک ہوں کہ جن کی ملامت وغیرہ کا تم ایسا خیال کرتے ہو جیسے اپنے باپ بیٹوں اور بھائیوں کا خیال کرتے اور ان سے ڈرتے ہو جب ان کے حقوق میراث وغیرہ میں دبا لیتے ہو۔

ظاہرًا کہ یہی جواب دیں گے کہ غلام ہر اس طرح شریک نہیں ہوتا تو حق تعالیٰ فرماتا ہے جب تمہاری اس ذرا سی ملکیت کا یہ حال ہے کہ وہ بھی ہماری دی ہوئی کہ تم اس میں اپنے غلاموں کو شریک نہیں کرتے تو میری بادشاہت و سلطنت میں میرے بندوں کو کیوں شریک کرتے ہو اور میرے لئے ایسی چیز کیوں پسند کرتے ہو جسے تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔

اسی طرح ہم قرآنی مضامین کی تصدیق کرنے والوں کے لئے دلائل قدرت و توحید صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ بلکہ ان کافروں یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے اپنے خیالات شرکیہ کا بلا کسی صحیح دلیل و حجت کے اتباع کر رکھا ہے۔

سو جس کو خدا ہی اپنے دین سے گمراہ کرے اس کو کون راہ دین پر لا سکتا ہے۔

اور ان یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا عذاب خداوندی سے کوئی بھی حفاظت کرنے والا نہ ہوگا۔

لبابُ النقول فی اسباب النزول

اور طبرانی نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین اس طرح تلبیہ پڑھا کرتے تھے، لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک، اس کے بعد کہا کرتے تھے اِلَّا شَرِیْکٌ ھُوَ لَکَ تَمْلِکُہٗ وَمَا مَلَکَ یعنی العیاذ باللہ تیرا صرف ایک شریک ہے۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ھَلْ لَّکُمْ الخ یعنی کیا تمہارے غلاموں میں کوئی تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے شریک ہے۔ اور جویبر نے بواسطہ داؤد بن ابی ہند اور ابو جعفر محمد بن علی سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ

سو تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو۔ اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ

النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ

نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ

نہ چاہیئے۔ پس سیدھا دین یہی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ

اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو۔ جن لوگوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو

فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ

ان کے پاس ہے۔ اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر

اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس ان میں

يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ

سے بعضے لوگ اپنے رب کے ساتھ شریک کرنے لگتے ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو دیا ہے اس کی ناشکری

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾

کریں۔ سو چندے روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم معلوم کر لو گے۔

دین حنیف اور صراطِ مستقیم

سو تم اپنی ذات اور اپنے عمل کو دین اسلام کی طرف رکھو یعنی اپنے دین و عمل کو خالص حق تعالیٰ کے لئے کرو اور دین اسلام پر ثابت قدم رہو اور دین خداوندی کا اتباع کرو جس پر حق تعالیٰ نے انسانوں کو ان کی ماؤں کے پیٹ میں پیدا فرمایا ہے یا یہ کہ میثاق کے دن کا اتباع کرو حق تعالیٰ کے دین کو بدلنا نہ چاہیئے۔ بس سیدھا راستہ یہی ہے۔ مگر مکہ والے اس چیز کو نہیں جانتے کہ صحیح دین خداوندی وہ دین اسلام ہے۔

تم ایمان والے ہو جاؤ یا یہ کہ طاعت و فرماں برداری کے ذریعہ خدا کی طرف رجوع کرو اور جن چیزوں کا اس نے تم کو حکم دیا ہے اس کی بجا آوری کرو اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرو اور مشرکین کے ساتھ ہو کر ان کے دین کو مت اختیار کرو۔

جنہوں نے دین اسلام کو چھوڑ دیا اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے کوئی یہودی ہے تو کوئی نصرانی اور کوئی مجوسی، اور ہر ایک گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو اس کے پاس ہے اور اپنے گمان میں اسی کو حق سمجھ رہا ہے۔

اور جب ان کفار مکہ کو کوئی تکلیف و سختی پہنچتی ہے تو اپنے رب حقیقی کو اسی کی طرف کلی طور پر متوجہ ہو کر پکارنے لگتے ہیں، پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ نعمت و عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس پھر ان کفار میں سے ایک جماعت اپنے پروردگار کے ساتھ بتوں کو شریک کرنے لگتی ہے۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو خوش حالی دی ہے اس کی ناشکری کرتے ہیں، سو مکہ والو دنیا میں چند روز اور مزے اڑا لو پھر جلد ہی تم کو معلوم ہو جائے گا کہ آخرت میں تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا۔

أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ

کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو

يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ

کٹھہرا رہی ہے۔ اور جب ہم لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش

تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾

ہوتے ہیں۔ اور اگر ان کے اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ

تو بس وہ لوگ نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ

چاہے کم دیتا ہے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ پھر قرابت دار کو اس کا حق دیا کر

وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا

وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

کے طالب ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مشرکین مکہ کو مسکت جواب

کیا ہم نے ان مکہ والوں پر آسمان سے کوئی کتاب نازل کی ہے کہ جو ان کو حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کو کہہ رہی ہے اور کیا اس میں اس چیز کی دلیل اور سند ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو شرک کا حکم دیا ہے (کچھ بھی نہیں) اور جب ہم بالخصوص کفار مکہ پر کچھ رحمت نازل کر دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں مگر شکر خداوندی نہیں بجالاتے۔ اور اگر ان کے اعمالِ بد کی وجہ سے جو حالتِ شرک میں پہلے کر چکے ہیں کوئی مصیبت از قسم بیماری و قحط آپڑتی ہے تو بس یہ لوگ بے صبرے بن کر رحمتِ خداوندی سے نا امید ہو جاتے ہیں۔

کیا ان کفار مکہ کو بذریعہ کتابِ خداوندی یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ حق تعالیٰ آزمائش کے طور پر اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے کم دیتا ہے، اس بسط و قدر میں اہلِ ایمان کے لئے دلائلِ توحید موجود ہیں۔

اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پس آپ تو قرابت دار کے ساتھ صلہ رحمی کیا کر و اور مسکین کو بھی کھانا اور

لباس دیا کرو، اور مسافر جو آپ کے پاس آکر قیام کرے تین دن تک اس کی خوب مہمان نوازی کیا کرو اور اس سے زائد مہمان نوازی کرنا یہ آپ کی طرف سے نیکی اور احسان ہے۔
یہ مذکورہ چیزیں ان حضرات کے لئے ثواب و کرامت کے اعتبار سے آخرت میں بہتر ہیں جو اپنی ان بخششوں میں حق تعالیٰ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب سے فلاح پانے والے ہیں۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا

اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہونچ کر زیادہ ہو جاوے

يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔

غلط مصرف

اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں مل کر تمہارے مالوں کو زائد کر کے لائے سود دوسرے لوگ تمہارے دئے ہوئے مالوں سے زائد پھر تم کو دیں (جیسا نوتہ وغیرہ) تو اس قسم کا مال حق تعالیٰ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور نہ قبول ہوتا ہے کیوں کہ وہ خدائی خوشنودی کے لئے نہیں دیا گیا ہے۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو زکوٰۃ دو گے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس

الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ

بڑھاتے رہیں گے۔ اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا۔ پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو

يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ

موت دیتا ہے۔ پھر تم کو جلائے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں

ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ ظَهَرَ

میں سے کچھ بھی کر سکے۔ وہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ خشکی

الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ

اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے

لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾

بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھاوے تاکہ وہ باز آجاویں۔

قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

آپ فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گذرے

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ ﴿۴۲﴾

ہیں ان کا انجام کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

امم سابقہ کا حال

اور جو مساکین وغیرہ کو حق تعالیٰ کی رضا جوئی کی نیت سے مال دو گے تو ایسے حضرات کے صدقات آخرت میں بڑھتے رہیں گے اور دنیا میں بھی ان کے احوال حفاظت و برکت کی وجہ سے زائد ہوتے رہیں گے۔

اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں بچہ کی صورت میں پیدا کیا اور پھر تمہارے اندر روح پھونک کر تم کو باہر نکالا اور پھر تم کو مرنے تک پاکیزہ روزیاں دیں اور پھر تمہاری مدت پوری ہونے پر تم کو موت دیتا ہے اور پھر مرنے کے بعد قیامت کے دن تم کو زندہ کرے گا۔

اے مکہ والو! اب بتاؤ تو سہی کہ کیا تمہارے معبودوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے (اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی نہیں) پس ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ شرک و اولاد سے پاک اور ان کے شریک کردہ بتوں سے بالا و برتر ہے۔

خشکی اور تری میں لوگوں کی برائیوں کی وجہ سے بلائیں پھیل رہی ہیں، خشکی علاقے میں تو ان بلاؤں کا سبب وہ قابیل کا اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا ہے اور تری میں وہ جلندان کا لوگوں کی کشتیوں کا غصب کرنا ہے۔ یا یہ کہ قحط سالی جانوروں کا مرجانا پیداوار کا کم ہونا خواہ خشکی ہو یا تری میدان ہو

یا پہاڑ، جنگل یا دیہات و شہر ہوں ہر جگہ یہ تمام چیزیں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے پھیل رہی ہیں تاکہ وہ اپنے گناہوں سے باز آجائیں۔ اور یہ تکالیف ان سے دور ہو جائیں۔

آپؐ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ ملک میں چلو پھرو پھر غور کرو کہ جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ کہ حق تعالیٰ نے انبیاء کرام کی تکذیب پر ان کو ہلاک کر دیا کہ اس لئے کہ وہ مشرک ہی تھے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا

سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو۔ قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جس کے واسطے پھر خدا

مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ

کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا۔ اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جاویں گے۔ جو شخص کفر کر رہا ہے اس پر

كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ

تو اس کا کفر پڑے گا۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں۔ جس کا حاصل یہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا

ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دے گا جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے واقعی

يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ

اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا

بھیجتا ہے کہ وہ خوش خبری دیتی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاوے۔ اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

چلیں اور تاکہ تم اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر

رُسُلًا اِلٰی قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ

ان کی قوموں کے پاس بھیجے۔ اور وہ ان کے پاس دلائل لے کر آئے سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا۔

الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾

جو مرتکب جرائم ہوئے تھے اور اہلِ ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا۔

مشرکین پر غلبہ کا عہد

سوائے مخاطب تو اپنے عمل اور دین کو خالص حق تعالیٰ ہی کے لئے رکھ اور اس دین پر جو کہ مستقیم ہے قائم رہ، قبل اس کے کہ قیامت آجائے۔ سو اس روز عذاب خداوندی سے تجھ کو کوئی بھی بچانے والا نہ ہوگا اور قیامت کے دن سب جدا جدا جماعتیں ہو جائیں گی۔ ایک جماعت جنتیوں کی اور ایک دوزخیوں کی کہ جو کفر کر رہا ہے اس پر تو اس کا وبال کفر پڑے گا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا۔

اور جو حالت ایمانی میں نیک کام کر رہے ہیں وہ جنت میں اپنا بستر بچھا رہے ہیں اور ثواب و کرامت جمع کر رہے ہیں۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں اپنے فضل و کرم سے جزا دے گا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔

واقعی حق تعالیٰ کفار کے طریقہ اور خود ان کو پسند نہیں کرتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی وحدت و قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے جو مخلوق کو بارش کی خوش خبری دیتی ہیں تاکہ تم کو اپنی نعمت کا مزہ چکھاوے اور تاکہ سمندروں میں اس کے حکم سے کشتیاں چلیں کہ تم کشتیوں میں سوار ہو کر اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم حق تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرو۔ اور ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے، جو ان کے پاس اوامر و نواہی اور دلائل لے کر آئے مگر بعضے ان میں سے ایمان نہیں لائے، سو ہم نے مشرکین سے بذریعہ عذاب انتقام لیا اور اہلِ ایمان کو رسولوں کے ساتھ بچا لینا اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کر دینا ہمارے ذمہ تھا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ

اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اس کو جس طرح چاہتا ہے

فِی السَّمَآءِ كَیۡفَ یَشَآءُ وَ یَجۡعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ

آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ

مِنۡ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اِذَا

اس کے اندر سے نکلتا ہے، پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہونچا دیتا ہے تو بس

هُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یُّنَزَّلَ

وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے

عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمُبۡلِسِیۡنَ ﴿۴۹﴾ فَانۡظُرۡ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحۡمَتِ

پہلے ان پر برسے ناامید تھے۔ سو رحمت الہٰی کے آثار دیکھو کہ

اللّٰهِ كَیۡفَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ

اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہی

لَمُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾ وَ لَئِنۡ

مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر ہم ان پر

اَرۡسَلۡنَا رِیۡحًا فَرَاَوۡهُ مُصۡفَرًّا لَّظَلُّوۡا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ

اور ہوائیں چلائیں۔ پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو یہ اس کے بعد ناشکری

یَكۡفُرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی وَ لَا تُسۡمِعُ

کرنے لگیں۔ سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِیۡنَ ﴿۵۲﴾

آواز نہیں سنا سکتے جب کہ پیٹھ پھیر کر چل دیں۔

پیٹھ پھیر کر چلنے والے

اللہ ایسا ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے اور پھر وہ ہوائیں بارش سے بھرے ہوئے بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان بادلوں کو کبھی تو جس طرح چاہتا ہے، آسمان کی جہت میں پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے، پھر دونوں حالتوں میں تم بارش کو دیکھتے ہو کہ وہ اس بادل کے اندر سے نکلتی ہے۔ پھر جب وہ بارش سرزمین میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے برسا دے تو وہ اس بارش سے خوش ہونے لگتے ہیں۔

اور وہ بارش کے برسنے سے قبل بارش سے بالکل ہی ناامید ہو رہے تھے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارش سے پہلے اور بارش کے بعد ذرا رحمت خداوندی کے آثار تو دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ سے زمین کے مردہ اور بنجر ہو جانے کے بعد کس طرح اس کو پھر زندہ کرتا ہے تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جو ذات زمین کے خشک ہو جانے کے بعد پھر اسے تروتازہ کرتی ہے وہی حشر کے لئے مردوں کو زندہ کرنے والی ہے، اور وہ ہر ایک چیز مثلاً موت و حیات اور مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے۔

اور اگر ہم کھیتی پر سے گرم یا ٹھنڈی ہوا چلا دیں پھر یہ لوگ اس کھیتی کو خشک اور زرد ہوا دیکھیں کہ اس کی سبزی و تازگی ختم ہو گئی ہو تو یہ اس تبدیلی کے بعد حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگیں، یا یہ کہ خدا اور اس کی نعمتوں کی ناشکری پر قائم ہو جائیں۔

آپ حق و ہدایت کی آواز ایسے لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو مردوں کی طرح ہیں اور بہروں کو بھی نہیں سنا سکتے خصوصاً جب کہ حق و ہدایت سے پشت پھیر کر ہی چل دیں۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ

اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے۔ آپ تو بس ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری

يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

آیتوں کا یقین رکھتے ہیں۔ پھر وہ مانتے ہیں۔ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت

مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

میں بنایا - پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی

مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۚ وَهُوَ

ضعف اور بڑھاپا کیا۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور وہ

٥ ع ١٣ ٨

الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ﴿٥٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ

جاننے والا قوت رکھنے والا ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی، مجرم لوگ قسم کھائیں گے۔

مَا لَبِثُوا غَيْرَ سَاعَةٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَانُوا يُؤْفَكُونَ ﴿٥٥﴾

کہ وہ لوگ (یعنی عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح یہ لوگ الٹے چلا کرتے تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتہ خداوندی کے

فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَىٰ يَوْمِ الْبَعْثِ ۖ فَهَٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَٰكِنَّكُمْ

موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے۔ ولیکن تم

كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٥٦﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا

یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿٥٧﴾

گا اور نہ ان سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔

مہلت دوبارہ نہیں ملے گی

اور اسی طرح آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے ہدایت کی طرف نہیں لاسکتے، آپ تو بس اپنی دعوت ان ہی لوگوں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری کتاب اور ہمارے رسول پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر وہ عبادت خداوندی اور توحید خداوندی میں سچے مخلص بھی ہیں۔ اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک کمزور نطفہ سے بنایا پھر اس کمزوری کے بعد طاقت عطا کر کے ایک نوجوان طاقتور انسان بنا دیا، اور پھر اس توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا طاری کیا، وہ اپنی مخلوق کو جس طرح چاہتا ہے ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلتا رہتا ہے اور وہ ان تمام امور کو جاننے والا اور ان تصرفات کے نفاذ پر قادر ہے۔

اور جس روز قیامت قائم ہوگی تو مشرکین قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ قبروں میں ایک ساعت سے زائد نہیں ٹھہرے، جیسا کہ یہ لوگ آخرت میں اس پختگی کے ساتھ جھوٹ بولیں گے اسی طرح یہ دنیا میں بھی

جھوٹ بولا کرتے تھے۔

اور جن حضرات کو علم و ایمان کی دولت حاصل ہوگی وہ کفار سے کہیں گے کہ تم تو نوشتہ خداوندی کے مطابق قبروں میں بعث بعد الموت تک رہے ہو اور یہ حضرات فرشتے یا یہ کہ با اخلاص اہل ایمان ہیں اور قیامت کا دن یہی ہے مگر تم دنیا میں اس کو جانتے تھے اور نہ اس کے وقوع کا یقین ہی کرتے تھے۔ غرضیکہ مشرکین کو قیامت کے دن اپنے گناہوں کی معذرت کرنا سود مند نہ ہوگا اور نہ ان کو گناہوں سے رجوع کرنے اور نہ پھر ان کو دوبارہ دنیا میں واپس ہونے کی مہلت دی جائے گی۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کئے ہیں۔

وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰیَةٍ لَّیَقُوْلَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ

اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشانی لے آویں تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب

اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِیْنَ

نرے اہل باطل ہو۔ جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر یوں ہی

لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّكَ

مہر کردیتا ہے۔ سو آپ صبر کیجئے بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اور بد یقین

الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں۔

ع ۶ ۹

قرآن کریم عمدہ مضامین کا مجموعہ

اور ہم نے اس قرآن کریم میں لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر ایک طرح کے عمدہ مضامین بیان کئے اور اگر آپ ان کی فرمائش کے مطابق ان کے پاس اور کوئی آسمان سے نشانی لے آویں تب بھی یہ کفار مکہ یوں ہی کہیں گے کہ اے گروہ مسلمین تم سب جھوٹے ہو۔ جو لوگ توحید خداوندی کے قائل نہیں ہوا کرتے اور نہ اس کا یقین کیا کرتے ہیں حق تعالیٰ ان کے دلوں پر اسی طرح مہر کردیا کرتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کیجئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ

کہ وہ آپ کی مدد فرمائے گا اور ان کو ہلاک کرے گا سچا ہے اور وہ ضرور واقع ہو گا اور یہ بدیقین یعنی کفار مکہ ایمان قیام قیامت کے بارے میں آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں (یعنی آپ ان کی باتوں پر صبر کیجئے) تمت بالخیر فللہ الحمد والمنۃ)

آیاتہا ۳۴ (۳۱) سورۃ لقمٰن مکیۃ (۵۷) رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓمّٓ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۙ﴿۱﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً

الم۔ یہ آیتیں ہیں ایک پر حکمت کتاب کی۔ جو کہ ہدایت اور رحمت ہے

لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ

نیک کاروں کے لئے۔ جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے

الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۗ﴿۳﴾

ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔

سورۃ لقمان | یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں چونتیس آیتیں اور سات سو اڑتیس کلمات اور دو ہزار ایک سو دس حروف ہیں۔

ہدایت و رحمت سے پُر کتاب | الٓمّٓ الخ۔ اس کے معنی سب سے زائد حق تعالیٰ ہی جاننے والا ہے، یا یہ کہ تاکیداً یہ ایک قسم کھائی گئی ہے۔

یہ سورت اُس قرآن کریم کی آیتیں ہیں جو حلال و حرام اور اوامر و نواہی کو کھول کھول کر بیان کرنے والا اور گمراہی سے ہدایت اور عذاب سے رحمت کا سبب ہے ان باخلاص موحدین کے لئے، جو پانچوں نمازوں کو مع رکوع و سجود اور تمام واجبات کی رعایت رکھتے ہوئے پابندی کرتے ہیں اور اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾

یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن

اور بعضا آدمی (ایسا بھی) ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ

سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے۔ اور اس کی ہنسی اڑادے۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلت

عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٦﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن

کا عذاب ہے۔ اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ

لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٧﴾

موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ﴿٨﴾

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے عیش کی جنتیں ہیں۔

فلاح پانیوالے سو یہ لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے اور معزز راستہ پر ہیں اور یہی لوگ عذاب و ناراضگی سے فلاح پانے والے ہیں۔

اور بعض آدمی یعنی نضر بن حارث ان باتوں کا خریدار بنتا ہے یعنی جھوٹے قصے کہانیاں چاند و سورج کے واقعات اور انسانوں کی کتابیں اور گانے والی عورت وغیرہ یا یہ کہ شرک کا تاکہ اس کے ذریعہ سے دین خداوندی اور اس کی اطاعت سے دوسروں کو بغیر علم اور دلیل کے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑادے۔

ایسے لوگوں کے لئے سخت ترین عذاب ہے۔

اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں جن میں اوامر و نواہی کا بیان ہے پڑھی جاتی ہیں تو ایمان سے تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں اور وہ بہرا ہے۔

آپ اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے چنانچہ یہ بدر کے دن بری طرح مارا گیا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا

اور ہم نے لقمان کو دانش مندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے رہو۔ اور جو شخص شکر کرے گا

يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾ وَاِذْ قَالَ

وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔ اور جب

لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ

لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔ بے شک

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾

شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے۔

شرک عظیم ظلم ہے

اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ وہ اس سے نکالے جائیں گے۔ یہ حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے جنت کا سچا وعدہ فرمایا ہے۔

وہ اپنی سلطنت اور بادشاہت میں زبردست اور حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا چنانچہ تم ان کو دیکھ رہے ہو یا یہ کہ ایسے ستونوں کے ساتھ بنایا جن کو تم نہیں دیکھ رہے ہو اور زمین میں بھاری بھاری پہاڑ بنائے جو زمین کے لئے میخیں ہیں کہ وہ تم کو لے کر ڈانوا ڈول نہ ہونے لگے اور اس زمین پر ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں۔

اور ہم نے آسمان سے بارش برسائی پھر اس سے زمین سے ہر طرح کے عمدہ اقسام اگائے۔

حق تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو میری مخلوق ہوئی جس کو میں نے بنایا اور پیدا کیا اب تم لوگ مجھ کو دکھلاؤ کہ ان تمہارے بتوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کی ہیں بلکہ یہ مشرکین صریح گمراہی میں ہیں۔

اور ہم نے لقمان کو علم و فہم اور قول و فعل کی درستگی عطا فرمائی اور یہ حکم دیا کہ توحید اور اطاعت کے ساتھ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہو کیوں کہ جو اس طریقہ پر اس کی نعمتوں کا شکر کرے گا تو وہ اپنے ذاتی ثواب کے لئے کرے گا اور جو اس کی نعمتوں کی ناشکری کرے گا تو حق تعالیٰ اس کے شکر سے بے نیاز ہے اور اپنے تمام امور میں قابل ستائش ہے۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے سلام کو برائی سے روکتے ہوئے اور نیکی کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا۔ کیوں کہ شرک کرنا حق تعالیٰ کے نزدیک سزا کے اعتبار سے بڑا بھاری ظلم ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا

وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ﴿١٤﴾

اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل

تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ

ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا۔ اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو

إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٥﴾ يَا بُنَيَّ

پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ بیٹا

إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ

اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمان کے اندر ہو یا زمین کے اندر

فِي السَّمَاوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ﴿١٦﴾

تب بھی اللہ تعالیٰ اس کو حاضر کر دے گا بے شک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین با خبر ہے

لطیف و خبیر ذات اور ہم نے انسان کو یعنی سعد بن ابی وقاص رضؓ کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی کیوں کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو اپنے پیٹ میں رکھا کیوں کہ جب بچہ پیٹ میں بڑا ہوتا جاتا ہے تو ماں کے لئے زائد تکلیف اور کمزوری کا سبب ہوتا جاتا ہے اور پھر دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے لہٰذا تو میری عبادت و اطاعت کے ساتھ میرا اور ماں باپ کی خدمت و فرماں برداری کے ساتھ ان کا شکر ادا کیا کر۔ میری ہی طرف تجھ کو اور تیرے والدین کو لوٹ کر آنا ہے۔

اور اگر وہ دونوں بھی تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہرائے کہ جس کے شریک

ہونے کے لئے تیرے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور نہ تو جانتا ہے کہ وہ میرا شریک نہیں تو پھر اس شرک کے کام میں ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی اور احسان کرتے رہنا اور صرف اس ہی شخص کے طریقہ پر چلنا جو میری طرف اور میری اطاعت کی طرف رجوع ہو۔

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا اور پھر تم سب کو اور تمہارے والدین کو میرے پاس آنا ہے میں اس وقت تم کو جتلادوں گا جو کچھ تم نیکی اور برائی کرتے تھے۔

اب پھر وصایائے لقمانیہ کا تکملہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا بیٹا اگر کسی کی کوئی نیکی یا رزق رائی کے دانہ کے برابر ہو اور پھر وہ زمینوں کے نیچے کسی پتھر کے اندر چھپا ہو یا وہ آسمانوں کے اوپر ہو یا زمین کے بیچ میں ہو جہاں کہیں بھی ہو حق تعالیٰ اس کو اس کے مالک کے پاس لا کر حاضر کر دے گا اللہ تعالیٰ اس کے نکالنے میں بڑا باریک بین اور اس کی جگہ کے معلوم ہونے میں بڑا باخبر ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ

بیٹا نماز پڑھا کر۔ اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو

عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَا تُصَعِّرْ

مصیبت واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور لوگوں سے اپنا رخ

خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا

مت پھیر۔ اور زمین پر اترا کر مت چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے

يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ

والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر۔ اور اپنی

مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴿۱۹﴾ اَلَمْ تَرَوْا

آواز کو پست کر۔ بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔ کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی

اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ

کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اس نے

عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ

نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں

فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾

بدوں واقفیت اور بدوں دلیل اور بدوں کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں

حضرت لقمانؒ کی نصیحت

اے بیٹا نماز پڑھا کرو اور توحید اور نیکی کا حکم دیا کرو اور شرک اور بری باتوں اور کاموں سے روکا کرو اور جو کچھ مصیبت آئے اس پر صبر کیا کرو کیوں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور صبر یہ ہمت اور اولوالعزمی کے کاموں میں سے ہیں۔

اور تکبر اور بڑائی میں لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر، یا یہ کہ فقراء مسلمین کو کمتر مت سمجھ اور زمین پر بڑائی کے ساتھ اترا کر مت چل۔ بے شک اللہ تعالیٰ رفتار میں کبھی تکبر کرنے والے اور نعمتِ خداوندی پر فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔

اور اپنی رفتار میں اعتدال اور تواضع اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر۔

کیوں کہ آوازوں میں سب سے بری اور بدترین آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔

کیا تم لوگوں کو بذریعہ قرآنِ کریم یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے چاند سورج ستارے بادل و بارش درخت اور جانور تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر رکھی ہیں یعنی توحید و معرفت عطا کر رکھی ہے اور کہا گیا کہ ظاہری نعمتیں تمہاری وہ نیکیاں ہیں جن کا دوسروں کو علم ہو اور باطنی تمہاری وہ برائیاں ہیں جو لوگوں کے علم میں نہ آسکیں یا یہ کہ ظاہری تو کھانے پینے کی چیزیں اور مال و دولت ہے اور باطنی نعمتیں پھل اور نباتات بارش پانی وغیرہ ہے، یا یہ کہ ظاہری سے مراد وہ نعمتیں کہ جس سے تم کو عزت حاصل ہو اور باطنی سے مراد وہ جس کے ذریعہ تمہاری حفاظت ہو۔

مگر بعضے آدمی جیسا کہ نضر بن حارث ایسے ہیں جو دینِ خداوندی میں بدوں علم اور بدوں دلیل اور بدوں کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں

ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان

عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

ان کے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو تب بھی۔

آباء کے مقلد و متبع

اور جس وقت ان کفار مکہ سے کہا جاتا ہے کہ اس قرآن کریم کا اتباع کرو اور اس کو پڑھو جو حق تعالیٰ نے اپنے نبی پر نازل فرمایا ہے تو کہتے ہیں کہ نہیں ہم تو اسی طریقہ کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے، کیا اگر شیطان ان کے بڑوں کو کفر و شرک کی طرف بلاتا رہا ہو جس سے دوزخ کا عذاب واجب ہوتا ہے تب بھی یہ ان ہی کی اقتدا کریں گے۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ

اور جو شخص اپنا رخ اللہ کی طرف جھکادے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا اور اخیر سب

الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ

کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہونچے گا۔ اور جو شخص کفر کرے سو آپؐ کے لئے اس کا کفر باعث غم نہ

كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ

نہ ہونا چاہیئے۔ ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم جتلا دیں گے جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو دلوں

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ

کی باتیں خوب معلوم ہیں۔ ہم ان کو چند روز عیش دیئے ہوئے ہیں پھر ان کو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی

غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

طرف لے آویں گے۔ اور اگر آپؐ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں

اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ

گے کہ اللہ نے۔ آپ کہیئے کہ الحمد للہ۔ بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں

وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾

سب اللہ ہی کا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز و قابل ستائش ہے

اور جو شخص اپنے دین و عمل کو خالص اللہ تعالیٰ کے لئے کرے اور وہ موحد و مخلص بھی ہو تو اس نے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا بڑا مضبوط حلقہ تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ اور اخیر سب کاموں کا کہ جن پر انسان مرتے ہیں آخرت میں اللہ ہی کی طرف پہونچے گا۔

اور جو شخص قریش یا غیر قریش میں سے کفر کرے تو اے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے لئے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہیئے اس کی ہلاکت اسی کے کفر میں ہے مرنے کے بعد ان سب کو ہماری ہی طرف لوٹنا ہے۔ سو ہم ان کو وہ سب جتلا دیں گے جو وہ دنیا میں کفر کی حالت میں کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو تو جو کچھ دلوں میں نیکی و برائی ہے ذرہ ذرہ تک معلوم ہے۔

ہم ان کو دنیا میں چند روزہ عیش دیئے ہوئے ہیں پھر ان کو ایک سخت عذاب کی طرف گھسیٹ لا دیں گے۔ اور اگر آپ ان سے آسمان و زمین کے پیدا کرنے کے بارے میں دریافت کریں تو کفار مکہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔

تو آپ کہیئے الحمد للہ۔ تم سب بھی شکر کرو مگر ان میں اکثر توحید خداوندی کو نہیں جانتے اور نہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں۔

جو کچھ آسمان و زمین میں ہے وہ سب اللہ ہی کا مملوک ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوق سے بے نیاز اور قابل ستائش ہے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْ

اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ

بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ

سات سمندر ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں، بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا

حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ

ہے ۔ تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا۔

إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿۲۸﴾

بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔

لامحدود علم

اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر سب قلم بن جائیں اور یہ جو سمندر ہیں ان کے علاوہ سات سمندر روشنائی کی جگہ اور ہو جائیں اور ان سے کلماتِ خداوندی اور علمِ خداوندی کو لکھا جائے تب بھی کلام اور علم خدا ختم نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اپنی بادشاہت و سلطنت میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔

حق تعالیٰ کے نزدیک تم سب کا پہلی بار پیدا کرنا اور پھر دوسری بار پیدا کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا پیدا کرنا۔ تم جو بعث بعد الموت کا انکار کرتے ہو حق تعالیٰ تمہاری سب باتوں کو دیکھتا اور سنتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ اہلِ کتاب نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے بارے میں دریافت کیا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا اس پر یہودی بولے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہمیں تھوڑا علم دیا گیا حالانکہ ہم کو توریت دی گئی اور وہ سراپا حکمت ہے اور جس کو حکمت دے دی جائے گویا اس کو خیر کثیر مل گئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ الخ۔

اور ابنِ اسحاق نے عطا بن یسار سے نقل کیا ہے کہ مکہ مکرمہ میں یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا جب آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لائے تو آپ کے پاس علماء یہود آئے اور کہنے لگے کیا ہم کو آپ کی طرف سے یہ بات نہیں پہنچی کہ آپ کہتے ہیں کہ تم کو تھوڑا علم دیا گیا ہے تو آیا اس سے آپ نے ہمیں مراد لیا ہے یا اپنی قوم کو۔ آپ نے فرمایا میں نے ہر ایک کو مراد لیا ہے وہ عالم بولے کہ آپ پڑھتے ہیں کہ ہمیں توریت دی گئی اور اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے اس پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ علمِ خداوندی کے مقابلہ میں بہت کم ہے تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ الخ۔

اور ان ہی الفاظ کے ساتھ اس روایت کو ابن ابی حاتم نے سعید یا عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابنِ عباس رضؓ سے روایت کیا ہے۔

اور ابوالشیخ نے کتاب العظمۃ میں اور ابنِ جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین کہنے لگے کہ یہ ایسا کلام ہے جو کہ ختم ہو جائے اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں الخ۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔ اور اس نے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ

سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب

بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٩﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ

عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ

مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾ اَلَمْ تَرَ

کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے۔ اے مخاطب کیا تجھ کو یہ (دلیل

اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِىْ فِى الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ

توحید کی) معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے اس میں نشانیاں

فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿٣١﴾ وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ

ہیں ہر ایک ایسے شخص کے لئے جو صابر و شاکر ہو۔ اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں

كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ

تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں، پھر جب ان کو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے

فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿٣٢﴾

تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہیں۔

قدرت کی کاریگری اے مخاطب کیا تجھے یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن سے بڑا کرتا ہے کہ رات پندرہ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور دن صرف نو ہی گھنٹے کا ہوتا ہے اور دن کو رات سے بڑا کرتا ہے کہ دن پندرہ گھنٹے کا اور رات نو گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے

ہر ایک وقت مقررہ تک اپنی متعینہ منزلوں میں چلتا رہے گا اور جو کچھ تم نیکی یا برائی کرتے ہو حق تعالیٰ اس کی پوری خبر رکھتا ہے۔

اور یہ قدرت کا اظہار اس لئے کیا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ حق تعالیٰ ہی کی عبادت برحق ہے اور جن چیزوں کی یہ لوگ اللہ کے علاوہ عبادت کر رہے ہیں وہ بالکل لغو اور باطل ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور سب سے بڑا اور بلند ہے۔

اے مخاطب کیا تجھ کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ کشتیاں اللہ ہی کے فضل سے چلتی ہیں تاکہ وہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلاوے۔ اس میں بھی دلائل قدرت ہیں ہر ایک ایسے شخص کے لئے جو اس کی اطاعت پر ثابت قدم اور اس کی نعمتوں پر شاکر ہو۔

اور جب یہ کشتی پر سوار ہوتے ہیں اور ان کو بادلوں کی طرح گرم موجیں طوفان میں گھیر لیتی ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔

پھر جب ہم ان کو دریا سے نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتے ہیں تو ان کفار میں سے بعض قول و فعل میں بہ نسبت پہلے کے ذرا نرم ہو جاتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو غدار اور حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کے منکر ہوتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ

وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا ۚ إِنَّ وَعْدَ

ادا کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا

اللَّهِ حَقٌّ ۖ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ

ہے سو تم کو دنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

بِاللَّهِ الْغَرُورُ ﴿٣٣﴾ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ

بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا

الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے۔ اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ

غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ

عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۳۴﴾

سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے۔

ع ۴
۱۳

خشیت کی تلقین

مکہ والو اپنے پروردگار کی اطاعت کرو اور اس دن کے عذاب سے ڈرو جس میں نہ باپ بیٹے کو اور نہ بیٹا ہی اپنے باپ کے عذاب خداوندی کے سامنے کچھ کام آسکے گا۔ بعث بعد الموت کا وعدہ سچا ہے ضرور ہو کر رہے گا سو تم کو دنیا کی زیب و زینت دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کے قائم ہونے کی خبر ہے۔

اور جو چیز بندوں سے مخفی ہے اور وہ ہی بارش برساتا ہے اور بارش کا علم اور اس کی قدرت بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ ہی جانتا ہے جو کچھ حاملہ کے رحم میں ہے کہ لڑکا ہے یا لڑکی، پورا ہے یا ناقص، شقی ہے یا سعید یہ چیز بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا نیکی یا برائی کرے گا۔ اس کی بھی اسی کو خبر ہے۔

اور اسی طرح کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا۔

اللہ ہی اپنی مخلوق کی تمام باتوں کو جاننے والا ہے اور ان کے اعمال اور اسی طرح جو کچھ ان کو نفع یا نقصان پہنچے گا سب سے باخبر ہے کسی دوسرے کو ان امور کی کچھ خبر نہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ دیہات میں سے ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ میری عورت حاملہ ہے تو بتائیے کہ وہ کیا جنے گی اور ہماری بستیاں خشک پڑی ہیں تو بتائیے کہ کب بارش ہوگی اور مجھ کو یہ تو معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا ہوں تو بتائیے کہ میں کب مروں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ یعنی اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہ ہی مینہ برساتا ہے الخ۔

آیاتہا ۳۰ (۳۲) سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۷۵) رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾

الم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کوئی شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ

مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں۔ اللہ ہی ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى

جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے چھ روز میں پیدا

عَلَى الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ۗ اَفَلَا

کیا۔ پھر تخت پر قائم ہوا بدون اس کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنیوالا سو کیا تم سمجھتے

تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾

نہیں ہو۔

سورۂ سجدہ یہ سورت مکی ہے اس میں انتیس آیتیں اور تین سو تیس کلمات اور ایک ہزار اور پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں۔

نصیحت پذیری سے احتراز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الم۔ اس کے معنی سب سے زیادہ اللہ ہی جاننے والا ہے یا یہ کہ بطور تاکید کے یہ ایک قسم کھائی گئی ہے۔ یہ کتاب

حق تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہے اس میں کسی قسم کا کچھ شبہ نہیں۔

مگر کفارِ مکہ یوں کہتے ہیں کہ اس قرآن کریم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے بنا لیا ہے بلکہ یہ قرآن کریم سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے بذریعہ جبریل آپ پر نازل ہوئی ہے تاکہ آپ اس قرآن کریم کے ذریعہ سے قریش کو ڈرائیں جن میں سے آپ سے پہلے ڈرانیوالا کوئی رسول نہیں آیا تاکہ وہ گمراہی سے راہِ راست پر آجائیں۔

اللہ ہی ہے جس نے آسمان وزمین اور تمام مخلوقات وغیرہ کو دنیاوی دنوں کے حساب سے ہر ایک دن ان میں ایک ہزار سال کے برابر تھا چھ دن میں پیدا کیا کہ اتوار کے روز سے شروع کیا اور جمعہ کے دن تکمیل فرمائی۔ پھر تصرفات نافذ کرنے کے لئے عرش پر قائم ہوا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی عرش پر تھا۔

اے مکہ والو! حق تعالیٰ کے علاوہ نہ تمہارا کوئی مددگار ہے جو تم کو فائدہ پہونچا سکے اور نہ کوئی سفارشی ہے جو عذابِ خداوندی کے بارے میں تمہاری سفارش کر سکے پھر کیا تم قرآن کریم کے ذریعہ سے نصیحت حاصل کر کے ایمان نہیں لاتے۔

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ

وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے۔ پھر ہر امر اسی کے حضور میں پہونچ جاوے گا ایک ایسے دن میں جس

كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۞۵ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ

کی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی۔ وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور

وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞۶ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ

ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور

وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۞۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ

انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی۔ پھر اس کی نسل کو خلاصہ اخلاط یعنی

مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۞۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ

ایک بے قدر پانی سے بنایا۔ پھر اس کے اعضاء درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور

لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ وَقَالُوْٓا

تم کو کان اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔ (یعنی نہیں کرتے) اور یہ لوگ

ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ

کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست ونابود ہو گئے تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آویں گے بلکہ وہ لوگ

رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِىْ وُكِّلَ

اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں۔ آپؐ فرما دیجئے کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر

بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے۔

پروردگار کی طرف لوٹنا ناگزیر ہے

وہ آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے کہ وحی تنزیل اور مصیبت وغیرہ فرشتوں کو دیکر بھیجتا ہے۔
اور پھر فرشتے اسی کے حضور میں واپس ہو جاتے ہیں ایک ہی دن میں جس کی مقدار دنیاوی سالوں میں ہزار سال کے برابر ہے کہ فرشتوں کے علاوہ دوسروں کو اترنے اور چڑھنے کے لئے ہزار سال کا زمانہ چاہیئے۔

اور وہ مدبّر اور تمام باتوں کا جاننے والا ہے جو بندوں پر پوشیدہ اور ظاہر ہیں کفار کو سزا دینے میں زبردست اور مسلمانوں پر رحمت فرمانے والا ہے۔

اس نے جو چیز بنائی وہ خوب اور مضبوط بنائی اور انسان یعنی آدم علیہ السلام کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر ان کی نسل کو نطفہ یعنی مرد و عورت کے ایک بے قدر پانی سے بنایا۔ اور پھر ماں کے پیٹ میں اس کے اعضاء درست کیے اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہارے کان بنائے تاکہ تم ان سے حق اور ہدایت کی باتوں کو سنو اور تمہیں آنکھیں دیں تاکہ حق وہدایت کو دیکھو اور حق وہدایت کے سوچنے اور سمجھنے کے لئے دل دیئے۔ مگر جتنے میں نے تم پر احسانات وانعامات کیے اس کے مقابلہ میں تمہارا شکر کچھ بھی نہیں بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

اور ابوجہل وغیرہ کہتے ہیں کہ جب ہم مرکر زمین میں نیست ونابود ہو گئے تو کیا پھر مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہوں گے ایسا نہیں ہو سکتا یہ لوگ توسرے سے بعث بعد الموت ہی کے منکر ہیں آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ تمہاری روحیں موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تمہاری جانیں قبض کرنے پر مقرر ہے پھر آخرت میں تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے لائے جاؤ گے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ

اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے۔ اے

اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

ہمارے پروردگار بس ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے سو ہم کو پھر بھیجدیجئے ہم نیک کام کیا کریں گے ہم کو پورا یقین آگیا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ

اور اگر ہم کو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا رستہ عطا فرماتے۔ ولیکن یہ بات تحقیق ہو چکی

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے بھروں گا۔

قیامت کے روز مشرکین کا حال

اور اگر آپ قیامت کے دن ان مشرکین کی حالت کو دیکھیں گے جب کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے کھڑے ہوں گے اور کہتے ہوں گے کہ ہمارے پروردگار بس جو چیز ہم کو معلوم نہ تھی وہ معلوم ہو گئی اور جس کا یقین نہیں کرتے تھے اب یقین ہو گیا۔ تو ہم کو پھر واپس بھیجدیجئے ہم وہاں جاکر آپ پر ہی ایمان لائیں گے اور خوب نیک کام کیا کریں گے اب ہم کو آپ پر اور آپ کی کتاب اور رسول پر بعث بعد الموت پر پورا یقین آگیا۔

مگر اگر ہمیں یہ منظور ہوتا تو ہر ایک شخص کو اس کی نجات کا راستہ عطا فرماتے لیکن میری بات محقق ہو چکی کہ میں جہنم کو جن وانس میں سے جو کافر ہیں سب سے بھروں گا اور اگر یہ نہ ہوتا تو پھر میں ہر ایک شخص کو معرفت و توحید سے سرفراز فرماتا۔

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا

تو اب اس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول رہے۔ ہم نے تم کو بھلا دیا اور اپنے

عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ

اعمال کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔ بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے

إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح تحمید

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿۱۵﴾

کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے

تکبر نہ کرنے والے

اب اس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول گئے تھے جس کی وجہ سے اقرار و عمل سب کو چھوڑ دیا تھا۔

ہم نے تو اب تم کو دوزخ میں ڈال دیا اب اپنے کفر کی وجہ سے ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تو وہ ہی لوگ تصدیق کرتے ہیں کہ جب ان کو اذان و اقامت کے ذریعہ پانچوں نمازوں کے لئے بلایا جاتا ہے تو فوراً تواضع و خاکساری کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں اور اپنے پروردگار کے حکم کی بجا آوری کے لئے نماز پڑھتے ہیں اور وہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے اور پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنے سے تکبر نہیں کرتے۔ یہ آیت منافقین کی حالت بیان کرنے کے لئے نازل ہوئی کیوں کہ وہ نمازوں کو مجبوراً سستی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا

ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے

وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ

ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا

مِّنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۷﴾ أَفَمَنْ كَانَ

سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانۂ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے۔ تو جو شخص مومن ہو

مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۸﴾

کیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم ہو وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے۔

مومن ومنافق برابر نہیں ہو سکتے

اور ان کے پہلو رات میں سونے کے بعد تہجد کی نماز کے لئے خواب گاہوں سے علیحدہ ہونے اور وہ اپنے پروردگار کی پانچوں نمازوں کے ذریعہ عبادت کرتے ہیں اور اس کی رحمت کی امید سے اور اس کے عذاب کے خوف سے یا یہ مطلب ہے کہ تاوقتیکہ یہ حضرات عشاء کی نماز نہیں پڑھ لیتے ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ رہتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

سو ان کو خبر نہیں جو جو جنت میں ان کی آنکھوں کے ٹھنڈک کے سامان اور ثواب واعزاز خزانۂ غیب میں موجود ہے۔

یہ ان کے اعمال صالحہ کا صلہ ہے جو انہوں نے دنیا میں کئے ہیں۔

سو اب بتلا کہ جو شخص مومن ہو گیا یعنی حضرت علی رضؓ تو کیا وہ منافق یعنی ولید بن عقبہ بن ابی معیط جیسا ہو جائے گا۔

دونوں دنیا میں بھی اطاعت وفرماں برداری میں اور آخرت میں باعتبار ثواب واعزاز کے برابر نہیں ہو سکتے ان دونوں میں باہم تنازع اور تیز کلامی ہو رہی تھی اس پر حضرت علی رضؓ نے ولید کو کہا اے فاسق۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ک۔ بزار نے بلال رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں ہم مسجد میں بیٹھے تھے اور کچھ صحابہ کرام رضؓ مغرب کی نماز کے بعد سے عشاء تک نماز پڑھنے میں مصروف رہتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ الخ۔

اس روایت کی سند میں عبداللہ بن شبیب ضعیف راوی ہیں اور امام ترمذی نے تصحیح کے ساتھ حضرت انس رضؓ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت عشاء کی نماز کے انتظار کرنے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور واحدی اور ابن عساکر نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط نے حضرت علی رضؓ سے کہا میں آپ سے ہتھیار کے اعتبار سے بھی تیز اور زبان کے اعتبار سے بڑھ کر اور لشکر کے اعتبار سے بھی بڑا ہوں، حضرت علی رضؓ نے اس سے فرمایا خاموش ہو جا تو فاسق ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا الخ کہ جو شخص سچا مومن ہے کیا الخ۔ اور ابن جریر نے عطاء بن یسار سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن عدی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں کلبی اور ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ کی اسی طرح روایت نقل کی ہے اور خطیب اور ابن عساکر نے ابن لہیعہ۔ عمرو بن دینار کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی اور عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ ان دونوں کے درمیان کچھ تیز کلامی ہو گئی تھی اور اسی طرح اس روایت میں ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ولید کے بارے میں نازل ہوئی ہے ولید کے بارے میں نہیں نازل ہوئی

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے سو ان کے لئے ہمیشہ ٹھکانا جنتیں ہیں جو ان کے

نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ

اعمال کے بدلہ میں بطور ان کی مہمانی کے ہیں۔ اور جو لوگ بے حکم تھے سو ان کا ٹھکانا دوزخ ہے وہ لوگ

النَّارُ ۖ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ

جب اس سے باہر نکلنا چاہیں تو پھر اس میں دھکیل دیئے جاویں گے اور ان کو کہا جاوے گا

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾

کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ

اور ہم ان کو قریب کا (یعنی دنیا میں آنے والا) عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ

تاکہ یہ لوگ باز آویں۔ اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی آیتیں یاد

ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾

دلائی جاویں پھر وہ ان سے اعراض کرے ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے۔

ع ۱۱ ۲ ۱۵

آیاتِ ربّانی کا منکر

اب پھر حق تعالیٰ دونوں جماعتوں کا مرنے کے بعد کیا ٹھکانا ہوگا اس کو بیان فرماتا ہے کہ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے تو ان کے دنیاوی اعمالِ صالحہ کے صلہ میں ان کو آخرت میں ٹھہرنے اور قیام کرنے کے لئے جنتیں ملیں گی۔

اور منافقین کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

جب بھی یہ لوگ دوزخ سے باہر نکلنا چاہیں گے تو لوہے کے گرز مار کر پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے اور داروغہ ان سے کہے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو کہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عذاب

نہیں ہو گا۔
اور ہم ان کفار مکہ کو دنیا کا عذاب بھی یعنی قحط بھوک خشکی قتل وغیرہ یا یہ کہ عذاب قبر بھی دوزخ کے عذاب سے پہلے چکھاویں گے اور ان کو اس لیے ڈرایا جاتا ہے تاکہ یہ کفر سے باز آئیں اور توبہ کریں۔
اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جس کو اس کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں اور پھر وہ ان کا انکار کرے تو ہم ایسے مشرکین پر عذاب نازل کریں گے یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی ہے یہ قرآن کریم کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّن لِّقَائِهِ

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی سو اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے۔ اور ہم نے بنی اسرائیل

وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٢٣﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً

کو موجب ہدایت بنایا تھا۔ اور ہم نے ان میں جب کہ انہوں نے صبر کیا بہت

يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ﴿٢٤﴾ إِنَّ

سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم کی ہدایت کرتے تھے اور وہ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔ آپؐ کا

رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٢٥﴾

رب قیامت کے روز ان سب میں آپس میں فیصلہ ان امور میں کر دے گا جن میں یہ باہم اختلاف کرتے تھے۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ

کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات

فِي مَسَاكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ ۖ أَفَلَا يَسْمَعُونَ ﴿٢٦﴾ أَوَلَمْ

میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں اس میں صاف نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں۔ کیا انہوں

يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا

نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں پھر اسی کے ذریعہ سے

تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنفُسُهُمْ ۖ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ﴿٢٧﴾

کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا وہ دیکھتے نہیں۔

توریت صحیفۂ ہدایت

اور ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی تھی تو آپؐ کی حضرت موسیٰؑ سے معراج کی شب میں جو بیت المقدس میں ملاقات ہوئی اُس کے بارے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے کتاب موسیٰ کو بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت بنایا تھا۔

اور بنی اسرائیل جب ایمان و اطاعت پر ثابت قدم رہے تو ہم نے ان میں بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو مخلوق کو ہمارے حکم کی طرف بلاتے تھے اور وہ لوگ اپنی کتاب کی پیش گوئی کی وجہ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا یقین رکھتے تھے۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کا رب مسلمان و کافر یا یہ کہ بنی اسرائیل کے درمیان قیامت کے دن ان دینی امور میں فیصلہ فرما دے گا جس میں یہ باہمی اختلاف کرتے تھے۔

کیا ان کفار مکہ کے سامنے اس چیز سے بھی وضاحت نہیں ہوئی کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتوں کو عذاب نازل کر کے ہلاک کر چکے ہیں، مثلاً قوم شعیب، قوم صالح اور قوم ہود جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں۔ یہ جو ہم نے ان قوموں کے ساتھ معاملہ کیا اس میں تو بعد والوں کے لئے صاف صاف نشانیاں ہیں۔

کیا یہ لوگ پھر بھی اس ذات کی اطاعت نہیں کرتے جو ان کے ساتھ یہ معاملہ کرنے پر قادر ہے۔

کیا کفار مکہ نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک زمین پر زمین کی طرف پانی پہونچاتے ہیں پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جن میں سے گھاس وغیرہ اور ان کے مواشی اور غلہ اور پھل وغیرہ یہ خود بھی کھاتے ہیں، کیا پھر نہیں جانتے کہ یہ سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْفَتْحُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا۔ آپؐ فرما دیجئے کہ اس

لَا يَنفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ﴿٢٩﴾ فَأَعْرِضْ

فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور ان کو مہلت بھی نہ ملے گی۔ سو ان باتوں کا

عَنْهُمْ وَانتَظِرْ إِنَّهُم مُّنتَظِرُونَ ﴿٣٠﴾

خیال نہ کیجئے اور آپؐ منتظر رہئے یہ بھی منتظر ہیں۔

فتح مکہ کا دن خدا تعالیٰ کی نظر میں

اور بنی خزیمہ اور بنی کنانہ کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کب فتح ہوگا اگر تم اپنی اس بات میں سچے ہو کہ مکہ فتح ہوگا، یہ خاندان والے اس طریقہ پر مسلمانوں کا استہزاء کرتے تھے۔ تو اس پر حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ان سے فرما دیجیے کہ فتح کا دن وہ فتح مکہ ہے جس دن بنی خزیمہ کو ایمان لانا قتل سے نہیں بچا سکے گا اور نہ ان کو قتل سے مہلت دی جائے گی۔

سوائے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ بنی خزیمہ کی باتوں کا خیال نہ کیجئے اور آپ فتح مکہ کے دن ان کی ہلاکت کے منتظر رہیئے، یہ بھی منتظر ہیں، چنانچہ حق تعالیٰ نے فتح مکہ کے دن ان لوگوں کو ہلاک کر دیا۔ تمت بالخیر۔

آیاتہا ۷۳ (۳۳) سورۃ الاحزاب مدنیۃ (۹۰) رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں کا اور منافقوں کا کہنا نہ مانیے بے شک اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾

بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے۔

سورۂ احزاب

یہ سورت مدنی ہے اس میں تہتر ۷۳ آیتیں اور ایک ہزار دو سو بیاسی کلمات اور پانچ ہزار سات سو حروف ہیں۔

کافروں و منافقین کی باتوں پر کان نہ دھرنے کا حکم

جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ اور ابو الاعور اسلمی کا اور مدینہ کے منافقوں میں سے عبداللہ بن ابی سلول اور معتب بن قشیر اور جعد بن قیس کا ان باتوں میں جس کے کرنے کے لیے یہ آپ سے کہہ رہے ہیں اتباع نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی باتوں اور ان کے بڑے ارادوں کا جاننے والا اور حکمت والا ہے کہ تم کو عہد پورا کرنے کا حکم دیا اور عہد شکنی سے منع کیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ مکہ والوں میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس چیز پر زور دیا کہ اپنی بات سے رجوع کریں تو ہم آپؐ کو اپنے آدھے مال دیں گے اور مدینہ منورہ میں منافقین اور یہودیوں نے آپ کو اپنے طریقے سے رجوع نہ کرنے پر قتل کرنے کی دھمکی دی تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "یا ایھا النبی اتق اللہ الخ یعنی اے نبیؐ اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانیئے۔

وَّاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور آپؐ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپؐ پر وحی کیا جاتا ہے اس پر چلئے تم لوگوں کے سب اعمال کی

خَبِيرًا ﴿٢﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿٣﴾ مَّا جَعَلَ اللَّهُ

اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے۔ اور آپؐ اللہ پر بھروسہ رکھیئے اور اللہ کافی کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

لِرَجُلٍ مِّن قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ ۚ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي

کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری بی بیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے

تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ ۚ

ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا۔

وحی پر عمل کا حکم

اور بذریعہ قرآن کریم جس چیز کا آپؐ کو حکم دیا جاتا ہے، حق تعالیٰ کو وعدہ پورا کرنے اور نہ کرنے کی پوری خبر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ کی مدد فرمانے کا آپؐ سے وعدہ فرمایا ہے یا یہ کہ ان دشمنوں سے آپؐ کی حفاظت کرنے پر پورا کارساز ہے۔

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے یہ آیت ابو معمر جمیل بن اسد کے بارے میں نازل ہوئی کیوں کہ قوت حافظہ کی وجہ سے اس کو دو دلوں والا کہا جاتا تھا۔

اور اسی طرح تمہاری ان بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو حرمت ابدی میں تمہاری ماں نہیں بنا دیا، یہ آیت اوس بن صامت اور ان کی بی بی خولہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّن

قَلْبَیْنِ الخ۔ امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپؐ کو کچھ وسوسہ آیا اس پر جو منافقین آپؐ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے وہ بولے کہ دیکھتے نہیں کہ ان کے دو دل ہیں ایک دل تمہارے ساتھ ہے اور ایک دل ان کے ساتھ، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے۔

ک۔ اور ابن ابی حاتم نے خصیف کے طریق سے، سعید بن جبیر، مجاہد اور عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ ایک کو دو دلوں والا کہا جاتا ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ک۔ اور ابن جریر نے بواسطہ قتادہ حسن رضہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے باقی اس میں اتنی زیادتی ہے کہ وہ شخص بولتا تھا کہ میرا ایک دل تو مجھے حکم کرتا ہے اور دوسرا دل منع کرتا ہے۔

اور نیز ابن ابی نجیح کے طریق سے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنی فہم کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ بدتمیز بکتا تھا کہ میرے پیٹ میں دو دل ہیں میں ہر ایک دل سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل سے زائد سمجھتا ہوں۔ استغفر اللہ۔

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُم بِأَفْوَاهِكُمْ ۖ وَاللَّهُ

اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (سچ مچ کا) بیٹا نہیں بنادیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ

يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ﴿٤﴾ ادْعُوهُمْ لِآبَائِهِمْ

حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتلاتا ہے۔ تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو

هُوَ أَقْسَطُ عِندَ اللَّهِ ۚ فَإِن لَّمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ

یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں

فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ ۚ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُم بِهِ

اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا

وَلَٰكِن مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥﴾

لیکن ہاں دل سے ارادہ کر کے کرو۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

منہ بولے بیٹے کا حکم

اور اسی طرح تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا حقیقی بیٹا نہیں بنا دیا یہ تو صرف تمہاری سا نیاں ہیں اور اللہ تعالیٰ حق بات تبلاتا ہے اور وہی سیدھا راستہ دکھلاتا ہے۔ تم ان کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ حق تعالیٰ کے نزدیک افضل اور راستی کی بات ہے اور اگر تم ان کے حقیقی باپوں کی طرف منسوب کرنا نہ جانتے ہو تو پھر تم ان کو اپنے دینی بھائیوں کے نام کے ساتھ مثلاً عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم وغیرہ کہا کرو، یا اپنے دوستوں کے ناموں کے ساتھ پکارو، اور اگر تم سے اس چیز میں بھول چوک ہو جائے تو اس میں تو تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ جو دل سے ارادہ کر کے کرو کہ ان کے حقیقی باپوں کے علاوہ دوسروں کی طرف جان بوجھ کر منسوب کرو تو اس پر حق تعالیٰ تم سے گرفت فرمائے گا اور حق تعالیٰ سابقہ گناہوں کی مغفرت فرمانے والا اور آئندہ کے لئے رحیم ہے۔ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متبنّے بنا رکھا تھا تو دوسرے حضرات ان کو زید بن محمدؐ کہہ کر پکارا کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس سے منع فرما دیا اور راستی کا طریقہ بتلا دیا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم نے سدی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت جمیل بن معمر قریشی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو بنی جمح سے تعلق رکھتا تھا ارشاد خداوندی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ الخ۔ امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت زید بن حارثہ رضہ کو زید بن محمدؐ کہا کرتے تھے تا آں کہ یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

نبیؐ مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

متولی مسلم آں حضورؐ ہیں

مسلمانوں کے انتقال کر جانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اولاد سے خود ان کی ذات سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں کیوں کہ آپؐ کا فرمان ہے کہ جو مسلمان انتقال کر جائے اور عیال چھوڑے تو میں اس کا متولی ہوں اور اگر قرض چھوڑے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں یا مال چھوڑ کر مرے تو وہ اس کے وارث لے لیں، اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات حرمت اور وجوب تعظیم میں مسلمانوں کی ماں کی طرح ہیں۔

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے مومنین اور

وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ

مہاجرین کے مگر یہ کہ اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے یہ بات لوح محفوظ

فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶ وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ

میں لکھی جا چکی ہے۔ اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپؐ

مِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَاَخَذْنَا

سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی اور ہم نے ان سے

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝۷ لِّيَسْــَٔـلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ

خوب پختہ عہد لیا۔ تاکہ ان سچوں سے ان کی تحقیقات کرے۔

وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۸ ع ۱۷

اور کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

میراث کے حق دار

اور نسبی قرابت والے میراث میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں (اسی طرح لوح محفوظ میں یہ چیز مرقوم ہے یا یہ کہ توریت اور قرآن کریم میں یہ حکم موجود ہے) بہ نسبت دوسرے مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ جن سے تم نے قرض لیا ہے یا اپنے دوستوں کے لئے تہائی مال میں وصیت کرنا چاہو تو وہ جائز ہے اور رشتہ داروں کو میراث اور دوستوں وغیرہ کو وصیت میں سے حصہ لینا یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی ہے یا یہ کہ توریت میں یہ چیز موجود ہے جس پر بنی اسرائیل عمل کرتے ہیں۔

اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے اقرار لیا کہ دوسروں کو احکام پہنچائیں گے اور ان میں سب سے پہلے آپؐ سے اقرار لیا کہ آپؐ اپنی قوم کو ایمان لانے کا حکم دیں گے اور آپؐ سے پہلے جتنے انبیاء کرام گذرے ہیں اور جو جو ان پر کتابیں نازل ہوئی ہیں سب سے اپنی قوم کو مطلع کریں گے اور حضرت نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ بن مریم سے عہد لیا۔

کہ پہلے بعد والوں کو احکام پہنچائیں گے اور بعد والے پہلوں کی تصدیق کریں گے اور سب اپنی اپنی قوموں کو ایمان لانے کا حکم دیں گے۔ تاکہ (قیامت کے دن) مبلغین سے ان کی تبلیغ کی اور (اقرار وعدہ کرنے والوں سے ان کے وفائے عہد کی اور اہل ایمان سے ان کے ایمان کی تحقیق کرے۔

اور انبیاء کرام اور خدا کی کتابوں کی انکار کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ کا عذاب تیار کر رکھا ہے کہ

عذاب کی شدت ان کے دلوں تک سرایت کر جائے گی۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ

اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ

نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی۔ اور اللہ تمہارے

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۹﴾ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ

اعمال کو دیکھتے تھے۔ جب کہ وہ لوگ تم پر آ چڑھے تھے اوپر کی طرف سے بھی اور

مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

نیچے کی طرف سے بھی اور جب کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا

تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے۔ اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا

زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾

اور سخت زلزلے میں ڈالے گئے۔

مسلمانوں کی شدید آزمائش

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا انعام واحسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم سے دشمن کو سخت آندھی اور فرشتوں کی امداد سے بھگا دیا جب تم پر کفار کے بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے ان پر ایک آندھی بھیجی اور فرشتوں کی جماعت کو مسلط کیا اور اللہ تعالیٰ تمہارے خندق وغیرہ کھودنے کو دیکھ رہے تھے۔

جب کہ کفار مکہ تم پر اوپر کی طرف سے بھی چڑھ آئے تھے یعنی طلحہ بن خویلد اسدی اور اس کے ساتھی اور نیچے کی طرف سے بھی یعنی ابو الاعور اسلمی اور اس کے ساتھی اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی اور جب کہ منافقین کی آنکھیں خندق میں اپنی جگہ سے ہٹ گئی تھیں اور ان کے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے اور اے گروہ منافقین تم حق تعالیٰ کے ساتھ

یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اپنے نبیؐ کی مدد نہیں فرمائے گا۔
اس خوف کے موقع پر مسلمانوں کا پورا امتحان کیا گیا اور خوب مشقت اور سخت زلزلے میں ڈالے گئے

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ الخ۔ امام بیہقی نے دلائل میں حضرت حذیفہؓ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے غزوہ احزاب کی رات کا منظر دیکھا ہے، ہم سب صف بنائے ہوئے بیٹھے تھے اور ابوسفیان اور اس کے ساتھ جو لشکر تھا وہ اوپر کی طرف تھے اور بنی قریظہ نیچے کی طرف تھے۔ ان کی وجہ سے ہمیں اپنے بچوں کا خوف تھا اور اس رات سے زائد سخت تاریکی والی اور سخت آندھی والی رات ہم پر کبھی نہیں آئی، چنانچہ منافقین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ کہکر اجازت طلب کرنے لگے کہ ہمارے گھر خالی ہیں اور حقیقت میں وہ خالی نہ تھے مگر ان منافقین میں سے جو بھی آپؐ سے جانے کی اجازت طلب کرتا تھا آپؐ اس کو اجازت دے دیتے تھے۔ چنانچہ یہ سب کے سب میدان جنگ سے کھسک گئے۔

جب ہم میں سے ایک ایک کر کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا دشمن کی قوم کی خبر لاؤ چنانچہ میں آیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ سخت ترین آندھی ان کے لشکر میں موجود ہے اور ان کا لشکر بالشت بھر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹا، خدا کی قسم میں پتھروں کی آواز ان کے کجاووں سے سن رہا تھا اور ہوا ان کے ذریعہ سے ان کو مار رہی تھی اور وہ ایک دوسرے سے جلدی بھاگنے کو کہہ رہے تھے چنانچہ میں نے آکر اس قوم کی حالت بیان کردی اس پر یہ آیت نازل ہوئی،

یعنی اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو۔

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا

اور جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس

اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ⑫ وَاِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ

کے رسولؐ نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔ اور جب کہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا کہ اے

یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَیَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ

یثرب کے لوگو تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ ان میں نبیؐ سے

مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ

اجازت مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالاں کہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں

اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

یہ محض بھاگنا ہی چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سلول اور اس کے رفقاء

اور جب کہ عبداللہ بن ابی سلول منافق اور اس کے ساتھی اور وہ لوگ جن کے دلوں میں نفاق اور رشک کا مرض ہے یعنی معتب بن قشیر اور اس کے ساتھی یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے فتوحات وغیرہ کے بارے میں محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بنی حارثہ بن الحارث نے اپنے ساتھیوں سے خندق میں کہا کہ اے مدینہ کے لوگو لڑائی کے لئے خندق یعنی معرکہ جنگ میں ٹھہرنے کا موقع نہیں تو مدینہ لوٹ چلو۔

اور بعضے بنی حارثہ کے منافقین میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ منورہ کی اجازت مانگتے تھے اور آپؐ سے کہہ رہے تھے کہ اے نبی اللہ، گھر جانے کی اجازت دیں۔

ہمارے گھر خالی ہیں ہمیں چوروں کا ڈر ہے۔

حالاں کہ وہ خالی نہیں ہیں یہ تو صرف میدان جنگ سے بھاگنے کے لئے یہ باتیں ملا رہے ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں بواسطہ کثیر بن عبداللہ عبداللہ بن عمرو، عمرو مزنی سے روایت نقل کی ہے۔

فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے سال خندق کھودنا شروع فرمائی تو حق تعالےٰ نے خندق کے درمیان سے ایک سفید گول پتھر نکالا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لے کر اس پر ایسی ماری کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گیا اور اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس پر آپؐ نے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی پھر آپؐ نے اس پتھر پر دوسری مرتبہ کدال ماری اور اس کو توڑ دیا پھر اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس پر آپؐ نے اور مسلمانوں نے تکبیر کہی، پھر آپؐ نے تیسری مرتبہ اس پتھر کے مارا اور پھر اس کو توڑ دیا اور پھر اس میں سے ایسی روشنی نکلی جس سے مدینہ منورہ کے دونوں جانب روشن ہو گئے، آپؐ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا آپؐ نے فرمایا کہ میں نے پہلی مرتبہ جو اس پتھر کے مارا تو میرے سامنے کے محلات اور مدائن کسریٰ روشن ہو گئے اور مجھے جبریل امین نے بتلایا کہ میری امت ان مقامات پر غلبہ کرے گی اور پھر میں نے دوسری مرتبہ جو مارا تو میرے سامنے سرزمین روم

میں حمر کے محلات روشن ہو گئے اور مجھے جبریل امین نے اطلاع دی کہ میری امت ان مقامات پر بھی غلبہ کرے گی اور پھر میں نے تیسری مرتبہ مارا تو صنعاء کے محلات نظر آ گئے اور جبریل امین نے مجھے بتایا کہ آپ کی امت ان مقامات کو بھی فتح کرے گی۔

اس پر منافقین کہنے لگے کہ کیا تم لوگوں کو تعجب نہیں ہوتا کہ یہ تم سے باتیں کرتے ہیں اور تمہیں امیدیں دلاتے ہیں اور تم سے باطل وعدہ کرتے ہیں اور یہ تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ یہ مدینہ سے حیرہ کے محلات اور مدائن کسریٰ دیکھ رہے ہیں اور یہ کہ تم ان شہروں کو فتح کرو گے حالاں کہ اس وقت کدالوں سے تم خندق کھود رہے ہو مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ الخ۔ یعنی جب کہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے۔

اور جویبر نے ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت معتب بن قشیر انصاری کے بارے میں نازل ہوئی جو اس بات کا کہنے والا تھا۔

اور ابن اسحاق اور بیہقی نے بھی عروہ بن زبیر اور محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ معتب بن قشیر کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ قیصر و کسریٰ کے خزانے دکھا رہے ہیں اور ہم میں سے کوئی اطمینان کے ساتھ بیت الخلاء تک نہیں جا سکتا اور اوس بن قیظی نے اپنی ایک جماعت کے ساتھ کہا کہ ہمارے گھر مدینہ منورہ کے باہر ہیں سو ہم کو اپنی عورتوں اور بچوں میں جانے کی اجازت دیجیے۔

اس پر حق تعالیٰ نے اپنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی جب کہ ان لوگوں کی وجہ سے گھبراہٹ تھی اور شدت کا عالم تھا اپنی نعمتوں کو یاد دلانے اور ان لوگوں کو کافی ہونے کے بارے میں جب کہ ان منافقین کی طرف سے بدگمانی ہو رہی تھی اور یہ منافقین باتیں بنا رہے تھے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ الخ

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا

اور اگر مدینہ میں اس کے اطراف سے ان پر کوئی آ گھسے پھر ان سے فساد کی درخواست کی جاوے تو یہ اس کو منظور

وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ

کر لیں اور گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں۔ حالاں کہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے

قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾ قُلْ

کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اس کی بازپرس ہو گی۔ آپ فرما دیجیے کہ

يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا
تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے
تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑯
دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہو سکتے۔

منافقین کا حال

اور اگر منافقین پر مدینہ منورہ میں اس کے سب اطراف سے کوئی لشکر آگھسے اور ان سے شرک کا ساتھ دینے کو کہے تو یہ فوراً ہی اس کو قبول کر لیں گے اور اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی دیر نہ کریں یا یہ کہ پھر اس بات کے قبول کرنے کے بعد یہ لوگ مدینہ میں بہت ہی کم ٹھہریں۔
حالاں کہ یہی غزوۂ احزاب سے پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ مشرکین کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں گے۔
اور حق تعالیٰ کے عہد توڑنے والے سے قیامت کے دن اس نقضِ عہد کے بارے میں باز پرس ہو گی۔
اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ بنی حارثہ کے منافقین سے فرما دیجیے کہ تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اور اس صورت میں دنیاوی زندگی سے تم چند ہی دنوں کے لیے متمتع ہو سکتے ہو۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ
یہ بھی فرما دیجیے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچا سکے گا اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے
اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
جو خدا کے فضل سے تم کو روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے اور
وَّلَا نَصِيْرًا ⑰ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ
نہ کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبی
لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ⑱
یا وطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ

تمہارے حق میں بخیلی لئے ہوئے۔ سو جب خوف پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ

كَالَّذِىْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ

ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی طاری ہو۔ پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ

سے طعنے دیتے ہیں مال پر حرص لئے ہوئے۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ان کے تمام اعمال بے کار رکھے ہیں۔

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ⑲

اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔

عند اللہ آسان ترین بات

آپ ان سے فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو عذاب خداوندی سے بچا سکے اگر وہ تم کو قتل کے ذریعے عذاب دینا چاہے اور اگر وہ تم کو قتل سے بچانا چاہے تو وہ کون ہے جو تم سے خدا کے اس فضل کو روک سکے اور یہ بنی حارثہ والے عذاب خداوندی کے مقابلہ میں نہ کوئی اپنا محافظ پائیں گے کہ وہ ان کی مدد کر سکے اور نہ کوئی مددگار جو عذاب الٰہی سے ان کو بچا سکے۔ اللہ تعالیٰ ان منافقین میں سے ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو دوسروں کو لڑائی میں جانے سے مانع ہوتے ہیں اور جو منافقین اپنے ساتھیوں سے کہتے ہیں کہ مدینہ میں ہمارے پاس آجاؤ اور یہ ابی بن سلول جد بن قیس، معتب بن قشیر تھے اور ان کی تو یہ حالت ہے کہ لڑائی میں بس ذرا نام کرنے کے لئے آتے ہیں اور اگر آتے بھی ہیں تو تمہارے حق میں بخیلی لئے ہوئے کہ بُری نیت کے ساتھ۔ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب دشمن وغیرہ کے خوف کا کوئی موقع آجاتا ہے جیسے خندق تو آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں، جیسے کسی پر موت کی بے ہوشی اور نزع کا عالم طاری ہو رہا ہو پھر جب دشمن کا خوف دور ہو تا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے دینے لگتے ہیں راہ خدا میں مال صرف کرنے سے بخل کرنے کے لئے یہ لوگ پہلے ہی سے اپنے ایمان میں سچے نہیں ہیں تو حق تعالیٰ نے ان کی سب نیکیوں کو برائی سے تبدیل کر رکھا ہے اور ان کی نیکیوں کو اکارت کر دینا اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا

ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) لشکر گئے نہیں اور اگر (بالفرض) یہ (گئے ہوئے) لشکر (جو لوٹ) کر آجاویں تو (پھر تو)

لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَاۗىِٕكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ

یہ لوگ (اپنے لئے) یہی پسند کریں کاش ہم دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم ہی میں رہیں تب

مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝۲۰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں۔ تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝۲۱

کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا۔

منافقین کا جہاد سے گریز اور خوف اور بزدلی کے ختم ہو جانے کے بعد عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے ساتھیوں کا یہ خیال ہے کہ کفار مکہ کا لشکر ابھی تک گیا نہیں اور وہ العیاذ باللہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید ہی کر کے جائے گا اور اگر بالفرض کفار مکہ کے یہ لشکر پھر لوٹ آئیں تو یہی منافقین دشمن کے خوف و دہشت اور اپنی بزدلی سے یہ تمنا کرنے لگیں کہ کاش مدینہ سے کہیں باہر جا رہیں اور مدینہ میں بیٹھے بیٹھے معرکہ خندق کی باتیں پوچھتے رہیں۔ اور اگر تم لوگوں کے ساتھ معرکہ خندق پر جانا ہی پڑ جائے تو محض نام کرنے کو یوں ہی سا لڑیں۔ تم لوگوں میں ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور عذاب آخرت سے ڈرتا ہو اور ثواب وانعام کی امید رکھتا ہو اور زبان و دل کے ساتھ کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عمدہ نمونہ اور آپ کے ساتھ غزوہ خندق میں حاضری میں ایک اقتدار موجود تھی۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

اور جب ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کی ہم کو اللہ و رسول نے خبر دی تھی اور اللہ و رسول

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝۲۲

نے سچ فرمایا تھا۔ اور اس سے ان کے ایمان اور اطاعت میں اور ترقی ہو گئی۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ

ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے پھر بعضے

قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ڮ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝۲۳

تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے ان میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر تبدل نہیں کیا۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ

یہ واقع اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے

اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾

ان کو توبہ کی توفیق دے۔ بے شک اللہ غفور رحیم ہے

عہد پورا کرنیوانے والے

اب حق تعالیٰ با اخلاص مومنین کا ذکر فرماتے ہیں کہ جب ان حضرات نے کفار مکہ یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی موقع ہے جس کی چند دنوں پہلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے خبر دی تھی کہ تقریباً دس دن کے اندر اندر کفار کی چڑھائی ہوگی اور کفاروں کے لشکروں کو دیکھنے کے بعد ان کو حق تعالیٰ اور اس کے رسول کے فرمان پر ان کے یقین میں اور اضافہ ہوگیا اور اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول میں اور ترقی ہوگئی ان مومنین میں سے کچھ ایسے حضرات بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا اس کو پورا کر کے دکھایا اور بعضے ان میں تو وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے یا یہ کہ اپنی زندگی پوری کر چکے یعنی حضرت حمزہؓ اور ان کے ساتھی اور بعضے اس کے ایفار کے موت تک مشتاق ہیں اور ابھی تک انہوں نے اس عہد میں ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا یہ واقع اس لئے ہوا تاکہ حق تعالیٰ ایفائے عہد کرنے والوں کو ان کی ایفا کا صلہ دے اور منافقین اگر حالت نفاق پر مرجائیں تو ان کو سزا دے یا موت سے قبل ان کو توبہ کی توفیق دے وہ تائب کی مغفرت فرمانے والا اور جو اس حالت میں مرجائے اس پر رحیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا الخ امام مسلم اور ترمذی وغیرہ نے حضرت انسؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن النضر غزوہ بدر سے غائب رہے اس پر انہوں نے افسوس میں تکبیر کہی اور بولے کہ پہلا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معرکہ جنگ پیش آیا اور میں اس سے غائب رہا اگر حق تعالیٰ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی لڑائی میں شرکت کا موقع دے گا تو حق تعالیٰ دکھلا دے گا کہ میں کیا کرتا ہوں چنانچہ وہ غزوۂ احد میں حاضر ہوئے اور کفار مکہ سے خوب لڑے یہاں تک کہ شہید ہوگئے تو ان کے جسم پر نیزے تلوار تیر وغیرہ کے اسی سے زائد نشانات پائے گئے اور اسی پر یہ آیت نازل ہوئی کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ الخ

یعنی ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اترے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ مراد بھی پوری نہ ہوئی اور جنگ میں اللہ تعالیٰ

الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۲۵ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ

مسلمانوں کے لیے آپ ہی کافی ہوگیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا بڑا زبردست ہے۔ اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی

مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ

ان کو ان کے قلعوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب بٹھا دیا بعض کو تم قتل

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۲۶ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا۔ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا

وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــــُٔوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۲۷

تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

ع ۳/۷ 19

کفار مکہ کی ہزیمت

اور حق تعالیٰ نے کفار مکہ یعنی ابوسفیان اور اس کے لشکروں کو غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور نہ ان کو غنیمت اور خوشی حاصل ہوئی اور آندھی اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر حق تعالیٰ نے مسلمانوں سے لڑائی کی مشقت کو دور کر دیا، اور حق تعالیٰ مسلمانوں کی مدد فرمانے میں بڑی قوت والا اور کفار کو سزا دینے میں زبردست ہے، اور بنو قریظہ اور نضیر بن کعب بن اشرف اور حی بن اخطب وغیرہ نے جو کفار مکہ کی مدد کی تھی حق تعالیٰ نے ان سب اہل کتاب کو ان کے قلعوں اور محلوں سے اتار دیا اور ان کے دلوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کا خوف بٹھلا دیا اس سے قبل یہ لوگ صحابہ کرام رض سے ڈرتے نہ تھے بلکہ ان سے لڑنے پر آمادہ رہتے تھے اور ان کے لڑاکا لوگوں کو تم قتل کرنے لگے اور بچے اور عورتوں کو قید کر لیا اور ان کے گھروں اور مالوں کو تم کو غنیمت میں دلوا دیا اور سرزمین خیبر کا بھی تم کو مالک بنا دے گا جو ابھی تک تمہاری ملکیت میں نہیں آئی اور حق تعالیٰ فتح و نصرت ہر ایک چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ

اے نبی ﷺ آپ اپنی بی بیوں سے فرما دیجیے کہ اگر تم دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو

زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۲۸ وَاِنْ

تو آؤ میں تم کو کچھ مال و متاع دنیوی دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کردوں۔ اور اگر تم

كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ

اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسولؐ کو اور عالمِ آخرت کو۔ تو تم میں سے نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا

اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبیؐ کی بی بیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بے ہودگی کرے گی اس کو دوہری

الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾

سزا دی جائے گی۔ اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

امہات المومنین رضؓ سے خطاب

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی بیبیوںؓ سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیوی زندگی اور اس کی بہار چاہتی ہو تو آؤ میں تم کو مطلقہ والا جوڑا دیدوں اور تم کو سنت کے مطابق طلاق دیدوں۔ اگر تم اطاعت اللہ اور اطاعت الرسولؐ کو پسند کرتی ہو اور جنت کو چاہتی ہو تو حق تعالیٰ نے نیک کرداروں کے لئے جنت میں اجرِ عظیم مہیا کر رکھا ہے۔ اے نبیؐ کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بے ہودگی کریگی تو تم کو جلد اور رجم دونوں سزائیں دی جائیں گی اور یہ سزا دینا حق تعالیٰ کو آسان ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمانِ خداوندی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ الخ امام مسلمؒ، امام احمدؒ اور امام نسائیؒ نے ابو الزبیر کے واسطے سے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باریابی کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوئے مگر انہیں اجازت نہیں دی گئی پھر حضرت عمرؓ نے حاضر ہو کر اجازت طلب کی مگر ان کو بھی نہ ملی اس کے بعد دونوں حضرات کو اجازت مل گئی چنانچہ دونوں اندر حاضر ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے چاروں طرف ازواجِ مطہرات بیٹھی ہوئی تھیں اور آپ خاموش تھے حضرت عمرؓ نے اپنے دل میں کہا کہ میں حضورؐ سے کوئی ایسی بات کرتا ہوں کہ ممکن ہے کہ آپؐ کو ہنسی آجائے چنانچہ حضرت عمرؓ اپنی بیوی کے بارے میں بولے یا رسول اللہؐ اگر زید کی بیٹی مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کرے تو میں اسکی گردن تھوڑدوں یہ سن کر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے حتّٰی کہ آپؐ کے سامنے کے دندانِ مبارک ظاہر ہو گئے آپؐ نے فرمایا یہ سب جو میرے ارد گرد بیٹھی ہیں یہ نفقہ ہی کی درخواست کر رہی ہیں، یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ حضرت عائشہ رضؓ کو مارنے کے لئے اور حضرت عمر رضؓ حضرت حفصہ رضؓ کو مارنے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ تم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز مانگ رہی ہو جو آپؐ کے پاس نہیں اس کے بعد حق تعالیٰ نے اختیار کی آیت نازل فرمائی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضؓ ہی سے ابتدا فرمائی اور فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم اس میں جلدی نہ کرو تا وقتیکہ اپنے والدین سے اس بارہ میں مشورہ نہ کرلو۔ حضرت عائشہ رضؓ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے آپؐ نے ان کے سامنے یہ آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ تلاوت فرمائی، یہ سن کر وہ بولیں اس چیز کے بارے میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ ہی کو پسند کرتی ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(ارشادِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم۔ اللّٰھم علمہ الکتاب (صحیح بخاری)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اللہ! ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم (کی تفسیر) کا علم عطا فرما

تفسیر ابن عباس رض

کامل ۳۰ پارے

جلیل القدر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

امام المفسرین ترجمان القرآن

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مشہور و مقبول تفسیر "التنویر المقباس من تفسیر ابن عباس" رض کا سلیس و شگفتہ اردو ترجمہ

مع لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ

پارہ ومن یقنت ۲۲

ترجمہ تفسیر: مولانا عابد الرحمن صدیقی

ناشر:- ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

ادارہ درس قرآن کا
پانچواں
سہ ماہی پروگرام

کتاب کا نام . . . . تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

مفسر کا نام . . . . حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ

جامع . . . . مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی

ترجمہ . . . . حضرت مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

تفسیری عنوانات . . . . . مولانا کفیل الرحمن نشاط عثمانی نائب مفتی دار العلوم دیوبند

ھدیہ فی پارہ . . . . چار روپے

ھدیہ فی جلد پانچ پارے . . . . بیس روپے

سن طباعت . . . . سنہ ۱۳۹۹ھ ۱۹۷۹ء

مطبوعہ . . . . راحت پریس دیوبند

باہتمام

قاری۔ اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارہ درس قرآن دیوبند (یوپی)

فہرست مضامین ابن عباس رض پارہ ٢٢

(ناشر)

(قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم

ادارۂ درس قرآن دیوبند یوپی

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گی تو ہم اس کو اس کا ثواب دوہرا

نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا (۳۱) يٰنِسَآءَ

دیں گے۔ اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی ﷺ کی بی بیو تم معمولی عورتوں

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جب کہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (۳۲)

کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعًا) خیال (فاسد پیدا) ہونے لگتا ہے جس کے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ (عفت)

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

کے موافق بات کہو۔ تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ

اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ

اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہرًا و باطنًا) پاک

يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (۳۳) وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ

وصاف رکھے۔ اور تم ان آیاتِ الٰہیہ کو اور اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا

اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (۳۴)

تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ رازداں ہے پورا خبردار ہے۔

دوہرے ثواب کی حق دار

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرے گی اور جو نیک کام ہیں ان کو کرے گی تو ہم اس کو اس کا ثواب بھی دوہرا دیں گے اور ان کے لئے جنت میں ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔

اے نبی ﷺ کی بیبیو تم طاعت و معصیت اور ثواب و عتاب میں معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو تو بولنے میں نزاکت و نرمی مت کیا کرو تو اس سے خرابی والے کو خیال فاسد ہونے لگتا ہے اور صحیح صحیح بات کہو۔ اور اپنے گھروں میں جمی بیٹھی رہو اور گھروں سے باہر مت نکلو اور دقار سے رہو اور کفار کی دستور کے مطابق باریک لباس پہن کر زیب و زینت مت کرو اور تم پانچوں نمازوں کی پابندی رکھو اور اپنے مالوں کی (اگر نصاب ہو) زکوٰۃ دیا کرو اور تمام نیکیوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کیا کرو اے پیغمبر ﷺ کی گھر والیو حق تعالیٰ کو ان احکام سے یہ منظور ہے کہ تم سے معصیت کی آلودگی کو دور رکھے اور تم کو نافرمانیوں سے پاک صاف رکھے۔

اور تم آیات قرآنیہ اور اوامر و نواہی حلال و حرام کے احکام کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کی باتیں جاننے والا اور تمہارے اعمال سے پورا باخبر ہے یا یہ کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت تمھیں طلاق دینے کا ارادہ فرمایا حق تعالیٰ اس سے اور تمہاری نیکیوں سے واقف ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ

بے شک اسلام کا کام کرنے والے مرد اور اسلام کا کام کرنے والی عورتیں، اور ایمان لانیوالے مرد اور ایمان لانیوالی عورتیں اور فرمانبرداری

وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ

کرنیوالے مرد اور فرمابرداری کرنیوالی عورتیں۔ اور راستباز مرد . . . . اور راستباز عورتیں۔ اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی

وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ

عورتیں اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور

وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

روزہ رکھنے والی عورتیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنیوالے مرد

وَّالذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۳۵﴾

اور یاد کرنے والی عورتیں۔ ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

نیک عورتوں کے مدارج

حضرت ام سلمہ رضی زوجہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نسیبہ بنت کعب الانصاریہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وجہ ہے خیر اور بھلائی میں حق تعالیٰ صرف مردوں ہی کا ذکر فرماتے ہیں عورتوں کا کچھ تذکرہ نہیں کرتے اس پر حسب ذیل آیتیں نازل ہوئیں۔

کہ بے شک موحد مرد اور موحد عورتیں اور توحید کا اقرار کرنے والے مرد اور توحید کا اقرار کرنے والی عورتیں اور فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں برداری کرنے والی عورتیں اور ایمان میں سچے مرد اور سچی عورتیں اور احکام خداوندی پر قائم رہنے والے۔ اور تکالیف پر صبر کرنے والے اور اسی طرح احکام خداوندی پر ثابت رہنے والی اور تکالیف پر صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع وخضوع کرنے والے مرد اور خشوع وخضوع کرنے والی عورتیں اور اپنے مالوں میں سے خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور زبان وقلب کے ساتھ یا یہ کہ پانچوں نمازوں کی ادائیگی کے ساتھ بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان مردوں اور عورتوں کے لیے ان کے گناہوں کے لئے مغفرت اور جنت میں اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ (ک) امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ بواسطہ عکرمہ ام امارہ انصاریہ سے نقل کیا ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا کہ میں ساری باتیں مردوں ہی کے لئے دیکھتی ہوں عورتوں کا کسی فضیلت میں ذکر نہیں کیا گیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی، یعنی بے شک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں۔ الخ۔

اور امام طبرانی نے اچھی سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ عورتوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا وجہ ہے کہ مردوں کا ذکر خیر ہوتا ہے اور عورتوں کا نہیں ہوتا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور سورہ آل عمران کے اخیر میں ام سلمہ رضی کی حدیث گذر چکی ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ

اور کسی ایمان دار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے جب کہ اللہ اور اس کا رسولؐ کسی کام کا

لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

حکم دیدیں۔ کہ (پھر) ان کو ان (مومنین) کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

رسول کا کہنا نہ مانے گا وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

حکم خدا و رسولؐ کا مقام

حضرت زید رضؓ اور حضرت زینبؓ کو جب کہ حق تعالیٰ اور اس کے رسولؐ نے آپس میں شادی کرنے کا حکم دے دیا اب ان دونوں کو اس کے خلاف کرنے میں کوئی اختیار باقی نہیں رہتا۔ اور جو حکم خداوندی میں اس کے خلاف ورزی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑا۔

(مترجم کہتا ہے کہ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ سے) حضرت زید رضؓ مراد نہیں جیسے کلبی نے تفسیر کی ہے بلکہ حضرت عبداللہ بن جحش مراد ہیں البتہ من امرہم سے حضرت زید رضؓ سے نکاح کرنا مراد ہے کہ حضورؐ حضرت زینبؓ کا حضرت زیدؓ سے نکاح کرانا چاہتے تھے مگر حضرت عبداللہ بن جحش رضؓ اور حضرت زینب یہ دونوں عذر پیش کر رہے تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن سعد نے قتادہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب ازواج مطہرات کا تذکرہ کیا گیا تو اور عورتیں بولیں کہ اگر ہم میں کوئی بھلائی ہوتی تو حق تعالیٰ ہمارا بھی ذکر کرتے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حکم خداوندی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الخ۔

امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت قتادہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کے لیے حضرت زینبؓ کو نکاح کا پیغام دیا وہ سمجھیں کہ آپؐ اپنی ذات کے لیے پیغام دے رہے ہیں جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ آپؐ حضرت زید رضؓ کے لیے پیغام دے رہے ہیں تو انہوں نے انکار کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی کسی ایماندار مرد اور کسی ایماندار عورت کو گنجائش نہیں الخ۔ چنانچہ اس آیت کے نزول کے بعد انہوں نے فوراً اس چیز کو قبول کر لیا اور اپنے کو سپرد کر دیا۔

اور ابن جریر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضؓ کو حضرت زید بن حارثہ رضؓ کے لیے نکاح کا پیغام دیا انھوں نے اس سے انکار کیا اور بولیں کہ میں اس سے حسب و نسب کے اعتبار سے بہتر ہوں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

اور نیز ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

اور ابن ابی حاتم نے ابن زید رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے عورتوں میں سب سے پہلے ہجرت کی تھی اور انہوں نے اپنی ذات کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

حوالہ کر دیا تھا آپ نے حضرت زید بن حارثہ رضؓ سے شادی کر دی بہ چیز ان کو اور ان کے بھائی کو ناگوار گذری اور بولے کہ ہماری منشا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی مگر آپ نے اپنے غلام سے شادی کر دی ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ

اور جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا کہ اپنی بی بی (زینبؓ) کو اپنی زوجیت میں

عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ

رہنے دے اور خدا سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ (بات بھی) چھپائے ہوئے تھے جس کو اللہ تعالیٰ (آخر میں)

وَتَخْشَى النَّاسَ ج وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ ط فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ

ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں (کے طعن) سے اندیشہ کرتے تھے اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے زیادہ سزاوار ہے ۔ پھر

مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ

جب زید کا اس سے جی بھر گیا ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں کے

فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ط

(نکاح کے) بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے ۔ جب وہ (منہ بولے بیٹے) ان سے اپنا جی بھر چکیں ۔

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿٣٧﴾

اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا تھا ہی

آنحضورؐ کا طلاق سے منع فرمانا

اور جب کہ حضرت زید رضؓ سے فرما رہے تھے جن کو حق تعالیٰ نے اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور آپ نے بھی ان کو آزاد کر کے ان پر انعام فرمایا کہ اپنی بی بی کو طلاق مت دو اور حق سے ڈرو اور آپ درصورت تطلیق زید رضؓ اپنے دل میں حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کے ارادہ کو جس کو حق تعالیٰ بذریعہ قرآن کریم ظاہر کرنے والا تھا اور آپ لوگوں کے طعن کا بھی اندیشہ کر رہے تھے ۔ اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے زیادہ مناسب ہے ۔

چنانچہ جب حضرت زیدؓ کا حضرت زینب رضؓ سے جی بھر گیا اور انہوں نے ان کو طلاق دیدی اور طلاق کی

عدت بھی پوری ہوگئی تو ہم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح کرادیا تاکہ اس کے بعد مسلمانوں کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بی بیوں سے نکاح کرنے کے بارے میں کسی قسم کی کوئی تنگی نہ رہے جب کہ وہ عورتیں ان کی موت یا طلاق کی عدت پوری کر چکیں، اور خدا تعالیٰ کا یہ حکم تو ہو کر رہنے ہی والا تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ الخ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شکایت کرنے کے لیے آئے آپ نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنی زوجیت میں رہنے دو اس پر یہ آیت وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ نازل ہوئی ہے۔

اور امام مسلم اور احمد و نسائی نے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرا پیغام نکاح زینب رضی اللہ عنہا کو پہونچاؤ، حضرت زید رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہونچے اور ان کو اس چیز کی اطلاع دی، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں جب تک اپنے پروردگار سے مشورہ نہ کرلوں کچھ نہیں کہہ سکتی یہ کہہ کر وہ اپنی جائے نماز پر کھڑی ہوگئیں اس کے بعد قرآن کریم کی آیت نازل ہوگئی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر اجازت کے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور ہمیں یاد ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے ہمیں گوشت اور روٹی کھلایا تھا کھانے کے بعد سب باہر چلے آئے صرف چند آدمی مکان میں باتیں کرتے رہ گئے۔ مجبوراً رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے میں بھی آپ کے ساتھ ہو لیا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام ازواج مطہرات کے حجروں کا گشت لگانے لگے، پھر حضور کو لوگوں کے چلے جانے کی اطلاع دی، بہرحال حضور واپس تشریف لاکر حجرہ میں داخل ہوگئے اور میں بھی ساتھ داخل ہونا چاہتا تھا مگر حضور نے میرے اور اپنے درمیان پردہ چھوڑ دیا اور آیت حجاب نازل ہوئی اور اس کے ذریعہ سے جو نصیحت ہوتی تھی وہ لوگوں کو کردی، یعنی اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ سُنَّةَ

اور ان پیغمبر کے لیے جو بات (شکوکاً یا تشریعاً) خدا تعالیٰ نے مقرر کر دی تھی اس میں ان پر کوئی الزام نہیں اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا

ان (پیغمبروں) کے حق میں (بھی) معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گذرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے) ہوتا ہے

مَّقۡدُوۡرَا ﴿۳۸﴾ الَّذِيۡنَ يُبَلِّغُوۡنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخۡشَوۡنَهٗ

یہ سب (پیغمبران گذشتہ) ایسے تھے کہ اللہ کے احکام پہونچایا کرتے تھے (اس باب میں) اللہ ہی سے

وَلَا يَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيۡبًا ﴿۳۹﴾

ڈرتے تھے۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ اور اللہ حساب کے لئے کافی ہے۔

قدیم معمول

اور اللہ تعالیٰ نے ان پیغمبروں کے حق میں یہی معمول کر رکھا ہے جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہیں، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اوریا کی بیوی سے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بلقیس سے شادی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کا تجویز کیا ہوا حکم ضرور ہوتا ہے۔
ان حضرات کی شادی کے بارے میں بھی جو احکام خداوندی کو پہونچایا کرتے تھے یعنی داؤد وسلیمان علیہما السلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور احکام کے پہونچانے میں اللہ ہی سے ڈرتے تھے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ وَلٰـكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمًا ﴿۴۰﴾

اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا ﴿۴۱﴾

اے ایمان والو تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔

وَّسَبِّحُوۡهُ بُكۡرَةً وَّاَصِيۡلًا ﴿۴۲﴾

اور صبح وشام (یعنی علی الدوام) اس کی تسبیح (وتقدیس) کرتے رہو۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے والد نہیں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زیدؓ کے باپ نہیں بلکہ آپ اللہ

کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں کہ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔
اور اللہ تعالیٰ تمھارے قول و فعل کو خوب جانتا ہے۔
اے ایمان والو تم حق تعالیٰ کو دل اور زبان سے طاعت و معصیت کے وقت خوب یاد کرو۔
اور صبح و شام خوب نمازیں پڑھو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت زینب رضؓ سے شادی کی تو لوگ بولے کہ آپ نے اپنے لڑکے کی بیوی سے شادی کر لی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔

هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

وہ ایسا (رحیم) ہے کہ وہ (خود بھی) اور اس کے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں

إِلَى النُّورِ ۚ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿٤٣﴾ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ

سے نور کی طرف لے آوے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہربان ہے۔ وہ جس روز اللہ سے ملیں گے تو ان کو جو

يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ

سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عمدہ صلہ (جنت میں) تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی ہم بے شک

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿﴾ وَدَاعِيًا

آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے) بشارت دینے والے ہیں۔ اور

إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ﴿٤٥﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

کفار کے ڈرانے والے ہیں اور (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور

بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ﴿٤٧﴾

مومنین کو بشارت دیجیے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔

آنحضورؐ کا مقام رفیع

وہ ایسا ہے تمہاری مغفرت فرماتا رہتا ہے اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور وہ تم کو کفر سے ایمان کی روشنی کی طرف لے آیا ہے اور وہ مومنین پر بہت مہربان ہے۔ اور مومنین جس روز حق تعالیٰ سے ملیں گے تو ان کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا السلام علیکم اور فرشتے ان کو جنت کے دروازوں پر سلام کریں گے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں عمدہ صلہ تیار کر رکھا ہے۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپؐ کو اس شان سے بھیجا ہے کہ آپؐ اپنی امت پر تبلیغ رسالت کے گواہ ہوں گے اور آپؐ مومنین کے لئے جنت کی بشارت دینے والے ہیں اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی اطاعت کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپؐ بمنزلہ ایک روشن چراغ کے ہیں کہ آپؐ کی ہر حالت اقتدا کے قابل ہے۔

جس وقت سورۂ فتح کی شروع کی یہ آیتیں نازل ہوئیں کہ ہم نے آپؐ کو کھلم کھلا فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے اس پر صحابہ کرام رضؓ کہنے لگے یا رسول اللہؐ آپؐ کے لئے یہ مقام مبارک ہو باقی حق تعالیٰ کے یہاں ہمارے لئے کیا ہے اس پر حق تعالیٰ نے حسب ذیل آیتیں نازل کیں کہ اے نبی کریمؐ آپؐ مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان کے لئے جنت میں اجرِ عظیم ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمانِ خداوندی هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ الخ۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ جس وقت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ الخ یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ حق تعالیٰ نے جو بھی آپؐ پر خیر اور بھلائی کی بات نازل کی ہے اس میں ہم کو شریک کیا ہے (اور اس مقام پر شریک نہیں کیا) تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ الخ۔

فرمانِ خداوندی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ۔

ابن جریر رحؒ نے عکرمہ اور حسن بصری رحؒ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت حضورؐ کے بارے میں یہ آیت کریمہ لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل ہوئی اس پر مسلمانوں میں سے کچھ حضرات نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپؐ کے لئے خوشی کا مقام ہے ہم کو معلوم ہوگیا کہ حق تعالیٰ آپ کو کیا فضیلت و مرتبہ عطا فرمائے گا باقی ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا اس پر حق تعالیٰ نے لِیُدْخِلَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ الخ۔ یہ آیت سورہ احزاب میں جو آیت ہے وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا نازل فرمائی۔

اور امام بیہقی نے دلائل نبوت میں ربیع بن انس رضؓ سے روایت ہے کہ جو وقت یہ آیت وَمَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِكُمْ نازل ہوئی تو اس کے بعد ہی یہ آیت نازل ہوئی لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

وَقَاتًا آخَرَ اس پر صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپؐ کے ساتھ کیا کیا جائے گا باقی ہمارے ساتھ کیا ہو گا۔ تب یہ آیت نازل ہوئی کہ مومنین کو بشارت دے دیجئے کہ ان پر اللہ کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔ فضل کبیر سے مراد جنت ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ

اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجئے اور ان کی طرف سے جو ایذا پہونچے اس کا خیال نہ کیجئے اور اللہ پر

عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

بھروسہ کیجئے اور اللہ کافی کارساز ہے۔ اے ایمان والو تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو

اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ

(اور) پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے (کسی اتفاق سے) طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت

مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ

(واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو تو ان کو کچھ (مال) متاع دے دو اور خوبی کے

سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

ساتھ ان کو رخصت کر دو

بھروسہ کے لائق ذات

اب حق تعالیٰ پھر سورت کے ابتدائی مضمون کو دوہراتا ہے کہ مکہ کے کافروں اور مدینہ منورہ کے منافقین کا کہنا نہ مانیے اور ان کو قتل نہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ رکھیئے۔ اس نے جو آپؐ کی مدد فرمانے یا یہ کہ حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے وہ اس میں کافی کارساز ہے۔

اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے شادی کرو اور ان کا کوئی مہر وغیرہ متعین کرو اور پھر صحبت سے قبل ان کو طلاق دیدو تو ان پر حیض یا مہینوں کے ذریعہ سے کوئی عدت واجب نہیں۔

اور ان کو متعہ طلاق یعنی تین کپڑے اوڑھنی قمیص اور چادر دیدو اور بغیر کسی اذیت دینے کے سنت کے مطابق ان کو طلاق دے کر رخصت کر دو۔

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ

اے نبیؐ ہم نے آپؐ کے لئے آپؐ کی یہ بی بیاں جن کو آپؐ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں

اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَاۗءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے غنیمت میں آپؐ کو دلوادی ہیں اور آپؐ کے چچا کی

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

بیٹیاں اور آپؐ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپؐ کی ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں بھی جنہوں نے آپؐ کے ساتھ

الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ

ہجرت کی ہو اور اس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۤ خَالِصَةً

پیغمبرؐ کو دے دے۔ بشرطیکہ پیغمبر اس کو نکاح میں لانا چاہیں۔ یہ سب آپؐ کے

لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لئے ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے ان

فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ

پر ان کی بی بیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کئے ہیں تاکہ آپؐ پر کسی قسم

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰

کی تنگی (واقع) نہ ہو اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

ازواجِ مطہرات

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کیلئے آپؐ کی یہ ازواج مطہرات جن کو آپؐ ان کا مہر دے چکے ہیں حلال کر دی ہیں اور وہ عورتیں بھی حلال کی ہیں جو تمہاری مملوکہ ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غنیمت میں دلوادی ہیں جیسا کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضؓ۔ اور آپؐ کی چچا کی

بیٹیوں سے بھی آپؐ کے لئے شادی کرنا حلال ہے (باوجود زیادتِ عدد کے کیوں کہ یہ آپؐ کی خصوصیت ہے) اور اسی طرح پھوپھی زاد بہنیں بنی عبد المطلب اور آپؐ کی ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں یعنی بنی عبد مناف بن زہرہ جنھوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی ہو۔

اور مسلمان عورت کو بھی خاص آپؐ کے لئے حلال کیا ہے جو بغیر مہر کے اپنے کو پیغمبر خدا کو دیدے بشرطیکہ پیغمبر بغیر مہر کے اس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ احکام آپؐ کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ اور مومنوں کے لئے۔

ہمیں وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے عام مومنوں پر ان کی بی بیوں کے بارے میں مقرر کئے ہیں کہ چار عورتوں تک نکاح اور مہر کے ساتھ رکھ سکتے ہیں اور باندیوں کو بغیر کسی تعداد کے رکھ سکتے ہیں اور یہ اختصاص آپؐ کی ذات کے ساتھ اس لئے کیا تاکہ جن عورتوں کو حق تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کر دیا ہے آپؐ کو ان سے شادی کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کہ ان باتوں کی اجازت فرمائی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشادِ خداوندی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ الخ امام ترمذی نے تحسین اور امام حاکم نے صحت کے ساتھ سدی عن ابی صالح کے طریق سے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت نقل کی ہے وہ حضرت ام ہانی رضؓ سے نقل کرتے ہیں فرماتی ہیں کہ مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا پیغام دیا تو میں نے معذرت کی حق تعالیٰ نے میری معذرت قبول کرلی اور یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا الخ اور اس میں یہ قید لگائی کہ جن عورتوں نے آپؐ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور میں نے ہجرت نہیں کی تھی اس لئے میں آپؐ کے لئے حلال ہی نہ تھی۔ اور ابن ابی حاتم نے اسماعیل بن ابی خالد عن صالح رضؓ کے طریق سے حضرت ام ہانی رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ یہ آیت کریمہ وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمّٰتِكَ الخ میرے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے شادی کرنا چاہتے تھے تو آپؐ کو اس سے روک دیا گیا اس لئے کہ میں نے ابھی تک ہجرت نہیں کی تھی۔

فرمانِ خداوندی وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً الخ۔

ابن سعد نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ام شریک دوسیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعد نے منیر بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ ام شریک دوسیہ نے اپنے آپ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا اور یہ خوب صورت تھیں آپؐ نے قبول کر لیا اس پر حضرت عائشہ رضؓ بولیں ایسی عورت کے لئے کوئی بھلائی نہیں جو خود اپنے آپ کو کسی کے سامنے پیش کرے۔ حضرت ام شریک فرماتی ہیں کہ میں وہی عورت ہوں چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو مومنہ کا لقب دیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا یعنی اس مومن عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے آپ کو پیغمبرؐ کو دیدے، چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ

حق تعالیٰ آپؐ کی مرضی کے پورا کرنے میں سبقت کرتے ہیں۔

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ

ان میں سے آپؐ جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں)

ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی

اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو دور کر رکھا تھا ان میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپؐ پر کوئی گناہ

اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ

نہیں۔ اس میں زیادہ توقع ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور

كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

جو کچھ بھی آپؐ ان کو دیدیں گے اس پر سب کی سب راضی ہوں گی اور خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی سب باتیں معلوم

عَلِیْمًا حَلِیْمًا ﴿۵۱﴾

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ (یہی کیا) سب کچھ جاننے والا ہے بردبار ہے۔

واضح وصریح حکم | ان مذکورہ بالا رشتہ داروں میں سے آپؐ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور اس سے شادی نہ کریں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور اس سے شادی کر لیں۔ اور جن کو دور رکھا تھا پھر ان کو طلب کریں اور ان سے شادی کریں تب بھی آپؐ پر کوئی گناہ نہیں، یا یہ حکم ازواج مطہرات کی باری مقرر کرنے کے بارے میں ہے کہ آپؐ پر ان کی باری وغیرہ کی کوئی رعایت واجب نہیں، چاہے جس کو باری دیں اور چاہے جس کو باری نہ دیں اور جن کو باری نہیں دی تھی پھر ان کو طلب کریں تو اس میں بھی آپؐ پر کچھ گناہ نہیں۔

اس رخصت واجازت میں زائد توقع ہے کہ ان ازواج مطہرات کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی جب کہ اس اجازت کا منجانب اللہ ہونا معلوم ہو جائے گا اور وہ طلاق کے خدشہ سے آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ باری وغیرہ میں آپؐ ان کا حصہ متعین کر دیں گے اس پر سب راضی رہیں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کو تمہاری خوشی اور ناراضگی سب معلوم ہے۔ اور وہ تمہاری مصلحتوں اور ان کی

مصلحتوں سے واقف ہے اور بردبار بھی ہے کہ درگذر کردیتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ الخ۔ امام بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے وہ فرمایا کرتی تھیں کہ عورت اپنے کو بلاعوض پیش کرنے سے نہیں شرماتی اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی ان میں سے جس کو آپؐ چاہیں اپنے سے دور رکھیں اس پر حضرت عائشہ رضؓ بولیں کہ میں آپؐ کے پروردگار کو دیکھتی ہوں وہ آپؐ کی خواہش پوری کرنے میں سبقت کرتا ہے۔

اور ابن سعد نے ابورزین سے نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دینے کا ارادہ کیا۔ جب ازواج مطہرات رضؓ نے یہ چیز محسوس کی تو ہر ایک نے آپؐ کو اپنی ذات کے بارے میں اختیار دیدیا آپؐ جس کو چاہیں جس پر ترجیح دیں تب اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ سے تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ تک یہ آیت نازل ہوئی۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ

ان کے علاوہ اور عورتیں آپؐ کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپؐ ان (موجودہ بی بیوں) کی جگہ

مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

دوسری بی بیاں کرلیں۔ اگرچہ آپؐ کو اُن (دوسریوں) کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپؐ کی مملوکہ ہو

يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾ ع يٰٓاَيُّهَا

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و مصالح) کا پورا نگران ہے۔ اے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ

والو نبیؐ کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو۔ مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جاوے

لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ

ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن جب تم کو بلایا جاوے (کہ کھانا تیار ہے) تب جایا کرو

فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ

پھر جب کھانا کھاچکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو

اذن ناگزیر ہے

ان کے علاوہ اور عورتیں جن میں یہ قید نہ ہو آپ کے لئے حلال نہیں یا یہ کہ جو نو ازواج مطہرات رضؓ اس وقت آپ کے نکاح میں موجود ہیں ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں اور اس وقت یہ ازواج مطہرات رضؓ آپ کے نکاح میں موجود تھیں۔

ملا۔ حضرت عائشہ رضؓ بنت ابی بکر صدیق رضؓ (۲) حضرت حفصہؓ بنت عمر بن الخطابؓ رضؓ (۳) حضرت زینبؓ بنت جحش (۴) حضرت ام سلمہ رضؓ بنت ابی امیہ مخزومی (۵) حضرت ام حبیبہ رضؓ بنت ابی سفیانؓ (۶) حضرت صفیہ رضؓ بنت حی بن اخطب (۷) حضرت میمونہ رضؓ بنت حارث (۸) حضرت سودہ رضؓ بنت زمعہ (۹) حضرت جویریہ رضؓ بنت الحارث المصطلیقہ۔

اور نہ یہ درست ہے کہ آپ ان موجودہ بی بیوں کی جگہ دوسری بی بیاں کرلیں کہ ان میں سے کسی کو طلاق دیدیں۔ اور اس کی جگہ مذکورہ رشتہ داروں میں سے کسی اور سے شادی کرلیں اگرچہ آپ کو ان دوسریوں کا حسن اچھا معلوم ہو، البتہ جو آپ کی مملوکہ ہو جیسے حضرت ماریہ قبطیہ رضؓ۔

اور حق تعالیٰ تمہارے اعمال کا پورا نگران ہے۔

کچھ حضرات صبح وشام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں جایا کرتے تھے اور کھانے کے انتظار میں بیٹھ کر ازواج مطہرات رضؓ کے ساتھ گفتگو کرتے رہتے۔ اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجش ہوئی مگر آپ شرمائے کہ انھیں باہر جانے کا حکم دیں یا بلا اجازت اندر آنے سے منع کر دیں چنانچہ حق تعالیٰ نے ان کو اس کی ممانعت فرمادی۔

کہ اے ایمان والو! نبی ؐ کے گھروں میں بلا اجازت مت جایا کرو اور یہ کہ جس وقت تم کو کھانے کے لئے بلایا جائے مگر پھر بھی ایسے وقت جاؤ کہ اس کھانے کے پکنے کے منتظر نہ ہو اور جب بلایا جائے تو چلے جایا کرو اور جس وقت کھاچکو تو فوراً اٹھ کر چلے آیا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ الخ ابن سعد رضؓ نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہراتؓ کو اختیار دیا تو سب نے حق تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کو پسند کیا تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ان کے علاوہ اور عورتیں آپ کے لئے حلال نہیں۔

حکم خداوندی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ الخ۔ بخاری ومسلم نے حضرت

انس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضؓ سے شادی کی تو لوگوں کو کھانے کے لئے بلایا چنانچہ سب کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھ کر باتیں کرنے لگے آپؐ اٹھنے کے لئے کچھ کسمسائے۔ مگر پھر بھی وہ لوگ نہیں اٹھے۔ مجبورًا حضور والا خود کھڑے ہو گئے۔ جب آپؐ اٹھ کھڑے ہوئے تو اور لوگ بھی اٹھ گئے۔ مگر پھر بھی تین آدمی بیٹھے رہے۔ پھر کچھ دیر بعد وہ بھی چلے گئے چنانچہ میں نے آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ سب چلے گئے، چنانچہ آپؐ آئے اور اندر تشریف لے گئے میں بھی اندر جانے لگا تو آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اس پر حق تعالیٰ نے یا یھا الذین امنوا لا تدخلوا سے ان ذلکم عند اللہ عظیما تک یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

اور امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ حضرت انس رضؓ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپؐ اپنی ان زوجہ مطہرہ کے دروازہ پر آئے جن سے شادی کی تھی وہاں آپؐ نے لوگوں کو بیٹھے ہوئے پایا۔ آپؐ واپس تشریف لے گئے۔ کچھ دیر بعد آپؐ لوٹ کر تشریف لائے تو وہ حضرات جا چکے تھے۔ آپؐ نے میرے اور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا، میں نے اس چیز کا ابوطلحہ رضؓ سے ذکر کیا تو بولے ممکن ہے کچھ ایسا ہی ہو جائے جیسا تم کہتے تھے کہ ان عورتوں کے بارے میں کچھ حکم نازل ہو جائے چنانچہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

اور امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ رضؓ سے نقل کیا ہے فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک برتن میں کھایا کرتی تھی ایک مرتبہ حضرت عمر رضؓ کا گذر ہوا آپؐ نے ان کو بلا لیا انہوں نے کھانا شروع کیا دوران کھانے میں ان کی انگلی میری انگلی سے لگ گئی تو وہ بولے افسوس کاش تمہارے بارے میں میری بات پر عمل ہوتا تو آنکھ تم کو نہ دیکھتی چنانچہ فورًا پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

ک۔ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دیر تک بیٹھا رہا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تین مرتبہ اٹھ کر چلے تا کہ وہ بھی چل دے مگر اس نے ایسا نہیں کیا اتنے میں حضرت عمرؓ تشریف لائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے اثرات دیکھ کر اس شخص سے بولے کہ شاید تجھ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے کی اجازت دیدی ہے اس پر حضور بولے کہ میں تین مرتبہ اسی غرض سے کھڑا ہوا کہ ممکن ہے یہ بھی چل دے مگر اس نے پھر بھی ایسا نہیں کیا۔ اس پر حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ پردہ لٹکا دیجئے کیوں کہ آپؐ کی ازواج مطہرات رضؓ اور تمام عورتوں کی طرح نہیں کیوں کہ وہ زائد پاکیزہ دلوں والیاں ہیں۔ چنانچہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ دونوں واقعوں میں بایں طور تطبیق ممکن ہے کہ یہ واقعہ حضرت زینب رضؓ کی شادی کے واقعہ سے پہلے واقع ہے اور قریب ہونے کی وجہ سے اس پر پردہ کے حکم کے نزول کا اطلاق کر دیا گیا اور پھر شان نزول کے متعدد ہونے میں بھی کوئی مانع نہیں اور ابن سعد نے محمد بن کعب سے

نقل کیا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم جب حجرہ مبارکہ میں جانے کے ارادہ سے کھڑے ہوتے تو سب آپ کے ساتھ ہو لیتے اور وہاں جا کر بیٹھ جاتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے ناگواری کے اثرات نہ پہچان سکتے اور آپ حاضرین سے شرما کر کھانا تک تناول نہ فرماتے چنانچہ اس چیز کے بارے میں منجانب اللہ ان پر عتاب کیا گیا کہ اے ایمان والو نبی کے گھروں میں مت جایا کرو۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَاللّٰهُ

اس بات سے نبی کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور اللہ تعالی صاف صاف بات

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ

کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا - اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے

مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط

باہر سے مانگا کرو - یہ بات (ہمیشہ کے لیے) تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

پردہ کا حکم یہ بلا اجازت جانا، بیٹھے رہنا اور پھر ازواج مطہرات رض کے ساتھ باتیں کرنا ان چیزوں سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمھارا لحاظ کرتے ہیں اور زبان سے اٹھ کر چلے جانے کو نہیں فرماتے اور حق تعالی تم کو اٹھ کر چلے آنے اور بلا اجازت اندر جانے کی ممانعت کرنے میں کوئی لحاظ نہیں کرتے۔

اور جب تم کو ازواج مطہرات رض سے کوئی ضروری مسئلہ ہی پوچھنا ہو تو پردے کے باہر سے کھڑے ہو کر پوچھو۔ یہ چیز آئندہ بھی سب کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا

اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بی بیوں

اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا (۵۳)

سے کبھی بھی نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات ہے۔

ازواجِ مطہرات سے نکاح کی حرمت

اور تمہارے لیے یہ جائز نہیں کہ اس قسم کے طرزِ عمل سے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواجِ مطہرات رضہ سے کبھی بھی نکاح کرو، یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری معصیت کی بات ہے۔

یہ آیت طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں نازل ہوئی (نزول حرمت سے قبل) انہوں نے حضورؐ کے بعد حضرت عائشہ رضہ سے شادی کرنے کا ارادہ فرمایا تھا حق تعالیٰ نے اس کی حرمت نازل کر دی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

حکم خداوندی وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ک۔ ابن ابی حاتم نے ابن زید سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہونچی کہ فلاں شخص کہہ رہا ہے کہ اگر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے تو میں آپؐ کے بعد آپؐ کی فلاں بی بی سے شادی کر لوں گا اس پر یہ حکم نازل ہوا کہ تم کو جائز نہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو کلفت پہونچاؤ۔

نیز ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواجِ مطہرات میں سے کسی زوجہ مطہرہ کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

سفیان راوی بیان کرتے ہیں بیان کیا گیا کہ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ تھیں اور سدی سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ بات پہونچی کہ طلحہ بن عبید اللہ نے کہا کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے ہماری چچازاد لڑکیوں کا پردہ کراتے اور ہماری عورتوں سے شادی کرتے ہیں کہ آپؐ کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا تو ہم آپؐ کے بعد آپؐ کی ازواجِ مطہرات سے شادی کرلیں گے اس پر یہ آیت نازل کی گئی۔

ک۔ اور ابن سعد نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ طلحہ بن عبید اللہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیوں کہ اس نے کہا تھا کہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم رحلت فرما جائیں گے تو میں حضرت عائشہ رضہ سے شادی کرلوں گا۔

اور جویبر نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا کہ ایک شخص بعض ازواج مطہرات رضہ کے پاس آیا اور وہ ان کا چچازاد بھائی تھا اور ان سے گفتگو کی رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ آج کے بعد اس جگہ پر مت کھڑے ہونا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہؐ یہ میرے چچا کی لڑکی ہے خدا کی قسم میں نے ان سے کوئی نازیبا بات نہیں کی اور نہ انھوں نے مجھ سے کی۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا یہ تو میں نے سمجھ لیا باقی حق تعالیٰ سے زائد کوئی باغیرت نہیں اور اس کے بعد مجھ سے زائد کوئی غیرت والا نہیں چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور کہنے لگا کہ میرے چچا کی لڑکی سے مجھے بات کرنے سے منع کرتے ہیں میں آپؐ کے بعد ان سے شادی کرلوں گا اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص نے اس کلمہ کی توبہ میں ایک غلام آزاد کیا اور دس مجاہد فی سبیل اللہ کو اونٹ دیئے اور پیادہ حج کیا۔

اِنْ تُبْدُوْا شَیْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۵۴﴾

اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اس کو پوشیدہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں۔

لَا جُنَاحَ عَلَیْهِنَّ فِیْۤ اٰبَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآىٕهِنَّ وَ لَاۤ اِخْوَانِهِنَّ

پیغمبرؐ کی بی بیوں پر اپنے باپوں کے بارے میں کوئی گناہ نہیں اور نہ اپنے بیٹوں کے اور

وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا

نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے بھانجوں کے اور

نِسَآىٕهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُنَّ ۚ وَ اتَّقِیْنَ اللّٰهَ ؕ

نہ اپنی عورتوں کے۔ اور نہ اپنی لونڈیوں کے اور خدا سے ڈرتی رہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدًا ﴿۵۵﴾

بے شک اللہ ہر چیز پر حاضر (ناظر) ہے۔

کچھ مستثنیٰ رشتہ دار

اگر تم اس کے متعلق کوئی چیز زبان سے ظاہر کرو گے یا اس کے ارادہ کو دل ہی میں رکھو گے تو حق تعالیٰ کو ان دونوں باتوں کی خبر ہوگی اور وہ اس پر تمہاری گرفت فرمائے گا۔ ازواج مطہرات پر اور عام مسلمانوں کی عورتوں پر اپنے باپوں کے سامنے آنے کے بارے میں اور بالمشافہ ان سے بات چیت کرنے میں کوئی گناہ نہیں اور اسی طرح کوئی گناہ نہیں ہے۔ اپنے بیٹوں اپنے بھائیوں اور اپنے بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی عورتوں اور اپنی باندیوں کے سامنے آنے میں اور ان سے گفتگو کرنے میں۔

باقی ان تمام احکام کی بجا آوری میں حق تعالیٰ سے ڈرتی رہو وہ تمہارے تمام کاموں سے باخبر ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر - اے ایمان والو تم بھی آپ

اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾ إِنَّ الَّذِيْنَ

پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو - بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ

يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان

وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ

کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے - اور جو لوگ ایمان والے مردوں

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

کو اور ایمان والی عورتوں کو بدوں اس کے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہونچاتے ہیں تو وہ

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں

افترا پردازی کا انجام

جو لوگ حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر افترا پردازی کرتے ہیں حق تعالیٰ ان کو دنیا میں قتل و جلاوطنی اور آخرت میں دوزخ کے ساتھ عذاب دیتا ہے جس میں یہ ذلیل کئے جائیں گے یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور جو لوگ ایمان والے مردوں یعنی حضرت صفوان رضؓ کو اور ایمان والی عورتوں یعنی حضرت عائشہ رضؓ پر بدوں اس کے کہ انھوں نے کچھ ایسا کام کیا ہو افترا پردازی کرتے ہیں تو وہ لوگ بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔ مدینہ منورہ میں کچھ لوگ بدفعلی کیا کرتے تھے جس سے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کو ایذا پہونچتی تھی حق تعالیٰ نے ان کو اس کام سے روکا وہ رک گئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل

کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن ابی منافق اور اس کے کچھ ساتھ دینے والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رض پر تہمت لگائی تھی جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا کہ کون شخص ہے جو میری ایسے شخص سے معذرت کرتا ہے جو مجھے تکلیف پہونچاتا ہے اور اپنے گھر پر بھی ایسے لوگوں کو جمع کرتا ہے جو مجھے تکلیف پہونچاتے ہیں۔

ک۔ امام بخاری رح نے حضرت عائشہ رض سے نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد حضرت سودہ رض اپنی حاجت کے لئے نکلیں یہ بھاری جسم کی تھیں جو ان کو جانتا تھا اس سے چھپ نہیں سکتی تھیں حضرت عمر رض نے ان کو دیکھ لیا تو بولے اے سودہ رض خدا کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں تو سوچو کیوں نکلی ہو، یہ سنتے ہی حضرت سودہ رض فوراً واپس ہوگئیں اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں تھے شام کا کھانا تناول فرمارہے تھے اور آپ کے ہاتھ میں ہڈی تھی اتنے میں حضرت سودہ رض آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ص اپنی بعض حاجت کے لئے باہر نکلی تھی تو حضرت عمر رض نے مجھے ایسا ایسا کہا۔ حضرت عائشہ رض فرماتی ہیں اسی حالت میں آپ پر وحی آنا شروع ہوگئی۔ اور ہڈی آپ کے ہاتھ میں تھی، آپ نے اسے نیچے نہیں رکھا پھر وحی منقطع ہوئی تب آپ نے فرمایا کہ تمھیں اپنی ضروریات سے باہر نکلنے کی اجازت دیدی گئی۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

اے پیغمبر ص اپنی بی بیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دوسرے مسلمانوں کی بی بیوں سے بھی کہہ دیجئے

يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ۚ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ

کہ (سر سے) نیچے کر لیا کریں اپنی تھوڑی سے اپنی چادریں۔ اس سے جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار

فَلَا يُؤْذَيْنَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٥٩﴾ لَّئِن لَّمْ يَنتَهِ

نہ دی جایا کریں گی - اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ منافقین اور

الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ

وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی جھوٹی خواہیں اڑایا کرتے

فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا

ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں

مُوسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾

موسیٰ (علیہ السلام) کو ایذا دی تھی سو ان کو خدا تعالیٰ نے بری ثابت کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے۔

آتش سوزاں کے حق دار

یہ لوگ آپؐ سے قیام قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپؐ فرما دیجیے کہ اس کے وقت کی خبر تو بس اللہ ہی کے پاس ہے اور آپؐ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو بدر کے دن بھی ہلاک کیا اور ان کے لئے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں ان کو موت آئے گی اور نہ اس سے نکالے جائیں گے اور نہ کوئی عذاب خداوندی سے بچانے والا اور اس عذاب کو روکنے والا پائیں گے۔

جس روز ان کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے تو پیشوا اور ان کے پیرو یوں کہتے ہوں گے اے کاش ہم ایمان لائے ہوتے اور رسول کی بات قبول کئے ہوتے۔

اور پیرو یوں کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو دین حق سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار ان سرداروں کو ہمارے سے دوہری سزا دیجیے اور ان پر سخت عذاب کیجیے۔

اے ایمان والو تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے میں ان لوگوں کی طرح مت ہو جنہوں نے کچھ تہمت تراش کر موسیٰ علیہ السلام کو ایذا دی تھی کہ حق تعالیٰ نے ان کو بری ثابت کر دیا اور وہ حق تعالےٰ کے نزدیک بڑے معزز اور قدر و منزلت والے تھے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

اللہ تعالیٰ (اس کے صلہ میں) تمھارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمھارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور جو شخص اللہ اور

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ

اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہونچے گا۔ ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت

عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ

کے ہیں) آسمان وزمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی سو انہوں نے اس کی ذمہ داری سے

اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم ہے اور جاہل ہے۔

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین اور منافقات اور مشرکین و مشرکات کو سزا دے گا۔

وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ

اور مومنین و مومنات پر توجہ (ورحمت) فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

غفور رحیم ہے۔

خوف خدا کا مآل

اے ایمان والو جن باتوں کا حق تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے ان باتوں میں اس کی اطاعت کرو اور راستی کی بات یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہو وہ اس کے صلہ میں تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور اسی صلہ میں تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ کے احکام میں اطاعت کرے گا وہ جنت حاصل ہونے اور دوزخ سے نجات ملنے کی وجہ سے بہت بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

اور ہم نے یہ امانت یعنی اطاعت و عبادت آسمان والوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے علیٰ وجہ الاختیار والتخصیص پیش کی تھی تو انہوں نے خوف عذاب کی وجہ سے احتمال ثواب سے بھی دست بر داری کی اور اس کی ذمہ داری لیتے ڈر گئے اور (انسان) حضرت آدم ؑ نے بوجہ اس ثواب و عقاب کے اس ذمہ داری کو اپنے ذمہ لے لیا وہ اس کی ذمہ داری لینے یا یہ کہ درخت میں سے کھانے کے بارے میں ظالم اور اس کے انجام سے جاہل تھے۔

جب مسلمانوں کے حق میں یہ بشارت نازل ہوئی تو منافقین بولے یا رسول اللہ ؐ ہمارے لئے پھر کیا ہے اس پر یہ نازل ہوا کہ حق تعالیٰ منافقین اور منافقات کو سزا دے گا اور کہا گیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اس ذمہ داری کو اس لئے قبول فرمایا تاکہ حق تعالیٰ منافقین و منافقات اور مشرکین و مشرکات کو ترک امانت

پر سزا دے کیوں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اس امانت کو قبول کیا تو وہ صلب آدم علیہ السلام میں تھے اور تاکہ حق تعالیٰ مسلمان مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے اور اس امانت کی بجا آوری میں جو ان سے تقصیرات ہوئی ہیں ان کو معاف فرمائے اور حق تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی مغفرت فرمانے والا اور ایمان داروں پر رحمت فرمانے والا ہے۔

آیاتہا ۵۴ (۳۴) سُوْرَةُ السَّبَا مَكِّيَّةٌ (۵۸) رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ

تمام تر حمد (وثنا) اس اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے

وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۞ يَعْلَمُ مَا

اور اسی کو حمد (وثنا) آخرت میں (بھی) سزاوار ہے۔ اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے

يَلِجُ فِى الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ

جو چیز زمین کے اندر داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے

وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۞ وَقَالَ

اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے۔ اور یہ کافر کہتے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّىْ

ہیں کہ ہم پر قیامت نہ آئے گی۔ آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں قسم اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ

لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

ضرور تم پر آوے گی اس (کے علم) سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ

فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ

آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے)

وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③

بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (مرقوم) ہے۔

اللہ تعالیٰ کا علم سب کو محیط ہے

(سورہ سبا) یہ پوری سورت مکی ہے اس میں ۵۴ آیتیں اور ۸۳۳ کلمات اور ۱۵۱۲ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تر حمد و ثنا اسی اللہ کے لئے ہے جس کے ملک میں آسمان و زمین کی تمام مخلوقات ہے اسی کی حمد و ثنا اہل جنت پر جنت میں بھی سزاوار ہے۔

وہ ہی اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے کہ اس بات کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کی جائے اور مخلوق اور اس کے اعمال سے باخبر ہے۔

اور بارش و پانی اور مردے اور خزانے جو چیزیں زمین میں داخل ہوتی ہیں وہ سب کچھ جانتا ہے اور اسی طرح جو چیزیں اس سے نکلتی ہیں جیسا کہ نباتات پانی، خزانے مردے وغیرہ اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے مثلاً پانی اور رزق وغیرہ اور فرشتے اور کراماً کاتبین وغیرہ جو بھی چیزیں اس پر چڑھتی ہیں وہ سب کو جانتا ہے۔

اور وہ اہل ایمان پر رحمت فرمانے والا اور تائبین کی مغفرت فرمانے والا ہے۔

اور کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔

آپ ان سے فرما دیجئے کیوں نہیں قیامت ضرور قائم ہوگی۔ قسم ہے اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی۔

بندوں کے اعمال میں سے حق تعالیٰ کے علم سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں اور نہ کوئی چیز اس مقدار مذکور سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی بڑی ہے مگر یہ سب بوجہ احاطہ علمی کے لوح محفوظ میں مرقوم ہے۔

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

تاکہ ان لوگوں کو صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے (سو) ایسے لوگوں کے لئے

مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا فِيْٓ اٰيٰتِنَا

مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی روزی ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی)

مُعٰجِزِیۡنَ اُولٰٓئِکَ لَهُمۡ عَذَابٌ مِّنۡ رِّجۡزٍ اَلِیۡمٌ ⑤

کوشش کی تھی ہرانے کے لئے ایسے لوگوں کے واسطے سختی کا دردناک عذاب ہوگا۔

وَ یَرَی الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ

اور جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ

رَّبِّکَ هُوَ الۡحَقَّ ۙ وَ یَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ⑥

کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود کی رضا) کا رستہ تبلاتا ہے۔

بہترین صلہ پانے والے

تاکہ حق تعالیٰ ان لوگوں کو صلہ دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے ایسے حضرات سے دنیا میں جو گناہ سرزد ہوئے ہیں جنت میں ان کی مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔ اور جن لوگوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کی تھی وہ ہمارے عذاب سے چوک نہیں سکتے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور تاکہ جن لوگوں کو توریت کا علم دیا گیا ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضؓ اور ان کے ساتھی وہ قرآن کی حقانیت کو سمجھ لیں اور یہ کہ وہ خدائے غالب ومحمود کے دین کا راستہ تبلاتا ہے۔

وَ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا هَلۡ نَدُلُّکُمۡ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُکُمۡ

اور یہ کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایسا آدمی بتائیں جو کہ تم کو یہ عجب

اِذَا مُزِّقۡتُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ⑦

خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو اس کے بعد قیامت کو) ضرور تم ایک نئے جنم میں آؤ گے۔

اَفۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَمۡ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِیۡنَ

معلوم نہیں اس شخص نے خدا پر (قصدًا) جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اس کو کسی طرح کا جنون ہے بلکہ جو

لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ فِی الۡعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الۡبَعِیۡدِ ⑧

لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی) عذاب اور دور دراز گمراہی میں مبتلا ہیں۔

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ

توکیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے آگے بھی اور ان کے پیچھے (بھی)

السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ

موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں۔ یا ان پر آسمان کے

اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ

ٹکڑے گرا دیں اس (دلیل مذکور) میں (قدرت الٰہیہ کی) پوری دلیل ہے (مگر) اس بندہ کے

لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۹﴾

لئے جو (خدا کی طرف) متوجہ (بھی) ہو

کفار کا استہزاء

اور یہ کفار مکہ یعنی ابو سفیان اور اس کے ساتھی آپس میں کہتے ہیں کیا ہم تم کو ایسا آدمی تبلائیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو تم کو یہ خبر دیتا ہے کہ جب تم زمین میں بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے اور ہڈی وچمڑا سب ختم ہو جائے گا تو پھر مرنے کے بعد ہم دوبارہ دوسرے جنم میں آئیں گے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے العیاذ باللہ خدا پر جھوٹ باندھا ہے یا ان کو کسی قسم کا (نعوذ باللہ) جنون ہو گیا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حقیقت میں جو لوگ بعث بعد الموت پر ایمان نہیں رکھتے وہی آخرت میں سخت عذاب میں اور دنیا میں حق وہدایت سے دور کی گمراہی میں ہیں۔

کیا ان کفار مکہ نے آسمان وزمین کی طرف نظر نہیں کی جو ان کے اوپر نیچے موجود ہے اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا دیں یا اگر چاہیں تو ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا گرا ان کو ہلاک کر دیں۔

آسمان وزمین کی مذکورہ دلیل میں قدرت خداوندی کی ہر اس بندہ کے لئے جو کہ حق تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف متوجہ ہو پوری دلیل ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ

اور ہم نے داؤد ؑ کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی اے پہاڑو داؤد ؑ کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور

وَالطَّيْرَ ۚ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيدَ ﴿١٠﴾ أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ

(اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے ان کے واسطے لوہے کو (مثل موم) نرم کر دیا (اور یہ حکم دیا)

وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ ۖ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۖ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ

کہ تم پوری زرہیں بناؤ (اور کڑیوں کے) جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب

بَصِيرٌ ﴿١١﴾ وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا

کے اعمال دیکھ رہا ہوں۔ اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینہ

شَهْرٌ ۖ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ ۖ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ

بھر کی (راہ) ہوتی اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی اور ہم نے ان کے لئے تانبہ کا چشمہ بہا دیا اور

بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ

جنات میں بعضے وہ تھے جو ان کے آگے کام کرتے تھے ان کے رب کے حکم سے۔ اور ان میں سے جو شخص ہمارے (اس)

أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٢﴾

حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھاویں گے۔

حضرت داؤدؑ و حضرت سلیمانؑ کے مراتب

ہم نے داؤد علیہ السلام کو بادشاہت اور نبوت عطا کی، چنانچہ ہم نے پہاڑوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرو اور اسی طرح پرندوں کو بھی ان کے تابع کر دیا۔

اور ہم نے ان کے لئے مٹی کی طرح لوہے کو نرم کر دیا کہ اس سے جو چاہیں وہ بنا لیں۔ اور یہ کہ تم اس سے کشادہ زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے اور حلقوں میں مناسب انداز کا خیال رکھو نہ بہت بڑے حلقے ہوں اور نہ بہت ہی تنگ، اور نیک کام کرو میں تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہوں۔

اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی ہوتی تھی اور اسی طرح شام کی منزل مہینہ بھر کی ہوتی تھی، یعنی صبح کو بیت المقدس سے اصطخر تک ایک ماہ کی مسافت طے کر لیا کرتے تھے اور اسی طرح اسی دن شام کو اصطخر سے بیت المقدس آ جایا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کے لئے

پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا کہ مٹی کی طرح جو اس سے بنانا ہوتا بنا لیتے۔
اور جنات کو بھی ہم نے ان کے تابع کر دیا تھا جن میں سے بعض جن تو ان کے پروردگار کے حکم سے ان کے سامنے تعمیرات وغیرہ کا کام کرتے تھے۔
اور یہ وعید بھی سنا دی تھی کہ جو ان میں سے ہمارے حکم یا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کی اطاعت سے سرتابی کرے گا تو ہم اسے دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور کہا گیا ہے کہ ان کا بادشاہ انھیں آگ کے ستون کے ساتھ سزا دیا کرتا تھا۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

وہ جنات ان کے لئے وہ چیزیں بناتے جو ان کو (بنوانا) منظور ہوتا۔ بڑی بڑی عمارتیں

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ

اور مورتیں اور لگن (ایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں۔ اے داؤدؑ

شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

کے خاندان والو تم سب شکر یہ میں نیک کام کرو اور میرے بندوں میں شکر گذار کم ہی ہوتے ہیں

جنات کی دست کاریاں

وہ جنات ان کے لئے وہ چیزیں بناتے تھے جو انھیں منظور ہوتا تھا بڑی بڑی مسجدیں اور فرشتوں اور انبیاء کرامؑ اور نیک بندوں کی تصویریں بنا دیکھ کر اپنے پروردگار کی ان کی طرح عبادت کریں اور حوض کی طرح بڑے بڑے لگن جو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتے ہوں اور ایسی بڑی بڑی دیگیں جو اپنی جگہ جمی رہیں ہلائے نہ ہلیں اور تقریباً ایک ہزار آدمی اس کا کھانا کھالیں۔ سلیمان علیہ السلام خوب نیک کام کرو تاکہ میں نے جو تم کو نعمتیں دی ہیں اس کا شکریہ ادا ہو اور میرے بندوں میں شکر گذار بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ

پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ چلایا مگر گھن کے کیڑے نے

الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا

کہ وہ سلیمانؑ کے عصا کو کھاتا تھا۔ سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت معلوم ہوئی

يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿١٤﴾ لَقَدْ كَانَ

کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے۔ سبا کے لوگوں کے لئے

لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ

ان کے وطن (کی مجموعی حالت) میں نشانیاں موجود تھیں۔ دو قطاریں تھیں باغ کے دائیں اور بائیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کا وصال اور جنات کا عجز

اور جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کی روح قبض کی تو وہ سال بھر تک اپنے عصا کا سہارا لئے ہوئے اپنی محراب میں کھڑے رہے کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان علیہ السلام کے عصا کو کھاتا تھا سو جب گر پڑے تب انسان کو معلوم ہوا کہ جنات غیب نہیں جانتے کیوں کہ اگر وہ غیب جانتے تو کاموں کی اس سختی میں (سال بھر تک) نہ گرفتار رہتے اور اس واقعہ سے پہلے انسانوں کو یہ گمان تھا کہ جنات کو غیب کی خبر ہے مگر اب حقیقت واضح ہو گئی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن ابی حاتم نے علی بن رباح سے نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھے فلاں شخص نے بیان کیا کہ مروہ بن مسیک غطفانی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سبا قوم کو زمانہ جاہلیت میں عزت حاصل تھی اور مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہ اسلام سے پھر جائے گی تو کیا میں اس قوم سے لڑائی کروں آپ نے فرمایا میرے اوپر ان لوگوں کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی چنانچہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ الخ یعنی سبا کے لئے ان کے وطن میں نشانیاں موجود تھیں۔

كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ

اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو (کہ رہنے کو) عمدہ شہر اور بخشنے والا

غَفُورٌ ﴿١٥﴾ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

پروردگار۔ سو انہوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ

ان دورویہ باغوں کے بدلے اور دو باغ دیدیئے جن میں دو چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور

وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا

جھاؤ اور قدرے قلیل بیری۔ ان کو یہ سزا ہم نے ان کی ناسپاسی کے سبب دی

وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى

اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان

الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ

جہاں ہم نے برکت بہت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان

سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ

دیہات کے درمیان چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بے خوف وخطر ان میں راتوں کو اور دنوں کو چلو۔ سو وہ کہنے لگے کہ اے

اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ

ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور (علاوہ اس ناشکری کے) انہوں نے (اور بھی نافرمانیاں کرکے) اپنی

مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے ان کو افسانہ بنا دیا اور ان کو بالکل تتر بتر کر دیا۔ بے شک اس (قصہ) میں ہر صابر وشاکر (مومن) کیلئے بڑی

عظیم عبرتیں

اور ایسی تقریباً تیرہ بستیاں تھیں جن میں حق تعالیٰ نے تیرہ انبیاء کرام ؑ کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ اپنے پروردگار کا دیا ہوا رزق یعنی پھل اور ہر قسم کی نعمتیں کھاؤ اور توحید کے ساتھ اس کا شکر ادا کرو یہ ایک عمدہ شہر ہے اور مومن وتائب کی مغفرت فرمانے والا پروردگار مگر ان لوگوں نے ایمان لانے اور انبیاء کرام کی بات تسلیم کرنے سے انکار کیا اور اس طرح شکر خداوندی نہیں ادا کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حق تعالیٰ نے ان پر بند کا پانی چھوڑ دیا کہ اس پانی سے تمام باغات، مکانات اور ہر قسم کی نعمتوں کو ہلاک کر دیا۔ ارم۔ یمن میں ایک وادی کا نام ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ ایک دورویہ بند تھا جس سے

پانی روکتے تھے اور اوپر نیچے اس بند میں پانی کے آمد و رفت کے سات دروازے تھے حق تعالیٰ نے اس پانی سے انھیں ہلاک کر دیا اور ان ہلاک شدہ باغوں کے عوض ایسے باغ دے دیئے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل، جھاؤ اور جنگلی بیر،

جس میں کانٹے بہت اور پھل کم اور ہم نے ان کو یہ سزا ان کی ناسپاسی کی وجہ سے دی کیوں کہ انہوں نے حق تعالیٰ اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

اور ہم نے سبا والوں اور اردن و فلسطین والوں کے درمیان جہاں ہم نے پانی اور درختوں سے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو سڑک ہی پر سے نظر آتے تھے اور ہم نے ان بستیوں کے درمیان رات گذارنے اور آرام کرنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا۔ کہ بھوک و پیاس اور رہزنوں سے مطمئن ہو کر ان میں سفر کرو، اس کے بعد پھر انبیاء کرام ؑ نے ان سے فرمایا کہ اب بھی اپنے پروردگار کی نعمتوں کا شکر ادا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح اس نے تم سے پہلی نعمت چھین لی یہ بھی چھین لے۔

مگر وہ کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار ہمارے سفر کی مسافت میں فاصلہ اور درازی کر دے

غرضکہ انہوں نے کفر و شرک اور ناسپاسی کر کے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ہم نے ان کو بعد والوں کے لئے افسانہ بنا دیا اور ہم نے ان کو بالکل شہروں میں تتر بتر کر دیا اور ان کا پوری طرح خاتمہ ہی کر دیا۔ اس مذکورہ واقعہ میں اطاعت خداوندی پر ثابت قدم رہنے والے اور انعامات خداوندی پر شکر کرنے والے کے لئے بڑی بڑی نشانیاں اور عبرت کی چیزیں ہیں۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا

اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان صحیح پایا کہ یہ سب اسی کی راہ پر ہو لئے مگر ایمان

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا

والوں کا ایک گروہ۔ اور ابلیس کا ان لوگوں پر (جو) تسلط (بطور اغوا ہے) بجز اس کے اور کسی

لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ

وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) ان لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں سے (الگ الگ کر کے)

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن

معلوم کرنا ہے جو اس کی طرف سے شک میں ہیں اور آپ کا رب ہر چیز کا نگراں ہے۔ آپ فرمایئے کہ جن کو تم

ع ۲ / ۱۱

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

خدا کے سوا (دخیل خدائی) سمجھ رہے ہو ان کو پکارو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ

اور نہ زمین میں۔ اور نہ ان کی ان دونوں (کے پیدا کرنے) میں کوئی شرکت ہے اور نہ ان میں سے کوئی

مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

اللہ کا (کسی کام میں) مددگار ہے۔

ابلیس کے مقلد و متبع

اور واقعتہً ابلیس نے ان لوگوں کے بارے میں اپنا گمان بالکل صحیح پایا نتیجہ یہ ہوا کہ سب کفر اختیار کر کے اسی کی راہ پر ہوئے بجز ایمان والوں کی جماعت کے یا یہ کہ سب نے حق تعالیٰ کی نافرمانی میں شیطان کی راہ اختیار کی مگر مسلمانوں کی ایک جماعت نے جن کی تعداد ستر ہزار ہے جو کہ جنت میں بغیر حساب و عذاب کے داخل ہوں گے۔

اور ابلیس کا جو انسانوں پر تسلط ہے سب اسی کی راہ پر ہو رہے ہیں بجز اس کے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو ظاہری طور پر نمایاں کر کے ان لوگوں کی جماعت کو جو آخرت پر یقین رکھتے ہیں ان لوگوں سے ممتاز کر کے معلوم کرنا ہے جو قیام قیامت کے بارے میں شک میں ہیں اور کیوں کہ اے نبی کریم ﷺ آپ کا پروردگار ان کے اعمال سے پوری طرح باخبر ہے۔

آپ کفار مکہ بنی ملیح والوں سے فرما دیجئے جن معبودان باطل کی تم خدا کے علاوہ پوجا کر رہے ہو یہ لوگ جنوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کو فرشتے سمجھتے تھے۔

وہ تم کو ذرہ برابر بھی نفع پہونچانے کا اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں کی کائنات میں اور نہ زمین کی کائنات میں اور نہ ان فرشتوں کو آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں حق تعالیٰ کے ساتھ کوئی شرکت ہے اور نہ ان فرشتوں میں آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں حق تعالیٰ کا کوئی مددگار ہے۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى

اور خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے لئے کام نہیں آتی مگر اس کے لئے جس کی نسبت (شفیع) کو وہ اجازت دیدے

اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے

الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ

کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں کہ (فلانی) حق بات کا حکم فرمایا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔ آپ (تحقیق توحید کے لئے یہ بھی)

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى

پوچھیے کہ (اچھا بتاؤ) تم کو آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے آپ (ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ (روزی دیتا ہے) اور

هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ لَّا تُسْئَلُوْنَ عَمَّآ

(یہ بھی کہیے کہ اس مسئلہ توحید میں) بے شک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں آپ (یہ بھی) فرما دیجئے کہ اگر ہم

اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْئَلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا

مجرم ہیں تو تم سے ہمارے جرائم کی بازپرس نہ ہو گی اور ہم سے تمہارے اعمال کی بازپرس نہ ہو گی۔ (اور یہ بھی) کہہ دیجئے کہ ہمارا رب

رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾

ہم سب کو (ایک جگہ) جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ (عملی) کر دے گا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے

بلا اذن شفاعت نہ ہو گی

اور قیامت کے دن فرشتے کسی کی سفارش نہیں کر سکیں گے البتہ جس کو حق تعالیٰ اجازت دے گا۔

اب حق تعالیٰ فرشتوں کے ضعف و کمزوری کو بیان کرتے ہیں کہ جب حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجنے کے لئے جبریل امین ؑ سے کلام کیا اور فرشتوں نے اس چیز کو سنا تو سب حق تعالیٰ کے کلام کی ہیبت و اجلال سے بے ہوش ہو کر گر گئے اور اسی حالت پر رہے تاآں کہ جبریل امین اترے اور ان کے دلوں سے خوف و گھبراہٹ دور ہوا تو اپنا سر اٹھا کر جبریل امین اور دوسرے فرشتوں سے کہنے لگے کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم دیا تو جبریل امین اور ان کے ساتھ والے فرشتے بولے کہ قرآن کریم نازل کیا ہے اور وہ بڑا عالیشان اور سب سے بڑا ہے۔

اور آپ ان کفار مکہ سے یہ تو پوچھیے کہ اچھا یہ تو بتلاؤ کہ پانی برسا کر اور نباتات نکال کر کون تم کو روزی

دیتا ہے اور اللہ ہی تم کو روزی دیتا ہے اور رزق خداوندی کے بارے میں ہم یا تم ضرور راہ راست یا گمراہی پر ہیں یا یہ مطلب کہ مسلمانوں کی جماعت ہدایت پر ہے یا کہ والو تم یا یہ کہ ہم یا تم صریح گمراہی پر ہیں۔ (یعنی یقیناً تم ہی گمراہی پر ہو)

اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ تم سے ہمارے جرائم کے بارے میں باز پرس نہ ہوگی اور ہم سے تمھارے جرائم کے بارے میں باز پرس نہیں ہوگی۔

اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کر دیا اور قیامت کے دن ہمارا رب ہم سب کو جمع کر دے گا پھر ہمارے درمیان ٹھیک فیصلہ عملی کر دے گا وہ تمام احکام کا فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ

آپ (یہ بھی کہیئے) کہ مجھ کو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز (اس کا کوئی

هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً

شریک) نہیں بلکہ (واقع میں) وہی ہے اللہ زبردست حکمت والا۔ اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر

لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

بنا کر بھیجا ہے۔ ایمان لانے پر ان کو ہماری رضا و ثواب کی خوش خبری سنانے والے اور (ایمان نہ لانے پر) ان کو ہمارے غضب

یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ

سے ڈرانیوالے) لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ اور یہ لوگ (ایسے مضامین سن کر) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم (یعنی

صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ

نبی اور آپ کے اتباع) سچے ہو (تو بتلاؤ) آپ فرما دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ (مقرر) ہے کہ اس سے

عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

مبہوت کن سوال

آپؐ ان مکہ والوں سے فرما دیجیے کہ مجھے ذرا وہ معبودان باطل تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے کہ انہوں نے کون سی چیز پیدا کی ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں ہرگز نہیں۔ انہوں نے کوئی چیز بھی نہیں پیدا کی سب پیدا کرنے والا حق تعالیٰ ہی ہے جو کفار کو سزا دینے میں زبردست اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے کہ اس نے اس چیز کا حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی کی پرستش نہ کی جائے۔

اور ہم نے اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کو تمام جن و انس کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے کہ آپؐ اہل ایمان کو جنت کی خوش خبری سنانے والے اور کفار کو دوزخ سے ڈرانے والے ہیں لیکن مکہ والے اس چیز کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ

اور یہ کفار (دنیا میں خوب خوب باتیں بناتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لادیں گے اور نہ اس سے

بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ

پہلی کتابوں پر۔ اور اگر آپؐ (ان کی) اس وقت کی حالت دیکھیں (تو ایک ہولناک منظر نظر آوے) جب ظالم

عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ

اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جاویں گے۔ ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا۔ چنانچہ (ادنیٰ)

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ

درجہ کے لوگ بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم تمہارے سبب برباد ہوئے) اگر تم نہ ہوتے تو ہم

اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

ضرور ایمان لے آئے ہوتے۔

قیامت میں متکبروں کا انجام

اور یہ کفار مکہ یوں کہتے ہیں کہ وہ وعدہ جس کا آپؐ ہم سے وعدہ کرتے ہیں کب واقع ہوگا اگر آپؐ اپنے اس وعدہ میں سچے ہیں کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے آپؐ ان سے فرما دیجیے کہ قیام قیامت کے لیے ایک خاص دن کا وقت مقرر ہے کہ

اس وقت سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔
اور کفار مکہ یعنی ابوجہل وغیرہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز اس قرآن کریم پر ایمان نہیں لائیں گے اور نہ اس سے پہلی کتابوں یعنی توریت انجیل زبور اور تمام کتب سماویہ پر ایمان لائیں گے اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت کی حالت دیکھیں جب کہ قیامت کے دن یہ مشرکین اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے کہ ایک دوسرے پر بات ڈالتے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے پر لعن طعن کرتے ہوں گے چنانچہ ادنیٰ درجہ کے لوگ سرداروں سے جنہوں نے ایمان لانے سے تکبر کیا تھا کہتے ہوں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آتے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ

(اس پر) یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت (پر عمل کرنے) سے (زبردستی)

صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ

روکا تھا بعد اس کے کہ وہ (ہدایت) تم کو پہونچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی

مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا

قصوروار ہو۔ اور (اس کے جواب میں) یہ کم تر درجہ کے لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم زبردستی

بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ

کو مانع) نہیں دیکھتے بلکہ تمھاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہم کو فرمائش کرتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ

وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ

کفر کریں اور اس کے لئے شریک قرار دیں اور وہ لوگ (اپنی اس) پشیمانی کو (ایک دوسرے سے) مخفی رکھیں گے

وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ

جب کہ عذاب دیکھیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے جیسا کرتے تھے

اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ

دیا ہی تو بھرا۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈرانے والا (پیغمبر) نہیں

نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تم کو دے کر بھیجا گیا ہے۔

خوش حال لوگوں کا کہنہ دستور

اس پر یہ بڑے لوگ ان ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کیا ہم نے تم کو ایمان لانے سے روکا تھا درآنحالیکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آچکے تھے بلکہ تم تو آپؐ کی بعثت سے پہلے ہی مشرک تھے۔

اس پر یہ ادنیٰ درجہ کے لوگ ان سرداروں سے کہیں گے کہ بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب کہ تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں اور اس کے شریک ٹھہرائیں لیکن وہ سرداران ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے اپنی ندامت کو مخفی رکھیں گے یا یہ کہ ان دونوں کی ندامت خود بخود ظاہر ہو جائے گی جب کہ یہ عذاب دیکھیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے اور جیسی یہ کفریہ باتیں اور کام کرتے تھے قیامت کے دن اسی کی سزا بھگتیں گے۔

اور ہم نے کسی بستی والوں کے پاس کوئی ڈر سنانے والا پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ وہاں کے مال داروں اور سرکشوں نے یہی کہا کہ ہم ان احکام کے جو کہ تم کو دے کر بھیجے گئے ہیں منکر ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سفیان عن عاصم کے طریق سے رزین سے نقل کیا ہے کہ دو شخص باہم شریک تھے ایک ان میں سے شام چلا گیا اور دوسرا اپنی جگہ موجود رہا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اس نے شام سے اپنے ساتھی کو حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے لکھا تو اس نے جواب میں لکھا کہ قریش میں سے ان کی کسی نے اتباع نہیں کی بجز ادنیٰ درجہ کے لوگوں اور مسکینوں کے چنانچہ وہ اپنی تجارت چھوڑ کر اپنے ساتھی کے پاس آیا اور اس سے کہا مجھے ان کا پتہ دو اور وہ کتب سماویہ پڑھا کرتا تھا چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپؐ کس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں آپؐ نے فرمایا فلاں اور فلاں بات کی انہوں نے سن کر کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ حق تعالیٰ کے رسول ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ تم کو اس چیز کی کیسے اطلاع ہوئی انہوں نے عرض کیا کہ جو نبی مبعوث کیا گیا اس کی ادنیٰ درجہ کے لوگوں اور مسکینوں ہی نے اتباع کی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۔

وَقَالُوا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾

اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ

کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ

(اس سے) واقف نہیں۔ اور تمہارے اموال و اولاد ایسی چیز نہیں جو درجہ میں

بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر و علت قرب کی یہی نہیں) مگر ہاں جو ایمان لاوے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں

فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي

چیزیں البتہ سبب قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لئے ان کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے اور وہ بہشت کے بالاخانوں

الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ

میں چین سے بیٹھے ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کر رہے ہیں

اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ

(نبیؐ کو) ہرانے کے لئے ایسے لوگ عذاب میں لائے جا دیں گے۔ آپ (مومنین سے) فرما دیجئے کہ میرا

الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ

رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے۔

امراء کی لن ترانیاں

اور انہوں نے انبیاء کرامؑ سے یہ بھی کہا کہ ہم مال و اولاد میں تم سے زائد ہیں اور ہمیں اپنے اس طریقہ پر اس قدر مال و اولاد کی کثرت کے باوجود عذاب نہیں ہوگا اور یہی چیز کفار مکہ نے رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں

کہ از راہ امتحان تمہارا پروردگار جس کو چاہتا ہے زائد روزی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے - کم روزی دیتا ہے مگر مکہ والے اس کو نہیں سمجھتے اور نہ اس کی تصدیق کرتے ہیں چنانچہ اس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہلا بھیجا کہ حق تعالیٰ نے تمہاری بات کی تصدیق نازل کردی۔

مکہ والو تمہارے اموال اور اولاد کی زیادتی ایسی چیز نہیں جو تم کو درجہ میں ہمارا مقرب بنادے البتہ جو حق تعالیٰ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے تو اس کا ایمان و اعمال صالحہ اسے حق تعالیٰ کا تقرب نصیب کردیں گے سو ایسے حضرات کے لئے جو انہوں نے حالت ایمانی میں نیکیاں کی ہیں دونا صلہ ہے اور وہ بالاخانوں میں موت وزوال سے بے خوف ہوں گے۔

اور جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں وہ ہمارے عذاب سے بچ نہیں سکتے ایسے لوگوں کو دوزخ میں عذاب ہوگا۔

آپ ان سے فرمادیجئے کہ میرا رب جسے چاہے از روئے آزمائش فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے۔

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

اور جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی میں) خرچ کروگے سو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اس کا عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی

وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ

دینے والا ہے اور وہ (دن قابل ذکر ہے) جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو (میدان قیامت میں) جمع فرمادے گا پھر فرشتوں سے

اِیَّاكُمْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ

ارشاد فرمادے گا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ وہ عرض کریں گے پاک ہیں آپ ہمارا تو آپ سے تعلق

وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ

ہے نہ کہ ان سے بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے ان میں اکثر لوگ انھیں

بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

کے معتقد تھے۔ سو (کافروں سے کہا جاوے گا) آج تم (مجموعہ عابدین و معبودین) میں سے نہ کوئی کسی

نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا

کو نفع پہونچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نہ نقصان پہونچانے کا۔ اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں) سے

عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ؀۴۲

کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔

بہتر روزی رساں

اور جو چیز تم حق تعالیٰ کے رستہ میں صرف کروگے تو وہ ضرور اس کا بھی دنیا میں مال اور آخرت میں ثواب کے ذریعہ سے عوضا دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے اور جس روز حق تعالیٰ بنو ملیح اور فرشتوں کو جمع فرمائے گا پھر فرشتوں سے ارشاد ہوگا کیا یہ لوگ تمھارے حکم سے تمھاری عبادت کیا کرتے تھے۔

تو فرشتے عرض کریں گے کہ آپ ہمارے پروردگار ہیں ہم نے ان کو اپنی پرستش کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا بلکہ یہ شیاطین کو پوجتے تھے اور انھیں کے معتقد تھے ان کو اپنے زعم میں فرشتے سمجھ رہے تھے۔

غرضکہ قیامت کے دن فرشتوں اور جنات میں سے کوئی سفارش کر کے نہ ان کو نفع پہونچائے گا اور نہ اس سے عذاب ہی کو دور کرے گا اور اس روز ہم مشرکین سے کہیں گے کہ دنیا میں تم جس عذاب کی تکذیب کیا کرتے تھے وہ یہی ہے اب اس کا مزہ چکھو۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ

اور جب ان لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو (حق اور ہادی ہونے کی صفت میں) صاف صاف ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ

يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا

(پڑھنے والے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تم کو ان

مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

چیزوں (کی عبادت) سے باز رکھے جن کو (قدیم سے) تمھارے بڑے پوجتے تھے اور (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ)

لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ؀۴۳

یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے اور یہ کافر اس امر حق (یعنی قرآن) کی نسبت جب کہ وہ ان کے پاس پہونچا یوں کہتے ہیں کہ یہ

کفار مکہ کی بکواس

اور جب ان کفار مکہ کے سامنے آیات قرآنیہ جو حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہیں پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت یوں کہتے ہیں کہ یہ یوں چاہتا ہے کہ تم کو ان معبودوں کی عبادت سے باز رکھے جنہیں تم پوجتے آئے ہو اور یوں کہتے کہ جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پڑھ کر سناتے ہیں یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے اور یہ کفار مکہ قرآن کریم کے بارے میں جب کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اسے ان کے پاس لے کر آئے یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ

اور ہم نے ان کو کتابیں نہیں دی تھیں کہ ان کو پڑھتے پڑھاتے ہوں اور (اسی طرح) ہم نے آپ سے پہلے ان کے پاس

اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾ وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ

کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا۔ اور ان سے پہلے جو (کافر) لوگ تھے انہوں نے تکذیب کی تھی اور

قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا

(مشرکین عرب) تو اس سامان کے جو ہم نے ان کو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہونچے۔

رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ

غرض انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی سو (دیکھو) میرا (ان پر) کیسا عذاب ہوا۔ آپ کہتے کہ میں تو صرف ایک

اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا

بات سمجھاتا ہوں وہ یہ کہ تم (محض) خدا کے واسطے کھڑے ہو جاؤ دو دو اور ایک ایک پھر

بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ

سوچو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون (تو) نہیں ہے وہ تم کو ایک سخت عذاب آنے

عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

سے پہلے ڈرانے والا ہے۔

ع ۹

ایک سوال

اور ہم نے ان کفار مکہ کو ایسی کتابیں نہیں دی تھیں کہ جن کو یہ پڑھتے پڑھاتے ہوں جس کی بنا پر یہ باتیں بنا رہے ہوں اور اسی طرح ہم نے ان کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا پیغمبر بھی نہیں بھیجا کہ اس سے بھی انھوں نے یہی باتیں کی ہوں جو آپؐ کے سامنے کرتے ہوں۔

اور آپؐ کی قوم سے پہلے کافروں نے اور انبیاء کرام کی تکذیب کی تھی تو یہ قریش اس سامان کے جو کہ ہم نے ان سے پہلے کافروں کو دے رکھا تھا دسویں حصہ کو بھی نہیں پہونچے یا یہ کہ ان کے اموال و اولاد اور ان کی عمارتیں اور طاقتیں ان کافروں کے جو کہ ان سے پہلے گذرے ہیں دسویں حصہ کو بھی نہیں پہونچیں۔

غرضکہ جب وہ ایمان نہیں لائے تو میں نے عذاب کے ذریعہ ان کا خاتمہ کیا۔

آپؐ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ میں تم کو صرف ایک بات یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ سمجھاتا ہوں یہ ایسا ہے جیسا کہ ایک شخص دوسرے سے کہے آؤ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں پھر اس سے زائد بات نہ کرے۔

وہ یہ کہ تم لوگ خدا کے واسطے دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ پھر خوب ہی غور کرو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ ساحر یا کاہن یا کاذب یا مجنون تو نہیں ہیں تو بغور سن لو کہ تمھارے نبی میں کسی قسم کا جنون نہیں ہے بلکہ اگر تم ایمان نہ لائے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تم کو قیامت کے آنے سے پہلے اس کے عذاب سے ڈرانے والے پیغمبر ہیں۔

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا

آپؐ کہہ دیجئے کہ میں نے تو تم سے (اس تبلیغ پر) کچھ معاوضہ مانگا ہو تو تمہارا ہی رہا میرا معاوضہ تو بس

عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۴۷﴾ قُلْ اِنَّ

اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے۔ آپؐ کہہ دیجئے کہ

رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۴۸﴾

میرا رب حق بات (یعنی ایمان) کو (کفر) پر غالب کر رہا ہے (اور) وہ علام الغیوب ہے۔

علام الغیوب اللہ ہے

آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ اگر میں نے تم سے کوئی معاوضہ مانگا ہو تو وہ تمھارا ہی رہا میرا ثواب و معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہ تمھارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ میرا پروردگار حق بات کو غالب کر رہا ہے اور اسی کا حکم دیتا ہے اور وہ تمام ان باتوں سے باخبر ہے جو بندوں سے پوشیدہ ہیں۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿۴۹﴾

آپ کہہ دیجئے کہ حق (دین) آگیا اور (دین) باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا۔

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ

آپ کہہ دیجئے کہ اگر (مثلاً و فرضاً) میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھ ہی پر ہو گی) اگر میں راہ (راست) پر رہوں

اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

تو یہ بدولت اس قرآن کے جس کو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے وہ سب کچھ سنتا (اور) بہت نزدیک ہے۔

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں (تو آپ کو حیرت ہو) جب یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہو گی

قَرِيْبٍ ﴿۵۱﴾ وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ

اور پاس کے پاس ہی (یعنی فوراً) پکڑ لئے جاویں گے اور کہیں گے ہم دین حق پر ایمان لے آئے اور اتنی دور جگہ سے (ایمان کا)

مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾ وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ

ان کا ہاتھ آنا کہاں ممکن ہے۔ حالاں کہ پہلے سے (دنیا میں) یہ لوگ اس کا انکار کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں

بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ

دور ہی دور سے ہانکا کرتے تھے۔ اور ان میں اور ان کی (قبول ایمان کی) آرزو میں ایک آڑ

مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ اِنَّهُمْ

کر دی جاوے گی جیسا ان کے ہم مشربوں کے ساتھ (بھی) یہی (برتاؤ) کیا جاوے گا جو ان سے پہلے تھے کیوں کہ

كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ﴿۵۴﴾

یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے ان کو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

ع ۶ / ۱۲

قرآن ذریعۂ ہدایت ہے

آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ اسلام اور مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا اور ان کی تعداد بڑھ رہی ہے اور شیاطین اور یہ بت کسی کام کے نہیں اور وہی مرنے کے بعد دوبارہ سب کو زندہ کرے گا۔

آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ اگر میں اس حق وہدایت کو چھوڑ کر گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی بھی وبال ہوگی اور اگر میں حق وہدایت پر قائم رہوں تو یہ ہدایت بدولت اس قرآن کے ہے جس کو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے اور دعا گو کی پکار کو سننے والا اور موحد کی دعا کی اجابت کے قریب ہے۔

اور اگر آپؐ اس وقت کا ملاحظہ کریں جس وقت یہ کفار زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے اور ان کو موت آئے گی یعنی مقام بیدار میں دھنسیں گے تو ان میں سے کسی کے لئے بچ کر نکلنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پیروں کے نیچے سے پکڑ لیئے جائیں گے تو پھر زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے۔

پھر یہ زمین میں دھنسنے کے وقت کہیں گے کہ ہم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لے آئے تب حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا اب مرنے کے بعد توبہ اور کفر سے رجوع کا وقت کہاں رہا حالاں کہ یہ لوگ دھنسنے سے پہلے تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے منکر تھے۔

حالاں کہ دنیا میں بے تحقیق باتیں ہانک رہے تھے کہ جنت ودوزخ کچھ نہیں، اور اب مرنے کے بعد پھر بلا تحقیق دنیا کی طرف واپسی کی درخواست کر رہے ہیں اس لئے ان میں اور ان کی پھر دنیا کی طرف واپسی کی درخواست میں ایک آڑ کر دی گئی جیسا کہ ان کے ہم مشربوں کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جا چکا تھا جو ان سے پہلے کفر کر چکے تھے۔

یہ سب آسمان اور زمین کے خالق کے بارے میں بڑے شک میں تھے۔

تمت بالخیر فللہ الحمد والمنۃ

آیاتہا ۴۵ (۳۵) سُورَۃُ فَاطِرٍ مَّکِّیَّۃٌ (۴۳) رُکُوعَاتُہَا (۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ

تمام ترحمد (اسی) اللہ کو لائق ہے جو آسمان وزمین کو پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں

رُسُلًا اُولِیۡۤ اَجۡنِحَۃٍ مَّثۡنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ یَزِیۡدُ

بنانے والا ہے جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر اور بازو ہیں۔ وہ

فِی الۡخَلۡقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱﴾

پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مَا یَفۡتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنۡ رَّحۡمَۃٍ فَلَا مُمۡسِکَ لَہَا ۚ

اللہ جو رحمت (بارش وغیرہ) لوگوں کے لئے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں۔

وَ مَا یُمۡسِکۡ ۙ فَلَا مُرۡسِلَ لَہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ وَ ہُوَ

اور جس کو بند کر دے سو اس کے (بند کرنے کے) بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں۔ اور وہی

الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲﴾

غالب حکمت والا ہے۔

خالقِ ارض وسماوات

(سورہ فاطر) اس سورت میں ۴۵ آیتیں اور ایک سو ستانوے کلمات اور تین ہزار ایک سو تیس حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ تمام تر حمد و ثنا اسی اللہ کو لائق ہے جو آسمان و زمین کا خالق ہے اور فرشتوں کو پیدا کرنے والا اور ان کو یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور رعد وحفظہ کو پیغام رساں بنا کر سرفراز فرمانے والا ہے ان فرشتوں میں سے بعضوں کے دو پر اور بازو ہیں کہ جن سے وہ اڑتے ہیں اور بعضوں کے تین ہیں اور بعضوں کے چار۔

بلکہ وہ فرشتوں کو پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے یا یہ کہ ان کے پروں میں یا اچھی اچھی نعمتوں میں یا عمدہ آواز میں جو چاہے زیادتی کر دیتا ہے۔ وہ نقصان اور زیادتی ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ جو رحمت یعنی بارش رزق اور عافیت بندوں کے لئے بھیجے تو اس کی رحمت کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس رحمت کو وہ بند کر دے سو اس کے بند کرنے کے بعد کوئی اس رحمت کا جاری کرنے والا نہیں اور وہ بند کرنے پر غالب اور جو چھوڑی ہے اس میں حکمت والا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ

اے لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں ان کو یاد کرو (شکر کرو اور غور کرو کہ) کیا اللہ تعالیٰ

مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ

کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین میں سے رزق پہونچاتا ہو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③

اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (شرک کرکے) کہاں الٹے جارہے ہو۔

خالق ارض و سموات

مکہ والو اللہ تعالیٰ کے احسانات یعنی بارش، روزی اور عافیت کو یاد کرو سو کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود ہے جو آسمان سے بارش برساتا اور زمین سے سبزیاں اگاتا ہو اس کے علاوہ جو تم کو روزی دیتا ہے اور کوئی معبود نہیں پھر کہاں کی تکذیب کر رہے ہو کہ اس کے علاوہ اور معبود تم کو روزی دیتے ہیں۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ

اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو آپ غم نہ کریں کیونکہ آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جاچکے ہیں۔

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ④ يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

اور سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کیے جائیں گے۔ اے لوگو اللہ تعالیٰ کا (دیا ہوا) وعدہ

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفه وَلَا

ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکے میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم

يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ⑤ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ

کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکے میں ڈال دے۔ یہ شیطان بے شک تمہارا دشمن ہے۔

فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا، اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ

سو تم اس کو (اپنا) دشمن (ہی) سمجھتے رہو وہ تو اپنے گروہ کو محض اس لئے (باطل کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ

اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ۝۶ اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ

وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں۔ پس جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ۝۷

اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے (معاصی کی) بخشش اور (ایمان پر) بڑا اجر ہے

تکذیب قدیم رسم

اور اگر قریش آپ کی تکذیب کریں تو آپ کی قوم سے پہلے بھی دوسری قوموں نے تکذیب کی ہے اور آخر تمام امور حق تعالیٰ ہی کے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اے مکہ والو بعث بعد الموت ضرور ہوگا سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی رونق و بہار تم کو اطاعت خداوندی سے دھوکے میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان دین الٰہی سے دھوکہ میں ڈال دیں یا یہ کہ دنیا کی باطل چیزیں۔ بے شک شیطان دین الٰہی اور اطاعت خداوندی میں ہرگز اس کی اطاعت مت کرو وہ تو اپنے گروہ اور اپنے ماننے والوں کو اس لئے بلاتا ہے تاکہ تم بھی دوزخیوں کے ساتھ دوزخ میں جمع ہو جاؤ۔

جو لوگ کافر ہو گئے یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو حضرات ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضا اور ان کے ساتھی تو ان کے لئے ان کے دنیاوی گناہوں کی بخشش اور جنت میں عظیم الشان ثواب ہے۔

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا، فَاِنَّ اللّٰهَ

تو کیا ایسا شخص جس کو اس کا عمل بد اچھا کر کے دکھایا گیا پھر وہ اس کو اچھا سمجھنے لگا (یعنی کافر) اور ایسا شخص جو

یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ

قبیح کو قبیح سمجھتا ہے (یعنی مومن) کہیں برابر ہو سکتے ہیں سو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ہدایت

ع ۷ / ۱۳

نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا

کرتا ہے سوان پر افسوس کر کے کہیں آپ کی جان نہ جاتی رہے۔ اللہ کو ان سب کاموں کی خبر ہے۔ اور

يَصْنَعُوْنَ ⑧ وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ

اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ

سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ

ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعہ سے

بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح قیامت میں (مُردوں کا) جی اٹھنا ہے۔ اور جو شخص عزت حاصل

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ

کرنا چاہے تو تمام تر عزت خدا ہی کے لئے ہے اچھا کلام اسی تک پہونچتا ہے اور اچھا کام

الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ

اسی کو پہونچاتا ہے۔ اور جو لوگ (اس کے خلاف) بری بری تدبیریں کر رہے ہیں ان کو

عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩

سخت عذاب ہوگا اور ان لوگوں کا یہ مکر نیست و نابود ہو جائے گا۔

مساوات ناممکن ہے سو ایسا شخص جس کو اس کا عمل بد اچھا کر کے دکھلا دیا گیا پھر وہ اس کو اچھا سمجھنے لگا جیسا کہ ابوجہل تو کہیں یہ ایسے شخص جس کو ہم نے ایمان و اطاعت کے ساتھ سرفرازی عطا فرمائی جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھی، حق تعالیٰ جو گمراہی کا اہل ہوتا ہے اسے اپنے دین سے گمراہ کرتے ہیں یعنی ابوجہل وغیرہ اور جو ہدایت کا مستحق ہوتا ہے اسے ہدایت کرتے ہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ وغیرہ سو اگر یہ ایمان نہ لائیں تو ان کی تباہی و بربادی پر حسرت کر کے کہیں آپ کی

جانا نہ جاتی رہے۔

یہ اپنی کفر یہ حالت میں جو دار الندوہ میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہونچانے کی جو تدابیر و مشورے کر رہے ہیں حق تعالیٰ کو ان سب کی خبر ہے۔

اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم بارش سے خوش قطعہ زمین کو سیراب کرتے ہیں پھر ہم اس کے ذریعہ سے بنجر زمین کو آباد کرتے ہیں اسی طرح تم زندہ کئے جاؤ گے اور قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

اور جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ عزت قدرت و طاقت کس کے لئے ہے تو سمجھ لے کہ تمام تر عزت بالذات اور قدرت خدا ہی کو حاصل ہے اچھا کلام یعنی کلمہ طیبہ اسی تک پہونچتا ہے اور وہ اس کو قبول کرتا ہے اور جو لوگ حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کر رہے ہیں۔ یا یہ کہ جو دار الندوہ میں بڑی بڑی تدابیر کر رہے ہیں کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یا تو معاذ اللہ قید کرلیں . . . . . یا آپؐ کو اس بستی سے نکال دیں یا سب مل کر آپؐ کو شہید کر دیں۔

ان لوگوں یعنی ابوجہل وغیرہ کو سخت ترین عذاب ہوگا اور ان کا یہ مکر نیست و نابود ہو جائے گا اور کہا گیا کہ یہ آیت سود خواروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ فاطر) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباس رضہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ الخ۔ اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اللہ العالمین اپنے دین کو عمر بن خطابؓ یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ سے عزت عطا فرما تو حق تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضہ کو ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ کیا ان دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاللَّهُ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (ضمناً) مٹی سے پیدا کیا پھر (استقلالاً) نطفہ سے پیدا کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعَمَّرُ

بنایا۔ اور کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اس کی اطلاع سے ہوتا ہے۔ اور (اسی طرح)

مِن مُّعَمَّرٍ وَلَا يُنقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ

نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) کی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) کی جاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے۔ یہ

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ⑪

سب اللہ کو آسان ہے۔

تخلیق انسانی کے مراحل

حق تعالیٰ نے تم کو بذریعہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیا ہے پھر تم کو تمہارے آباء کے نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ تام ... یا قص جنتی ہے مگر سب کچھ اس کی اطلاع اور اجازت سے ہوتا ہے اور نہ کسی کی عمر کم مقرر کی جاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوتا ہے بغیر کتابت کے بھی ان تمام امور کا محفوظ رکھنا حق تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ

اور دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی آسان

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

اور ایک شور تلخ ہے۔ اور تم ہر ایک (دریا) سے مچھلیاں نکال کر (ان کا) تازہ گوشت کھاتے ہو

وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ

(نیز) زیور (یعنی) موتی نکالتے ہو جس کو تم پہنتے ہو۔ اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھتا ہے

مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ⑫ يُوْلِجُ

پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم (ان کے ذریعے) اس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو۔ وہ رات

الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور (مثلاً یہ کہ) اس نے سورج اور چاند کو

وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک وقت مقرر تک چلتے رہیں گے یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے۔

لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ

اسی کی سلطنت ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کی برابر

مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿١٣﴾

اختیار نہیں رکھتے۔

مطلق بے دست وپا

اور شیریں اور کھاری دونوں دریا برابر نہیں ہوسکتے بلکہ ان میں ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی آسان ہے اور ایک شور و تلخ ہے جو حلق سے نیچے بھی نہیں اترتا۔ اور تم ان میں سے ہر ایک دریا سے تازہ مچھلیاں نکال کر کھاتے ہو اور خاص طور سے تلخ شور دریا سے موتی اور جواہرات نکال کر ان کے زیورات پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ سمندر میں ہوا سے آتی جاتی اور پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ ان کے ذریعہ سے اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم اس کی نعمتوں کا شکر کرو۔

وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے جس کی وجہ سے چند گھنٹے دن رات سے بڑا ہو جاتا ہے اور دن کے اجزاء رات میں داخل کرتا ہے جس سے چند گھنٹے رات لمبی ہو جاتی ہے اور اس نے چاند و سورج کی روشنی کو انسانوں کے کام میں لگا رکھا ہے، چاند سورج رات اور دن میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک اپنی منازل میں چلتے رہیں گے۔ یہی اللہ جس کی یہ شان ہے تمہارا پروردگار ہے وہی یہ تمام کام کرتا ہے۔ یہ معبودانِ باطل کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی کے قبضۂ قدرت میں تمام خزانے ہیں اور جن کی تم حق تعالیٰ کے علاوہ پوجا کرتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا

اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار (اول تو) سنیں گے نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو

اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ وَلَا

تمہارا کہنا نہ کریں گے۔ اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کی مخالفت کریں گے اور تجھ کو خبر

يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿١٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى

رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاوے گا۔ اے لوگو تم (ہی) خدا کے محتاج ہو اور

اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۱۵﴾ اِنْ یَّشَاْ یُذْھِبْکُمْ وَ

اللہ تو بے نیاز (اور خود تمام) خوبیوں والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور

یَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ ﴿۱۷﴾

ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔ اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں۔

بہرے معبود اگر تم ان کو پکارو تو اول تو وہ تمہاری سنیں گے نہیں کیوں کہ وہ بہرے ہیں اور اگر وہ بالفرض سن بھی لیں تو کیوں کہ انھیں تمہارے سے دشمنی ہے اس لیئے وہ تمہارا کہنا نہیں کریں گے۔ اور قیامت کے روز تو وہ بت تمہارے شرک اور تمہاری عبادت کرنے کے خود مخالف ہو جائیں گے۔ اور یہ سمجھے ان کے اور ان کے اعمال کے بارے میں حق تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں بتلاوے گا۔

اے لوگو تم ہی دنیا میں حق تعالیٰ کی رحمت و مغفرت اور اسکے رزق اور عافیت کے اور آخرت میں اسکی جنت کے محتاج ہو اور اللہ تعالیٰ تو تمہارے مال و دولت سے بے نیاز اور خوبیوں والا ہے۔

اور اے مکہ والو اگر وہ چاہے تو تم کو فنا کر دے اور تم سے بہتر اور زائد فرماں بردار ایک نئی مخلوق پیدا کر دے۔

اور یہ فنا اور نئی مخلوق کا پیدا کرنا حق تعالیٰ پر کوئی مشکل بات نہیں۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی

اور کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ) کا نہ اٹھاوے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا (یعنی کوئی گنہ گار) کسی کو اپنا

حِمْلِھَا لَا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ

بوجھ اٹھانے کے لیئے بلا دے گا (بھی) تب بھی اس میں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا جاوے گا اگر چہ وہ شخص قرابت دار ہی

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ

(کیوں نہ) ہو آپ تو صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور

وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ ؕ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لئے پاک ہوتا ہے۔

وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

کوئی کسی کا بار نہ اٹھائے گا

اور کوئی بخوشی کسی کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا لیکن زبردستی دوسرا اس پر لادنا چاہے گا یا یہ کہ کسی کو دوسرے کے گناہ میں نہیں پکڑا جائے گا یا یہ کہ کسی انسان کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں دیا جائے گا اور اگر کوئی گناہوں کے بوجھ سے لدا ہوا کسی کو اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے بلاوے گا بھی تو اس کے سامعین سے کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھایا جاوے گا اگرچہ وہ شخص قرابت دار یعنی ماں باپ اور اولاد ہی کیوں نہ ہو۔

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا ڈرانا تو ایسے لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے جو بغیر دیکھے اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں حالاں کہ حق تعالیٰ سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور جو توحید کا قائل ہوتا ہے اور پاک ہوتا ہے اور اپنے مال میں سے حق تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے تو ان تمام خوبیوں کا ثواب اسی کی ذات کو پہونچاتا ہے اور آخرت میں سب کو حق تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ

اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں اور نہ تاریکی

وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ وَمَا يَسْتَوِى

اور نہ روشنی - اور نہ چھاؤں اور نہ دھوپ اور زندے

الْاَحْيَاۤءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَاۤءُ ۚ

اور مردے برابر نہیں ہو سکتے - اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے۔

وَمَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِى الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ اِنْ اَنْتَ اِلَّا

اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں (مدفون) ہیں۔ آپ تو صرف ڈرانے والے

نَذِیْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ

ہیں۔ ہم ہی نے آپؐ کو (دین) حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانیوالا بنا کر بھیجا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ ﴿۲۴﴾ وَاِنْ

اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گذرا ہو۔ اور اگر یہ

یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ جَآءَتْھُمْ

لوگ آپؐ کو جھٹلا دیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا تھا (اور) ان کے پاس

رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْکِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ

بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے۔ پھر

اَخَذْتُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ ﴿۲۶﴾

میں نے ان کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا کیسا عذاب ہوا۔

عذاب کی چکی میں پسنے والے

اور کافر و مومن دونوں برابر نہیں اور نہ کفر و ایمان اور نہ جنت و دوزخ اور نہ مومنین و کافرین اطاعت و بزرگی میں برابر ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ جو جس چیز کا اہل ہوتا ہے اس کو سمجھا دیتا ہے اور آپؐ ان لوگوں کو نہیں سمجھا سکتے جو ایسے ہیں جیسا کہ قبروں میں مدفون ہیں۔

آپؐ تو صرف قرآن کریم کے ذریعہ سے ڈرانے والے پیغمبرؐ ہیں۔

ہم ہی نے آپؐ کو قرآن کریم دے کر مسلمانوں کو جنت کی خوشخبری سنانے والا اور کافروں کو دوزخ سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا پیغمبر نہ گذرا ہو۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر قریش آپؐ کو جھٹلائیں تو جو لوگ آپؐ کی قوم سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے بھی اپنے رسولوں کو جھٹلایا تھا اور وہ پیغمبر ان کے پاس اوامر و نواہی معجزات اور پہلے صحیفوں کی خبر اور حلال و حرام کو واضح کر دینے والی کتاب لے کر آئے تھے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے ان کافروں کو پکڑ لیا سو آپؐ دیکھئے کہ جب وہ ایمان نہ لائے تو میں نے عذاب سے ان کو کیسا تہ و بالا کیا۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَأَخْرَجْنَا

(اے مخاطب) کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا ۔ پھر ہم نے اس

بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۗ وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ

ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے ۔ اور (اسی طرح) پہاڑوں کے بھی مختلف

بِيضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿۲۷﴾

حصے ہیں (بعضے) سفید (بعضے) سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں اور (بعضے نہ سفید نہ سرخ بلکہ) بہت گہرے سیاہ

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهٗ

اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کا رنگتیں

كَذٰلِكَ ۗ إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۗ

مختلف ہیں ۔ (اور) خدا سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی (عظمت کا) علم رکھتے ہیں ۔

إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿۲۸﴾

واقعی اللہ زبردست بخشنے والا ہے ۔

مخلوق کے مختلف رنگ

اے مخاطب کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ حق تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی پھر ہم نے اس پانی سے مختلف قسم کے تلخ اور شیریں پھل نکالے اسی طرح پہاڑوں کے مختلف حصے ہیں اور پھلوں کی رنگتوں کی طرح بعضے سفید ہیں بعضے سرخ اور بعضے بہت گہرے سیاہ ہیں ۔

اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں کہ بعض اوقات اختلاف اصناف کے ساتھ یہ چیز ہے ۔

اور خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت کا علم رکھتے ہیں اور حق تعالیٰ اپنی سلطنت و بادشاہت میں زبردست اور مؤمن کی مغفرت فرمانے والا ہے ۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت (مع العمل) کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی کرتے رہتے ہیں اور

أَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُونَ تِجَارَةً

جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار

لَّنْ تَبُورَ ﴿۲۹﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّنْ

ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ تاکہ ان کو ان کی اجرتیں (بھی) پوری (پوری) دیں اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ

فَضْلِهٖ إِنَّهٗ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿۳۰﴾ وَالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ

(بھی) دیدیں بےشک وہ بڑے بخشنے والے قدردان ہیں۔ اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی

إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے۔ جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿۳۱﴾

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں (کی حالت) کی پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔

نیکوں کے اعلیٰ مراتب

اور جو حضرات یعنی حضرت ابوبکرؓ اور ان کے ساتھی قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور پانچوں نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو مال دیا ہے اس میں سے پوشیدہ بھی اور علانیہ طور پر بھی خرچ کرتے ہیں اور ایسی دائم النفع تجارت یعنی جنت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔

تاکہ حق تعالیٰ جنت میں ان کے اعمال کا ثواب ان کو پورا دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ بھی دیں کہ ایک نیکی پر دس گنا ثواب عطا کریں واقعتہً وہ ان کے بڑے گناہوں کا بخشنے والا اور معمولی نیکیوں کا قبول کرنے والا ہے کہ ذرا سی نیکی کو قبول فرماتا ہے اور اس پر زائد ثواب دیتا ہے۔

اور یہ قرآن کریم جو ہم نے آپ پر بذریعہ جبریل امین نازل کیا ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی توحید اور بعض احکام میں تصدیق کرتا ہے حق تعالیٰ مومن و غیر مومن سب کی

حالت کی پوری خبر رکھنے والا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول عبد الغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ حصین بن حارث بن عبد المطلب قرشی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ الخ

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

پھر یہ کتاب ہم نے اُن لوگوں کے ہاتھ میں پہونچائی جن کو ہم نے اپنے (تمام دنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا پھر

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ

بعضے تو ان میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض

سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِیْرُ ﴿۳۲﴾

ان میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں یہ بڑا فضل ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُوْنَهَا یُحَلَّوْنَ فِیْهَا مِنْ اَسَاوِرَ

وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے (اور) ان کو سونے کے کنگن

مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِیْهَا حَرِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَقَالُوا

اور موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ریشم کی ہوگی۔ اور کہیں

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا

گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے (رنج د) غم دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا

لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ

بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام پر لا اتارا

لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿۳۵﴾

جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہونچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہونچے گی۔

جنت کے انعامات کی جھلک

پھر آپ پر قرآن کریم نازل کرنے کے بعد اس کے یاد رکھنے اور اس کے لکھنے اور اس کی کتابت کی تلاوت کرنے کی دولت ان لوگوں کو نصیب فرمائی جن کو ہم نے بذریعہ ایمان اپنے تمام بندوں میں پسند فرمایا ہے یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ تو بعضے ان میں سے کبیرہ گناہ کر کے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں کہ ان کی نجات شفاعت یا مغفرت انجاز وعدہ ہی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔ اور بعضے ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی نیکیاں اور گناہ دونوں برابر ہیں کہ ان کا معمولی سا حساب ہو کر ان کی نجات ہو جائے گی اور بعضے ان میں ایسے ہیں جو خدا کی توفیق سے دنیا میں نیکیوں کی طرف سبقت کرتے جا رہے ہیں اور آخرت میں جنت عدن کا قرب حاصل کرتے جا رہے ہیں یہ انتخاب اور اعمال صالحہ میں سبقت حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ان پر بڑا عظیم الشان احسان ہے۔

اور جنت الفردوس ان کا ٹھکانا ہوگا کہ باغات جس کے چاروں طرف ہوں گے اور جنت میں مردوں کو سونے کے کنگن اور عورتوں کو موتی پہنائے جائیں گے اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی۔

اور جنتی جنت میں کہیں گے کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ جس نے ہم سے موت و زوال اور قیامت کی سختیوں کے غم کو یا یہ کہ دنیوی مصائب کے غم کو دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑے گناہوں کو معاف کرنے والا اور معمولی نیکیوں کا قبول کرنے والا ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے جنت میں اتارا کہ جہاں نہ ہم کو کوئی کلفت پہونچے اور نہ کوئی تکان اور خستگی پہونچے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام بیہقی نے کتاب البعث میں اور ابن ابی حاتم نے نفیع بن حارث کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ نیند ایسی چیز ہے کہ جس سے حق تعالیٰ دنیا میں ہماری آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے تو کیا جنت میں بھی سونا میسر ہوگا آپ نے فرمایا نہیں سونا تو موت کا شریک ہے اور جنت میں موت نہیں ہوگی اس نے عرض کیا تو پھر ان کی راحت کا کیا سامان ہوگا۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر سوال گراں گذرا آپ نے فرمایا وہاں ہر ایک کو ہر حمت ہوگی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لَا يَمَسُّنَا الخ۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ

اور جو لوگ (برخلاف ان کے) کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ نہ تو ان کی قضا آوے گی کہ

فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۚ كَذَٰلِكَ

مر ہی جاویں ۔ اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جاوے گا ہم کافر کو

نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ ﴿٣٦﴾ وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا ۚ رَبَّنَا

ایسی ہی سزا دیتے ہیں ۔ اور وہ لوگ اس (دوزخ) میں چلاویں گے ۔ کہ اے ہمارے

أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ أَوَلَمْ

پروردگار ہم کو (یہاں سے) نکال لیجئے ۔ ہم (اب خوب) اچھے (اچھے) کام کریں گے برخلاف ان کاموں کے جو کیا کرتے

نُعَمِّرْكُم مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ ۖ

تھے کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا سمجھ سکتا ۔ اور تمھارے پاس ڈرانے والا بھی پہونچا تھا ۔

فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ ﴿٣٧﴾

سو اس نہ ماننے کا مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا یہاں کوئی مددگار نہیں ۔

جہنم کا دائمی عذاب

اور جو کافر ہیں یعنی ابوجہل وغیرہ ان کے لئے آخرت میں دوزخ کی آگ ہو گی ۔ نہ توان کی قضا آئے گی کہ وہ مر ہی جائیں کہ اس عذاب سے آرام ہو اور نہ ایک لمحہ کے بقدر ان سے دوزخ کا عذاب ہی ہلکا اور نہ ختم کیا جائے گا آخرت میں اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیتے ہیں ۔

اور وہ کافر اس دوزخ میں پڑے ہوئے فریاد اور واہ ویلا اور آہ وزاری کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دوزخ سے نکال کر پھر دنیا میں بھیج دیجئے تاکہ ہم آپ کے اوپر ایمان لے آئیں اور خوب خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کریں برخلاف ان کاموں کے جو کہ حالت شرک میں کرتے تھے حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اے گروہ کفار کیا ہم نے تم کو دنیا میں اتنی مہلت نہیں دی تھی کہ جس کو نصیحت حاصل کرنی اور ایمان لانا ہوتا وہ نصیحت حاصل کر لیتا اور ایمان لے آتا ۔ اور تمھارے پاس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر آئے تھے اور تمھیں اس دن سے ڈرایا تھا مگر پھر بھی تم ایمان نہیں لائے سو اب دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو ایسے کافروں کا عذاب خداوندی کے مقابلہ میں کوئی مددگار نہیں ہوگا ۔

ع ۱

إِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ

بے شک اللہ (ہی) جاننے والا ہے آسمان اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا۔ بے شک وہی جاننے والا

بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي

ہے دل کی باتوں کا۔ وہی ایسا ہے جس نے تم کو زمین میں آباد کیا۔

الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ

سو جو شخص کفر کرے گا اس کے کفر کا وبال اسی پڑے گا۔ اور کافروں کے لیے ان کا کفر ان کے

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۚ

پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔

کفر باعث غضب خداوندی

حق تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اگر تمہیں پھر دنیا میں بھیج دیا جائے تو پھر تم ان ہی باتوں کا ارتکاب کرو گے جن سے تمہیں روکا گیا تھا اور دلوں میں جو نیکی اور برائی پوشیدہ ہے۔ وہی اس کا جاننے والا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ اے امت محمدیہ جس نے تم کو سابقہ قوموں کو ہلاک کرنے کے بعد زمین پر آباد کیا اور جو شخص حق تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے گا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر پڑے گا اور کافروں کے لیے ان کا کفر قیامت کے ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔

وَلَا يَزِيدُ الْكٰفِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَءَيْتُمْ

اور (نیز) کافروں کے لیے ان کا کفر خسارہ بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔ آپ کہیے کہ تم اپنے قرارداد

شُرَكَآءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ أَرُونِي

شریکوں کا حال تو بتاؤ۔ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو۔ یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے

مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ

زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا ان کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے۔

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ

یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی کسی دلیل پر قائم ہوں۔ بلکہ یہ ظالم ایک

یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ

دوسرے سے نرے دھوکہ کی باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ

یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَاۤ

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت چھوڑ نہ دیں۔ اور اگر (بالفرض)

اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ

وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا۔ وہ

حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

حلیم غفور ہے۔

خسارہ میں اضافہ

اور نیز کافروں کے لئے ان کا دنیوی کفر آخرت میں خسارہ ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔ آپ ان کفار مکہ سے یہ تو کہیئے کہ تم اپنے معبودوں کا حال تو بتلاؤ جن کی تم پوجا کرتے ہو کہ انہوں نے زمین کا کونسا حصہ بنایا یا ان کا آسمانوں کے بنانے میں کچھ ساجھا ہے یا ہم نے ان کفار مکہ کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کتاب کی کسی دلیل پر قائم ہوں کہ ان کو عذاب وغیرہ نہیں ہوگا بلکہ یہ مشرک سردار دنیا میں اپنے پیروں سے ایسا وعدہ کرتے آئے ہیں جو آخر بالکل ہی بے اصل اور دھوکہ ہے اللہ تعالیٰ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ کہیں وہ یہود و نصاریٰ کی باتیں سن کر کہ عزیر علیہ السلام حق تعالیٰ کے بیٹے اور مسیح علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں وہ اپنی اس حالت موجودہ کو چھوڑ نہ دیں اور اگر بالفرض وہ اپنی حالت موجودہ کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی ان کو تھام بھی نہیں سکتا وہ یہود و نصاریٰ کی باتوں پر حلیم ہے اور جو ان میں سے توبہ کرے تو اس کے حق میں غفور ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ

اور ان کفار (قریش) نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا آوے تو وہ ہر

لَيَكُونُنَّ أَهْدٰى مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ

امت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہیں۔ پھر جب ان کے پاس ایک پیغمبر آپہنچے تو بس

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿٤٢﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ

ان کی نفرت ہی کو ترقی ہوئی۔ دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۚ

اور ان کی بری تدبیروں کو کا وبال (حقیقی) ان تدابیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۚ فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ

سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ سو آپ خدا کے (اس)

اللَّهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ﴿٤٣﴾

دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے۔ اور آپ خدا کے دستور کو کبھی منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

کفار مکہ کا زوردار حلف

اور ان کفار مکہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر آیا تو ہم یہود و نصاریٰ سے زائد ہدایت قبول کرنے والے اور دین کی طرف سبقت کرنے والے ہوں گے چنانچہ جب ان کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم لے کر آئے تو یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لانے سے اعراض کر کے دور ہی بھاگتے رہے۔ بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانے کے لئے ان کی بری تدبیروں کی ترقی ہوتی رہی کیوں کہ بری تدبیروں اور برے کاموں کا وبال حقیقی ان تدبیروں والوں ہی پر پڑتا ہے سو اگر آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرے تو یہ اسی عذاب کے منتظر ہیں جو تکذیب رسل پر اگلے لوگوں پر نازل ہوتا رہا اور آپ عذاب خداوندی کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے اور اسی طرح عذاب خداوندی کو کبھی دوسروں کی طرف منتقل ہوتا ہوا نہ پائیں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن ابی حاتم نے ابن ابی ہلال سے نقل کیا ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ اگر حق تعالیٰ ہم میں نبی بھیج دے تو کوئی قوم ہم سے زائد اپنے خالق کی اطاعت کرنے والی اور ہم سے زائد اپنے نبی کی بات پر لبیک کہنے والی اور ہم سے

زائد اس کتاب پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہونے والی نہ ہوگی تو حق تعالیٰ ان ہی باتوں کے بیان میں یہ آیتیں نازل فرمائی ہیں کہ وَاِنْ کَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ اور وَلَوْ اَنَّا اُنْزِلَ عَلَیْنَا الْکِتٰبُ لَکُنَّا اَھْدٰی مِنْھُمْ اور وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ جَھْدَ اَیْمَانِھِمْ لَئِنْ جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ الخ اور یہود و نصاریٰ پر اس چیز کے ذریعہ سے غلبہ حاصل کرتے تھے کہ ہم ایک نبی کی پیشین گوئی پاتے ہیں جو ضرور مبعوث ہوگا۔

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ

اور کیا یہ لوگ ‏ زمین میں چلے پھرے نہیں ‏ جس میں دیکھتے بھالتے ‏ کہ جو (منکر) لوگ ان

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَکَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً ۭ وَمَا

سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ قوت میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور خدا

کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا

ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اس کو ہرا دے۔ نہ آسمان میں ‏ اور ‏ نہ

فِی الْاَرْضِ ۭ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ یُؤَاخِذُ

زمین میں۔ (کیونکہ) وہ بڑا علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے۔ ‏ اور اگر اللہ تعالیٰ

اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوْا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَھْرِھَا مِنْ

(ان) لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب (فوراً) دارو گیر فرماتے لگتا تو روئے زمین پر ایک

دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنْ یُّؤَخِّرُھُمْ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ

متنفس کو نہ چھوڑتا ‏ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک مہلت دے رہا ہے۔ سو جب

فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِعِبَادِہٖ بَصِیْرًا ﴿۴۵﴾ ع ۵

ان کو وہ میعاد آپہونچے گی ‏ (اس وقت) ‏ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

مہلت کے متعین ایام

کیا ان کفارِ مکہ نے سفر نہیں کیا کہ یہ دیکھتے بھالتے کہ جو منکران سے پہلے ہوئے ہیں ان کا تکذیبِ رسل پر کیا انجام ہوا حالاں کہ وہ قوت بدنی اور مالی میں ان سے بڑھے ہوئے تھے اور خدا ایسا نہیں ہے کہ مخلوق میں سے کوئی اس کو ہرا دے اور وہ تمام مخلوق سے واقف اور ان پر قدرت والا ہے۔

اور اگر حق تعالیٰ جن و انس پر ان کے اعمال کے سبب فوراً دار و گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر جن و انس میں سے خاص طور پر ایک متنفس کو بھی نہ چھوڑتا لیکن وہ ان کو وقت مقررہ تک مہلت دے رہا ہے۔

سو جب ان کی ہلاکت کا وقت آئے گا تو حق تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا کہ کس کو ہلاک کرے اور کسے بچائے۔ (تمت بالخیر)

آیاتہا (۸۳) (۳۶) سورۃ یٰسٓ مکیۃ (۴۱) رکوعاتہا (۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

يٰسٓ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ② اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ③

قسم ہے قرآن باحکمت کی۔ کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں۔

عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ④ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ⑤

(اور) سیدھے رستہ پر ہیں۔ یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ⑥

کہ (آپ) (اولاً) ایسے لوگوں کو ڈرا دیں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بے خبر ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑦

ان میں سے اکثر لوگوں پر یہ بات (تقدیری) ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ (ہرگز) ایمان نہ لاویں گے۔

ایمان نہ لانے والے

(سورۂ یٰسٓ) یہ سورت مکی ہے اس میں بانوے آیتیں اور سات سو انتیس کلمات اور تین ہزار حروف ہیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرمانِ خداوندی

یٰسٓ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب سریانی زبان میں یہ ہے کہ اے انسان۔ یا یہ کہ بطور تاکید کے یہ قسم ہے یعنی میں ایسے قرآنِ کریم کی قسم کھا کر جو کہ حلال و حرام اور اوامر و نواہی کے بیان میں محکم ہے۔

کہتا ہوں کہ آپؐ منجملہ پیغمبروں کے ہیں اور پسندیدہ دین یعنی دین اسلام پر قائم ہیں۔

اور یہ قرآن کریم خدائے زبردست و مہربان کا کلام ہے۔

تاکہ آپؐ اس قرآن کریم کے ذریعہ سے قریش کو ڈرائیں جن کے آباؤ اجداد آپؐ سے پہلے قریب کے کسی رسول کے ذریعہ نہیں ڈرائے گئے سو اسی کی وجہ سے یہ آخرت کے منکر ہیں۔

ان مکہ والوں میں سے اکثر عذاب و ناراضگی کی بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ علم خداوندی کے مطابق ایمان نہ لائیں گے اور نہ ایمان لانے کا ارادہ ہی کریں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بدر کے دن یہ ابوجہل وغیرہ سب حالتِ کفر میں مارے گئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

رسورہ یٰسٓ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ک ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ سجدہ میں زور سے قرآنِ کریم کی تلاوت فرمایا کرتے تھے جس سے بعض قریشیوں کو اذیت پہنچتی تھی تا آں کہ وہ سب آپؐ کو پکڑنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے جا ملے اور وہ اندھے ہو گئے کہ کچھ بھی نہ دیکھتے تھے چنانچہ وہ سب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپؐ کو حق تعالیٰ کی قسم دے کر رحم کی درخواست کرتے ہیں چنانچہ آپؐ نے دعا فرمائی تا آں کہ ان سے یہ تکلیف دور ہو گئی اس پر یٰسٓ سے لے کر لَا یُؤْمِنُوْنَ تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ

ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ ٹھوڑیوں تک اڑ گئے ہیں۔ جس سے ان کے

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا

سر اوپر کو اٹھ گئے۔ اور ہم نے ایک آڑ ان کے سامنے کر دی اور ایک

وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۹

ان کے پیچھے کر دی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) ان کو (پردوں سے) گھیر دیا سو وہ دیکھ نہیں سکتے۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا

اور ان کے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں برابر ہیں یہ ایمان نہ

يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

لاویں گے۔ پس آپؐ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے

الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾

اور خدا سے بے دیکھے ڈرے۔ سو آپؐ اس کو مغفرت اور عمدہ عوض کی خوش خبری سنا دیجئے۔

سرکشی کا عظیم وبال

ہم نے ان کی گردنوں میں لوہے کے طوق ڈال دیئے ہیں پھر وہ ان کی ٹھوڑیوں تک اڑ گئے ہیں جس سے ان کے سر اوپر ہی کو اٹھے رہ گئے۔

یا یہ کہ جب انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو پتھر کے ذریعہ سے حالت نماز میں ایذار پہونچانی چاہی تو ہم نے ان کی گردنوں کو ٹھوڑیوں تک کر دیا اور یہ ہر ایک خیر و بھلائی سے محروم کے محروم ہی رہ گئے۔
اور ہم نے امورِ آخرت کے بارے میں ایک پردہ ان کے آگے ڈال دیا اور امور دنیا کے متعلق ایک پردہ ان کے پیچھے ڈال دیا اور ہم نے ان کی دلوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا جس سے وہ حق وہدایت کو نہیں دیکھ سکتے
یا یہ کہ جس وقت انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت نماز میں پتھر سے ایذار پہونچانی چاہی تو حق تعالےٰ نے ان کے سامنے ایک پردہ کی آڑ کر دی کہ آپؐ کے اصحاب ان کو نظر نہ آئے غرضیکہ ہم نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نظر ہی نہ آئیں۔ کہ پھر یہ آپؐ کو ایذار پہونچائیں۔
سو بنی مخزوم یعنی ابو جہل وغیرہ کے حق میں آپؐ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں امر برابر ہیں یہ کسی بھی صورت میں ایمان لانے کا ارادہ نہیں کریں گے چنانچہ یہ بدر کے دن کفر ہی کی حالت میں مارے گئے۔
اور اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ الخ سے یہاں تک ابو جہل اور ولید اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ کا ڈرانا تو ایسے شخص کو فائدہ پہونچا سکتا ہے جو قرآن کی اتباع کرے اور خدا کو بے دیکھے ہوئے اس کی اتباع کرے۔ یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ سو آپؐ ان کو ان کے دنیوی گناہوں کی مغفرت اور جنت میں عمدہ عوض کی خوش خبری سنا دیجئے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ک اور ابن جریر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ ابو جہل بولا کہ اگر میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھوں تو آپؐ کے ساتھ ایسا ایسا کروں اس پر حق تعالیٰ نے اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ سے لَا يُبْصِرُوْنَ

تک یہ آیت نازل ہوئی چنانچہ اس کے بعد کفار اس سے کہتے تھے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ کہتا تھا کہاں ہیں کہاں اور آپؐ کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

إِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ

بے شک ہم مُردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور

وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ ﴿١٢﴾ وَاضْرِبْ

ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا تھا۔ اور آپؐ ان

لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿١٣﴾

کے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ اس وقت بیان کیجئے جب کہ اس بستی میں کئی رسول آئے۔

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ

یعنی جب ہم نے ان کے پاس (اول) دو کو بھیجا سو ان لوگوں نے (اول) دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے

فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا

(رسول) سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمھارے پاس بھیجے گئے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح

بَشَرٌ مِثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ شَيْءٍ إِنْ

(محض) معمولی آدمی ہو۔ اور خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز نازل نہیں کی تم

أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ﴿١٥﴾ قَالُوا رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا إِلَيْكُمْ

نرا جھوٹ بولتے ہو۔ ان رسولوں نے کہا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بے شک ہم تمھارے

لَمُرْسَلُونَ ﴿١٦﴾ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ

پاس بھیجے گئے ہیں۔ اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہنچا دینا تھا۔

حیات بعد الممات

اور ہم ایک روز مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم ان کے وہ اعمال بھی لکھتے جاتے ہیں جنھیں وہ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور ان کے چھوڑے ہوئے وہ اچھے اور بُرے طریقے جن پر ان چھوڑنے والوں کے مرنے کے بعد عمل کیا جاتا ہے اور ہم نے ان کے سب اعمال کو لوحِ محفوظ میں ضبط کر دیا تھا

اور آپؐ ان انطاکیہ والوں سے انطاکیہ والوں کا ایک واقعہ بیان کر دیجیے کہ ہم نے کس طرح ہلاک کیا جب کہ ان کے پاس حضرت عیسیٰؑ کے بھیجے ہوئے رسول شمعون الصفا آئے ان لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور ان پر ایمان نہیں لائے اور اولاً ہم نے ان کے پاس دو رسولوں یعنی سمعان اور ثومان کو بھیجا تو اس بستی والوں نے ان دونوں کو جھٹلایا تو پھر ہم نے ان کے پاس شمعون کو بھیجا کہ انہوں نے پہلے دونوں رسولوں کی تبلیغ رسالت کی تصدیق کی۔

وہ کہنے لگے کہ تم تو ہماری طرح معمولی آدمی ہو اور حضرت رحمان نے نہ کتاب نازل کی ہے اور نہ کوئی رسول بھیجا ہے تم تو نرا جھوٹ بولتے ہو۔

وہ رسول بولے کہ ہمارا پروردگار شاہد ہے کہ ہم رسول ہیں اور ہمارے ذمہ تو صرف احکام خداوندی کا پہونچا دینا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور امام ترمذی نے تحسین کے ساتھ اور امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابو سعید خدریؓ سے نقل کیا ہے کہ بنی سلمہ مدینہ منورہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے مسجد کو منتقل ہونا چاہا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَ نَكْتُبُ الخ یعنی ہم ایک روز مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی الخ اس پر رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے نشانات قدم لکھے جاتے ہیں اس لیے تم لوگ منتقل نہ ہو۔

اور امام طبرانی نے حضرت ابن عباسؓ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دیں گے

وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا طَآئِرُكُمْ

اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہونچے گی۔ ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تو

مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکل جانے

وَجَاۗءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ

والے لوگ ہو۔ اور ایک شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا

میری قوم ان رسولوں کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی

يَسْـَٔــلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں۔

قساوت و نادانی کی انتہا

وہ لوگ رسولوں سے کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم اپنی تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تم کو قتل کر دیں گے اور تمہیں ہماری طرف سے قتل کی سخت تکلیف پہونچے گی۔ وہ رسول بولے کہ تمہاری سختی اور تمہارا منحوس سمجھنا یہ تو تمہارے افعال کے ساتھ منجانب اللہ وابستہ ہے کیا اس کو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کریں اور حق تعالیٰ سے ڈرائیں بلکہ تم تو پورے مشرک ہو۔

اور انبیاء کرام کی خبر سن کر اس شہر کے کسی دور مقام سے حبیب نجار مسلمان دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ حق تعالیٰ پر ایمان لا کر ان رسولوں کی اتباع کرو۔

جو تم سے اس چیز پر کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور خود بھی موحد اور راہ راست پر ہیں۔

اس پر قوم نے ان سے کہا کہ تم نے ہم سے اور ہمارے دین سے بیزاری ظاہر کی اور ہمارے دشمن کے دین کو اختیار کر لیا۔

بحمد اللہ۔ پارہ ۲۲ ختم ہوا۔

ناشر

ادارہ درس قرآن مسجد قاضی دیوبند (یوپی)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتٰبَ ، اے اللہ ! ابن عباسؓ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔ (صحیح بخاری)

تفسیر ابنِ عباسؓ کامل اردو

کا

پارہ وَمَالِیَ ۲۳
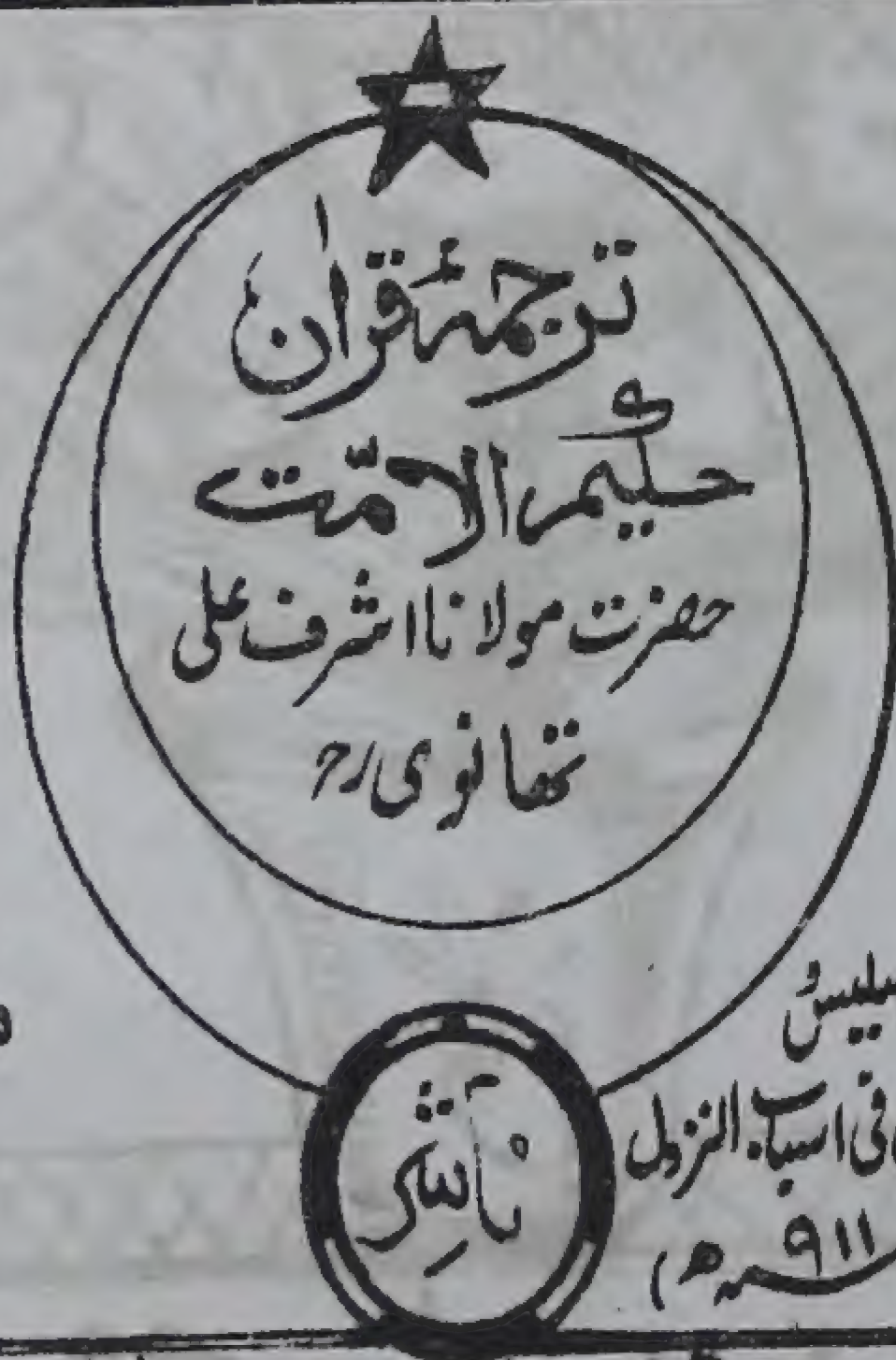
جلیل القدر صحابی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی مشہور و مقبول تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کا سلیس شگفتہ ترجمہ مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول از علامہ جلال الدین سیوطیؒ (م ۹۱۱ھ)

ترجمۂ قرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

ترجمۂ تفسیر از مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر
ادارہ درسِ قرآن (رجسٹرڈ) دیوبند (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبیؐ کا اسوۂ حسنہ تجھے یہ درس دیتا ہے
کہ تیری زندگی، قرآن کی تفسیر ہو جائے

ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ پارہ ۲۳

ناشر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارۂ درسِ قرآن دیوبند یوپی

وَمَالِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس (معبود) کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِہٖٓ اٰلِھَۃً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ

جانا ہے۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمن مجھ کو کوئی تکلیف پہونچانا چاہے

لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُھُمْ شَیْـًٔا وَّلَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْٓ

تو نہ ان معبودوں کی سفارش میرے کام آوے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں۔ اگر

اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾

میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑوں۔

دانشورانہ جواب

اس پر حبیب نجار بولے کہ میرے پاس کونسا عذر ہے کہ میں اس ذات کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور مرنے کے بعد تم سب کو اسی کے سامنے پیش ہونا ہے۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر تمھاری مرضی سے ان بتوں کو پوجنے لگوں جن کی حالت یہ ہے کہ اگر حضرت رحمن مجھے سخت عذاب دینا چاہیں تو عذاب خداوندی کے مقابلہ میں ان کی سفارش میرے کچھ کام نہیں آسکتی اور نہ یہ معبودانِ باطل مجھے اس عذاب سے چھڑا سکتے ہیں۔
اور اگر حق تعالیٰ کے علاوہ میں ان کو پوجنا شروع کر دوں تو میں تو صریح گمراہی میں جا پڑا۔

اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّکُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّۃَ

میں تو تمھارے پروردگار پر ایمان لا چکا سو (تم بھی) میری بات سن لو۔ ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو

قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ

کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی۔ کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا۔

وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ

اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا۔ اور ہم نے اس (شہید) کی قوم پر اس کے

مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا

بعد کوئی لشکر (فرشتوں) کا آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی

مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا

ضرورت تھی۔ وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی اور وہ سب اسی دم (اس سے) بجھ کر

هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾ يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ

(یعنی مر کر) رہ گئے۔ افسوس (ایسے) بندوں کے حال پر کبھی ان کے

مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمْ يَرَوْا

پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو۔ کیا ان لوگوں نے اس

كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا

پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی امتیں غارت کر چکے کہ وہ (پھر) ان کی طرف (دنیا میں) لوٹ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾ ع

کر نہیں آئے۔ اور ان میں کوئی ایسا نہیں جو مجموعی طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے

وقف غفران — ع ۲

بارگاہِ خداوندی میں امتوں کی حاضری

پھر ان سے حبیب نجار نے فرمایا کہ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لا چکا تم بھی میری بات مانو یا یہ کہ حبیب نجار نے رسولوں سے کہا کہ میں تمہارے پروردگار پر ایمان لے آیا لہٰذا تم میری اس بات پر گواہ رہو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، اس پر ان کی مشرک قوم نے ان کو پکڑ لیا اور قتل کر کے سولی پر چڑھایا اور پیروں سے اس قدر روندا کہ آنتیں تک نکل پڑیں چنانچہ ان کے لئے جنت ثابت ہو گئی اور ان کی روح سے کہا گیا کہ جنت میں داخل ہو جا چنانچہ ان کی روح جنت میں داخل ہونے کے بعد کہنے لگی کاش میری قوم

کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی بدولت سمجھتی کہ میرے پروردگار نے توحید کے باعث مجھے بخش دیا اور مجھے جنت میں داخل کر دیا۔

اور جب ہم نے اس بستی والوں کو ہلاک کیا تو ہم نے اس شخص کی قوم پر ان کی شہادت کے بعد پھر ہم نے ان کے پاس اور کوئی رسول نہیں بھیجا کوئی لشکر نہیں اتارا اور نہ ہم کو اتارنے کی ضرورت تھی یا یہ کہ ان کی شہادت کے بعد پھر ہم نے ان کے پاس اور کوئی رسول نہیں بھیجا۔

اور وہ سزا صرف ایک جبریل امین کی سخت آواز تھی کہ وہ سب اسی دم مر کے مرے رہ گئے۔

قیامت کے دن ایسے لوگوں کے حال پر جو کہ ایمان نہیں لائے افسوس اور حسرت کا مقام ہوگا۔ کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے ہنسی نہ اڑائی ہو اور ان لوگوں نے ان تینوں رسولوں کو بھی شہید کر کے کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔

کیا کفار مکہ نے اس چیز پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کہ پھر وہ قیامت تک ان کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔

اور یہ سب قرن اور بستیوں والے حساب کے لئے ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا

اور ان ایک نشانی ان لوگوں کے لئے مردہ زمین ہے ہم نے اس کو (بارش) سے زندہ کیا اور ہم نے اس سے

مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ

غلے نکالے سو ان میں سے لوگ کھاتے ہیں۔ اور (نیز) ہم نے اس میں کھجوروں

مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾

اور انگوروں کے باغ لگائے اور (نیز) اس میں چشمے جاری کئے۔

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا

تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں اور اس (پھل اور غلہ) کو ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا۔ سو کیا

يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

شکر نہیں کرتے۔ وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات

مِمَّا تُنۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا

زمین کے قبیل سے بھی اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جن کو (عام) لوگ

يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ

نہیں جانتے۔ اور ایک نشانی ان لوگوں کے لئے رات ہے کہ ہم اس رات پر سے دن کو اتار لیتے ہیں سو یکایک وہ

فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا

لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں۔ اور (ایک نشانی) آفتاب (ہے کہ وہ) اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے۔

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ

یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس (خدا) کا جو زبردست علم والا ہے۔ اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں

مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾

یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی۔

علاماتِ قدرت اور استدلال کے لئے ان مکہ والوں کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے کہ ہم نے اسے بارش سے زندہ کیا اور اس سے ہر قسموں کے غلے نکالے۔

اور نیز ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور اس زمین میں نہریں جاری کیں تاکہ لوگ کھجوروں کے پھل کھائیں اور ان پھلوں کو ان کے ہاتھوں نے نہیں اُگایا یا یہ کہ ان درختوں کو ان کے ہاتھوں نے نہیں لگایا پھر یہ لوگ اس ذات پر جس نے ان کے ساتھ احسانات کئے ایمان نہیں لاتے۔

وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا زمین میں سے بھی شیریں یا اور تلخ وغیرہ اور خود ان میں سے بھی مرد و عورت اور تری و خشکی چیزوں میں سے بھی مقابل بنائیں اور ان مکہ والوں کے استدلال کے لئے ایک نشانی اندھیری رات ہے اس رات پر ہم دن کو اتار لیتے ہیں تو وہ لوگ رات کی تاریکی میں رہ جاتے ہیں۔

اور سورج بھی اپنی منزلوں میں چلتا رہتا ہے یا یہ کہ رات اور دن چلتا رہتا ہے کوئی اس کا مستقر نہیں یہ اس ذات کی طرف سے اندازہ مقرر کیا ہوا ہے جو کافر کو سزا دینے میں زبردست اور اپنی مخلوق اور ان کی تدابیر سے واقف ہے۔

اور سورج کو طرح ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں کہ وہ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے حتیٰ کہ اخیر سال میں کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح خمدار اور پتلا رہ جاتا ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ

نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی

سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝٤٠ وَاٰيَةٌ

ہے۔ اور دونوں ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔ اور ایک نشانی

لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝٤١ۙ

ان کے لئے یہ ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ۝٤٢ وَاِنْ نَّشَاْ

اور ہم نے ان کے لئے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو

نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ۝٤٣ۙ

ان کو غرق کر دیں۔ پھر نہ تو کوئی ان کا فریادرس ہو اور نہ یہ خلاصی دیئے جاویں۔

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ۝٤٤ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ

مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقت معین تک فائدہ دینا منظور ہے۔ اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے

اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝٤٥

کہ تم لوگ اس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے (مرے) پیچھے ہے تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔ ۝٤٦

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ

تو وہ اصلاً پرواہ نہیں کرتے اور ان کے رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی ان کے پاس ایسی نہیں آتی جس سے وہ سرتابی نہ کرتے ہوں۔

تابع فرمانِ ربانی } نہ آفتاب کی مجال ہے کہ وہ چاند کے طلوع ہونے کے وقت طلوع کر سکے جس سے چاند کی روشنی کو محو کر دے۔ اور اسی طرح نہ رات دن کے مقررہ وقت ختم ہونے سے پہلے آسکتی ہے کہ آکر اس کی روشنی ختم کر دے۔ چاند و سورج و ستارے ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں تیر رہے ہیں۔

اور ان مکہ والوں کے لیے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کو ان کی آبار کی پشتوں میں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار کیا جو کہ سب کو لیے ہوئے پانی پر تھی اور کسی کو اس نے زمین پر باقی نہیں چھوڑا تھا۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ہی جیسی چیزیں، یعنی اونٹ اور دیگر سواریاں پیدا کیں۔

اور اگر ہم چاہیں تو ان کو سمندر میں غرق کر دیں اور پھر غرق ہونے سے ان کو کوئی بچانے والا نہ ہو اور نہ یہ غرق سے بچائے جاویں مگر یہ ہماری مہربانی ہے کہ ہم انھیں غرق ہونے سے بچا لیتے ہیں اور ایک وقت معین یعنی ان کو موت اور ہلاکت تک فائدہ دینا منظور ہے۔

اور جس وقت ان مکہ والوں سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت سے ڈرو، اس پر ایمان لاؤ اور اس کے لئے تیاری کرو اور امورِ دنیا سے ڈرو اور اس کی زیب و زینت سے دھوکہ مت کھاؤ کہ آخرت میں تم پر رحمت کی جائے اور تم کو عذاب نہ دیا ئے۔

اور ان کفار مکہ کے پاس ان کے پروردگار کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی ایسی نہیں آئی جس کی یہ تکذیب نہ کرتے ہوں جیسا کہ انشقاقِ قمر، کسوفِ شمس، بعثتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور نزولِ قرآنِ کریم۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ تو یہ کفار (ان مسلمانوں

...... كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ

سے یوں کہتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر خدا چاہے تو (بہتیرا کچھ)

اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ڰ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾

کھانے کو دیدے۔ تم نرے صریح غلطی میں (پڑے) ہو

زنادقہ قریش } اور جب ان مکہ والوں سے فقرار مومنین کے لئے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم کو اللہ نے مال دیا ہے اس میں سے ان فقرار پر خرچ کرو تو یہ کفار مکہ ان فقرا مومنین کے

بارے میں یوں کہتے ہیں کہ ہم ایسے لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر خدا چاہے تو خود کھانے کو دیدے۔ اے گروہ مومنین تم صریح غلطی میں گرفتار ہو، یا یہ کہ یہ قول اہل ایمان کا ہے کہ انہوں نے کفار سے یہ کہا۔ کہا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ زنادقہ قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾

اور یہ لوگ (بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ

یہ لوگ بس ایک آواز سخت کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ

يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ

رہے ہوں گے۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی فرصت ہو گی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ

يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ

کر جا سکیں گے۔ اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب یکایک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب

اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ

کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہم کو قبروں سے کس نے

مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ

اٹھا دیا۔ یہ وہی (قیامت) ہے جس کا ہم سب سے رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر

الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا

سچ کہتے تھے۔ پس وہ ایک زور کی آواز ہو گی جس سے یکایک سب جمع ہو کر

هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

ہمارے پاس حاضر کردیئے جائیں گے۔

وقف لازم، وقف غفران، وقف منزل - (ع)

کفارِ مکہ کی ہٹ دھرمی اور مذاق

اور یہ کفارِ مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم اپنے اس دعوئی میں کہ مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے سچے ہو۔ تو آپ کی قوم جب آپ کی تکذیب کر رہی ہے تو یہ عذاب کے لیے صرف نفخہ اولیٰ کے منتظر ہیں جو ان کو آپکڑے گا اور یہ اس وقت بازار میں باہمی منازعات میں مصروف ہوں گے۔

سو اس وقت نہ تو ان کو وصیت اور کلام کی فرصت ملے گی اور نہ بازار سے واپسی کی یا یہ کہ نہ اپنے گھروں تک لوٹ آنے کی بلکہ اسی حال میں مرے کے مرے رہ جائیں گے۔

اور پھر دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب قبروں سے نکل نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چلنے لگیں گے اور قبروں سے نکل کر کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے پیدا کر دیا تو ایک دوسرے سے کہیں گے کہ یہ وہی وقت ہے جس کا حضرت رحمٰن نے ہم سے دنیا میں وعدہ کیا تھا یا یہ کہ ان سے محافظ فرشتے کہیں گے کہ یہ وہی ہے جس کا انبیاء کرام ؑ کی زبانی دنیا میں وعدہ کیا تھا۔

اور پیغمبر بعث بعد الموت کے بارے میں سچ کہتے تھے بس وہ نفخۂ ثانیہ ایک زور کی آواز ہوگی جس سے یکایک سب حساب کے لیے ہمارے سامنے حاضر کر دیئے جائیں گے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

پھر اس دن کسی شخص پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم بس ان ہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِىْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾

کرتے تھے۔ اہلِ جنت بے شک اس دن اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِىْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾

وہ اور ان کی بیویاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

نیکیوں کا نیک پھل

اور پھر اس قیامت کے دن کسی کی نیکیوں میں سے ذرہ برابر کمی نہیں کی جائے گی اور نہ اس کے گناہوں میں اضافہ کیا جائے گا اور تم کو بس آخرت میں انھیں کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے اور جنتی قیامت کے دن دوزخیوں کا حال دیکھ کر اپنے مشغلوں میں جو ان کو کنواری لڑکیاں ملیں گی خوش دل ہوں گے اور وہ ان کی بیبیاں درختوں کے سایہ میں مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٦﴾ سَلَٰمٌ

ان کے لیے وہاں (ہر طرح کے) میوے ہوں گے اور جو کچھ مانگیں گے ان کو ملے گا۔ ان کو پروردگار کی

قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٧﴾ وَامْتَٰزُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا

کی طرف سے سلام فرمایا جاوے گا۔ اور اے مجرمو آج (اہلِ ایمان سے) الگ

الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٨﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا

ہو جاؤ۔ اے اولادِ آدم کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی۔

تَعْبُدُوا الشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٥٩﴾ وَأَنِ

کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمھارا صریح دشمن ہے۔ اور یہ کہ

اعْبُدُونِى ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ

میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے۔ اور وہ (شیطان) تم

مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ هَٰذِهِۦ

میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے، سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہ جہنم ہے

جَهَنَّمُ الَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٢﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا

جس کا تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ آج اپنے کفر کے بدلہ میں

كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٣﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰٓ أَفْوَٰهِهِمْ وَ

اس میں داخل ہو۔ آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور

تُكَلِّمُنَآ أَيْدِيهِمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُم بِمَا كَانُوا

ان کے ہاتھ ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پاؤں شہادت دیں گے جو کچھ لوگ

وقف غفران

یَکْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِہِمْ فَاسْتَبَقُوا

کیا کرتے تھے - اور اگر ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں) ان کی آنکھوں کو ملیا میٹ کر دیتے

الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾

پھر یہ رستہ کی طرف دوڑتے ہیں سو ان کو کہاں نظر آتا -

نعمتوں کی بہتات

ان کے لئے جنت میں ہر طرح کے میوے ہوں گے اور جو کچھ وہاں مانگیں گے اور جس چیز کی خواہش کریں گے وہ انھیں ملے گا -

اور ان کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاوے گا -

اور حق تعالیٰ فرمائے گا اے کافرو آج کے دن علیحدہ ہو جاؤ، چنانچہ حق تعالیٰ ان کفار کو اہل ایمان سے جدا کردے گا اور پھر ان سے فرمائے گا کیا میں نے رسولوں کو کتاب نازل کر کے تمھیں اس چیز کی تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی اطاعت ہرگز نہ کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے -

اور یہ کہ صرف میری ہی توحید کے قائل رہنا کیونکہ توحید خداوندی ہی سچا اور سیدھا رستہ ہے -

اور اے انسانو شیطان تم میں سے پہلے ایک بڑی مخلوق کو گمراہ کر چکا ہے تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اس نے تمھارے ساتھ کیا برتاؤ کیا کہ اس کی پھر تم اقتدا نہ کرو سو یہ جہنم ہے جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا، آج اپنے اس انکار کے بدلہ میں جو تم اس کا اور کتاب و رسول کا انکار کیا کرتے تھے اس میں داخل ہو جاؤ -

اور قیامت کے دن ان کے انکار کرنے کے بعد ہم ان کی زبانوں کو مہر لگا کر انھیں کلام کرنے سے روک دیں گے - اور ان کے ہاتھ اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے ہاتھوں سے کی تھیں ہم سے کلام کریں گے اور ان کے پیر جدھر گئے تھے وہ اس کے بارے میں شہادت دیں گے غرض کہ ان کے اعضاء تمام ان برائیوں کے بارے میں گواہی دیں گے جو یہ کیا کرتے تھے - اگر ہم چاہتے تو ان کی گمراہ آنکھوں کو ملیا میٹ کر دیتے اور پھر یہ رستہ تلاش کرتے سو ان کو کہاں نظر آتا مگر ہم نے ان کی گمراہ آنکھوں کو اندھا نہیں کیا -

وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰہُمْ عَلٰی مَکَانَتِہِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے جس سے یہ لوگ نہ آگے

مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ نُّعَمِّرْہُ نُنَکِّسْہُ

کو چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے - اور ہم جسکی زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اس کو طبعی حالت

ع ۴ / ۳

فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا

میں الٹا کر دیتے ہیں۔ کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے۔ اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور

یَنْۢبَغِیْ لَہٗ ؕ اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّیُنْذِرَ

وہ آپ کے لئے شایان بھی نہیں۔ وہ تو محض نصیحت (کا مضمون) اور ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنے والی ہے۔

مَنْ کَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾ اَوَلَمْ

تاکہ ایسے شخص کو ڈراوے جو زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جاوے۔ کیا ان

یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَھُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَآ اَنْعَامًا فَھُمْ

لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان کے (نفع کے) لئے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی پیدا کئے

لَھَا مٰلِکُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَذَلَّلْنٰھَا لَھُمْ فَمِنْھَا رَکُوْبُھُمْ وَمِنْھَا

پھر یہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں۔ اور ہم نے ان مواشی کو ان کا تابع بنا دیا سو ان میں بعضے تو ان کی سواریاں ہیں

یَاْکُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَھُمْ فِیْھَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا

اور بعض کو وہ کھاتے ہیں۔ اور ان میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں (یعنی دودھ)

یَشْکُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے

ناشکرے لوگ

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل ڈالتے کہ یہ بندر اور سور ہو جاتے اس حالت سے کہ یہ اپنے مکانوں اور منزلوں ہی میں پڑے رہ جاتے ہیں، یعنی اپاہج ہونے کی وجہ سے کہیں آنے جانے کی طاقت ہی باقی نہ رہتی اور نہ اپنے سابقہ حالت پر آنے کی طاقت رہتی۔

اور جس کی ہم زیادہ عمر کر دیتے ہیں تو اسے طبعی حالت میں الٹا کر دیتے ہیں تو وہ بچہ کی طرح ہو جاتی ہے نہ اس کی داڑھی رہتی ہے اور نہ دانت اور بول و براز سے بھی محتاج ہو جاتا ہے تو کیا پھر بھی یہ لوگ تصدیق نہیں کرتے۔ اور ہم نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو شاعری کا علم نہیں سکھایا اور نہ یہ آپ کے لئے شایان بھی نہیں

یہ قرآن کریم تو صرف نصیحت کا مضمون ہے اور حلال و حرام اور امر و نواہی کو ظاہر کرنے والی کتاب ہے تاکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ سے ایسے شخص کو ڈرائیں جس کو عقل و شعور ہو اور تاکہ کفار مکہ پر عذاب اور ناراضگی کی بات ثابت ہو جائے کیوں کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان نہیں لاتے۔

کیا ان مکہ والوں کی اس چیز پر نظر نہیں ہوئی کہ ہم نے اپنی قدرت سے کن فرما کر ان کے لئے مواشی پیدا کئے کہ لوگ ان کے مالک بن رہے ہیں۔

اور ہم سے ان مواشی کو تابع بنا دیا سو یہ بعض سے تو یہ سواری کا کام لیتے ہیں اور بعض کا گوشت کھاتے ہیں اور مکہ والوں کے لئے ان مواشی میں اور بھی سواری کمائی وغیرہ کے منافع ہیں اور ان کے دودھ بھی پینے کے لئے ہیں، سو جس ذات نے یہ تمام چیزیں پیدا کیں پھر بھی یہ اس کا شکر نہیں ادا کرتے کہ اس پر ایمان لے آئیں

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُونَ ﴿۷۴﴾

اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں اسی امید پر کہ ان کو مدد ملے۔

لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ﴿۷۵﴾

(لیکن) وہ ان کی کچھ مدد کر ہی نہیں سکتے اور وہ ان لوگوں کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہو جاویں گے جو حاضر کئے

فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

جاویں گے تو ان لوگوں کی باتیں آپ کے لئے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیئے بے شک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دل میں رکھتے

يُعْلِنُونَ ﴿۷۶﴾ اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ

ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو نطفہ سے پیدا کیا سو

فَاِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ

وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور

خَلْقَهٗ ۭ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ

اپنی اصل کو بھول گیا۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو (خصوصاً) جب کہ وہ بوسیدہ ہو گئی ہوں کون زندہ کرے گا۔ آپ جواب

وقف لازم

يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿٧٩﴾

دیدیجئے کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے اول بار انکو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے۔

قدرتِ خداوندی کی عمدہ مثال

مگر ان کفار مکہ نے تو خدا کے علاوہ اور بتوں کو معبود قرار دے رکھا ہے اس امید میں کہ وہ بت ان کی عذاب خداوندی سے حفاظت کریں۔ وہ معبودانِ باطل ان کی عذاب خداوندی سے کچھ بھی حفاظت نہیں کر سکتے۔ اور یہ کفار مکہ تو غلاموں کی طرح ان معبودان باطل کے دستہ بستہ کھڑے ہوئے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی تکذیب آپ کے لئے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیئے۔ بیشک ہم سب جانتے ہیں جو یہ مکر و خیانت دل میں رکھتے ہیں۔ اور جس عداوت و دشمنی کو یہ ظاہر کرتے ہیں

کیا ابی بن خلف کو معلوم نہیں کہ ہم نے اس کو ایک حقیر بد بودار نطفہ سے پیدا کیا ہے اور پھر وہ علانیہ باطل کی حمایت میں اعتراضات کرنے لگا۔ اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا کہ ہڈیاں دکھا کر ہماری قدرت کا انکار کرتا ہے اور اپنی اصلی پیدائش کو بھول گیا اور کہتا ہے کہ ہڈیاں کو جبکہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں کون زندہ کرے گا۔ آپ اس کو جواب دیجیئے کہ وہ ذات زندہ کرے گی جس نے اوّل بار ان کو نطفہ سے پیدا کیا ہے اور وہ ہر ایک چیز سے پیدا کرنا جانتا ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رض سے نقل کیا ہے کہ عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا پھر اسے چورا چورا کر کے بولا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا ایسی ہڈیاں بوسیدہ ہو جانے کے بعد دوبارہ زندہ کی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا ہاں یہی ہڈیاں زندہ کی جائینگی اور تجھے موت دی جائے گی اور پھر دوبارہ تجھے زندہ کیا جائے گا اور پھر تجھ کو دوزخ میں داخل کیا جائیگا۔ اس پر اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ سے اخیر سورت تک یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور ابن ابی حاتم نے مجاہد، عکرمہ، عروہ بن زبیر اور سدی کے طریقہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ باقی ان روایتوں میں عاص بن وائل کی بجائے ابی بن خلف نام مذکور ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے دونوں کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہو کیونکہ دونوں بعث بعد الموت کے منکر تھے ؛

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْہُ

وہ ایسا (قادر) ہے کہ (بعض) ہرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے اور

تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

آگ سلگا لیتے ہو اور جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے ہیں کیا وہ اس پر

بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَہُمْ ؕ بَلٰی ق وَہُوَ الْخَلّٰقُ

قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کر دے ضرور وہ قادر ہے اور وہ بڑا پیدا کرنیوالا

الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ

خوب جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسکا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو

فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِہٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ

کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ ہو جاتی ہے تو اس کی پاک ذات ہے جسکے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے۔

وَّاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

اور تم (سب) کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔

وقف غفران

ع ۵ / ۱۶

مرجع انام

اور مکہ والو! وہ ایسا ہے جو ہرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگا لیتے ہو کیا آسمانوں و زمین کا خالق انسانوں کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ضرور بالضرور وہ اس چیز پر قادر ہے۔ وہ بڑا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور وہ تو جس وقت قیامت قائم کرنا چاہے گا تو اس وقت کہہ دے گا کہ ہو جا وہ فوراً ہو جائے گی۔ اس کی ذات پاک ہے جس کے ہاتھ میں ہر ایک چیز کے پیدا کرنے اور دینے کا اختیار ہے اور تم سب کو مرنے کے بعد اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے وہ تمہیں تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیدے گا۔

ایاتھا ۱۸۲ (۳۷) سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَکِّیَّۃٌ (۵۶) رُکُوْعَاتُھَا ۵

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالصّٰفّٰتِ صَفًّا ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۝۲ فَالتّٰلِیٰتِ

قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی جو بندش کرنیوالے ہیں۔ پھر ان فرشتوں کی جو

ذِکْرًا ۝۳ اِنَّ اِلٰھَکُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

ذکر کی تلاوت کرنیوالے ہیں۔ کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہے ۔ وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا

وَمَا بَیْنَھُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا

اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے اور پروردگار ہے طلوع کرنیکے مواقع کا۔ ہم ہی نے رونق دی ہے اس طرف والے آسمان کو

بِزِیْنَۃِ نِ الْکَوَاکِبِ ۝۶ وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷

ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے ۔

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ۝۸

وہ شیاطین عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے مار کر دھکے دیے جاتے ہیں۔

دُحُوْرًا وَّلَھُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَۃَ

اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا ۔ مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے تو ایک

فَاَتْبَعَہٗ شِھَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰

دھکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ لیتا ہے ؛

(سورۃ الصافات) یہ سورت مکی ہے اس میں ایک سو اکیاسی آیتیں اور آٹھ سو ساٹھ کلمات اور تین ہزار آٹھ سو انتیس حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قسم ہے ان فرشتوں کی جو آسمان میں اس طرح صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مومنین نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔

معبود ایک ہے

اور پھر قسم ہے ان فرشتوں کی جو کہ اذکار الٰہیہ کی تلاوت کرتے رہیں یا یہ کہ تلاوت قرآن کریم کی قسم ہے۔ غرضکہ مکہ والو ان تمام چیزوں کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ تمہارا معبود برحق ایک ہے جو وحدہٗ لاشریک ہے۔ جو آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوقات وغیرہ کا خالق ہے۔ اور پروردگار ہے۔ سردی گرمی کے لانے کا اور ہم ہی نے رونق دی ہے۔ اس سے پہلے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کے ساتھ اور ان ہی ستاروں کے ساتھ اس آسمان کی حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین ان محافظ فرشتوں کی باتوں کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے۔ اور اگر وہ اس چیز کی کوشش بھی کرتے ہیں تو ہر طرف سے مار کر دھکے دے دیئے جاتے ہیں۔

اور یہ ستاروں کی مار کا یا یہ کہ جہنم کا ان کے لئے عذاب دائمی ہوگا۔ مگر جو شیطان کچھ خبر سن کر لے ہی بھاگے اور فرشتوں کی گفتگو سے کچھ اچک ہی لے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ جو اس کو جلا کر ختم کر دیتا ہے ؀

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ

تو آپ ان سے پوچھئے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی ہوئی یہ چیزیں (کیونکہ) ہم نے

مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا ذُكِّرُوْا

ان لوگوں کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ تمسخر کرتے ہیں۔ اور جب انکو سمجھایا

لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا

جاتا ہے تو سمجھتے نہیں۔ اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو (خود) اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ (کیونکہ) بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی اور

وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿۱۶﴾ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿۱۷﴾

ہڈیاں ہو گئے تو کیا ہم پھر زندہ کیے جاویں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔

اہلِ مکہ سے سوال } تو آپؐ ان مکہ والوں سے پوچھیے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں۔ یا ہماری پیدا کی ہوئی چیزیں۔ یعنی فرشتے وغیرہ ہم نے ان لوگوں کو تو ابتداء خلق آدم میں چکنی مٹی سے پیدا کیا۔ آپؐ تو انکی تکذیب پر تعجب کرتے ہیں اور یہ سنکر آپؐ کی اور آپؐ کی کتاب کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔ اور جب ان کو قرآن کریم کے ذریعہ سمجھایا جاتا ہے تو نہیں سمجھتے اور جب یہ مکہ والے کوئی معجزہ دیکھتے ہیں جیسا کہ انشقاق قمر اور کسوف شمس وغیرہ تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو ہمارے پاس لے کر آئے ہیں یہ تو صریح جادو ہے۔ بھلا کیا جب ہم مر کر پرانی ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم پھر دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور کیا ہماری طرح ہمارے اگلے باپ دادا بھی ؎

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ

آپ کہہ دیجئے کہ ہاں (ضرور زندہ ہوگے) اور تم ذلیل بھی ہوگے۔ پس قیامت تو بس ایک للکار ہوگی (یعنی نفخہ ثانیہ) سو سب

فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾

یکایک دیکھنے بھالنے لگیں گے ۔ اور کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہی روز جزا (معلوم ہوتا) ہے ۔

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ اُحْشُرُوا

(ارشاد ہوگا کہ ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے ۔ جمع کرلو ظالموں کو

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور ان کے ہم مشربوں کو اور ان معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ وَقِفُوْهُمْ

کیا کرتے تھے پھر ان (سب) کو دوزخ کا رستہ بتلاؤ ۔ اور (اچھا) انکو

اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ

(ذرا) ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جائے گا۔ اب تم کو کیا ہوا ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ۔ بلکہ وہ سب کے سب)

مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

اس روز سرافگندہ (کھڑے) ہوں گے۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا

(چنانچہ) تابعین کہیں گے کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی متبعین کہیں گے کہ نہیں۔ بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

لائے تھے۔ اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں بلکہ تم

بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾

خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن کافروں کی چیخ و پکار

آپؐ ان سے فرما دیجئے ہاں ضرور تم زندہ ہوگے اور تم ذلیل بھی ہو گے۔ قیامت تو صرف ایک للکار ہوگی یعنی نفخۂ ثانیہ تو اس سے سب قبروں سے اُٹھ کر دیکھنے بھالنے لگیں گے کہ ان کو کیا حکم دیا جا رہا ہے۔ اور قبروں سے کھڑے ہونے کے بعد کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو وہ ہی حساب کا دن ہے۔ تو فرشتے ان سے فرمائیں گے کہ ہاں یہ وہی تمہارے اور اہلِ ایمان کے درمیان فیصلہ کا دن ہے جس کے ہونے کے تم دنیا میں منکر تھے۔

پھر حق تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ مشرکین کو اور جن و انس اور شیاطین میں سے سب ان کے ہم مشربوں کو اور ان کے بتوں کو جمع کر لو پھر ان سب کو دوزخ کے درمیان لے جاؤ۔ پھر فرشتوں کو حکم ہوگا کہ ان کو ذرا دوزخ کے قریب ٹھہراؤ۔ ان سے اس چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ کہ اب تم کو کیا ہوا کہ اب تم عذاب خداوندی کو کیوں نہیں ہٹاتے اور کیا ہوا کہ تم ایک دوسرے کی کیوں نہیں مدد کرتے یا یہ کہ ان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے بارے میں سوال ہوگا۔ بلکہ قیامت کے دن یہ سب عابد و معبود خدا کے سامنے سرافگندہ کھڑے ہوں گے۔ اور بخوبی جان لیں گے کہ حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے اور انسان شیاطین کی طرف اور ادنیٰ درجہ کے لوگ سرداروں کی طرف متوجہ ہو کر سوال جواب کرنے لگیں گے۔

چنانچہ انسان شیاطین سے کہیں گے کہ تم ہم کو دین سے بہکایا کرتے تھے۔ شیاطین جواب میں کہیں گے بلکہ تم خود ہی حق تعالیٰ پر ایمان نہیں لائے تھے۔ ہم پر ناحق کا الزام ہے۔ ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں کہ تم پر

زبردستی چلا رہے ہوں بلکہ تم خود ہی خدا کے منکر تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا

سو ہم سب ہی پر ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات محقق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو مزہ چکھنا ہے۔ تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود

كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾

بھی گمراہ تھے۔ تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک رہیں گے۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ

(اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے

لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا

کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے

لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾ بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ

معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے۔ بلکہ یہ تو ایک سچا دین لے کر آئے ہیں۔

وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿ج﴾

اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔ تم (سب) کو عذاب الیم چکھنا پڑے گا۔

وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

اور تم کو اسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ ہاں مگر جو اللہ کے خاص

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾

کئے ہوئے بندے ہیں۔

کفار کا بعد از وقت پچھتاوا ہم سب پر ہمارے رب کا عذاب و ناراضگی ثابت ہو چکی ہے اب ہم سب کو دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھنا ہے۔ ہم نے تم کو گمراہ کیا اور ہم خود بھی گمراہ تھے۔ وہ سب کے سب قیامت کے دن عذاب میں شریک رہیں گے ہم مشرکین کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جب ان سے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اس بات کے قائل ہو جاؤ کہ خدا کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں تو یہ اس کے ماننے سے تکبر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کی عبادت کو ایک شاعر دیوانہ یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے چھوڑ دیں بلکہ آپ تو قرآن کریم اور توحید کا حکم لے کر آئے تھے اور سابقہ پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں۔

اے مکہ والو! تم سب کو دوزخ کا دردناک عذاب چکھنا پڑے گا اور تم کو آخرت میں اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو تم دنیا میں کفر و شرک کرتے تھے۔ بجز ان حضرات کے جو کفر و شرک سے محفوظ تھے۔ یا یہ کہ عبادت و توحید کے ساتھ اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے ہیں ؛

أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿۴۲﴾

ان کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال (دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے اور وہ

فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۴۳﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ

لوگ بڑی عزت سے آرام کے باغوں میں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ ان کے پاس ایسا

عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ

جام شراب لایا جاوے گا جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جاوے گا سفید ہوگی

لِّلشَّارِبِينَ ﴿۴۶﴾

پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی۔

اہل جنت پر انعامات کی بارش ان کے لئے صبح و شام کے اندازہ کے مطابق ایسی غذائیں ہیں جن کا حال معلوم ہو چکا۔ یعنی میوے وہ لوگ بڑی عزت سے ایسے باغوں میں جن کی نعمتیں ختم نہ ہوں گی تختوں پر آمنے سامنے زیارت کے لئے بیٹھے ہوں گے۔

ان کے پاس پاکیزہ جام شراب لایا جائے گا جو سفید ہوگی۔ اور پینے والوں کو لذیذ معلوم ہوگی۔

لَا فِيهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِنْدَهُمْ

نہ اس میں درد سر ہوگا۔ اور نہ اس سے عقل میں فتور آوے گا۔ اور ان کے پاس

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾

نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہوں گی۔ گویا وہ بیضے ہیں جو چھپے ہوئے رکھے ہیں۔

فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُونَ ﴿٥٠﴾

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے۔

جنّت کی شراب } نہ اس کے پینے سے پیٹ میں درد ہوگا نہ عقل میں فتور آئے گا۔ نہ اور کسی قسم کی تکلیف ہوگی نہ گناہ ہوگا اور نہ اس سے نشہ آئے گا۔ اور نہ درد سر ہوگا۔ اور جنت میں ان کے پاس ان کی بیبیوں کے علاوہ اور نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی جو اپنے خاوندوں پر قانع ہوں گی۔ خوبصورت چہرے والی ہیں۔ گویا بیضوں کی طرح صاف ہیں جو پروں کے نیچے سردی و گرمی سے چھپے ہوئے رکھے ہیں۔ پھر جنتی ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر بات چیت کریں گے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ﴿٥١﴾ يَّقُولُ أَإِنَّكَ

ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا

لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿٥٢﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا

تو بعث کے معتقدین میں سے ہے؟ کیا جب ہم مرجاوینگے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے

أَإِنَّا لَمَدِينُونَ ﴿٥٣﴾ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُّطَّلِعُونَ ﴿٥٤﴾

تو کیا ہم جزا سزا دیئے جاوینگے۔ ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر (اس کو) دیکھنا چاہتے ہو۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ

سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو وسط جہنم میں دیکھے گا۔ کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی

لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾

کرنے کو تھا۔ اور اگر مجھ پہ میرے رب کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی ماخوذ لوگوں میں ہوتا۔

بعث بعد الموت کا منکر } چنانچہ ان اہل جنت میں سے ایک شخص یعنی یہوذا ائومن کہے گا کہ دنیا میں میرا ایک ملاقاتی تھا۔ یعنی فطروس اسی کا بھائی۔ وہ مجھے بطور انکار بعث کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے۔

کیا جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہوجائیں گے تو کیا پھر ہم کو دوبارہ زندہ کرکے ہمارے سے حساب وکتاب لیا جائے گا۔ پھر چنانچہ وہ یہوذا امؤمن اپنے جنتی بھائیوں سے کہے گا کیا تم اس کو دوزخ میں جھانک کر دیکھنا چاہتے ہو کہ تم کو اس کی حالت نظر آجائے۔ چنانچہ وہ خود ہی جھانکے گا تو اپنے اس کافر بھائی کو وسط جہنم میں پڑا ہوا دیکھے گا۔ اور کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھے دین سے بے راہ ہی کرنے کو تھا اور اگر میں تیری باتوں میں آجاتا تو تُو مجھے تباہ ہی کر ڈالتا۔ اور اگر میرے پروردگار کا مجھ پر فضل نہ ہوتا کہ اس نے مجھے ایمان کی توفیق دی اور کفر سے محفوظ رکھا تو میں بھی تیرے ساتھ دوزخ کے عذاب میں ہوتا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ

کیا ہم بجز پہلی بار مرچکنے کے اب نہیں مریں گے اور نہ ہم کو

بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ

عذاب ہوگا۔ یہ بے شک بڑی کامیابی ہے۔ ایسی ہی کامیابی کیلئے

هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے۔

عظیم کامرانی } پھر اس کے بعد ایک منادی کی آواز سنائی دے گی کہ جنتیو موت کردی گئی اب موت نہیں آئے گی۔ اس کے بعد یہ اپنے یاران جنت سے کہے گا کہ کیا ہم بجز

پہلی بار کے مر چکنے کے کہ دنیا میں مر چکے ہیں اب نہیں مریں گے۔ تو اس کے ساتھی کہیں گے ہاں اب نہیں مریں گے۔ پھر منادی کی آواز سنائی دے گی کہ دوزخیو دوزخ پُر کر دی گئی۔ اب اس میں کوئی اور داخل نہ ہوگا۔ اور نہ اس میں سے کسی کو نکالا جائے گا۔ تو یہ سنکر خوشی میں بولے گا کیا ہم کو عذاب نہیں ہوگا وہ ساتھی جوابًا کہیں گے جی ہاں یہ بہت بڑی نجات وکامیابی ہے کہ جنت اور اس کی نعمتیں ہمیں مل گئیں اور دوزخ اور اس کی سختیوں سے محفوظ رہے۔ یہ ان ہی دونوں بھائیوں کے واقعہ کا تکملہ ہے جن کا حق تعالیٰ نے سورۂ کہف میں ذکر کیا ہے۔ اور ایک ان میں سے یہوذا نامی مؤمن تھا۔ اور دوسرا بھائی ابو قطروس وہ کافر تھا۔ پھر حق تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ ایسی ہی کامیابی حاصل کرنے کے لئے سبقت کرنے والوں کو اعمال صالحہ میں سبقت کرنی اور خرچ کرنے والوں کو راہ خدا میں خرچ کرنا اور کوشش کرنے والوں کو علم وعبادت میں کوشش کرنی چاہیئے :

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا

بھلا یہ دعوت بہتر ہے یا زقوم کا درخت ۔ ہم نے اس درخت کو

فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ

ظالموں کیلئے موجب امتحان بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے

اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ

نکلتا ہے ۔ اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن

الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ

تو وہ لوگ اسی سے کھاویں گے اور اس سے پیٹ

مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ

بھریں گے ۔ پھر ان کو کھولتا ہوا پانی (پیپ میں) ملا کر

حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ اِنَّهُمْ

دیا جاویگا۔ پھر اخیر ٹھکانہ ان کا دوزخ ہی کی طرف ہوگا ۔ (کیونکہ)

اَلۡفَوۡا اٰبَآءَهُمۡ ضَآلِّيۡنَۙ ﴿۶۹﴾

انہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا۔

کُھلا اور واضح فرق

بھلا یہ بتلاؤ کہ اہلِ جنت کی جو نعمتیں بیان کی گئیں جو مؤمنین کے لئے تیار کی گئی ہیں وہ بہتر ہیں۔ یا زقوم کا درخت جو کفار کے لئے ہے۔

ہم نے اس درخت کو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے موجب امتحان بنایا ہے جو کہتے ہیں زقوم کھجور اور مکھن ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے۔ اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن ایسے خطرناک قسم کے سانپ یمن کی طرف ہوتے ہیں۔ مکہ والے اور تمام کفار اسی درخت میں سے کھائیں گے اور زقوم ہی سے اپنا پیٹ بھریں گے۔ پھر اس کے بعد ان کو کھولتا ہوا پانی ملا کر دیا جائیگا۔ اور پھر اخیر ٹھکانا ان کا قعر دوزخ ہی ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے اپنے بڑوں کو حق وہدایت سے گمراہ پایا تھا پھر یہ بھی ان کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورہ والصّٰفّٰت) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ک ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔ ابوجہل بولا کہ تمہارا ساتھی (یعنی حضورؐ اکرم) کہتا ہے کہ دوزخ میں ایک درخت ہوگا حالانکہ آگ تو درخت کو کھا جاتی ہے میرے خیال میں تو زقوم کا درخت مکھن اور کھجور کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ چنانچہ جب کفار دوزخ میں درخت ہونے کے بارے میں متعجب ہوئے اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخۡرُجُ فِيۡۤ اَصۡلِ الۡجَحِيۡمِۙ یعنی وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے۔ اور اسی طرح سدی سے روایت نقل کی ہے۔

فَهُمۡ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمۡ يُهۡرَعُوۡنَ ﴿۷۰﴾ وَلَقَدۡ ضَلَّ قَبۡلَهُمۡ

پھر یہ بھی انہیں کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے۔ اور ان سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں

اَكۡثَرُ الۡاَوَّلِيۡنَۙ ﴿۷۱﴾ وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا فِيۡهِمۡ مُّنۡذِرِيۡنَ ﴿۷۲﴾

اکثر گمراہ ہوچکے ہیں اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے

فَانۡظُرۡ كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنۡذَرِيۡنَۙ ﴿۷۳﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ

سو دیکھ لیجئے ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جنکو ڈرایا گیا تھا۔ ہاں مگر جو خدا کے

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿٧٥﴾

خاص کیے ہوئے بندے تھے۔ اور ہم کو نوحؑ نے پکارا سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے ان کو اور ان کے تابعین کو بڑے بھاری غم سے نجات دی اور ہم نے باقی انہیں کی

ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾

اولاد کو رہنے دیا۔ اور ہم نے ان کے لئے پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات رہنے دی

سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾

کہ نوحؑ پر سلام ہو عالم والوں میں۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾

بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے دوسرے لوگوں کو (یعنی کافروں کو) غرق کر دیا۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾

اور نوحؑ کے طریقہ والوں میں سے ابراہیمؑ بھی تھے۔

امم سابقہ کا حال، درسِ عبرت } اور آپؐ کی قوم سے پہلے بھی سابقہ قوموں میں بہت سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے پیغمبر بھیجے تھے مگر وہ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ ہم نے ان کو ہلاک کر دیا سو آپؐ دیکھ لیجئے کہ ان لوگوں کو کیسے بری طرح ہلاک کیا جن کو ڈرایا گیا تھا۔ اور پھر وہ ایمان نہیں لائے تھے۔ ہاں مگر جو کفر و شرک سے محفوظ یا یہ کہ توحید و عبادت میں مخلص تھے۔ انہوں نے انبیاء کرامؑ کی تکذیب نہیں کی ہم نے ان کو ہلاک نہیں کیا۔

نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے دعا کی کہ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ ہم ان کی خوب فریاد سننے والے ہیں چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے تابعین کو غرق ہونے سے بچا لیا اور قیامت تک ہم نے باقی ان ہی کی اولاد کو رہنے دیا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کے تین لڑکے تھے۔ سام حام یافث سام تو ابو العرب ہیں۔ اور تمام عربوں کے جزیروں میں رہنے والوں کے باپ ہیں۔ اور حام حبش بربر اور سندھ والوں کے باپ ہیں اور

یا فث تو تمام لوگوں کے باپ ہیں۔
اور ہم نے نوحؑ کے لئے ان کے بعد والوں میں یہ بات رہنے دی کہ ہماری طرف سے نوحؑ پر سلام ہو عالم والوں میں ہم مخلصین کو ثناء حسن اور نجات کے ذریعہ سے ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔
پھر ہم نے ان کے علاوہ دوسرے طریقے کے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور نوحؑ کے طریقہ والوں میں سے یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ والوں میں سے ابراہیمؑ بھی تھے کیونکہ ابراہیمؑ نوحؑ کے طریقہ اور انکے اصول پر تھے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ابراہیمؑ کے اصول اور ان کے طریقہ پر تھے ؛

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا

جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے۔ جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ

تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا

تم کس (واہیات چیز کی) عبادت کیا کرتے ہو۔ کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کو اللہ کے سوا چاہتے ہو تو تمہارا

ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِى النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ

رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے۔ سو ابراہیمؑ نے ستاروں کو ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور

اِنِّىْ سَقِيْمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ اِلٰٓى

کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں۔ غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو یہ ان کے بتوں میں

اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾

جا گھسے اور کہنے لگے کہ کیا تم کھاتے نہیں ہو تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾

پھر ان پر قوت کے ساتھ جا پڑے اور مارنے لگے۔ سو وہ لوگ ان کے پاس دوڑتے ہوئے آئے

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾

ابراہیمؑ نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی چیزوں کو

قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا

وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیمؑ کے لئے ایک آتش خانہ تعمیر کرو اور ان کو اس دھکتی آگ میں ڈال دو۔ غرض ان لوگوں نے

بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾

ابراہیمؑ کے ساتھ برائی کرنی چاہی تھی سو ہم نے انہیں کو نیچا دکھایا۔

حضرت ابراہیمؑ کا واقعہ } جبکہ ابراہیم علیہ السلام اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف خالص دل سے متوجہ ہوئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ آزر اور اپنی بت پرست قوم سے فرمایا کہ تم خدا کے علاوہ کس واہیات چیز کی عبادت کیا کرتے ہو قوم بولی بتوں کی حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔ سو تمہارا رب العالمین کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جب تم اس کے علاوہ دوسروں کو پوجوگے تو وہ تمہیں کیا بدلہ دے گا۔ (پھر جب قوم نے میلہ میں چلنے کو کہا) تو حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں کی طرف ایک نظر بھر کر دیکھی یا یہ کہ ذرا سوچ کر کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں تاکہ قوم ان کو چھوڑ دے۔ غرض وہ لوگ ان کو چھوڑ کر اپنے میلہ میں چلے گئے تو حضرت ابراہیمؑ ان کے بتوں میں جا گھسے۔ اور بطور استہزاء کے کہنے لگے، کہ یہ شہد وغیرہ کے چڑھاوے جو تمہارے سامنے رکھے ہیں یہ کھاتے کیوں نہیں ہو۔ چنانچہ وہ جواب کہاں سے دیتے تو حضرت ابراہیمؑ بولے کہ تم کو کیا ہوا تم بولتے بھی نہیں ہو۔ پھر تو ان پر قوت کے ساتھ کدال لے کر جا پڑے اور ان کو مارنا شروع کر دیا۔

پھر وہ لوگ اپنے میلہ سے واپسی پر یہ ماجرا دیکھ کر حضرت ابراہیمؑ کے پاس دوڑے ہوئے آئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو لکڑیوں اور پتھروں سے خود تراشتے ہو اور اس حق تعالیٰ کی عبادت کو چھوڑتے ہو کہ جس نے تم کو اور تمہاری سب بنائی ہوئی چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ قوم بولی ان کے لئے ایک آتش خانہ تعمیر کرو اور ان کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کی تدبیر کی تھی۔ تو ہم نے اس تدبیر میں ان ہی کو نیچا دکھایا یا کہ سزا کے اعتبار سے ان ہی کو ذلیل و خوار کیا۔

وَقَالَ اِنِّىْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّىْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِىْ

اور ابراہیمؑ کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں۔ وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہنچا ہی دیگا

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ

اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے۔ سو ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی۔ سو جب وہ لڑکا

مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ

ایسی عمر کو پہنچا کر ابراہیمؑ کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب

فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ

دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے۔ وہ بولے کہ اباجان آپکو جو حکم ہوا ہے آپ بلاتامل

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ

کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے دیکھیں گے۔ غرض دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کر لیا اور باپ نے

لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ

بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے کروٹ پر لٹایا۔ اور چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں اسوقت ہم نے انکو آواز دی کہ اے ابراہیم (شاباش ہے) تم نے خواب کو خوب سچ

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا

کر دکھایا۔ (وہ وقت بھی عجیب تھا) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان

الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض میں دیا۔ اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ

یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی

نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾

صلہ دیا کرتے ہیں۔

مخلصین پر نوازش وانعام } حضرت ابراہیمؑ نے ان لوگوں سے مایوس ہو کر لوطؑ سے فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی عبادت کے لئے کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو اچھی جگہ پہنچا ہی دے گا۔ اور ان لوگوں سے نجات دے گا۔

پھر (شام پہنچکر) یہ دُعا کی کہ میرے پروردگار مجھ کو ایک نیک فرزند دے سو ہم نے ان کو ایک ایسے فرزند کی بشارت دی جو بچپن میں علیم اور بڑے ہونے پر حلیم المزاج ہیں۔ پھر جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ وہ طاعت میں یا یہ کہ پہاڑ وغیرہ کی طرف جانے میں چلنے پھرنے لگا تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیلؑ سے فرمایا برخوردار مجھے خواب میں تیرے ذبح کرنے کا حکم ہوا ہے سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے، وہ بولے ابّا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ بلا تامل کیجئے۔ آپ انشاء اللہ مجھے ذبح پر صبر کرنے والا پائیں گے۔ غرضکہ جب دونوں حکم الٰہی کی بجاآوری کے لئے تیار ہو گئے۔ اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کروٹ پر لٹا دیا۔ تو ہم نے آواز دی کہ ابراہیمؑ آپ نے خواب کو سچّا اور پورا کرکے دکھایا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔

حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک موٹا مینڈھا اس کے عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنیوالوں میں یہ بات رہنے دی کہ ابراہیمؑ پر سلام ہو مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ۞

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾ وَبٰرَكْنَا

اور ہم نے (ایک انعام ان پر یہ کیا کہ) ان کو اسحٰقؑ کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے اور ہم نے ابراہیمؑ پر

عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ۭ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ

اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں اور (پھر آگے) ان دونوں کی نسل میں بعضے اچھے بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو (بدیاں کرکے)

لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ ع وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰي مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿١١٤﴾ ج

صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں اور ہم نے موسٰیؑ اور ہارونؑ پر بھی احسان کیا

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿١١٥﴾ ج وَنَصَرْنٰهُمْ

اور ہم نے ان دونوں کو اور انکی قوم کو بڑے غم سے نجات دی اور ہم نے ان سب کی

فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿١١٦﴾ ج وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿١١٧﴾

(فرعون کے مقابلہ میں) مدد کی سو یہی لوگ غالب آئے۔ اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی

وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا

اور ہم نے ان دونوں کو سیدھے راستہ پر قائم رکھا اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنیوالے

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا

لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام ہو ہم مخلصین کو

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا

ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں بیشک وہ دونوں ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

سے تھے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کو بشارت

اور ہم نے ان کو اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی کہ نبی اور نیک بختوں میں سے ہوں گے اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں اور ان دونوں کی نسل میں بعضے موحد بھی ہیں اور بعضے صریح کفر میں گرفتار ہیں۔ اور ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر بھی نبوت و اسلام کے ذریعہ سے احسان کیا اور ہم نے ان کو اور ان کی قوم کو غرق سے نجات دی۔ اور فرعون اور اس کی قوم کے مقابلہ میں ہم نے ان سب کی مدد کی سو آخر میں یہی لوگ غالب آئے۔ اور ہم نے ان دونوں کو توریت دی تھی جو حلال و حرام کو واضح کرنے والی ہے۔ اور ہم نے ان کو سچے اور سیدھے رستہ پر قائم رکھا اور ہم نے ان کو بعد آنے والے لوگوں میں ان کے لئے سلام اور نیکی رہنے دی ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔ بیشک یہ دونوں ہمارے سچے ایماندار بندوں میں سے تھے ؛

وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ

اور الیاس علیہ السلام بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا

اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ

کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اس کو چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر

أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿١٢٥﴾ اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ

بنانے والا ہے (اور وہ) معبود برحق ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا

الْأَوَّلِينَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٢٧﴾ إِلَّا

رب ہے سو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے مگر جو اللہ کے خاص

عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٢٩﴾

بندے تھے اور ہم نے الیاسؑ کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ ﴿١٣٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾

کہ الیاسین پر سلام ہو ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

بیشک وہ ہمارے (کامل) ایماندار وں میں سے تھے۔

حضرت الیاسؑ کی تبلیغ } اور الیاسؑ بھی اپنی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے جس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم غیر اللہ کی پرستش سے نہیں ڈرتے کیا تم حق تعالیٰ کے سوا اس بعل بت کو پوجتے ہو یا یہ کہ اس بیل کو اور کہا گیا ہے کہ بعل نامی انکا بت تھا۔ جس کا طول تیس ہاتھ تھا۔ اور اس کے چار منہ تھے۔ اور اس ذات کی عبادت چھوڑ بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے۔ اس کی عبادت کیوں نہیں کرتے۔ وہ تمہارا خالق ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی خالق و معبود ہے سو ان لوگوں نے ان کی رسالت کی تکذیب کی ہو سو یہ لوگ دوزخ کے عذاب میں پکڑے جائیں گے۔ بجز موحد اور فرمانبردار بندوں کے کہ ان کو ایسی سزا نہ ہوگی اور ہم نے ان کے بعد والوں میں یہ بات رہنے دی کہ الیاسؑ پر سلامتی ہو اور یہ ادریسؑ ہیں یا یہ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلقین پر سلامتی ہو۔

نیکو کاروں کو ہم اس طرح صلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے سچے مومن بندوں میں سے تھے :

وَإِنَّ لُوطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ

اور بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے۔ جبکہ ہم نے ان کو اور ان کے

اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا

متعلقین کو سب کو نجات دی بجز اس بڑھیا (یعنی انکی زوجہ) کے کہ وہ رہ جانے والوں میں رہ گئی - پھر

الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا اور تم تو ان کے (دیار و مساکن) پر صبح ہوتے اور رات میں گزرا کرتے ہو

وَبِالَّيْلِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ ع وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ

تو کیا پھر بھی نہیں سمجھتے ہو اور بیشک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾

سے تھے جب کہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے -

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ

سو یونسؑ بھی شریک قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھہرے پھر ان کو مچھلی نے (ثابت) نگل لیا اور یہ اپنے کو

وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾

ملامت کر رہے تھے -

مچھلی کا حضرت یونسؑ کو نگلنا

اور لوطؑ کو بھی انکی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ جبکہ ہم نے ان کو اور ان کی دونوں صاحبزادیوں زاعورا اور ایثا کو نجات دی بجز انکی منافقہ بیوی کے کہ وہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ رہ گئی۔ چنانچہ ہم نے لوطؑ اور ان کے متعلقین کے علاوہ جو باقی بچے سب کو ہلاک کر دیا۔

اور مکہ والو! تم قوم لوط کی بستیوں سدوم عمورا صبور وادادوما پر سے کبھی صبح ہوتے گذرتے ہو اور کبھی رات میں گذرا کرتے ہو۔ کیا پھر بھی اس چیز کی تصدیق نہیں کرتے کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تاکہ ان کی اقتداء نہ کرو۔

یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جبکہ وہ اپنی قوم کے پاس سے چل کر یا یہ کہ بھاگ کر ایک بھری ہوئی تیار کشتی کے پاس پہنچے تو یونسؑ بھی کشتی میں شریک قرعہ ہوئے تو قرعہ میں انھیں کا نام نکلا، انہوں نے

اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو مچھلی نے نگل لیا تو یہ اپنے ہی کو ملامت کر رہے تھے۔ کیونکہ قوم سے بھاگ کر آئے تھے۔

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِيْ

سو اگر وہ (اسوقت) تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے

بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ

پیٹ میں رہتے سو ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ

سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾ وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾

اسوقت مضمحل تھے۔ اور ہم نے ان پر ایک بیلدار درخت بھی اُگا دیا تھا اور ہم نے

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا

ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا پھر وہ لوگ

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ

ایمان لے آئے تو ہم نے ان کو ایک زمانہ تک عیش دیا۔ سو ان لوگوں سے پوچھئے کہ کیا خدا کے لئے تو بیٹیاں

وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ

اور تمہارے لئے بیٹے یا کیا ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے اور وہ (ان کے بننے کے وقت)

شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾

دیکھ رہے تھے خوب سن لو کہ وہ لوگ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ)

وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾

اللہ صاحب اولاد ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں کیا اللہ تم نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زیادہ پسند کیں۔

مَا لَكُمْ قف كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾ ج اَمْ لَكُمْ

تم کو کیا ہو گیا تم کیسا (بیہودہ) حکم لگاتے ہو پھر کیا تم (عقل اور) سوچ سے کام نہیں لیتے ہو - ہاں کیا تمہارے پاس

سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵۶﴾ لا فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾

(اس پر) کوئی واضح دلیل موجود ہے۔ سو تم اگر (اس میں) سچے ہو تو اپنی وہ کتاب پیش کرو۔

مشرکین کے دعوے کو چیلنج

تو اگر یہ اس واقعہ سے پہلے عبادت گذاروں میں سے نہ ہوتے تو یہ اس مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ پھر ہم نے انکو نکال کر ایک میدان میں ڈال دیا۔ اور وہ اسوقت مضمحل تھے اور ان کا بدن بچہ کے بدن کی طرح نرم ہو گیا تھا۔ اور ہم نے ان پر (دھوپ کی حفاظت کے لیئے) ایک بیلدار درخت بھی اگایا۔ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ بلکہ اس سے بھی بیس ہزار زائد آدمیوں کی طرف رسول بناکر بھیجا تھا۔ سو وہ لوگ ان پر ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انکو مرنے تک بلا کسی تکالیف کے عیش دیا تھا۔ سو اب اس کے بعد مکہ والوں میں سے بنو ملیح سے پوچھیئے کہ کیا خدا کے لیۓ تو بیٹیاں ہوں اور تمہارے بیٹے، وہ جواباً بولے ہاں اس پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا حق تم کے لئے وہ چیز پسند کرتے ہو جو اپنے لئے پسند نہیں کرتے۔ کیا بقول تمہارے ہم نے فرشتوں کو عورت بنایا ہے۔ اور ان کے بننے کے وقت موجود تھے۔ بلکہ یہ اپنی سخن تراشی سے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ یہ اپنے قول میں بالکل جھوٹے ہیں، کیا حق تعالیٰ نے بیٹوں کے مقابلہ میں بیٹیاں زائد پسند کیں۔ کیا ہو گا کہ تم کیسا بیہودہ حکم لگاتے ہو اللہ تو کے لیئے وہ چیز پسند کرتے ہو جسے اپنے لئے گوارا نہیں کرتے۔ کیا جو تم بکتے ہو اسے سوچتے نہیں۔ کیا تمہارے پاس اے مکہ والو! اس کے بارے میں کوئی کتاب ہے جس میں اس پر واضح دلیل ہو کہ معاذ اللہ فرشتے حق تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو وہ کتاب پیش کرو ؛

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ط وَلَقَدْ

ان لوگوں نے اللہ میں اور جنات میں بھی رشتہ داری قرار دی ہے) اور جس جس کو یہ لوگ

عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ لا سُبْحٰنَ اللّٰهِ

خدا کا شریک ٹھہرا رہے ہیں انکی تو یہ کیفیت ہے کہ گمان میں جو جنات ہیں خود انکا یہ عقیدہ ہے کہ (ان میں جو کافر ہیں) وہ (عذاب میں) گرفتار ہونگے۔

عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۵۹﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۰﴾ فَإِنَّكُمْ

اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو تم بیان کرتے ہیں۔ مگر جو اللہ کے خاص (ایمان والے) بندے ہیں۔ سو تم اور تمہارے سارے

وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿۱۶۱﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿۱۶۲﴾ إِلَّا مَنْ

معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے۔ مگر اسی کو جو کہ (علم الٰہی میں)

هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ﴿۱۶۴﴾

جہنم رسید ہونے والا ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین درجہ ہے۔

وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿۱۶۵﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۶۶﴾

اور (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کے وقت) ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں اور ہم (خدا کی) پاکی بیان

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۶۸﴾

کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت (کی کتاب) پہلے لوگوں کی (کتابوں)

لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۶۹﴾

کے طور پر آتی۔ تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے۔

موحد و ملحد کا فرق: اور بنو ملیح والوں نے تو حق تعالیٰ اور جنات میں رشتہ داری قرار دی ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جس کا ظہور فرشتے ہیں جو اللہ کی بیٹیاں ہیں اور کہا گیا ہے کہ یہ آیت زنادقہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو ابلیس لعین کو خدا کا شریک قرار دیتے ہیں کہ خدا خالق خیر ہے۔ اور ابلیس خالق شر ہے۔

اور فرشتے اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ کفار مکہ عذاب دوزخ میں گرفتار رہوں گے اللہ تو ان باتوں سے پاک ہے جو جو یہ جھوٹی باتیں بیان کرتے ہیں۔ مگر جو حق تو کے موحد و عبادت گذار بندے ہیں وہ ایسی باتیں نہیں کرتے یا یہ کہ جو حضرات کفر و شرک اور فواحش سے معصوم ہیں وہ عذاب میں نہیں جکڑے جائیں گے۔

سوائے مکہ والو! تم بھی اور تمہارے سارے معبود بھی کسی کو عبادت خداوندی سے نہیں پھیر سکتے۔

مگر وہی ابلیس جو تمہارے ساتھ دوزخ میں بھی جائے گا یا یہ کہ مگر اسی کو جو علم الٰہی میں جہنم رسید ہونے والا ہے۔ آگے جبریل امین کا قول نقل کرتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کا آسمان میں ایک معین درجہ ہے اور ہم نماز میں صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ہم خدا کی پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں۔

اور یہ کفار مکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس بھی پہلے لوگوں کی طرح رسول آتا تو ہم حق تعالیٰ کے موحد بندے ہوتے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

جویبر نے بواسطہ ضحاک حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا قریش کے تین قبیلوں سلیم۔ جہینہ اور خزاعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں مجاہد سے نقل کیا ہے کہ روساء قریش بولے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا تو ان کی مائیں کون ہیں۔ تو وہ بولے سادات جنات کی بیٹیاں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّۃُ اِنَّھُمْ لَمُحْضَرُوْنَ۔ اور ابی بن حاتم نے یزید بن ابی مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ لوگ متفرق طور کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے تب حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔ اس کے بعد ان کو صف بنانے کا حکم ہوا:

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٧٠﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ

پھر یہ لوگ اس کا انکار کرنے لگے سو (خیر) اب ان کو (اس کا انجام) معلوم ہوا جاتا ہے۔ اور ہمارے خاص (بندوں یعنی) پیغمبروں کیلئے

كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾

ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ بیشک وہی غالب کئے جاویں گے۔

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾

اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے تو آپ (تسلی رکھیئے اور) تھوڑے زمانہ تک

وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾

(صبر کیجئے) اور ان کی مخالفت اور ایذارسانی کا) خیال نہ کیجئے اور (ذرا) انکو دیکھتے رہیئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں۔

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾

سو وہ (عذاب) جب انکے رو در رو آ نازل ہوگا سو وہ دن ان لوگوں کا جن کو ڈرایا جا چکا تھا بہت ہی بُرا ہوگا (ٹل نہ سکے گا)۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

اور آپ تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجئے اور دیکھتے رہیئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ

آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر) بیان کرتے ہیں اور سلام ہو

عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

پیغمبروں پر اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔

کفار بربادی وہلاکت کے حامل

چنانچہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور قرآن کریم نازل ہوا تو یہ لوگ انکار کرنے لگے۔ سو عنقریب ان کو انجام معلوم ہوا جاتا ہے کہ مرنے کے وقت اور قبر میں اور قیامت کے دن انکے ساتھ کیا ہوگا۔

اور ہمارے خاص بندوں یعنی رسولوں کے لئے ہمارا نصرت و مدد کا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے کہ وہ ہی غالب کئے جائیں گے۔ اور قیامت میں ہمارا ہی لشکر یعنی انبیاء کرام اور اہل ایمان غالب رہیں گے۔ آپؐ بدر تک جوان کفار مکہ کی ہلاکت کا موقعہ ہے الغرض رکھیئے۔ اور عذاب خداوندی کو دیکھتے رہیئے سو عنقریب ان کو بھی معلوم ہو جائے گا کہ ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

کیا یہ ہمارے عذاب کا وقت آنے سے پہلے ہی اس کا تقاضہ کر رہے ہیں سو وہ عذاب جب ان کے قریب ہی آپہنچے گا تو وہ دن ان لوگوں کا جن کو انبیاء کرام نے ڈرایا تھا اور پھر وہ ایمان نہیں لائے تھے بہت ہی برا ہوگا۔ آپ ان کی ہلاکت کے وقت تک صبر کیجئے اور ذرا ان کو دیکھتے رہیئے سو عنقریب یہ بھی خود دیکھ لیں گے۔ آپؐ کا رب جو بڑی عظمت و قدرت والا ہے وہ ان شرکیہ باتوں سے پاک ہے جو یہ بک رہے ہیں اور ہماری طرف سے انبیاء کرام پر سلام ہو کہ انہوں نے تبلیغ رسالت کی۔ اور تمام تر خوبیاں اور وحدانیت حق تعالےٰ ہی کے لئے ہیں جس نے انبیاء کرام کو نجات دی اور انکی نافرمان قوموں کو ہلاک کیا اور جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

اور ابن منذر نے ابن جریج سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔ اور جویبر نے حضرت ابن عباسؓ سے

نقل کیا ہے کہ کفار بولے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جس عذاب سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں وہ ہمیں دکھا دیں اور اس کو جلدی سے لے آئیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ یہ روایت شرط شیخین پر صحیح ہے

اٰیاتُہا ۸۸ (۳۸) سُورَۃُ صٓ مَکِّیَّۃٌ (۳۸) رکوعاتہا ۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ۝۱ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پر ہے بلکہ (خود) یہ کفار (ہی) تعصب

فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

اور (حق کی) مخالفت میں ہیں ان سے پہلے بہت سی امتوں کو ہم (عذاب سے) ہلاک کر چکے ہیں

قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳

سو انہوں نے (ہلاکت کے وقت) بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت خلاصی کا نہ تھا۔

(سورۂ صٓ) یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں چھیاسی آیتیں اور سات سو بتیس کلمات اور تین ہزار چھیاسٹھ حروف ہیں۔

امم سابقہ کی ہلاکت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یعنی قرآن کریم کو بار بار پڑھوتا آنکہ ایمان کفر سے اور سنت بدعت سے اور حق باطل سے صدق کذب سے حلال حرام سے اور نیکی برائی سے ممتاز ہو جائے۔ یا یہ کہ صٓ سے مراد اہل مکہ یا ابو جہل کو ہدایت سے روک دیا گیا یا یہ کہ صٓ حق تعالیٰ کا صادق جو اسم پاک ہے اس کا مخفف ہے۔ یا یہ کہ اس کے ذریعہ سے قسم کھائی گئی ہے۔ قرآن کی جو شرف و بیان والا ہے یعنی جو اس پر ایمان لائے اس کے لئے شرافت والا اور اولین و آخرین کے بیان والا ہے۔ بلکہ یہ کفار مکہ ہی تعصب و برائی اور مخالفت و دشمنی میں پڑے ہوئے ہیں۔

قریش سے پہلے بہت سی امتوں کو ہم ہلاک کر چکے ہیں تو انہوں نے ہلاکت کے وقت فرشتوں کو بہت پکارا مگر اسوقت بھاگنے اور چھٹکارا پانے کا کہاں وقت تھا۔ بگڑے گئے تا آنکہ حق تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ اور ان کی یہ عادت تھی کہ جب کسی دشمن سے لڑتے تو مناص مناص کر کے ایک دوسرے کو پکارتے تھے۔ مقصود یہ ہوتا ایک دم حملہ کریں۔ چنانچہ جس کے مقدر میں بچنا ہوتا تھا وہ بچ جاتا تھا۔ اور جس وقت ان پر دشمن غالب ہو جاتا تھا تو

کچھ لوگ ان میں سے سبقت کرکے پکارتے تھے۔ مناص مناص (زبر کے ساتھ) یعنی بھاگو بھاگو چنانچہ سب لڑائی سے بھاگ جاتے تھے۔ تو وہاں بھی انہوں نے فرشتوں کو پکارنا شروع کیا باقی وہاں فرار ہونے کا اور خلاصی کہاں وقت تھا :

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ صٓ) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امام احمد، ترمذی، نسائی اور امام حاکم نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جس وقت ابوطالب بیمار ہوئے تو قریش ان کے پاس آئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لائے۔ قریش نے ابوطالب سے آپؐ کی شکایت کی ابوطالب نے آپؐ سے کہا کہ اے بھتیجے تمہاری اپنی قوم سے کیا منشاء ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں صرف ان سے ایک بات چاہتا ہوں جس کی وجہ سے سارا عرب ان کے تابع ہو جائیگا اور عجم ان کو جزیہ دے گا۔ صرف ایک کلمہ ہے ابوطالب نے کہا وہ کیا آپؐ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ تو سب نے کہا صرف ایک خدا یہ تو ایک عجیب بات ہے۔ تو ان لوگوں کے بارے میں صٓ والقرآن سے بَلْ لَمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ تک یہ آیتیں نازل ہوئیں :

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ز وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

اور ان کفار (قریش) نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس ان (ہی) میں سے ایک (پیغمبر) ڈرانے والا آگیا اور کہنے لگے کہ یہ شخص (خوارق میں)

هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ج صلے ④ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ج صلے

ساحر (اور دعوئ نبوت میں) جھوٹا ہے۔ (اور) کیا (یہ شخص سچا ہو سکتا ہے کہ) اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ⑤ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ

واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ اور (توحید کا مضمون سنکر) ان کفار میں کے رئیس یہ کہتے ہوئے

امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ج صلے اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ

چلے کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت پر) قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات

یُّرَادُ ج صلے ⑥ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ج صلے ○ اِنْ هٰذَآ

ہے۔ ہم نے تو یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں نہیں سنی۔ ہو نہ ہو

اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۞ ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ

یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے کیا ہم سب میں سے اسی شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا ۔ بلکہ یہ لوگ (خود)

هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ۞

میری وحی کی طرف سے شک (یعنی انکار) میں ہیں۔ بلکہ (اصل وجہ یہ ہے کہ) انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا

اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۞

کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے ہیں (جس میں نبوت بھی داخل ہے) ۔

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۫ فَ

یا کیا ان کو آسمان اور زمین اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں ان کا اختیار حاصل ہے (اگر اختیار ہے)

لْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ۞

تو ان کو چاہیے کہ سیڑھیاں لگا کر (آسمان پر) چڑھ جاویں۔

کفارِ قریش کا باطل مسلک پر استحکام

اور ان کفار قریش نے اس بات سے تعجب کیا کہ انکی قوم میں سے ایک پیغمبر ڈرانے والا آگیا اور کفار مکہ یہاں تک کہنے لگے کہ معاذ اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ساحر اور دعوئ نبوت میں کاذب ہیں۔ انہوں نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود رہنے دیا کیا ہماری طرف ضروریات کے لئے ایک معبود کفایت کر سکتا ہے ان کی یہ بہت ہی عجیب بات ہے۔ اور ان کفار قریش کے رئیس عتبہ۔ شیبہ ابی خلف۔ ابو جہل مجلس سے یہ یہ کہتے ہوئے چلے کہ یہاں سے چلو ابو جہل نے ان رؤسا سے کہا کہ چلے اپنے معبودوں کے پاس اور ان ہی کی عبادت پر قائم رہو۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سب کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا یہ کہ یہ تو کوئی مطلب کی بات معلوم ہوتی ہے اسکے ذریعہ یہ ریاست چاہتے ہیں۔ یہ بات تو جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں یہودیت و نصرانیت میں بھی نہیں۔ ان سے بھی نہیں سُنا کہ خدا ایک ہے یہ تو ان کی من گھڑت ہے۔ کیا ہم سب میں اسی میں کوئی خصوصیت تھی کہ اسی کو نبوت ملی اور اسی پر کتاب نازل ہوئی؟ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کفار مکہ خود ہی میری کتاب اور میرے نبی کی نبوت کے بارے میں شک میں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا اسی بنا پر تکذیب کرتے ہیں۔

کیا ان کفار کے قبضہ میں نبوت و کتابیں ہیں کہ جس کو یہ چاہیں سو دیں۔ نہیں بلکہ حق تعالیٰ جو ایمان نہ لائے اس کی گرفت میں غالب ہے۔ اور زبردست فیاض ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کتاب و نبوت عطا کی۔ کیا ان کو آسمان اور زمین اور جو مخلوقات اور چیزیں ان کے درمیان ہیں سب کا اختیار حاصل ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ سیڑھیاں لگا کر آسمان کے دروازوں سے او پر چڑھ جائیں ؎

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ

اس مقام پر ان لوگوں کی یونہی ایک بھیڑ ہے منجملہ (مخالفین رسل کے) گروہوں کے جو شکست دیئے جاوینگے

قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾

ان سے پہلے بھی قوم نوح ؑ نے اور عاد اور فرعون نے جس کی سلطنت کے کھونٹے گڑ

وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ۚ أُولَٰئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾

گئے تھے۔ اور ثمود نے اور قوم لوط نے اور اصحاب الایکہ نے تکذیب کی تھی (اور) وہ گروہ یہی لوگ ہیں

إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَمَا يَنظُرُ

ان سب نے صرف رسولوں کو جھٹلایا تھا سو میرا عذاب (ان پر) واقع ہوگیا۔ اور یہ لوگ بس ایک

هَٰؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا

زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے)۔ اور یہ لوگ

رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾ اصْبِرْ

کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہم کو روز حساب سے پہلے دے دے۔ آپ ان لوگوں کے

عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُودَ ذَا الْأَيْدِ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ﴿١٧﴾

اقوال پر صبر کیجئے۔ اور ہمارے بندے داؤدؑ کو یاد کیجئے جو بڑی قوت (اور ہمت) والے تھے

وہ (خدا کی طرف) رجوع ہونے والے تھے۔

إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ﴿١٨﴾

ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا انکے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کریں ...

وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً ۖ كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ ﴿١٩﴾

اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی جو (تسبیح کے وقت) ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ سب انکی (تسبیح کی) وجہ سے مشغول ذکر رہتے۔

شکست کی پیش گوئی

اور وہاں جا کر دیکھیں کہ کیا آپ کو نبوت ملی ہے یا نہیں اور کیا آپ پر قرآن کریم نازل کیا گیا ہے یا نہیں مقام بدر پر جہاں انہوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی تھی محض ان لوگوں کی ایک بھیڑ ہے اور منجملہ اور کفاروں کے یہ کفار مکہ بھی ہیں جو عنقریب شکست دیئے جائیں گے چنانچہ سب کے سب بدر کے دن مارے گئے۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم سے قبل بھی قوم نوح نے نوح علیہ السلام کی اور قوم ہود نے ہود کی اور فرعون نے جس کی سلطنت کے کھونٹے گڑ گئے تھے یا کہ جو کھونٹوں میں آدمیوں کو باندھ کر سزا دیا کرتا تھا اسی واسطے اس کو ذوالاوتاد کہا جاتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی اور قوم صالح نے صالح کی اور قوم لوط نے لوط کی اور قوم شعیبؑ نے شعیبؑ کی تکذیب کی۔ اور وہ گروہ یہی لوگ ہیں ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا جیسا کہ آپکی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے سو میرا عذاب ان پر واقع ہو گیا۔

اور آپؐ کی قوم جو تکذیب پر مصر ہے صرف نفخۂ ثانیہ کی منتظر ہے جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی۔ اور حق تعالیٰ نے جب اپنی کتاب میں اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال کا تذکرہ کیا تو کفار مکہ کہنے لگے ہمارے رب ہمارا نامۂ اعمال روز حساب سے پہلے ہی ہم کو دیدے تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا ہے۔ (یعنی قیامت قائم نہیں ہوگی)۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ ان لوگوں کی تکذیب پر صبر کیجئے اور ان کے سامنے ہمارے بندہ داؤد علیہ السلام کا ذکر کیجئے جو عبادت میں بڑی قوت والے تھے اور خدا کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف بڑے رجوع ہونے والے تھے۔ ہم نے پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ ان کے ساتھ صبح و شام تسبیح کریں اور اسی طرح پرندوں کو بھی حکم کر رکھا تھا جو کہ ان کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ اور جبال وطیور میں سے ہر ایک ذکر خداوندی میں مصروف رہتا تھا۔

وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿٢١﴾

اور ہم نے انکی سلطنت کو بڑی قوت دی تھی اور ہم نے انکو حکمت اور فیصلہ کرنیوالی تقریر عطا فرمائی تھی۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾

اور بھلا آپ کو ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے۔ جبکہ وہ لوگ (داؤد علیہ السلام کے) عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر داؤد علیہ السلام کے

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ

پاس آئے تو وہ (ان کے اس طرح آنے سے) گھبرا گئے وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں

بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ

ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر (کچھ) زیادتی کی ہے سو آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور

وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۥ قف لَهٗ

بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو (معاملہ کی) سیدھی راہ بتا دیجئے۔ (پھر ایک شخص بولا صورت مقدمہ کی یہ ہے کہ) یہ شخص میرا بھائی ہے

تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۥ قف فَقَالَ

اسکے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس (صرف) ایک دنبی ہے سو وہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ کو دے ڈال۔ اور

اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

بات چیت میں مجھ کو دباتا ہے۔ داؤد علیہ السلام نے کہا یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں

بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ

ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور اکثر شرکار (کی عادت ہے کہ) ایک دوسرے پر

لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

(یوں ہی) زیادتی کیا کرتے ہیں مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ

اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔

حضرت داؤدؑ کا واقعہ

اور ہم نے سپاہیوں کے ذریعہ ان کی سلطنت کو نہایت قوت دی تھی کہ ہر ایک رات کو ان کی عبادت گاہ کی ۳۳ ہزار آدمی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کو نبوت اور فیصلہ کر دینے والی تقریر عطا فرمائی تھی کہ وہ فیصلہ فرمانے کے وقت تقریر میں نہیں رکتے تھے۔ گواہوں اور قسم پر فیصلہ فرماتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھلا آپ کو داؤد علیہ السلام کے ان اہل مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے۔ جو حضرت داؤدؑ کے پاس مقدمہ لائے تھے۔ اور عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آپؑ کے پاس پہنچے۔ داؤد علیہ السلام انکے بے وقت آنے سے گھبرا گئے تو وہ دونوں کہنے لگے اے داؤدؑ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی وظلم کیا ہے آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے۔ اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتا دیجئے۔ پھر ان میں سے ایک بولا کہ صورت مقدمہ یہ ہے کہ یہ شخص میرا بھائی ہے اور ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے۔ سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دے ڈال اور بات چیت میں دباتا ہے۔ حضرت داؤدؑ نے فرمایا جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں باوجودیکہ وہ زائد ہیں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی یہ تجھ پر زیادتی کرتا ہے۔ اور اکثر شرکاء اور بھائی یوں ہی ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں بجز ان حضرات کے جو مؤمن ہیں۔ اور نیک کام کرتے ہیں وہ اس طرح ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے اس کے بعد یہ دونوں اہل مقدمہ جس طرف سے گئے تھے باہر چلے آئے ۔

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا

داؤدؑ کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے سو انہوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے

وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى

اور رجوع ہوئے۔ سو ہم نے ان کو وہ (امر) معاف کر دیا۔ اور ہمارے یہاں ان کے لئے (خاص)

وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾ يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ

قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی ہے۔ اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ

میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کرو گے تو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ

وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دیگی جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت

عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع وَمَا

عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے۔ اور ہم نے آسمان

خَلَقْنَا السَّمَاۗءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ

اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان موجود ہیں ان کو خالی از حکمت نہیں پیدا کیا یہ (یعنی ان

ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ۭ

کا خالی از حکمت ہونا) ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں سو کافروں کیلئے (آخرت میں بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ

تو کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے ان کی برابر کر دیں گے جو (کفر وغیرہ

فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

کر کے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں گے۔

حضرت داؤدؑ کا خیال اور استغفار

اور اس کے بعد حضرت داؤدؑ کو خیال آیا کہ ہم نے اس واقعہ میں ان کے صبر کا امتحان کیا ہے۔ تو انہوں نے اس سے بھی اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور خصوصی طور پر خدا کے سامنے توبہ و استغفار کے ساتھ رجوع ہوئے۔ سو ہم نے ان کو وہ امر بھی معاف کر دیا ہمارے یہاں ان کے لئے خاص تقرب کا درجہ اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کی نیک انجامی ہے۔

اے داؤدؑ ہم نے تم کو بنی اسرائیل پر حاکم اور نبی بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا کہیں وہ تم کو اطاعت خداوندی سے ہٹا دے جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ انہوں نے روز حساب کے لئے نیکیاں کرنا چھوڑ دیں۔

ہم نے تمام مخلوقات وغیرہ کو عبث بغیر اوامر و نواہی کے نہیں پیدا کیا یہ ان لوگوں کا انکار ہے جو بعث بعد الموت کے منکر ہیں۔ سو ایسے منکروں کے لئے سخت ترین عذاب ہوگا۔

کیا ہم لوگوں کو جو کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے اچھے کام کئے۔ جیسا کہ حضرت حمزہ حضرت عبیدہ بن حارث رضؓ کو ان لوگوں کے برابر کردیں گے جو کہ شرک کرتے پھرتے ہیں جیسا کہ عتبہ شیبہ ولید بن عتبہ اور کیا ہم کفر شرک اور فواحش سے بچنے والوں کو کافروں کی طرح کردیں گے۔ غزوۂ بدر میں عتبہ۔ شیبہ۔ ولید نے حضرت علی حضرت حمزہ حضرت عبیدہ سے مقابلہ کیا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت علی نے ولید بن عتبہ کو اور حضرت حمزہ نے عتبہ بن ربیعہ کو اور حضرت عبیدہ نے شیبہ کو قتل کردیا۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ

یہ بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اس واسطے نازل کیا ہے تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم

اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾ وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ

نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ بہت اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف)

اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾ ۭ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿۳۱﴾ ۙ

بہت رجوع کرنیوالے تھے۔ (چنانچہ وہ قصہ انکا یاد کرنیکے قابل ہے) جبکہ شام کیوقت ان کے روبرو اصیل (اور) عمدہ

فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ

گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے غافل ہوگیا یہانتک کہ

بِالْحِجَابِ ﴿۳۲﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ﴿۳۳﴾

آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا پھر حشم و خدم کو حکم دیا کہ) ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ سو انہوں نے انکی پنڈلیوں

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰي كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ

اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا (ایک اور طرح سے بھی) امتحان میں ڈالا اور ہم نے ان کے تخت پر (ایک ادھورا)

اَنَابَ ﴿۳۴﴾

دھڑ لا ڈالا پھر انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا۔

السجدۃ ۸

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ

دعا مانگی کہ اے میرے رب میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آئندہ کیلئے) مجھکو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (میرے زمانہ میں)

بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾

کسی کو میسر نہ ہو آپ بڑے دینے والے ہیں۔

بابرکت کتاب } یہ قرآن کریم جو ہم نے بذریعہ جبریل امین آپؐ پر نازل کیا ہے۔ ایک بابرکت کتاب ہے۔ جس میں ایمان والے کے لئے رحمت و مغفرت ہے۔ تاکہ لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے حضرت داؤدؑ کو حضرت سلیمانؑ فرزند عطا کئے بہت ہی زیادہ حق تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی طرف رجوع ہونے والے تھے۔

جب ظہر کے بعد ان کے سامنے اصیل عربی بہت ہی عمدہ تیز رفتار گھوڑے پیش کئے گئے اور صافنات ان گھوڑوں کو بھی کہا جاتا ہے جو تین پیروں پر کھڑے ہوں اور ایک پیر کو اوپر اٹھاویں۔ تو وہ کہنے لگے افسوس میں مال کے انتخاب کرنے میں اپنے رب کی اطاعت سے غافل ہو گیا۔ یہانتک کہ سورج کوہ قاف میں چھپ گیا۔ ان گھوڑوں کو ذرا پھر میرے سامنے لاؤ (چنانچہ لائے گئے) تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرتے رہے۔ تا آنکہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز فوت ہو گئی اسوجہ سے ان گھوڑوں کے ساتھ جو کچھ ان کو کرنا تھا سو کیا۔ اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کی چالیس روز کے لئے بادشاہت موقوف کر کے ان کا امتحان کیا اور شیطان کو ان کے تخت پر اس زمانہ میں مسلط کر دیا۔ پھر انہوں نے اپنی سلطنت اور اپنے پروردگار کی اطاعت کی طرف رجوع کیا اور توبہ کی اور عرض کیا کہ میرے پروردگار میرا قصور معاف فرما۔ اور ایسی سلطنت دے (کہ میرے زمانہ میں) میرے سوا کسی کو میسر نہ ہو یا یہ کہ اب بقیہ زندگی میں وہ مجھ سے سلب نہ ہو بے شک جس کو آپ چاہیں بادشاہت اور نبوت عطا کرنے والے ہیں۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾

سو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور (نیز) ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا کہ وہ انکے حکم سے جہاں وہ (جانا) چاہتے نرمی سے چلتی۔

وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ

اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا یعنی تعمیر بنانیوالوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں

فِي الْأَصْفَادِ ﴿٣٨﴾ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ

جکڑے رہتے تھے۔ (اور ہم نے یہ سامان دے کر ارشاد فرمایا کہ) یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ کسی کو دو یا نہ دو تم سے

حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٤٠﴾ وَاذْكُرْ

دارو گیر نہیں - اور (علاوہ اسکے) انکے لئے ہمارے یہاں (خاص) قرب اور نیک انجامی ہے - اور آپ ہمارے

عَبْدَنَا أَيُّوبَ ۘ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ

بندے ایوبؑ کو یاد کیجئے جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھکو رنج اور آزار

بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٤١﴾ ارْكُضْ بِرِجْلِكَ ۖ هٰذَا مُغْتَسَلٌ

پہنچایا ہے۔ اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کا

بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٤٢﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ

ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا۔ اور ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور ان کے ساتھ (گنتی میں) انکے

رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٤٣﴾

برابر اور بھی (دیئے) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کیلئے یادگار رہنے کے سبب سے۔

اہل عقل کیلئے تحفۂ نصیحت

سو اس کے بعد ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ تو وہ حق تعالیٰ کے حکم یا حضرت سلیمانؑ کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتے نرمی سے چلتی اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا یعنی تعمیر بنانے والوں کو بھی اور سمندر کی گہرائی میں غوطہ لگانے والوں کو بھی، اور دوسرے جنات کو بھی جو لوہے کی زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے یہ سرکش اور فسادی جنات تھے کہ جو کام بھی ان کے سپرد ہوتا تھا اس سے بھاگ جاتے تھے۔

اے سلیمان! یہ ہماری عطا کردہ بادشاہت ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم نے تم کو جنات پر بادشاہت دی ہے تو ان سرکشوں میں سے جس پر چاہو احسان کرو اور اس کو رہا کر دو یا قید ہی میں پڑا رہنے دو تم سے کچھ دارو گیر نہیں۔ اور ان کے لئے ہمارے یہاں خاص قرب اور آخرت میں اعلیٰ درجہ کی نیک انجامی ہے۔

آپ کفار مکہ کے سامنے ہمارے بندہ ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کیجئے کہ جس وقت انہوں نے اپنے

پروردگار سے دعا کی کہ آپ نے جو مجھ پر شیطان مسلط کر دیا ہے اس نے مجھ کو تکلیف اور بیماری لاحق کر دی ہے تو جبریل امین نے ان سے فرمایا اے ایوب اپنا پیر زمین پہ مارو چنانچہ انہوں نے مارا تو وہاں سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا حضرت جبریل امین نے فرمایا اس سے غسل کرو۔ چنانچہ انہوں نے اس سے غسل کیا تو ظاہری بیماری سب ختم ہو گئی تو پھر ان سے فرمایا کہ دوسری مرتبہ زمین پر مارو انہوں نے مارا تو وہاں سے دوسرا چشمہ نکل آیا تو فرمایا یہ ٹھنڈا پینے کا شیریں پانی ہے اس میں سے پیو چنانچہ ایوب علیہ السلام نے اس میں سے پیا تو ان کے پیٹ میں جو کچھ تکلیف تھی وہ دور ہو گئی۔ اور ہم نے ان کا وہ کنبہ جو ہلاک ہو گیا تھا وہ بھی اور اس کے برابر اور بھی آخرت میں اور کہا گیا ہے کہ دنیا میں ان کو دیا یہ ہماری طرف سے ان پر خصوصی انعام تھا اور عقل والوں کے لئے ایک نصیحت کی چیز تھی :

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا

اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے ان کو

وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾ وَاذْكُرْ

صابر پایا اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع ہوتے تھے۔ اور ہمارے

عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ

بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو ہاتھوں والے

وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت کی ہے۔

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ

اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں۔ اور اسمٰعیل اور

اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾

الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی سب سے اچھے لوگوں میں سے ایک نصیحت کا مضمون تو

هٰذَا ذِكْرٌ ۭ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۹ۙ جَنّٰتِ عَدْنٍ

یہ ہو چکا اور پرہیزگاروں کے لئے (آخرت میں) اچھا ٹھکانہ ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جنکے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۝۵۰ۚ مُتَّكِـــِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا

دروازے ان کے واسطے کھلے ہوں گے۔ وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (اور)

بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ۝۵۱

وہ وہاں (جنت کے خادموں سے) بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوائینگے۔

تکمیل قسم کا حیلہ اور یہ بھی کہا کہ ایوب ایک سو سینکوں کی جھاڑو لو اور اپنی بی بی رحمت بنت یوسف کو اس سے مارو اور اپنی قسم نہ توڑو کیونکہ ان کی بی بی نے ایک ایسی بات کہی تھی جسکو حق تعالیٰ نے پسند نہیں فرمایا تھا اس پر حضرت ایوب نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ کو شفا دیدی تو میں اس کے سو کوڑے ماروں گا۔ بیشک ہم نے ان کو تکالیف پر بڑا صابر پایا بہت اچھے بندے تھے اور خدا اور خدا کی اطاعت کی طرف بہت رجوع ہوتے تھے۔

اور ہمارے بندوں ابراہیم اسحاق یعقوب علیہم السلام کو یاد کیجیے جو عبادت خداوندی میں بہت طاقت والے اور دین میں بہت بصیرت والے تھے۔ ہم نے ان کو خالص حق تعالیٰ کی یاد اور آخرت کے ذکر کے ساتھ خاص کیا۔ اور وہ حضرات دنیا میں نبوت و اسلام کے ساتھ منتخب اور قیامت کے دن حق تعالیٰ کے دربار میں بہت اچھے بندے ہیں۔ اور اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجیے ذوالکفل ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک قوم کی ذمہ داری اور ضمانت لے لی تھی پھر اس کو پورا کیا یا یہ کہ حق تعالیٰ سے ایک چیز کا عہد کر لیا تھا پھر اسکو پورا کیا اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے سو انبیاء کرام کی ذمہ داری لے لی تھی ان کو کھانا کھلایا کرتے تھے، تا آنکہ حق تعالیٰ نے ان کو قتل سے نجات دی اور یہ نیکوکار بندہ تھے نبی نہیں تھے۔ یہ سب حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ لوگوں میں سے تھے۔ یہ نیکوکاروں کا تذکرہ تو ہو چکا یا یہ مطلب ہے کہ اس قرآن کریم میں اولین و آخرین کا ذکر ہے اور کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والوں کے لئے آخرت میں اچھا ٹھکانہ ہے۔ اب ان کے ٹھکانے کی کیفیت بیان فرماتے ہیں۔ کہ انبیاء اور صالحین کے لئے ہمیشہ رہنے کے باغات ہیں جن کے دروازے قیامت کے دن ان کے لئے کھلے ہوں گے اور وہ جنت کے ان باغوں میں خوشی کے ساتھ مسہریوں پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے اور وہ جنت میں قسم قسم کے میوے اور پینے کی چیزیں منگوائیں گے ۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿٥٢﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ

اور ان کے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہوں گی۔ (اے مسلمانو) یہ وہ (نعمت) ہے جسکا تم سے

لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٥٣﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿٥٤﴾

روز حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے۔ بے شک یہ ہماری عطا ہے اس کا کہیں ختم بھی نہیں۔

هٰذَا ؕ وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿٥٥﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

یہ بات تو ہو چکی اور سرکشوں کے لئے بُرا ٹھکانا ہے۔ یعنی دوزخ اس میں وہ داخل ہونگے۔

فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿٥٦﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿٥٧﴾

سو بہت ہی بری جگہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے سو یہ لوگ اس کو چکھیں۔

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿٥٨﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ

اور (اس کے علاوہ) بھی اسی قسم کی (ناگوار) طرح طرح کی چیزیں ہیں یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ

لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿٥٩﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫

(عذاب میں شریک ہونے کیلئے دوزخ میں گھس رہے ہیں ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں آرہے ہیں وہ اتباع ان

لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿٦٠﴾

متبوعین سے کہیں گے بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار (کیونکہ) تم ہی تو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے سو جہنم

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا

بہت بُرا ٹھکانا ہے۔ دعا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس مصیبت کو ہمارے آگے لایا ہو

ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿٦١﴾

اس کو عذاب دیجو۔

اہلِ جنّت کیلئے حوریں اور جنت میں ان کے پاس نیچی نگاہوں والی شرمیلی ہم عمر حوریں ہوں گی۔ اور یہ نعمتیں جس کا تم سے دنیا میں قیامت کے آنے پر وعدہ کیا جا رہا ہے۔

بیشک یہ ان حضرات کے لئے ہماری عطا اور ہمارے انعامات ہیں اس کا کہیں اختتام اور انقطاع ہی نہیں۔ یہ سب کچھ انعامات تو مؤمنوں کے لئے ہیں۔ اور کافروں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے آخرت میں برا ٹھکانہ ہے۔ یعنی دوزخ اس میں وہ قیامت کے دن داخل ہوں گے سو ان کے لئے یہ دوزخ بہت برا ٹھکانہ اور بہت ہی بری قرارگاہ ہے۔ یہ کافر اس دوزخ کے عذاب کو چکھیں گے جہاں کھولتا ہوا پانی اور آگ کی طرح جلا دینے والی پیپ ہوگی۔ اور بھی اس طرح کا قسم قسم کا عذاب ہوگا۔ حق تعالیٰ ان کو ترتیب وار دوزخ میں داخل کرے گا۔ جس وقت ایک جماعت دوزخ میں داخل ہوگی۔ تو اس سے پہلے اس کے ہمراہ جو جماعت داخل ہو چکی ہوگی وہ اس پر لعنت کرے گی حق تعالیٰ پہلی جماعت سے فرمانے لگا وہ تو دوزخ میں داخل ہوئی تو ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہو رہی ہے۔ تو پہلی جماعت اس دوسری جماعت سے کہے گی ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ میں گھس رہے ہیں تو یہ بعد والی جماعت کہے گی بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار ہو تم نے ہی تو یہ بد دینی کا طریقہ بنایا تھا جس کی وجہ سے ہم نے تمہاری پیروی کی، سو یہ ہمارے لئے اور تمہارے لئے برا ٹھکانہ ہے۔

اس وقت اتباع دعا کریں گے اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے لئے اس گمراہی کے طریقہ کو تراشا ہو یعنی شیطان اور تمام متبوعین تو اس کو ہم سے دوگنا عذاب دیجیو۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾

اور وہ لوگ کہیں گے کہ کیا بات ہے ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں) نہیں دیکھتے جنکو ہم برے لوگوں میں شمار کیا کرتے تھے۔

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾

کیا ہم نے ان لوگوں کی ہنسی کر رکھی تھی یا ان (کے دیکھنے) سے نگاہیں چکرا رہی ہیں۔ یہ بات یعنی

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا

دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے آپ کہہ دیجئے کہ میں تو (تم کو عذاب

مُنْذِرٌ ۖ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾

خداوندی سے) ڈرانے والا ہوں اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

ع ۲/ ۱۳

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾

وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان میں ہیں (اور وہ) زبردست بڑا بخشنے والا ہے

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾ مَا كَانَ

آپ کہہ دیجئے یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے۔ جس سے تم (بالکل ہی) بے پرواہ ہو رہے ہو مجھکو عالم بالا کی بحث

لِیَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤی اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾ اِنْ یُّوْحٰۤی

(وگفتگو) کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ (تخلیق آدم کے بارے میں) جھگڑ رہے تھے۔ میرے پاس (جو) وحی (آتی ہے تو)

اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ

اس سبب سے آتی ہے کہ میں (منجانب اللہ) صاف صاف ڈرانے والا (بھیجا گیا) ہوں جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے

اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۷۱﴾ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ

ارشاد فرمایا کہ میں گارے سے ایک انسان (یعنی اس کے پتلے کو) بنانے والا ہوں۔ سو میں جب اس کو پورا بنا چکوں اور

فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ

اس میں (اپنی طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب اسکے آگے سجدہ میں گر پڑنا۔ سو (جب اللہ نے اس کو بنالیا)

كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ

تو سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم کو) سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا اور کافروں میں

مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۴﴾

سے ہوگیا۔

دوزخیوں کی باہم گفتگو اور نزاع

پھر دوزخی کہیں گے کہ کیا وجہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو دوزخ میں نہیں دیکھ رہے ہیں جن کو ہم کمزور اور برے سمجھا کرتے تھے۔ یعنی فقراء مؤمنین کیا ہم نے دنیا میں ناحق ان کی ہنسی کر رکھی تھی یا ان کے دیکھنے سے ہماری نگاہیں

جھگڑا رہی ہیں کہ وہ ہم کو یہاں نظر نہیں آرہے یہ دوزخیوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے۔
آپ مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ میں تو صرف ڈرانے والا پیغمبر ہوں اور بجز حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے جو کہ تمام مخلوق پر غالب ہے کوئی لائق عبادت نہیں وہ آسمانوں اور زمین اور تمام مخلوق کا خالق ہے جو ایمان نہ لائے اس کو سزا دینے میں زبردست اور جو توبہ کرے اور ایمان لائے اس کی بڑی مغفرت فرمانے والا ہے۔
آپ ان سے فرما دیجئے کہ یہ قرآن کریم ایک معزز و مکرم مضمون ہے جس میں اولین و آخرین کے واجبات ہیں اور تم اس کی تکذیب کر کے بالکل ہی اسے پس پشت ڈال رہے ہو۔ جبکہ میں رسول نہیں تھا تو مجھے تو فرشتوں کی گفتگو کی جو کہ وہ تخلیق آدم اور فساد انسان کے بارے میں کر رہے ہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔
میرے پاس جو وحی آتی ہے وہ اس سبب سے آتی ہے کہ میں صاف عربی زبان میں ڈرانے والا پیغمبر ہوں اب حق تعالیٰ فرشتوں کی اس گفتگو کو ذکر کرتے ہیں اور آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اسے آپ ان لوگوں کے سامنے بیان کریں۔ جبکہ آپ کے پروردگار نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے والا ہوں۔ سو جب میں اس کو پورا بنا چکوں اور اس میں جان ڈال دوں تو تم سب اس کے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ چنانچہ سارے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا مگر ابلیس نے کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے غرور میں آگیا۔ اور حکم خداوندی کا انکار کرنے کی وجہ سے کافروں میں سے ہو گیا۔

قَالَ يَآاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون چیز مانع ہوئی

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ

کیا تو غرور میں آگیا (اور واقعہ میں بڑا نہیں ہے) یا یہ کہ تو واقعہ میں ایسے اونچے درجہ والوں میں ہے کہنے لگا کہ (شق ثانی

خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾ قَالَ فَاخْرُجْ

واقع ہے یعنی) میں آدم سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے۔ ارشاد ہوا

مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾

کہ تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت رہیگی قیامت کے دن تک۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ

کہنے لگا تو پھر مجھ کو مہلت دیجیے قیامت کے دن تک - ارشاد ہوا کہ جب تو مہلت مانگتا ہے تو جا، تجھکو

الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

وقت معین کی تاریخ تک مہلت دی گئی کہنے لگا (جب مجھکو مہلت مل گئی) تو (مجھ کو بھی) تیری عزت کی قسم کہ میں ان

لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۸۳﴾

سب کو گمراہ کروں گا بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں کیے گئے ہیں - ارشاد

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ

ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو ہمیشہ سچ ہی کہتا ہوں۔ کہ میں تجھ سے اور جو ان میں تیرا ساتھ دے ان سے

وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۵﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ

سب سے دوزخ کو بھر دوں گا۔ آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ

مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں ۔ یہ قرآن تو (اللہ کا کلام اور) بس دنیا

لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

جہان والوں کیلئے نصیحت ہے - اور تم تھوڑے دنوں پیچھے تمکو اس کا حال معلوم ہو جائیگا (یعنی مرنیکے ساتھ ہی حقیقت کھل جائے گی)

ابلیس پر غضبِ ربّانی

حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا کہ اے خبیث جس چیز کو میں نے اپنے (قدرت کے) ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تو غرور میں آگیا یا یہ کہ تو میرے حکم کی مخالفت کرنے والوں میں سے ہے۔

کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور آگ مٹی کو کھا جاتی ہے اسی وجہ سے میں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا ارشاد ہوا اچھا تو فرشتوں کے لباس سے اتر اور تو ملعون اور میری رحمت و عنایت سے مردود ہے اور حساب کے دن تک تجھ پر میرا عذاب اور غصہ رہیگا

اور کہا گیا ہے کہ جزائر بحر کی طرف اس کو پھینک دیا کہ جہاں چوروں کی طرح یہ آتا ہے۔
اس کے بعد اس خبیث نے چاہا کہ موت کا مزہ نہ چکھے اس لئے بے شرمی کے ساتھ عرض کیا کہ پروردگار قیامت کے دن تک مجھ کو مہلت دیجئے۔ ارشاد خداوندی ہوا جا تجھ کو نفخہ اولیٰ تک مہلت دی گئی۔ کہنے لگا آپ کی عزت و جلال کی قسم میں ان سب کو آپکے طریقہ اور اطاعت سے گمراہ کروں گا بجز آپکے ان بندوں کے جو مجھ سے معصوم ہیں۔
ارشاد خداوندی ہوا کہ میں حق ہوں اور سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور تیری ذریت سے اور جو تیری پیروی کرے سب سے دوزخ کو بھروں گا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان مکہ والوں سے فرمادیجئے کہ میں تبلیغ توحید و قرآن پر تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا اور نہ میں اس کا اپنی طرف سے اختراع کرنے والا ہوں۔ یہ قرآن کریم تو جن وانس کے لئے صرف ایک نصیحت ہے۔ اور ایمان یا موت کے بعد قرآن کریم میں جو کچھ وعدہ وعید ہے اس کا تم کو حال معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ مؤمنین نے ایمان لانے کے بعد اور کفار نے مرنے کے بعد بخوبی جان لیا کہ حق تعالیٰ نے جو کچھ قرآن کریم میں فرمایا وہ حق اور سچ ہے۔

آیاتہا ۷۵ (۳۹) سُوْرَۃُ الزُّمَرِ مَکِّیَّۃٌ (۵۹) رکوعاتہا ۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ

یہ نازل ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے۔ ہم نے ٹھیک طور پر

اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ

اس کتاب کو آپ کی طرف نازل کیا ہے سو آپ (قرآن کی تعلیم کیموافق) خالص اعتقاد کر کے اللہ کی عبادت

الدِّیْنَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا

کرتے رہیئے یاد رکھو عبادت جو کہ (شرک سے) خالص ہو اللہ ہی کیلئے سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور

مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ

تجویز کر رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہم خدا کا مقرب

زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ

بنا دیں تو ان کے (اور ان کے مقابل اہل ایمان کے) باہمی اختلافات کا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ فیصلہ کریگا۔

اخلاص کے ساتھ عبادت کا حکم

(سورۂ زمر) یہ پوری سورت مکی ہے بجز اس آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا کے کہ یہ مدنی ہے اس سورۃ میں بانوے ۹۲ آیتیں اور ایک سو بانوے ۱۹۲ کلمات اور چار ہزار حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس اللہ تعالیٰ کی جو کافروں کو سزا دینے میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والا ہے۔ اسی بنا پر اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی پرستش نہ کی جائے ہم نے ٹھیک طور پر بذریعہ جبریل امین اس کتاب کو آپ پر نازل کیا ہے۔ سو آپ خالص اعتقاد کر کے حق تعالیٰ کی عبادت کرتے رہو اور اسی کی توحید کے قائل رہو اور یاد رکھو کہ ایسی عبادت جو کہ شرک سے خالص ہو حق تعالیٰ ہی کے لئے سزاوار ہے۔ جو تمام انسانوں پر واجب ہے۔

اور ان کفار مکہ نے خدا کے علاوہ جو اور شرکاء مثلاً لات وعزیٰ اور منات وغیرہ تجویز کر رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لئے کرتے ہیں کہ مرتبہ اور سفارش میں یہ ہم کو حق تعالیٰ کا مقرب بنا دیں تو حق تعالیٰ ان کے درمیان اور ان کے بالمقابل مسلمانوں کے درمیان ان کے دینی باہمی اختلافات کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ فرماوے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول

(سورۂ زمر) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فرمان خداوندی وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا الخ۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کے شان نزول کے بارے میں نقل کیا ہے۔ کہ یہ تین قبیلوں عامر۔ کنانہ۔ بنی سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو بتوں کو پوجتے تھے۔ اور فرشتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے کہ ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہم کو حق تعالیٰ کے یہاں مقرب بنا دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۞ لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو (قولاً) جھوٹا اور (اعتقاداً) کافر ہو۔ اگر (بالفرض) اللہ تعالیٰ

اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ

کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو ضرور اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب فرماتا وہ پاک ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

وہ ایسا اللہ ہے جو واحد ہے زبردست ہے۔ اس نے آسمان و زمین کو حکمت سے

بِالْحَقِّ ج يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

پیدا کیا۔ وہ رات (کی ظلمت) کو دن (کی روشنی کے محل یعنی ہوا) پر لپیٹتا ہے اور دن (کی روشنی) کو رات پر لپیٹتا ہے

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ط كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط

اور اس نے ایک سورج اور چاند کو کام لگا رکھا ہے کہ (دائمیں سے) ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہے گا۔

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ⑤ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ

یاد رکھو کہ وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا (بھی) ہے اس نے تم لوگوں کو تن واحد (یعنی آدم) سے پیدا کیا پھر اسی سے

ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ

اس کا جوڑا بنایا اور (بعد اس حدوث کے) تمہارے (نفع بقا کے) لئے آٹھ نر و مادہ چار پایوں کے پیدا کئے

اَزْوَاجٍ ط يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ

تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے۔

بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ط ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ط

تین تاریکیوں میں۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب اسی کی سلطنت ہے اس کے سوا کوئی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑥

لائق عبادت نہیں سو (ان دلائل کے بعد) تم کہاں (حق سے) پھرے جا رہے ہو۔

افتراء پردازی کا وبال } اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو دین کا راستہ نہیں دکھاتا جو کہ حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرتا ہو اور اس کا منکر ہو اور یہ لوگ یہود و نصاریٰ اور بنو ملیح اور مجوس اور تمام مشرکین عرب ہیں۔

اور اگر حق تعالیٰ فرشتوں یا انسانوں میں سے کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا جیسا یہود و نصاریٰ اور بنو ملیح کا قول ہے تو وہ ضرور اپنی اس مخلوق ہی سے جو اس کے پاس جنت میں موجود ہے جسکو چاہتا منتخب فرماتا یا یہ کہ فرشتوں میں سے منتخب فرماتا۔ باقی وہ ان تمام عیوب سے پاک ہے اور وحدہٗ لاشریک اور اپنی تمام مخلوقات پر غالب ہے۔ اس نے آسمانوں اور زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے جس کی وجہ سے دن رات سے لمبا ہوجاتا ہے۔ اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے جس سے رات لمبی ہوجاتی ہے۔ اور اس نے انسانوں کے لئے چاند و سورج کی روشنی کو مسخر کیا ان چاند سورج رات اور دن میں سے ہر ایک وقت مقررہ تک چلتا رہے گا۔ یاد رکھو وہ ذات جس نے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے وہ کافروں کی گرفت فرمانے میں زبردست اور جو شرک سے توبہ کرے اور اس پر ایمان لائے اس کو بڑا بخشنے والا ہے۔

اس نے تم لوگوں کو تن واحد یعنی آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے۔ اور پھر ان ہی سے یعنی ان کی سب سے چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا اور تمہارے لئے آٹھ نر و مادہ چار پایوں کے پیدا کئے یعنی بھیڑ اور دنبہ میں دو قسم نر و مادہ اور بکری میں دو قسم نر و مادہ اور ایسے ہی اونٹ میں دو قسم نر و مادہ اور گائے بھینس میں دو قسم نر و مادہ، وہ تم کو ماؤں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے۔ یعنی نطفہ پھر علقہ۔ پھر مضغہ اور پھر ہڈیاں تین تاریکیوں میں ہوتا ہے۔ ایک تاریکی شکم کی دوسری رحم کی تیسری اس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ ان امور کا خالق یہ تمہارا رب ہے اسی کی سلطنت ہے جو ہمیشہ رہے گی کبھی اس کو فنا نہیں اس کے علاوہ کوئی خالق و مصور نہیں پھر جھوٹ کی وجہ سے کہاں پھرے جاتے ہو یا یہ کہ پھر حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کر کے کہاں اس کا شریک ٹھہراتے ہو۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ

اگر تم کفر کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارا حاجت مند نہیں اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور اگر تم

الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

شکر کرو گے تو اس کو تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور کوئی کسی دوسرے کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھاتا

وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

پھر اپنے پروردگار کے پاس تم کو لوٹ کر جانا ہوگا سو تم کو بتا دے

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

سب اعمال جتلا دے گا۔ وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ

اور (مشرک) آدمی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو اسکی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے

اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْۤا اِلَيْهِ

پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پاس سے نعمت (امن و آسائش کی) عطا فرما دیتا ہے تو جسکے کیلئے پہلے سے

مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ

(خدا کو) پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کرتا ہے آپ (ایسے شخص سے) کہہ دیجئے کہ اپنے کفر کی بہار تھوڑے دنوں اور

النَّارِ ۝۸

لوٹ لے (پھر آخر کار) تو دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے

مختصر لمحاتِ حیات

مکہ والو! اگر تم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہارے ایمان کا حاجتمند نہیں۔

کیونکہ وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ چیز اس کے شایان نہیں اور اگر تم اس پر ایمان لے آؤ گے تو وہ تمہارے ایمان کو قبول فرمائے گا۔ کیونکہ وہ اس کا پسندیدہ طریقہ ہے اور کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اُٹھاتا۔ یعنی کسی شخص کی دوسرے کے گناہ میں گرفت نہیں ہوتی ہر ایک اپنے ذاتی گناہوں پر ماخوذ ہے یا یہ کہ کسی کو بغیر گناہ کے عذاب نہیں دیا جاتا۔

اور پھر تم کو اپنے پروردگار کے سامنے پیش ہونا ہے۔ وہ تم کو تمہارے اعمال و اقوال قیامت کے دن جتلا دیگا۔ اور وہ دلوں میں جو کچھ نیکیاں اور برائیاں ہیں سب کا جاننے والا ہے۔

اور جب آدمی جیسا کہ کافر ابوجہل ہے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار حقیقی کی طرف

خاص توجہ کے ساتھ ہاتھ پھیلا کر تکلیف اور سختی کو دور کرنے کے لیے اسی کو پکارنے لگتا ہے
پھر جب حق تعالیٰ تکلیف کو نعمت کے ساتھ تبدیل کرتا ہے اور خدا کے شریک پیر فقیر بنانے لگتا ہے
جس کی وجہ سے دوسروں کو حق تعالیٰ کی راہ اور دوسروں کی اطاعت سے گمراہ کرتا ہے۔
آپ ابوجہل وغیرہ سے فرما دیجیے کہ کفر کی بہار دنیاوی زندگی میں تھوڑے دنوں تک اور لوٹ لے
تو دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے۔

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ

بھلا جو شخص اوقات شب میں سجدہ و قیام (یعنی نماز) کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو اور

الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ

اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا ہو۔ آپ کہئے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں)

يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ⑨

برابر ہوتے ہیں۔ وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہل عقل (سلیم) ہیں

قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا

آپ (مومنین کو میرے طرف سے) کہئے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو

فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ إِنَّمَا

جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے مستقل

يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ قُلْ إِنِّي

مزاج والوں کو ان کا صلہ بے شمار ملے گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھکو

أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ⑪ وَأُمِرْتُ

(منجانب اللہ) حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کیلئے خالص رکھوں اور مجھکو یہ بھی حکم ہوا ہے

لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫

کہ سب مسلمانوں میں اول میں ہوں۔

اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ بھلا وہ شخص جو اوقات شب میں نماز میں سجدہ و قیام کر کے حق تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہو اور عذاب آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت یعنی جنت کی امید کرتا ہو ان خوبیوں کے مالک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام ہیں تو یہ حضرات اور ابو جہل مشرک مذکور برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ آپ ان سے یہ بھی فرمایئے کہ کیا توحید خداوندی اور اس کے اوامر و نواہی کو جاننے والے یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھی۔ اور ابو جہل والے ثواب و اطاعت اور درجہ میں کہیں برابر ہو سکتے ہیں۔ باقی قرآن کریم کی ان مثالوں سے وہ ہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو کہ عقل والے ہیں۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم آپ خلفاء راشدینؓ اور دیگر صحابۂ کرامؓ سے فرما دیجئے چھوٹے بڑے تمام کاموں میں اپنے پروردگار کی اطاعت کرتے رہو۔ جو اس دنیا میں توحید پر قائم رہا قیامت کے دن ان کو صلہ میں جنت ملے گی۔ اور سرزمین مدینہ منورہ دشمن وغیرہ سے محفوظ ہے اور یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے اور تکالیف پر ثابت قدم رہنے والوں کو ان کا صلہ بےشمار ہی ملے گا اور آپؐ مکہ والوں سے فرما دیجئے جبکہ وہ اس بات کے خواہشمند ہیں کہ آپ ان کے آبائی دین کو اختیار کر لیں کہ مجھ کو بذریعہ قرآن کریم یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اسطرح عبادت کروں کہ عبادت و توحید کو اسی کے لئے خاص رکھوں اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ اسلام لانے میں سب سے اول میں ہوں ⁂

لُبَابُ النُّقُوْلِ فِیْ اَسْبَابِ النُّزُوْلِ ارشاد خداوندی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ الخ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضؓ سے فرمان خداوندی اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت عثمان رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور ابن سعد نے کلبی کے طریق سے بواسطۂ ابو صالح حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور جویبر نے حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت ابن مسعود رضؓ عمار بن یاسر رضؓ۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نیز عکرمہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمار بن یاسر رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے ⁂

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾

آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے اگر (بفرضِ محال) میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اللہ ہی کی عبادت اسی طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کیلئے خاص رکھتا ہوں۔ سو خدا کو چھوڑ کر تمہارا

مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِیْنَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ

دل جس چیز کو چاہے اس کی عبادت کرو۔ آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ پورے زیاں کار وہی لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے

وَاَهْلِیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۵﴾

متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے یاد رکھو کہ صریح خسارہ یہ ہے۔

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ

ان کے لئے ان کے اوپر سے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے۔

ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾ وَالَّذِیْنَ

یہ وہی (عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو مجھ سے (یعنی میرے عذاب سے) ڈرو۔ اور جو

اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ

لوگ شیطان کی عبادت سے بچتے ہیں (مراد غیر اللہ کی عبادت ہے) اور ہمہ تن اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں

لَهُمُ الْبُشْرٰی ۚ

وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں۔

بشارت کے حقدار: اور آپ ان سے فرما دیجئے کہ اگر میں تمہارے دین کو اختیار کر لوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں تو عبادت و توحید کو اسی کے لئے خالص رکھتا ہوں۔

سو خدا کو چھوڑ کر جس کو چاہو تم پوجو یہ کفار کے لئے منجانب اللہ وعید ہے۔ قبل اس کے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کہ پورے زیان کار وہی لوگ ہیں جو دنیا کی بربادی کے ساتھ اپنی جانوں اور اپنے خدم وخشم اور منازل سے جنت میں خسارہ میں رہے یاد رکھو سب سے بڑا ظاہر خسارہ یہی ہے کہ دنیا و آخرت ہاتھوں سے جاتی رہے۔

ان کفار مکہ کے اوپر بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے بھی آگ کا بستر ہوگا یہ آگ کے وہ ہی شعلے ہیں جس سے حق تعالیٰ بذریعہ قرآن کریم اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو! یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھیو! جن باتوں کا میں تم کو حکم دے رہا ہوں ان میں میری اطاعت کرو اور جو لوگ شیطان اور بتوں کی عبادت سے بچتے رہیں اور توبہ و ایمان اور تمام اعمال صالحہ کے ذریعہ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مرنے کے وقت جنت کی خوشخبری یا جنت کے دروازہ پر اعزاز خداوندی کی خوشخبری سنانے کے مستحق ہیں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ارشاد خداوندی وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان تین حضرات یعنی زید عمرو بن نفیل حضرت ابوذر غفاری رضؓ اور حضرت سلمان فارسی رضؓ کے بارے میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں اس بات کے قائل تھے کہ حق تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں۔

فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ط

سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجئے جو اس کلام (الٰہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔

أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ط أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ

بھلا جس شخص پر عذاب کی (ازلی تقدیری) بات محقق ہو چکی تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ (علم الٰہی میں)

فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

دوزخ میں ہے۔ چھڑا سکتے ہیں لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے (جنت کے) بالاخانے ہیں۔

مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَعْدَ اللَّهِ ۖ

(اور) جنکے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں ان کے نیچے نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے وعدہ

لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ﴿٢٠﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

کیا ہے۔ (اور) اللہ وعدہ نہیں کرتا۔ (اے مخاطب) کیا تو نے اس (بات) پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے

فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ

پانی برسایا پھر اسکو زمین کی سوتوں میں داخل کر دیتا ہے پھر (جب وہ ابلتا ہے تو) اس کے ذریعہ سے کھیتیاں

ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا ۚ

پیدا کرتا ہے جسکی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے اس کو تو زرد دیکھتا ہے پھر (اللہ تعالیٰ) اسکو چورا چورا کر دیتا ہے

صحیح معنی میں دانشمند لوگ

لہذا آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں اور پھر اس کی اچھی باتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں یہی ہیں جن کو حق تعالیٰ نے تصدق وصلوٰت بایں کہ اچھے اچھے کاموں کی ہدایت فرمائی اور یہی وہ حضرات ہیں جو اہل عقل ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھی اور اسی طرح اہل سنت والجماعت سے وہ جو انکے نقش قدم پر چلے۔

بھلا جس پر عذاب محقق ہو چکا یعنی ابوجہل اور اسکے یار تو کیا آپ ایسے دوزخی کو چھڑا سکتے ہیں۔ لیکن جو حضرات توحید خداوندی کے قائل ہیں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور انکے رفقاء ان کے لئے بالاخانے جن کے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں جنکے محلات اور درختوں کے نیچے سے دودھ شہد پانی اور شراب طہور کی نہریں چل رہی ہیں یہ اللہ نے ایمان والوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ کیا بذریعہ قرآن کریم یہ نہیں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا اور پھر اس سے زمین میں چشمے اور نہریں بنائیں اور پھر اس پانی سے مختلف قسموں کے غلے پیدا کرتا ہے۔ پھر وہ سبزی کے بعد خشک ہو کر زرد نظر آنے لگتی ہے۔ پھر اس کے بعد اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ اسی طرح دنیا بھی نیست و نابود ہو جائے گی۔

لباب النقول فی اسباب النزول

بشارت خداوندی فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ الخ جوبیر نے اپنی سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ جسوقت آیت کریمہ لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ یعنی اس دوزخ کے سات دروازے ہیں نازل ہوئی تو ایک انصاری رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے سات غلام تھے میں نے دوزخ کے ساتوں دروازوں میں سے ہر ایک دروازہ کے عوض ایک غلام کو آزاد کر دیا تو اس انصاری کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی

یعنی آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دیجیے جو اس کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں :

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٢١﴾ أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ

اس (نمونہ) میں اہل عقل کیلئے بڑی عبرت ہے۔ سو جس شخص کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام (کے قبول

لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم مِّن

کرنے) کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کئے ہوئے) نور پر ہے (کیا وہ شخص اور اہل قساوت برابر ہیں)

ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٢﴾ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا

سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے سو ان کے لئے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ

مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ

نے بڑا عمدہ کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب

تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ

سے ڈرتے ہیں بدن کانپ اٹھتے ہیں۔ پھر ان کے بدن اور دل نرم (اور منقاد) ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں

مَن يَشَاءُ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٢٣﴾

یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جسکو وہ چاہتے ہیں اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہے اور خدا جس کو گمراہ کرتا ہے اسکا کوئی ہادی نہیں۔

اہل عقل کیلئے عبرت اس کا کوئی بھی نام و نشان باقی نہیں رہیگا اس فنا دنیا کی مثال میں اہل عقل کیلئے بڑی عبرت ہے جس شخص کا دل حق تعالیٰ نے نور ایمان کے ساتھ فراخ کر دیا تو وہ اپنے پروردگار کی عطا کردہ پختگی اور نور پر ہے اور وہ حضرت عمار بن یاسر ؓ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ابوجہل کے دل کو کفر کے لئے کھول دیا تو کیا یہ دونوں برابر ہیں۔ سو جن لوگوں کے دل سخت ہیں اور خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے جیسا کہ ابوجہل وغیرہ ان کے لئے سخت ترین عذاب ہے جہنم خون پیپ کی وادی ہے اس کو بھی ویل کہتے ہیں اور اس قسم کے لوگ صریح کفر میں گرفتار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام یعنی قرآن کریم نازل فرمایا کہ اس کے مضامین ایک دوسرے کے ساتھ ملتے جلتے ہیں یعنی وعدہ نصرت رحمت و مغفرت عفو کی آیتیں ایک دوسرے کے مشابہ ہیں اور اسی وعید عذاب زجر و خوف میں یہ آیتیں

باہم مشابہ ہیں اور یہ آیتیں بار بار دہرائی گئی ہیں اور دوہری ہیں کہ رحمت و عذاب وعدہ وعید امر و نہی ناسخ و منسوخ بار بار مکرر ہیں۔ کہ آیات عذاب و وعید سے ان لوگوں کے بدن جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کانپ اُٹھتے ہیں اور پھر ان کے بدن آیات رحمت سے نرم ہو کر اور انکے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ قرآن بیان خداوندی ہے۔ جس کو چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے اپنے دین کی ہدایت فرماتا ہے اور جس کو حق تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کر دے اسے کوئی اس کے دین پر لانے والا نہیں ؎

لباب النقول فی اسباب النزول } فرمان خداوندی اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ الخ اس آیت کریمہ کا شان نزول سورۂ یوسف میں گزر چکا ہے ؎

اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا

بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بنا دے گا اور ایسے ظالموں کو حکم ہو گا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب)

مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ

اسکا مزہ چکھو تو کیا یہ (معذب) اور جو ایسا نہ ہو برابر ہو سکتے ہیں جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا

مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ فِی الْحَیٰوةِ

سو ان پر (خدا کا) عذاب ایسے طور پر آیا کہ انکو خیال بھی نہ تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے انکو اسی دنیوی زندگی میں بھی رسوائی کا

الدُّنْیَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَلَقَدْ

مزہ چکھایا۔ اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا (اور سخت) ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے۔ اور ہم نے لوگوں کی

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾

(ہدایت) کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں۔

عذاب کی طرف قیادت کرنیوالے } بھلا وہ شخص جو اپنے منہ کو قیامت کے دن سخت عذاب کی سپر بنادیگا یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی اپنے ہاتھوں کو اپنی گردنوں کی طرف لیجائینگے

اور اسطرح اپنے چہروں کو عذاب کی سپر بنائینگے اور ابو جہل اور اسکے ساتھیوں سے دوزخ کے داروغہ کہیں گے کہ دنیا میں جو کچھ تم نافرمانیاں اور اس قسم کی باتیں کیا کرتے تھے اس کا عذاب چکھو۔

محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپکی قوم سے پہلے بھی قوم ہود و صالح اور قوم شعیب وغیرہ نے تکذیب کی ان پر خدا کا عذاب ایسے طور پر آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس دنیوی زندگی میں بھی ان کو ذلیل عذاب کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب تو دنیاوی عذاب سے کہیں زائد سخت ہے کاش یہ سمجھتے مگر یہ تو سمجھتے ہی نہیں۔

وقف لازم

اور ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قرآن کریم میں ہر قسم کے عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں ۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

جسکی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن جس میں ذرا کجی نہیں (اور) تاکہ یہ لوگ ڈریں۔ اللہ تعالیٰ نے (موحد کے بارے میں) ایک

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ

کے بارے میں) ایک مثال بیان فرمائی کہ (ایک شخص غلام) ہے جسمیں کئی ساجھی ہیں جنمیں باہم ضدا ضدی (بھی) ہے اور (ایک

مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ

شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا (غلام) ہے (تو) کیا ان دونوں کی حالت یکساں (ہو سکتی) ہے الحمد للہ بلکہ (قبول تو کیا) ان میں

مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع

اکثر سمجھتے بھی نہیں آپ کو بھی مرنا ہے اور انکو بھی مرنا ہے پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے (اس وقت عملی فیصلہ ہو جاویگا)

ایک شخص کی مثال

جس کی شان یہ ہے کہ وہ عربی زبان میں ہے اور توحید اور احکام اور بیان حدود یا توریت انجیل زبور اور تمام کتب سماویہ میں سے کسی کا مخالف نہیں۔ اور سدی غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ کی تفسیر میں فرماتے کہ کلام خدا ونذی غیر مخلوق ہے تاکہ لوگ قرآن کریم کے ذریعہ سے جن چیزوں سے حق تعالیٰ نے ان کو منع کیا ہے ان سے ڈریں۔

اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کی مثال بیان فرمائی ہے کہ ایک شخص ہے جس کے کئی مالک ہیں کہ جن میں باہم مخالفت بھی ہے کہ ایک مالک تو ایک کام کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور دوسرا مالک اس سے روکتا ہے یہی حالت کافر کی ہے کہ مختلف معبودوں کو پوجتا ہے اور ایک اور شخص کہ خالص ایک ہی شخص کا غلام ہے یہ شان مسلمان کی ہے کہ خالص اپنے پروردگار وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتا ہے اور اسی کے لئے اپنے اعمال کرتا ہے۔

الحمد للہ کہ تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ ومالی ۲۳ ختم ہوا۔

ناشر:- ادارۂ درسِ قرآن
دیوبند (یو۔پی)

مکتبہ فاروقی سنہ ۱۹۷۸ء

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ

"اے اللہ ! ابن عباس رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کی تفسیر کا علم عطا فرما۔"

(صحیح بخاری)

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ

کامل اردو ترجمہ

پارہ ۲۴ فمن اظلم کا

جلیل القدر صحابی (حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم) امام المفسرین ترجمان القرآن حضرت عبد اللہ ابن عباس رض کی مشہور و مقبول روح پرور تفسیر تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کا سلیس و شگفتہ ترجمہ مع ترجمہ لباب النقول فی اسباب النزول، از علامہ جلال الدین سیوطی رح (م ۹۱۱ ھ)

ترجمہ قرآن

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رح

ترجمہ تفسیر

از

مولانا عابد الرحمٰن صدیقی

ناشر

ادارہ درس قرآن، دیوبند (یوپی) (رجسٹرڈ)

(مکتبہ تھانوی سہارنپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

ادارہ درسِ قرآن دیوبند یوپی

فہرست مضامین تفسیر ابن عباسؓ پارہ ۲۴

ناشر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند یوپی

فَمَنْ اَظْلَمُ
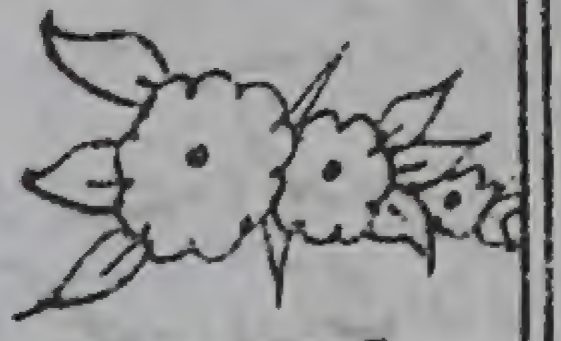
سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا

مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ

جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو) جبکہ وہ اسکے

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْ

پاس (رسول کے ذریعہ سے) پہنچی جھٹلاوے کیا (قیامت کے دن) جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانا نہ ہوگا ـ اور جو لوگ

جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

سچی بات لے کر آئے اور (خود بھی) اس کو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں ـ

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

(ان کا فیصلہ یہ ہوگا کہ) وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے انکے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے ـ یہ صلہ ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ ۚ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ

نیکو کاروں کا ـ تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے بُرے عملوں کو دور کردے اور

عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ

ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے ـ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ

کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کیلئے

عَبْدَهٗ ؕ

کافی نہیں ـ

مومن وکافر میں مساوات محال ہے

تو کیا ان دونوں کی حالت برابر ہو سکتی ہے۔ اسی طرح مومن وکافر ہرگز برابر نہیں ہو سکتے۔ الحمدللہ کہ وحدانیت حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے مگر اکثر ان میں امثال قرآنیہ کو نہیں سمجھتے۔ اور آپ ان کی باتوں پر غم نہ کریں ؏ عنقریب آپ کو بھی مرجانا ہے اور ان کفار مکہ کو بھی پھر قیامت کے دن تم حجت و دلیل کے ساتھ اپنے اپنے مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے یعنی جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور رؤسا کفار۔ ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے زائد اپنے کفر میں بے انصاف کون ہوگا جو حق تعالیٰ پر قرآن کریم سنکر جھوٹ باندھے اور اس کے شریک ٹھہرائے اور اس کو صاحب ولد بنائے اور قرآن کریم اور بیانِ توحید کو جبکہ اس کے پاس بذریعہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پہنچ گئی جھٹلائے کیا جہنم ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانا نہ ہوگا؟ ضرور ہوگا۔

اور جو ذات توحید اور قرآن کریم لے کر آئے یعنی نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور اسکی حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ان کے ساتھیوں نے تصدیق کی ایسے ہی حضرات کفر و شرک اور فواحش سے بچنے والے ہیں وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے جنت میں سب کچھ ہے۔ یہ موحدین کا اعزاز و احترام ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان سے ان کے برے عملوں کو دور کر دے اور ان کے نیک کاموں کے عوض ان کو ان کا ثواب دے۔ کیا حق تعالیٰ اپنے بندۂ خاص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے یا یہ کہ حضرت خالدؓ بن ولید کی حفاظت کے لئے کافی نہیں ؟

وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ

اور یہ لوگ آپ کو ان (جھوٹے معبودوں) سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا (تجویز کر رکھے) ہیں اور جس کو

فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ

خدا گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ اور جس کو وہ ہدایت دے اس کا کوئی گمراہ

مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ

کرنے والا نہیں کیا خدا تعالیٰ زبردست انتقام لینے والا نہیں ہے۔ اور اگر

سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ

(آپ) ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے۔

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ

آپ (ان سے) کہئے کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ

اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو کوئی تکلیف پہنچانا چاہے کیا یہ معبود اسکی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں یا اللہ تعالیٰ مجھ پر

هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ

اپنی عنایت کرنا چاہے کیا یہ معبود اسکی عنایت کو روک سکتے ہیں۔ آپ کہدیجئے کہ (اس سے) ثابت ہو گیا کہ میرے لئے

يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝۳۸

خدا کافی ہے توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔

کافروں کے بے ہودہ عقائد

اور یہ آپ کو ان جھوٹے معبودوں یعنی لات و عزیٰ وغیرہ سے جو خدا کے سوا ہیں۔ ڈراتے ہیں۔ چنانچہ آپ سے کہتے ہیں کہ ان تینوں کو برا بھلا مت کہو ورنہ آپ کو پریشان کر دیں گے اور جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین سے بے راہ کرے یعنی ابوجہل وغیرہ اسے کوئی دین خداوندی کا راستہ بتانے والا نہیں۔ اور جسے اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ہدایت فرمائے یعنی حضرت ابوبکرؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ اور کہا گیا ہے کہ اس سے حضورؐ ہی کی ذات بابرکت مراد ہے اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا حق تعالیٰ اپنی بادشاہت وسلطنت میں زبردست اور کافر سے انتقام لینے والا نہیں؟ (ضرور بالضرور انتقام لینے میں زبردست ہے)۔

اور اگر آپ کفار سے دریافت کریں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا؟ تو یہ جواب میں یہی کہیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا تو پھر آپ ان سے فرمایئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ جن معبودوں یعنی لات و عزیٰ وغیرہ کو تم پوجتے ہو اگر حق تعالیٰ مجھے عافیت میں رکھنا چاہے تو کیا یہ تمہارے لات و عزیٰ وغیرہ مجھے اسکی دی ہوئی عافیت کو روک سکتے ہیں کہ تم مجھ کو بھی ان کی پرستش کے لئے کہتے ہو؟

آپؐ فرما دیجئے کہ بس میں حق تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہوں اور بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں یا یہ کہ مؤمنین کے لئے ضروری ہے کہ اسی ذات وحدہٗ لاشریک پر بھروسہ کریں۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی۔ وَيُخَوِّفُوْنَكَ الخ۔ عبدالرزاق نے محمد سے نقل کیا ہے کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا

کہ کفار مکہ نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائیں۔ ورنہ ہم اپنے بتوں سے کہدیں گے وہ آپ کو پریشان کردیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَیُخَوِّفُوْنَكَ الخ۔ یعنی یہ لوگ آپ کو ان سے ڈراتے ہیں جو خدا کے سوا ہیں ؛

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ج

آپ کہدیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ میں بھی عمل کر رہا ہوں

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ

سو اب جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر دنیا میں ایسا عذاب آیا چاہتا جو

وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ

اس کو رسوا کردیگا اور (بعد مرگ) اسپر دائمی عذاب نازل ہوگا۔ ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے

الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ج فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ج

(نفع کی) لئے اتاری جو حق کو لئے ہوئے ہے۔ سو جو شخص راہ راست پر آویگا تو اپنے نفع کیواسطے

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ج وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

اور جو شخص بے راہ رہیگا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال) اسپر پڑے گا اور آپ ان پر (کچھ بطور

بِوَكِيْلٍ ع ﴿۴۱﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ

ذمہ داری کے) مسلط نہیں کئے گئے۔ اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہے (ان) جانوں کو ان کی موت کے وقت

لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ج فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا

اور ان جانوں کو بھی جنکی موت نہیں آئی ان کے سونے کے وقت۔ پھر ان جانوروں کو تو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم

الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰىٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ط

فرما چکا ہے اور باقی جانوروں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کردیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے

ع ۴

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٤٢﴾ أَمِ اتَّخَذُوا

جو کہ سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں ہاں کیا ان (مشرک)

مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا

لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو (انکی) سفارش کرینگے آپ کہہ دیجئے کہ اگرچہ یہ کچھ

لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٣﴾

بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں۔

بے دست و پا سفارشی

آپ ان کفار مکہ سے فرما دیجئے کہ تم اپنی حالت پر عمل کئے جاؤ اور مجھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کئے جاؤ میں بھی اپنی حالت پر عمل کر رہا ہوں۔ ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کون شخص ہے جس پر ایسا عذاب نازل ہوگا جو اسے ذلیل و ہلاک کر دے گا (اور مرنے کے بعد) اس پر دائمی عذاب ہوگا یہ منجانب اللہ کفار کے لئے وعید ہے۔ ہم نے آپ پر یہ قرآن کریم بذریعہ جبریلؑ نازل کیا ہے جو لوگوں کے سامنے حق و باطل کو واضح کرنے والا ہے سو جو شخص قرآن کریم کے ذریعہ راہ راست پر آئے گا اور اس پر ایمان لائے گا۔ تو اسی کو ثواب ملے گا۔ اور جو شخص قرآن کریم کا انکار کرے گا تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا اور آپ ان کفار مکہ پر مسلط نہیں کئے گئے کہ آپ سے ان کے بارے میں باز پرس ہونے لگے۔

اللہ ہی انسانوں کی روحوں کو قبض کرتا ہے ان کے سونے کی حالت میں اور جانوں کو بھی معطل کرتا ہے ان کے سونے کے وقت جن کی ابھی موت کا وقت نہیں آیا ان کو ایک وقت مقررہ کے لئے رہا کر دیتا ہے اس روکنے اور چھوڑنے میں سوچنے والوں کے لئے دلائل قدرت ہیں۔

کیا ان کفار مکہ نے خدا کے علاوہ دوسروں کو معبود قرار دے رکھا ہے جو ان کی سفارش کریں گے آپ فرما دیجئے کہ اگرچہ یہ سفارش وغیرہ میں سے کسی چیز پر قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے ہوں کہ سفارش کس طرح کریں ✧

قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

آپ کہہ دیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ

پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ج وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ

دل منقبض ہوتے ہیں۔ جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے

مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ

تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ

کے پیدا کرنے والے باطن ظاہر کے جاننے والے آپ ہی (قیامت کے روز) اپنے بندوں کے درمیان

تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

ان امور میں فیصلہ فرما دیں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے!

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ

اور اگر ظلم (یعنی شرک و کفر) کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور ان چیزوں کے ساتھ

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانیکے لئے (بے تامل) ان کو دینے

وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

لگیں۔ اور خدا کی طرف سے ان کو وہ معاملہ پیش آوے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

مشرکین اور عذابِ خداوندی } آپؐ فرما دیجئے کہ آخرت میں تمام تر سفارش خدا ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور بارشیں اور نباتات سبکے خزانوں پر اسی کی سلطنت ہے اور آخرت میں تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ وہ تم کو

تمہارے اعمال کا بدلہ دے گا۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھو تو ان لوگوں کے دلوں میں جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے نفرت و انقباض پیدا ہوتا ہے اور جب اسکے علاوہ لات و عزیٰ کا بھی تذکرہ ہوتا ہے تو اسی وقت یہ لوگ اپنے بتوں کے تذکرہ سے خوش ہو جاتے ہیں۔ آپؐ اس طرح دعا فرمایئے اے اللہ ہمارے ساتھ بھلائی فرمایئے۔ اے آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے اے باطن و ظاہر کے جاننے والے تو ہی قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان دین کی ان باتوں کا فیصلہ فرما دے گا جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے۔

اور اگر مشرکین کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں اور ان چیزوں کی اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے سخت عذاب سے اپنے کو چھڑانے کے لئے اس کو فدیہ میں بلا تامل دینے لگیں اور ان کے سامنے عذاب خداوندی ایسا ظاہر ہوگا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

لباب النقول فی اسباب النزول فرمان خداوندی وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ الخ ابن المنذر نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کعبہ کے پاس سورۂ نجم کی تلاوت کرنے اور مشرکین کے اپنے بتوں کے تذکرہ پر خوش ہونے کے وقت نازل ہوئی ہے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

اور (اس وقت) ان کو تمام اپنے برے اعمال ظاہر ہو جادیں گے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزا کیا کرتے

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ز

تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ پھر جس وقت (اس مشرک) آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا لا قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِيْتُهٗ

پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ کو (میری) تدبیر سے ملی ہے

عَلٰى عِلْمٍ ط بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾

بلکہ وہ ایک آزمائش ہے۔ لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا

یہ بات (بعض) ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے پہلے ہو گذرے ہیں (جیسے قارون نے کہا تھا) سو انکی کارروائی ان کے کچھ

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۞ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ

کام نہ آئی۔ پھر ان کی تمام بداعمالیاں ان پر آپڑیں۔

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ

(اور سزایاب ہوئے) اور ان میں بھی جو ظالم ہیں ان پر بھی ان کی بداعمالیاں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ

مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ۞ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا

(خدا تعالیٰ کو) ہرا نہیں سکتے۔ کیا ان لوگوں کو (احوال میں غور کرنے سے)

اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ

یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دے دیتا ہے اور وہی جسکے لئے چاہتا ہے تنگی

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞

بھی کر دیتا ہے) اس (بسط و قدر) میں ایمان لانے والوں کیواسطے نشانیاں ہیں۔

ع ۲

فراخی اور تنگی رزق کا مالک

اور اس وقت ان کے سامنے ان کو اپنے تمام برے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔ اور انبیاء کرامؑ اور کتب سماویہ کا جو استہزاء کیا کرتے تھے اس کی وجہ سے ان کو عذاب آگھیرے گا یا یہ مطلب ہے کہ جس عذاب کے ساتھ یہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔ اور جس وقت کافر کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تکلیف کے دور ہونے کے لئے پکارتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کر دیتے ہیں۔ تو کہتا ہے کہ مجھے جو کچھ مال ملا ہے وہ میری تدبیر اور ہنرمندی سے ملا ہے کہ حق تعالیٰ نے بھی میری ہنرمندی دیکھ کر دیا ہے۔ بلکہ وہ نعمت تو ہماری طرف سے ایک آزمائش ہے مگر سب اس کو سمجھتے ہی نہیں۔

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ بات آپ کی قوم سے پہلے قارون وغیرہ نے بھی کہی تھی تو عذاب خداوندی کے سامنے ان کی باتیں اور کارروائیاں اور غیر اللہ کی پرستش اور اموال کا جمع کرنا کچھ کام نہ آیا۔

تو ان تمام بداعمالیوں کی وجہ سے ان پر عذاب آپڑا۔ اور ان کفار مکہ میں سے جو مشرک ہیں تو ان سے پہلے لوگوں کی طرح ان پر بھی ان کی بداعمالیوں کی سزائیں ابھی پڑنے والی ہیں اور یہ عذاب خداوندی سے بچ نہیں سکتے۔ کیا ان کفار مکہ کو معلوم نہیں کہ حق تعالیٰ آزمائش کے طور پر جس کو چاہتا ہے مال زائد دیتا ہے اور ڈھیل کے طور پر جس پر چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اس بسط و قدر میں اہل ایمان کے لئے نشانیاں اور دلائل ہیں :۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں

تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ

کہ تم خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گزشتہ)

جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾

گناہوں کو معاف فرماوے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے :۔

تائب کی فضیلت } آپ فرما دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے کفر و شرک زنا اور قتل کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی مغفرت سے مایوس مت ہو اللہ اس شخص کے تمام گناہوں کو جو کفر سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے معاف فرماوے گا۔ وہ توبہ کی حالت میں مرنے والے پر بڑی رحمت فرمانے والا ہے :۔

لباب النقول فی اسباب النزول } انعام خداوندی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ بخاری و مسلم کی حدیث اس آیت کے بارے میں سورۂ فرقان میں گذر چکی ہے۔ باقی ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضؓ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ کے مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضؓ سے روایت نقل کی ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم کہا کرتے تھے کہ مفتنون کے لئے کوئی توبہ نہیں جبکہ وہ اسلام لانے اور اسلام کی معرفت حاصل ہو جانے کے بعد اس کو چھوڑ دے۔ چنانچہ جب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان ہی لوگوں کے بارے میں یہ آیت کریمہ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا الخ نازل ہوئی میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو اور

طبرانی نے ایسی سند کے ساتھ جس میں ضعف ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے وحشی قاتل حضرت حمزہؓ کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لئے قاصد بھیجا تو اس نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ آپ مجھے کیسے دعوت دے رہے ہیں جب آپ اس بات کے قائل ہیں کہ جس نے زنا کیا یا قتل کیا یا شرک کیا بلقیٰ اَثَامًا الخ کہ وہ گناہ کا بار اٹھائے گا اور قیامت کے دن اس کے عذاب میں زیادتی ہو گی اور وہ دوزخ میں ہمیشہ ذلت کے ساتھ رہے گا۔ اور میں نے تو یہ سب باتیں کی ہیں۔ تو کیا اب بھی آپ میرے لئے کچھ اجازت پاتے ہیں۔ اس پر آیت کریمہ کا یہ حصہ نازل ہوا۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا۔ اس پر وحشی نے کہا کہ یہ شرط تو سخت ہے کہ جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اعمال صالحہ کرے تو ممکن ہے کہ ان کی بجا آوری کی میرے اندر قدرت نہ ہو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ یعنی شرک کے علاوہ اور دوسرے گناہ جس کے چاہتا ہے معاف فرما دیتا ہے۔

اس پر وحشی بولے کہ اس آیت کے بعد تو ارادہ کرتا ہوں مگر یہ مجھے معلوم نہیں کہ میری مغفرت ہو گی یا نہیں تو اس کے علاوہ بھی اور کوئی آیت ہے اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل فرمائی تب وحشی بولے ہاں بے شک یہ توقع والی ہے چنانچہ مشرف باسلام ہوئے ؎

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور (اسلام قبول کرنے میں) اس کی فرمانبرداری کرو قبل اسکے

الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ

کہ تم پر عذاب (الہٰی) واقع ہونے لگے (اور) پھر (اس وقت کسی کی طرف سے) تمہاری کوئی مدد نہ کی جاوے

اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً

اور تم (کو چاہیئے کہ) اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اسکے کہ تم پر اچانک عذاب آ پڑے اور

وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى

تم کو اس کا خیال بھی نہ ہو۔ کبھی (کل قیامت کو) کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری

عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور میں تو احکام خداوندی پر ہنستا ہی رہا

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَوْ تَقُوْلَ

یا کوئی یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ (دنیا میں) مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔ یا کوئی

حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾

عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہو جاوے پھر میں نیک بندوں میں ہو جاؤں

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ

ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں سو تو نے ان کو جھٹلایا اور جھٹلانا کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ تو نے تکبر کیا

مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۹﴾ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ

اور کافروں میں (ہمیشہ) شامل رہا۔ اور آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ

جھوٹ بولا تھا۔ کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم میں

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾

نہیں ہے۔

متکبرین کا ٹھکانہ جہنم

اور کفر سے توبہ کر کے تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور حق تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کی اطاعت قبل اس کے کہ تم پر عذاب نازل ہونے لگے کیونکہ عذاب خداوندی کو تم سے نہیں روکا جائے گا۔ یہ آیت کریمہ وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ تم قرآن کریم پر چلو اس کے حلال کردہ امور کو حلال اور حرام کردہ باتوں کو حرام سمجھو اور محکمات پر عمل کرو اور اس کے متشابہات پر ایمان لاؤ قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو اس کے آنے کی خبر بھی نہ ہو۔

ایسا نہ ہو کہ تم میں پھر کوئی کہنے لگے ہائے افسوس کہ میں نے اطاعت خداوندی کو چھوڑا تھا اور میں تو کتاب اللہ اور اس کے رسولؐ کا مذاق ہی اڑاتا رہا۔ تاکہ پھر کوئی یوں نہ کہنے لگے کہ اگر حق تو میرے سامنے ایمان کو بیان فرماتے تو میں بھی موحدین میں سے ہوتا۔ یا کوئی عذاب دیکھ کر یوں نہ کہنے لگے کہ کاش

میرا دنیا میں پھر جانا ہو جائے پھر میں موحدین میں ہو جاؤں.
حق تعالیٰ ان سے فرمائیگا ہاں بیشک تیرے پاس میری کتاب اور رسول پہنچا تھا سو تونے انکی تکذیب کی اور ایمان لانے سے تکبر کیا اور کافروں کے ساتھ ان ہی کے طریقہ پر قائم رہا۔ اور آپ قیامت کے دن ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے. جنہوں نے فرشتوں کو حق تعالیٰ کی بیٹیاں اور حضرت عزیر اور عیسیٰؑ کو حق تعالیٰ کا بیٹا کہا تھا کیا ان کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہیں ہے ؟

وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ لَا يَمَسُّهُمُ

اور جو لوگ (شرک و کفر سے) بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کے ساتھ (جہنم سے) نجات دیگا انکو

السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦١﴾ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

(ذرا) تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے۔ (کیونکہ جنت میں غم نہیں) اللہ ہی پیدا کرنیوالا ہے

وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ لَهُ مَقَالِيدُ

ہر چیز کا اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (اور) اسی کے اختیار میں ہیں۔ کنجیاں آسمانوں اور

السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

زمین کی اور جو لوگ (اس پر بھی) اللہ کی آیتوں کو نہیں

أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦٣﴾ قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي

مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے آپ (ان کے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اے جاہلو

أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى

کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو۔ اور آپکی طرف بھی اور جو پیغمبر

الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

آپ سے پہلے ہو گذرے ہیں۔ انکی طرف بھی یہ (بات) وحی میں بھیجی جا چکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک کرے گا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہو جائے گا -

ع ۳/۱۱ ۶

وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

اور تو خسارہ میں پڑے گا ۔ (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ)

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

اللہ ہی کی عبادت کرنا اور (اللہ کا) شکر گزار رہنا ۔

اہلِ ایمان سایۂ نوازشات میں ہونگے

اور جو لوگ اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور اسکی اطاعت کی تھی حق تعالیٰ ان کے ایمان اور نیکیوں کی وجہ سے ان کو نجات دے گا۔ اور ان کو سختی اور عذاب نہیں پہنچے گا۔ اور جسوقت دوسرے غمگین اور پریشان ہوں گے تو وہ حضرات غمگین نہ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک چیز کا خالق ہے اور وہ ہی ہر ایک کو روزی پہنچانے کا ذمہ دار ہے یا یہ کہ وہ ہر ایک کے اعمال کا نگہبان ہے۔ اسی کے اختیار میں آسمان و زمین کے خزانے یعنی بارش اور ہمہ قسم کی پیداوار ہے۔ اور جو لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کو نہیں مانتے وہ آخرت میں سزا کی وجہ سے بڑے خسارہ میں رہیں گے۔

جسوقت یہ مکہ والے آپؐ سے آبائی دین کے اختیار کرنے کو کہیں تو آپؐ ان سے فرما دیجیے کہ اے جاہلو! کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو۔ کیونکہ آپؐ کی طرف بھی قرآن کریم میں اور جو پیغمبرؑ آپ سے پہلے گزرے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اے مخاطبِ عام اگر تو شرک کرے گا تو حالتِ شرک میں تیرا سب کیا کرایا غارت ہو جائے گا اور تو سزا کے اعتبار سے خسارہ میں پڑے گا۔ بلکہ ہمیشہ توحید خداوندی ہی کا قائل رہنا اور جو کچھ حق تعالیٰ آپؐ پر انعامات کتاب و نبوت اور اسلام کی دولت عطا فرماتے ہیں ان پر شکر گزار رہیے ۔

لباب النقول فی اسباب النزول

فرمان خداوندی قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ الخ اسکا شانِ نزول سورۂ کافرون میں آئے گا۔

امام بیہقی نے دلائل میں حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ مشرکین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمدؐ کیا تو اپنے آباؤ اجداد کو گمراہ بتاتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ۔ یعنی اے جاہلو کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کا حکم کرتے ہو ؛

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

اور افسوس ہے کہ ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیے تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ

اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَنُفِخَ فِى الصُّوْرِ

وہ پاک اور برتر ہے ان کے شرک سے اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری

فَصَعِقَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ

جاویگی سو تمام آسمان اور زمین والوں کے ہوش اُڑ جاویں گے مگر جسکو

شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ

خدا چاہے پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری جاویگی۔ تو دفعتاً سب کے سب کھڑے ہوجاویں گے

يَّنْظُرُوْنَ ۝۶۸

(اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے۔

قیامت میں کیا ہوگا؟ اور ان لوگوں نے خدا کی کچھ عظمت نہ کی جیسے عظمت کرنا چاہیے تھا۔ چنانچہ یکواس کرنے لگے کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کا ہاتھ بند ہے اور ذلیل و خوار مالک بن ضیف یہودی بولا کہ معاذ اللہ حق تعالیٰ محتاج ہے ہم سے قرض مانگتا ہے۔ حالانکہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام ہاتھ اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے اور اللہ تو کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں۔ اس کی ذات یہودیوں کی باتوں سے پاک و برتر ہے۔

اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو آسمان و زمین والے مرجائیں گے مگر جنت و دوزخ والے اور کہا گیا ہے کہ حضرت جبریل۔ میکائیل۔ اسرافیل اور ملک الموت وہ نفخہ اولیٰ پر نہیں مریں گے بلکہ اسکے بعد مریں گے اور پھر مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے دوبارہ صور میں پھونک ماری جائے گی (اور ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہوگا اور پھر آسمان سے باریک بارش کی بوندیں گریں گی پھر اس صور کے بعد دفعۃً لوگ قبروں سے کھڑے ہوجائیں گے اور چاروں طرف دیکھیں گے کہ ان سے کیا کہا جارہا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول امام ترمذی نے تصحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی سے نقل کیا ہے کہ ایک یہودی کا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس سے گزرہوا وہ بولا اے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم اس چیز کے بارے میں کیا فرماتے ہو کہ جب حق تعالیٰ آسمانوں کو اپنی اس (شہادت کی انگلی پر) اور زمینوں کو اس پر اور پانی کو اس پر اور پہاڑوں کو اس پر رکھے گا تو اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

لـ ابن ابی حاتم نے حسن سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے آسمان و زمین اور فرشتوں کی پیدائش کے بارے میں غور کرنا شروع کیا جب اس چیز سے فارغ ہوئے تو اس کا اندازہ لگانے لگے اس پر حق تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ الخ یعنی ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی الخ

لـ اور سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے پروردگار کی صفت کے بارے میں گفتگو شروع کی تو ایسی باتیں تھیں جن کو جانتے بھی نہ تھے اور نہ دیکھی بھالی ہوئی تھیں اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

لـ اور ابن المنذر نے ربیع بن انس رض سے نقل کیا ہے کہ جس وقت وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ الخ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اسوقت لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم کرسی کی تو صفت یہ ہے اور عرش کی کیا ہے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:۔

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ

اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف) سے روشن ہو جاویگی اور (سب کا) نامۂ اعمال ہر ایک کے سامنے

وَجِایْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ

رکھدیا جاویگا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کئے جاویں گے اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ

جاویگا۔ اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ دیا جاوے گا

وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾ ع وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ

اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ط حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا

بنا کر ہانکے جاویں گے۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو (اسوقت) اسکے دروازے کھولدیئے جاویں گے۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ

اور ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت کے) کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ آئے تھے

عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے

هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى

سے ڈرایا کرتے تھے۔ کافر کہیں گے کہ ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر

الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ

رہا۔ (پھر ان سے کہا جائے گا (یعنی وہ فرشتے کہیں گے) کہ جہنم کے دروازوں میں داخل ہو

فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾

(اور) ہمیشہ اس میں رہا کرو۔ غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنیوالوں کا برا ٹھکانا ہے۔

نامۂ اعمال } اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے یا یہ کہ انصاف سے روشن ہو جائے گی اور سب کا نامۂ اعمال جس میں ایمان و اخلاق کا تذکرہ ہوگا رکھ دیا جاوے گا اور انبیاء کرامؑ اور رسول حاضر کئے جائیں گے یا یہ کہ انبیاء کرام اور گواہ حاضر کئے جائیں گے یعنی انبیاء کرام کو جو خود گواہ ہونگے اور اپنی قوموں کے خلاف گواہی دیں گے۔ اور ان کے اور انبیاء کرام کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جائے گا اور ان کی نیکیوں میں کسی قسم کی کمی اور برائیوں میں اضافہ نہیں کیا جائے گا۔

اور ایک شخص کو خواہ نیک ہو یا بد اس کے اعمال کا خواہ نیکیاں ہوں یا برائیاں پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔ اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔ کافروں کو گروہوں کی صورت میں ترتیب وار دوزخ کی طرف ہانکا جائے گا۔ اور جب یہ دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے جو اس سے قبل کھلے ہوئے نہ تھے اور ان سے وہاں کے داروغہ اور محافظ کہیں گے کہ اے گروہ کفار کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہ آتے تھے جو تم کو تمہارے پروردگار کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے۔ اور تم کو اس دن کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کافر کہیں گے بیشک ہمارے پاس رسول آئے لیکن عذاب کا وعدہ ہمارے اعمال کی وجہ سے پورا ہو کر رہا۔ ان سے محافظ کہیں گے کہ اب ہمیشہ دوزخ میں رہو۔

غرض کتاب و رسول پر ایمان لانے سے تکبر کرنے والوں کا بڑا ٹھکانہ ہے :۔

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے جاویں گے یہانتک کہ جب اس (جنت)

إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے (پہلے سے) کھلے ہوئے ہونگے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے) اور وہاں کے محافظ

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا

(فرشتے) ان سے کہیں گے السلام علیکم تم مزہ میں رہے سو اس (جنت) میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہوجاؤ۔ اور داخل ہوکر

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ

کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم سے وعدہ سچا کیا۔ اور ہم کو اس سرزمین کا مالک بنادیا

نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٧٤﴾

کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں غرض (نیک) عمل کرنیوالوں کا اچھا بدلہ ہے

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ

اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ (حساب کے اجلاس کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ

باندھے ہونگے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے۔ اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا اور کہا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾

جاوے گا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔

ع ۸ ۵ ۵

اہل جنت کا پرتپاک استقبال

اور جن حضرات نے اپنے پروردگار کی اطاعت کی تھی وہ جنت کی طرف گروہ گروہ کرکے روانہ کیے جائیں گے یہاں تک کہ اس جنت کے پاس پہنچیں گے اور اس کے دروازے پہلے ہی سے کھلے ہوئے ہوں گے اور وہاں کے محافظ جنت کے دروازوں پر ان کو سلام کریں گے اور کہیں گے کہ تم کامیابی اور نجات میں پاکیزہ پاکی اور مزہ میں رہو اور اس جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے داخل ہو جاؤ کہ یہاں نہ موت آئے گی اور نہ یہاں سے نکالے جاؤ گے۔

اور جب حق تعالیٰ کی طرف اس اکرام کو جانتے لگیں گے تو یہ داخل ہونے والے کہیں گے کہ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو سرزمین جنت کا مالک بنایا۔ کہ ہم جہاں چاہیں اس میں قیام کریں غرض دنیا میں حق تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کا اب اچھا بدلہ ہے۔ اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے کہ عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے اور اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی تسبیح کرتے ہوں گے۔ اور انبیاء کرام اور ان کی امتوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور ان سے حساب سے فراغت کے بعد کہا جائے گا کہ کہو کہ تمام تعریفیں خدا کو زیبا ہیں جو انس و جن کا پروردگار ہے اور اس پر کہ اس نے ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فرق فرمایا ۞

آیاتہا ۸۵ ۔۔۔۔۔۔ (۴۰) سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنِ مَکِّیَّۃٌ (۶۰) ۔۔۔۔۔۔ رکوعاتہا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾

حم۔ (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے

غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ ط

گناہ کا بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اسی کے پاس (سب کو) جانا ہے، اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں (یعنی

إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ④

قرآن میں) لوگ (ناحق کے) جھگڑے نکالتے ہیں جو (ایسے) منکر ہیں سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن و

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ص

امان سے) چلنا پھرنا اشتباہ میں نہ ڈالے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور دوسرے گروہوں نے بھی جو ان کے بعد ہوئے (جیسے

وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا

عاد و ثمود و غیرہم دین کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت (میں سے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے انہوں) نے اپنے پیغمبر کے

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ قف

گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے۔ تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں سو میں نے (آخر) ان پر

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ⑤

دارو گیر کی سو (دیکھو) میری طرف سے (انکو) کیسی سزا ہوئی۔

اہل باطل کو عبرتناک سزا

(سورۂ مؤمن) یہ پوری سورت مکی ہے۔ اس میں ۸۲ بیاسی آیتیں اور ایک ہزار اور ایک سو ننانوے کلمات اور چار ہزار نو سو ساٹھ حروف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰمٓ۔ یعنی قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس کا فیصلہ فرمادیا یہ کہ اسے بیان فرمادیا یا یہ کہ یہ لفظ تاکید کے طور پر ایک قسم ہے۔ یہ قرآن کریم رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کی طرف سے اتارا گیا ہے جو کہ کافروں کو سزا دینے میں زبردست اور مومن و کافر کا سب کو جاننے والا ہے۔ کلمہ کو بخشنے والا اور شرک سے توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرنے والا ہے اور جو شرک کی حالت میں مرے اسے سخت سزا دینے والا مومنوں کے لئے فضل و احسان کرنے والا اور کافر پر قدرت رکھنے والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں۔ مومن و کافر سب کو اسی کی طرف جانا ہے۔ مگر اس کے باوجود مکہ والوں میں رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کافر ہی کرتے ہیں تو اے نبی کریمؐ ان لوگوں کا تجارت وغیرہ کے لئے سفر کرنا اور آنا جانا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے کیونکہ یہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

اور آپ کی قوم سے پہلے حضرت نوحؑ کی قوم نے نوحؑ کو اور اسی طرح ان کافروں نے جو کہ قوم نوحؑ کے بعد ہوئے انبیاء کرام کو جھٹلایا تھا جبکہ آپکی قوم آپ کو جھٹلا رہی ہے۔ اور ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو قتل کرنے کی اسکیم بنائی تھی اور شرک کے ساتھ رسولوں سے جھگڑے کئے تاکہ شرک کے ذریعہ سے اس حق بات کو جس کو انبیاء کرام لیکر آئے ہیں باطل کر دیں تو میں نے اس تکذیب کے وقت ان پر دارو گیر کی سوائے نبی کریمؐ آپ دیکھیئے کہ تکذیب کے وقت میری طرف سے ان کو کیسی سزا ہوئی:

لباب النقول فی اسباب النزول (سورۂ مؤمن)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ابن ابی حاتم نے بواسطۂ سدی ابومالک سے فرمانِ خداوندی مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حارث بن قیس سہمی کے بارے میں نازل ہوئی ہے:

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّهُمْ

اور اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہوچکا ہے کہ وہ لوگ (آخرت میں)

اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۶﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ

دوزخی ہوں گے جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو

حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ

فرشتے اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اسپر ایمان رکھتے ہیں

وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

اور ایمان والوں کے لئے (اسطرح) استغفار کیا کرتے ہیں کہ ہمارے پروردگار آپکی رحمت (عام) اور

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا

علم ہر چیز کو شامل ہے سو ان لوگوں کو بخش دیجیئے جنہوں نے (شرک و کفر سے) توبہ کرلی ہے

سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۷﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

اور آپ کے رستہ پر چلتے ہیں اور انکو جہنم کے عذاب سے بچا لیجیئے۔ اے ہمارے پروردگار انکو

وقف لازم — وقف النبی علیہ السلام

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور ان کے ماں

اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ

باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنت کے لائق (یعنی مومن) ہوں

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۙ ﴿۸﴾ وَقِهِمُ السَّیِّاٰتِ ۭ وَمَنْ

انکو بھی داخل کر دیجئے بلاشبہ آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ اور ان کو قیامت کے دن (ہر طرح کی) تکالیف سے بچائیے

تَقِ السَّیِّاٰتِ یَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ

اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ نے (بہت مہربانی فرمائی اور یہ

هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۹﴾ ع

بڑی کامیابی ہے۔

دائمی بہشت میں داخلہ

اسی طرح تمام ان لوگوں پر جنہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار کیا، آپ کے پروردگار کے عذاب کے ساتھ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ وہ آخرت میں دوزخی ہوں گے۔

جو فرشتے عرشِ الٰہی کو اٹھائے ہوئے ہیں اور ان فرشتوں کی دس جماعتیں ہیں اور جو فرشتے اس کے ارد گرد ہیں وہ اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور وہ اللہ پر (یمان رکھتے ہیں اور اہلِ ایمان کے لئے اس طرح دعا و استغفار کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپکے انعامات ہر ایک چیز کو گھیرے ہوئے ہیں اور آپ ہر چیز کو جانتے ہیں سو ان لوگوں کو بخش دیجئے جنہوں نے شرک سے توبہ کر لی اور دینِ اسلام پر چلتے ہیں اور ان سے جہنم کے عذاب کو دور کر دیجئے۔ اور آپ ان کو انبیاء کرام اور صالحین کے گروہ میں داخل فرمایئے جس کا آپ نے ان سے کتاب میں وعدہ فرمایا اور ان کے ماں باپ وغیرہ میں سے جو موحد ہوں بلاشبہ آپ اپنی سلطنت و بادشاہت میں غالب اور اپنے حکم و فیصلہ میں حکمت والے ہیں اور ان سے قیامت کے دن کے عذاب کو دور فرمایئے۔ اور جس سے قیامت کے دن کا عذاب دور کر دیا گیا تو اس کی آپ نے مغفرت اور حفاظت فرما دی اور یہ مغفرت اور عذاب کا دور کرنا بڑی کامیابی ہے کہ

جنت ہاتھ آگئی اور دوزخ سے بچ گئے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ

جو لوگ کافر ہوئے (اسوقت) ان کو پکارا جاویگا کہ جیسی تم کو (اس وقت) اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھکر خدا کو (تم سے)

مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِیْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰﴾

نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے۔

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَ اَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ

وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبارہ مُردہ رکھا اور دوبارہ زندگی دی

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۱۱﴾

سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ

وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اسکے ساتھ

یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ؕ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ ﴿۱۲﴾

کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے۔ سو اس پر یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو عالیشان اور بڑا رتبہ والا ہے

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ

وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے۔ اور وہی ہے جو آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے

وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾

اور صرف وہی شخص قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا، کافروں سے تنفر } جن لوگوں نے حق تعالیٰ اور اس کی کتابوں اور رسولوں کا انکار کیا جب وہ دوزخ میں جا کر حسرت اور اپنے نفس کو ملامت کرینگے

تو ان سے فرشتے کہیں گے کہ جیسی اسوقت تم کو اپنے سے نفرت ہے اس سے بڑھ کر جبکہ تم دنیا میں تھے خدا کو تم سے نفرت تھی جبکہ تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور تم نہ مانا کرتے تھے۔ وہ کفار دوزخ میں کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبارہ مردہ مردہ رکھا۔ ایک بار تو جس وقت ہماری روحیں قبض کیں اور دوسری مرتبہ جبکہ قبروں میں ہم سے منکر نکیر نے سوال کیا اور دوبارہ زندگی دی۔ مگر نیز تو قبروں میں منکر نکیر کے سوال سے پہلے اور دوسری مرتبہ حشر کے لئے ہم اپنے شرک و کفر کا اور ایمان لانے سے انکار کرنے کا انکار کرتے ہیں تو کیا اب پھر دنیا میں جانے کی کوئی صورت ہے کہ ہم وہاں پہنچکر آپ پر ایمان لے آویں۔ حق تعالیٰ ان سے فرمائے گا کہ اس دوزخ کے عذاب اور ناراضگی کی وجہ یہ ہے کہ جب تم سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے اقرار کرنے کے بارے میں کہا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور اگر بتوں کو شریک کیا جاتا تھا تو تم فوراً مان لیتے تھے سو بندوں کے درمیان جو یہ فیصلہ ہوا اور کافروں کے لئے دوزخ کا حکم ہوا یہ اس اللہ کا فیصلہ ہے جو سب سے بلند عالی شان اور سب سے بڑا ہے۔

اے مکہ والو! وہی ہے جو تم کو اپنی وحدانیت اور قدرت کی نشانیاں دکھلاتا ہے کہ مشرکین کے مکانات کو تباہ و برباد کرتا ہے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے بارش برساتا ہے۔ مگر قرآن کریم سے صرف وہ ہی شخص نصیحت حاصل کرتا ہے جو خدا کی طرف رجوع کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

سو تم لوگ خدا کو خالص اعتقاد کر کے پکارو گو کافروں کو ناگوار (ہی) کیوں نہ ہو۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

اپنا حکم بھیجتا ہے تاکہ (وہ صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن (یعنی قیامت کے دن) سے ڈرائے۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ

جس دن سب لوگ (خدا کے سامنے) آموجود ہوں گے (کہ) ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ

آج کے روز کس کی حکومت ہوگی بس اللہ کی ہوگی جو یکتا (اور) غالب ہے۔ آج ہر شخص کو

تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ ۗ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۗ اِنَّ

اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی پر) کچھ ظلم نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ

بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنیوالی مصیبت

اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ

کے دن سے (کہ روز قیامت ہے) ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے اور (غم سے) گھٹ گھٹ جاویں گے (اس

مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ؕ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ

روز) ظالموں کا نہ کوئی دلی دوست ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جسکا کہا مانا جاوے۔ وہ ایسا ہے کہ (آنکھوں کی چوری کو

وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾

جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں۔

اخلاص و توحید کے ساتھ عبادت

تو تم لوگ اخلاص اور توحید کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت کرو اگرچہ مکہ والوں کو ناگوار ہی کیوں نہ گزرے۔

وہ آسمانوں کا خالق ہے جس نے ان کو ہر ایک چیز سے بلند کیا اور عرش کا مالک ہے۔ وہ بذریعہ جبریل امین اپنے بندوں سے جس کو پسند کرے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل فرمایا ہے تاکہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے ذریعہ اس دن سے ڈرائیں جس روز آسمان اور زمین والے جمع ہو جائینگے یا یہ کہ خالق و مخلوق۔

جس دن سب لوگ قبروں سے نکل پڑیں گے کہ ان کے اعمال میں سے کوئی چیز خدا سے مخفی نہ رہے گی۔ پھر نفخۂ موت کے بعد حق تعالیٰ فرمائے گا آج کے روز کس کی حکومت ہوگی تو کوئی بھی جواب نہ دے سکے گا۔ حق تعالیٰ فرمائیگا بس اللہ ہی کی ہوگی۔ جو کہ وحدہٗ لاشریک ہے اور اپنی مخلوق کے مارنے پر

غالب ہے آج یعنی قیامت کے دن ہر نیک و بد کو جو بھی اس نے نیکی یا بدی کی ہے اسکا بدلہ دیا جائیگا آج کسی پر ظلم نہ ہوگا یعنی کسی کی نیکیوں میں سے کچھ کمی نہ کی جائے گی اور نہ ان کی برائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ اور اللہ تو جب حساب لینا شروع فرمائیں تو بہت جلد حساب لینے والے ہیں یا یہ کہ جس وقت سزا دیں تو پھر سخت سزا دینے والے ہیں۔

اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان کو آزفہ کے دن سے ڈرائیے جس روز تیزی کے ساتھ ایک ایک کے ساتھ چپٹے گا۔ اور یہ قیامت کا دن ہے جس وقت کلیجے منہ کو آجائیں گے غم اور پریشانی سے گھٹ جاوینگے کافروں کے لئے کوئی دوست بھی نہ ہوگا جو ان کے کام آسکے اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جس سے سفارش کا وہم بھی ہوسکے۔ وہ آنکھوں کی چوری یعنی خیانت و مکاری کے ساتھ دیکھنے کو بھی جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جانتا ہے جو دلوں میں پوشیدہ ہیں ؛

وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

اور اللہ تو ٹھیک فیصلہ کردے گا اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں وہ کسی

لَا يَقْضُوْنَ بِشَىْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۲۰﴾

طرح کا بھی فیصلہ نہیں کرسکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

کیا ان لوگوں نے چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ

ان کا کیسا انجام ہوا وہ لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں۔ ان سے

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

بہت زیادہ تھے سو ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے ان پر دار وگیر

بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾

فرمائی۔ اور ان کو کوئی خدا (کے عذاب) سے بچانے والا نہ ہوا۔

ع ۲ / ۱۱

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

یہ (مواخذہ) اس سبب سے ہوا کہ انکے پاس ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالیٰ

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾

نے ان پر مواخذہ فرمایا۔ بیشک وہ بڑی قوت والا سخت سزا دینے والا ہے۔

شفاعت اجازت سے ہوگی

قیامت کے دن وہ جس کے لئے چاہے گا شفاعت کرنیکی اجازت دے گا یا یہ کہ ٹھیک ٹھیک فیصلہ فرماوے گا۔ اور خدا کے علاوہ جن بتوں کی یہ لوگ پرستش کرتے ہیں وہ قیامت کے دن شفاعت کے ذریعہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے کیونکہ ان کو اس پر قدرت نہیں یا یہ کہ وہ بت دنیا میں کسی بھلائی کا بھی حکم نہیں کر سکتے اسلئے کہ وہ بہرے گونگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی باتوں کو سننے والا اور ان کو اور ان کے اعمال کو دیکھنے والا ہے۔ کیا ان کفار مکہ نے زمین میں چل پھر کر غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کافروں کا کیا انجام ہوا جو قوت میں بھی ان سے بڑھ کر اور تلاش و نشانات میں بھی زائد تھے ان کے انبیاء کرامؑ کی تکذیب کرنے کی وجہ سے حق تعالیٰ نے ان پر دارو گیر فرمائی۔ اور ان کا کوئی خدا کے عذاب سے بچانے والا نہ ہوا۔

اور یہ دنیا میں ان پر عذاب اس وجہ سے نازل ہوا کہ ان کے پاس ان کے رسول اوامر و نواہی اور دلیلیں لے کر آئے تھے تو انہوں نے انبیاء کرامؑ کی اور جو وہ لے کر آئے تھے اس کی تکذیب کی اللہ تعالیٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا اور مواخذہ فرمانے والا قوت والا اور جس کو سزا دے تو سخت سزا دینے والا ہے :۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى

اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾

ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ

پھر (اسکے بعد جب وہ (عام) لوگوں کے پاس دین حق جو ہماری طرف سے تھا لیکر آئے تو ان (مذکورہ) لوگوں نے (بطور مشورہ کے) کہا کہ

اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور انکی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو۔ اور ان کافروں کی تدبیر

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى

محض بے اثر رہی اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو میں موسیٰؑ کو قتل کر ڈالوں

وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ

اور اس کو چاہیئے کہ اپنے رب کو (مدد کیلئے) پکارے مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے

اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾ وَقَالَ مُوْسٰٓى

یا ملک میں کوئی خرابی نہ پھیلا دے اور موسیٰؑ نے (جب یہ بات سُنی تو)

اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

کہا کہ میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر مغرور شخص (کے شر) سے

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾ ع

جو روزِ حساب پر یقین نہیں رکھتا۔

ع ۷ ۳/ ۸

نو نشانیاں

اور ہم نے حضرت موسیٰؑ کو نو نشانیاں اور کھلی دلیل دے کر فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور ان کے چچا زاد بھائی قارون کی طرف بھیجا تو ان لوگوں نے کہا یہ تو جادوگر ہیں دو کے درمیان تفریق کرنے والے اور حق تعالیٰ پر افتراء پردازی کرنے والے ہیں پھر جب موسیٰؑ ان کے پاس کتاب لے کر آئے تو ان لوگوں نے یہ مشورہ کیا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ہو کر ایمان لائے ہیں ان کے لڑکوں کو قتل کرنا شروع کر دو۔ اور لڑکیوں کو غلام بنا لو ان کو قتل مت کرو مگر فرعون اور اس کی قوم کی تدبیر بے اثر رہی۔ اور فرعون کہنے لگا کہ مجھ کو چھوڑو کہ میں موسیٰؑ کو قتل کر ڈالوں اور اس کو چاہیئے کہ اپنے رب کو بلا لے جس کے بارے میں یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے اس کو رسول بنا کر بھیجا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ جس دین پر تم ہو کہیں وہ تمہارا یہ دین نہ بدل ڈالے۔ یا ملک میں کوئی خرابی نہ پھیلائے کہ تمہاری لڑکیوں کو خادمہ بنائے اور لڑکوں کو قتل کر ڈالے جیسا کہ تم لوگ کر رہے ہو یا یہ کہ تمہارے اور تمہارے آباء و اجداد کے

دین کو چھوڑ دے اور تم سب کو اپنے دین میں داخل کرے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا میں اپنے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں ہر اس شخص کے شر سے جو کہ ایمان لانے سے تکبّر کرنے والا ہو اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتا :

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ

اور اس مجلس مشورہ میں) ایک مؤمن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور اب تک) اپنا ایمان پوشیدہ

اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ

رکھتے تھے کہا کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ

مِنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ

تمہارے رب کی طرف سے (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لیکر آیا ہے۔ اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑیگا

يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ

اور اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۝۲۸

مقصود تک پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گزر جانے والا۔ بہت جھوٹ بولنے والا ہو ⁖ ⁖ ⁖

ایک مؤمن کا ارشاد اور حزقیل نامی ایک شخص نے کہا جو کہ فرعون کے چچازاد بھائی تھے اور تقریباً سو سال سے فرعون اور اس کی قوم اور فرعون کے خاندان سے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے انہوں نے کہا کیا ایک شخص کو محض اتنی سی بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے حالانکہ وہ اوامر و نواہی اور علامات نبوت بھی لے کر آیا ہے بالفرض اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہی ہو تو وہ خود اپنے جھوٹ کی سزا بھگت لے گا اگر وہ سچا ہے اور تم اس کی تکذیب کر رہے ہو تو تم کو ضرور دنیا میں بھی عذاب بھگتنا پڑے گا اللہ تعالیٰ مشرک اور بہت جھوٹے کو اپنے دین کی طرف رہنمائی نہیں کرتا :

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَمَنْ

اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ سرزمین میں تم حاکم ہو سو خدا کے

يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ

عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر (ان کے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آپڑا۔ فرعون نے (یہ تقریر) سنکر

اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

جواب میں) کہا کہ میں تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ ان کا قتل ہی مناسب ہے) اور میں تم کو

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ

عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں۔ اور اس مؤمن نے کہا صاحبو۔ مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روز بد کا

يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ

اندیشہ ہے۔ جیسا قوم نوح اور قوم عاد اور ثمود اور ان کے

وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ

بعد والوں (یعنی قوم لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا۔ اور خدا تو بندوں پر کسی

ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ

طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور صاحبو مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جس میں

التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ۙ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ

کثرت سے ندائیں ہونگی۔ جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے (اور اسوقت) تم کو خدا سے

اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس کو خدا ہی گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ

اور اسکے قبل تم لوگوں کے پاس یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوت کے) لیکر آچکے ہیں سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے

فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ؕ

جو وہ تمہارے پاس لے کر آئے تھے۔

فرعون کا دعویٰ خدائی

اے میرے بھائیو! آج سرزمین مصر پر تمہاری سلطنت ہے تو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر وہ ہم پر آپڑا۔

فرعون نے کہا کہ میں تم کو وہ ہی رائے دوں گا جو میں خود صحیح سمجھ رہا ہوں کہ تم میری عبادت کرو اور میں تم کو عین حق و ہدایت کا راستہ بتلاتا ہوں۔

حضرت حزقیل نے کہا کہ مجھے تمہاری نسبت اسی جیسے نزول عذاب کا اندیشہ ہے۔ جیسا کہ تم سے پہلے کافروں پر نازل ہوا جیسا کہ قوم نوح قوم ہود اور قوم صالح اور ان کے بعد والے کافروں پر عذاب نازل ہوا تھا اور اللہ تو تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا اور ان کے بغیر جرم کے گرفت کرنا نہیں چاہتا۔ اور اے قوم مجھ کو تمہاری نسبت اس دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جس دن تم میں سے ایک ایک کو پکارے گا اور تم کو اصحاب اعراف آواز دیں گے اور اس دن کو یوم الفرار بھی کہا گیا ہے جس روز تم عذاب خداوندی سے بھاگو گے اور تم کو خدا کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا۔ اور جس کو خدا ہی گمراہ کردے اس کا کوئی خدا کے علاوہ ہدایت کرنے والا نہیں۔

اور حضرت حزقیل نے ان سے کہا کہ حضرت موسیٰؑ سے قبل تمہارے پاس حضرت یوسفؑ دلائل یعنی اوامر و نواہی خوابوں کی تعبیر اور شق قمیص وغیرہ لے کر آچکے ہیں سو جو یوسفؑ تمہارے پاس لے کر آئے تم ان امور میں برابر شک ہی میں رہے۔

حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ؕ

حتیٰ کہ جب انکی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔

كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ۚ ﴿۳۴﴾

اسی طرح اللہ تعالیٰ آپے سے باہر ہوجانے والوں اور شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے۔

الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ؕ

جو بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں۔ اس

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ

(کج بحثی) سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور مومنین کو بھی۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر

اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ یٰهَامٰنُ

مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے۔ اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے

ابْنِ لِیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ

فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَ اِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَ كَذٰلِكَ

جاؤں پھر (وہاں جاکر) موسیٰؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں۔ اور میں تو موسیٰؑ کو

زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَ صُدَّ عَنِ السَّبِیْلِ ؕ وَ مَا

جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی (اور) بدکرداریاں (بھی) اسکو مستحسن معلوم ہوئی تھیں اور (سیدھے) رستہ سے رک گیا

كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ ع وَ قَالَ الَّذِیْۤ

اور فرعون کی ہر تدبیر غارت ہی گئی اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو تم میری

اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ ج

راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک ٹھیک راستہ بتلاتا ہوں ؏

خدا اور مومنین کی نفرت کے قابل

حتیٰ کہ جب انکی وفات ہوگئی تو تم کہنے لگے کہ بس اللہ تعالیٰ اب ان کے بعد کسی رسول کو نہ بھیجے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ مشرکین کو اور شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو اپنے دین سے گمراہ کرتا ہے۔

جو بلا کسی سند کے منجانب اللہ وہ ان کے پاس ہو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں جیسا کہ ابو جہل اور اس کے یار بد کردار ان کی باتیں قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے نزدیک بھی غصہ اور نفرت کا باعث ہیں۔ اور مؤمنین کو بھی دنیا میں ان سے نفرت ہے اسی طرح اللہ ہر ایک ایمان سے تکبر کرنیوالے اور حق و ہدایت کے قبول کرنے سے سرکشی کرنے والے کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔

اور فرعون نے اپنے وزیر ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک محل بنواؤ کہ میں وہاں چڑھ کر راستے تلاش کر دوں۔ ممکن ہے کہ میں آسمانوں کے دروازوں تک پہنچ جاؤں اور میں وہاں جاکر موسیٰؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں جسکے رسول ہونے کا موسیٰؑ دعویٰ کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہ خدا آسمان پر ہے اور میں تو موسیٰؑ کو اس دعویٰ میں کہ میرے علاوہ آسمانوں پر اور خدا ہے جھوٹا سمجھتا ہوں اور پھر وہ محل نہیں بنا۔ اور اسی طرح فرعون کی اور بدکاریاں بھی اس کو اچھی معلوم ہوتی تھیں اور فرعون حق و ہدایت کے راستہ سے رک گیا اور فرعون کی ہر ایک تدبیر غارت ہی گئی۔ اور حزقیل نے کہا۔ بھائیو! تم میری راہ پر چلو میں تم کو حق و ہدایت کا راستہ بتلاتا ہوں۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۡ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ

اے بھائیو یہ دنیوی زندگانی محض حظ چندروزہ ہے اور اصل ٹھہرنے کا مقام تو آخرت ہے

هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا

(جہاں جزا کا یہ قانون ہے کہ) جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی بدلہ ملتا

مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ

ہے - اور جو نیک کام کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مؤمن ہو

مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا

ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب ان کو رزق

بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَيٰقَوْمِ مَا لِيْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ

ملے گا - اور اے میرے بھائیو یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو (طریق) نجات کیطرف

وَتَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَى النَّارِ ؕ

بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو -

النصف

تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰہِ وَاُشْرِکَ بِہٖ مَا لَیْسَ لِیْ

(یعنی) تم مجھ کو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو

بِہٖ عِلْمٌ ز وَّ اَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ

اسکا ساجھی بناؤں جس (کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس کوئی (بھی) دلیل نہیں اور میں تم کو خدا از بردست خطا بخش کیطرف بلاتا ہوں

اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ لَیْسَ لَہٗ دَعْوَۃٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا

یقینی بات ہے کہ تم جس چیز کی (عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت

فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ ھُمْ

ہی میں ۔ اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے اور جو لوگ دائرۂ

اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ط وَاُفَوِّضُ

(عبودیت) سے نکل رہے ہیں) وہ سب دوزخی ہونگے۔ سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کروگے اور میں اپنا معاملہ

اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

اللہ کے سپرد کرتا ہوں خدا تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے ۔

چند روزہ حیاتِ دُنیوی

یہ دنیاوی زندگانی گھر کے سامان کی طرح چند روزہ ہے باقی رہنے والی اور ہمیشہ کے لئے قیام کی جگہ کہ جہاں سے پھر تبدیلی نہ ہوگی وہ جنت ہی ہے۔ جو شخص حالتِ شرک میں گناہ کرتا ہے اس کو بدلہ میں دوزخ ملتی ہے اور جو نیک کرتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن مخلص ہو ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور وہاں ان کو بلا محنت و مشقت رزق ملے گا۔

اور حزقیل نے کہا بھائیو! یہ کیا بات ہے کہ میں تم کو طریقِ نجات یعنی توحید کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخیوں کے کام یعنی شرک کی طرف بلاتے ہو۔ اور یہ کہ ایسی چیز کو اس کا شریک بناؤں جس کے شریک ہونے کی میرے پاس کوئی بھی دلیل نہیں اور اس کے برخلاف اس بات کی دلیلیں ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں تم کو اس ذات کی توحید کی طرف بلاتا ہوں۔ جو کافر کو سزا دینے پر غالب اور مومن کی مغفرت

فرمانے والا ہے۔ لازمی بات ہے کہ تم مجھ کو جس چیز کی عبادت کی طرف بلاتے ہو وہ دنیا و آخرت میں کسی قسم کا نفع پہنچانے کے لائق نہیں اور ہم سب کو مرنے کے بعد خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور مشرکین سب دوزخی ہوں گے۔ قیامت کے دن تم میری بات کو یاد کرو گے جو میں تم سے دنیا میں عذاب کے بارے میں کہہ رہا ہوں میں اپنا معاملہ اللہ ہی کے سپرد کرتا ہوں وہ مؤمن و کافر سب کا خود نگراں ہے ؟

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ

پھر خدا تعالیٰ نے اسی (مؤمن) کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے)

الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ج

موذی عذاب نازل ہوا (جس کا آگے بیان ہے کہ) وہ لوگ (برزخ میں) صبح اور شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ

اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت

اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِى النَّارِ فَيَقُوْلُ

آگ میں داخل کرو۔ اور جبکہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجے کے

الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ قَالَ الَّذِيْنَ

سو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی جز ہٹا سکتے ہو۔ وہ بڑے لوگ کہیں گے

اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾

کہ ہم سب ہی دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ

اور (اس کے بعد) جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے جہنم کے مؤکل فرشتوں سے درخواست

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ

کے طور پر کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔ فرشتے کہیں گے

تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا

کہ (یہ تبلاؤ) کیا تمہارے پاس پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے۔ دوزخی کہیں گے کہ ہاں آتے تو رہے تھے۔ فرشتے

فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰۗؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ ع

کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے۔

کافروں کی بے اثر دعاء چنانچہ حق تعالیٰ نے اس مؤمن کو فرعونیوں کی قتل کی تدبیر سے محفوظ رکھا اور فرعون اور اس کی قوم پر غرق کا سخت عذاب نازل ہوا۔

فرعون والے مع فرعون برزخ میں قیامت تک دوزخ کے سامنے صبح و شام لائے جاتے رہیں گے۔ اور قیامت کے دن حق تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ فرعون والوں کو اور فرعون کو سخت ترین دوزخ کے عذاب میں داخل کرو۔ اور جب دوزخ میں کفار سردار اور ان کے پیرو ایک دوسرے سے جھگڑیں گے اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ان سرداران سے جو کہ ایمان لانے سے تکبر کرتے تھے کہیں گے کہ ہم دنیا میں تمہارے طریقہ پر چلتے تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ ہٹا سکتے ہو۔ تو یہ بڑے درجہ کے لوگ ادنیٰ درجہ والوں سے کہیں گے کہ ہم سب ہی عابد ہوں یا معبود سردار ہوں چاہے ان کے تابع دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لئے دوزخ کا فیصلہ فرما دیا ہے یا یہ کہ مؤمنین کے لئے جنت کا اور کافروں کے لئے دوزخ کا قطعی فیصلہ فرما دیا ہے۔

اس کے بعد دوزخیوں کو جب عذاب کی سختی ہوگی اور ان کی برداشت سے باہر ہو جائے گی اور وہ اپنی دعاؤں سے بھی مایوس ہو جائیں گے تو سب مل کر جہنم کے مؤکل فرشتوں سے کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ وہ ہم سے ایک دن کے بقدر تو عذاب ہلکا کر دے تو فرشتے کہیں گے کیا تمہارے پاس انبیاء کرام اوامر و نواہی معجزات اور منجانب اللہ رسالت لیکر نہیں آتے رہے تھے وہ دوزخی بولیں گے ہاں رسول آتے تو رہے تھے تو فرشتے بطور استہزاء کے ان دوزخیوں سے کہیں گے تم خود ہی دعا کر لو باقی دوزخ میں دعاء محض

بے اثر ہے یا یہ کہ کفار دنیا میں جو عبادت کرتے تھے وہ باطل ہی تھی ؀

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں

وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ

اور اس روز بھی جسمیں گواہی دینے والے (یعنی فرشتے جو کہ اعمالنامے لکھتے تھے) کھڑے ہونگے جس دن کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو

مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾

ان کی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی اور ان کے لئے اس عالم میں خرابی ہوگی

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اور (آپ کے قبل) ہم موسیٰؑ کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں اور (پھر) ہم نے وہ کتاب بنی اسرائیل کو

الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِى الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾ فَاصْبِرْ

پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کے لئے۔ سو آپ صبر کیجئے

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ

بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہدیا) معافی مانگئے

بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِىِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾

اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے ؀

دشمنوں کے مقابلہ میں نصرت

ہم پیغمبروں کی اور ان کے ماننے والوں کی دنیاوی زندگی میں بھی انکے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کرتے ہیں اور قیامت کے دن بھی عذر اور حجت اور گواہی کے ذریعہ ان کی مدد کریں گے۔ جس دن گواہی دینے فرشتے کھڑے ہوں گے یعنی کراماً کاتبین ان کے اعمال کی گواہی دیں گے اور جس روز کافروں کو

اپنے کفر سے معذرت پیش کرنا کچھ نفع نہ دے گی اور ان پر عذاب اور غصہ اور ان کے لئے دوزخ ہوگی۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو توریت داؤدؑ کو زبور اور حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو انجیل دی تھی اور پھر اسکے بعد ہم نے بنی اسرائیل کو زبور اور انجیل پہنچائی تھی جو کہ ہدایت اور نصیحت کی چیز تھی اہل عقل کے لئے۔ سو اے نبی کریمؐ آپ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تکالیف پر صبر کیجئے اور حق تعالیٰ نے جو آپ کی مدد فرمانے اور دشمن کے ہلاک کرنیکا وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور ہوکر رہے گا۔ اور حق تعالیٰ نے آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر جو انعامات کئے ان کے شکر کی بجاآوری میں جو کوتاہی ہو گئی ہو اس سے معافی مانگئے اور اپنے پروردگار کے حکم سے صبح و شام نماز پڑھیئے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ

(اور) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ ان کے پاس موجود ہو خدائی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں

إِنْ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرٌ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ

ان کے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے والے نہیں سو آپ

بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾ لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ

اللہ کی پناہ مانگتے رہیئے بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا۔ بالیقین آسمانوں

وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

اور زمین کا (ابتدائی) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن اکثر آدمی

لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۙ

(اتنی بات) نہیں سمجھتے اور بینا نابینا اور (ایک)

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۚ قَلِيلًا

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور (دوسرے) بدکار باہم برابر نہیں ہوتے

مَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿٥٨﴾

تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو۔

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ز وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

قیامت تو ضرور آکر رہے گی اس (کے آنے) میں کسی طرح کا شک ہی نہیں مگر اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط

نہیں مانتے اور تمہارے پروردگار نے فرمادیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ

قبول کروں گا۔ جو لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہوکر

جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع

جہنم میں داخل ہوں گے۔

توحید سے سرتابی کی سزا جو لوگ بلا کسی سند کے جو منجانب اللہ ان کے پاس موجود ہو یعنی یہودی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے بارے میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں اور یہ لوگ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے دجال کی صفت اور اس بات کہ بیں خروج دجال کے وقت پھر ان لوگوں کو سلطنت دوں گا اس میں بھی مباحثہ کیا کرتے تھے ان کے دلوں میں صرف حق سے بُرائی ہی بُرائی ہے اور وہ اس برائی تک کبھی نہیں پہنچ سکتے کہ خروج دجال کے وقت پھر ان کو بادشاہت ملے تو آپ دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔ وہ ان یہودیوں کی باتوں کو سُننے والا اور ان کے اور ان کے اعمال کو اور خروج دجال اور اس کے فتنہ کو جاننے والا ہے۔

آسمان و زمین کا پیدا کرنا دجال کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے لیکن یہودی دجال کے فتنہ کو جانتے ہی نہیں اور کافر و مومن ثواب و اعزاز میں اور اسی طرح جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور انہوں نے اعمال صالحہ کئے اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا دونوں برابر نہیں ہو سکتے تم لوگ بہت ہی کم باتوں سے نصیحت حاصل کرتے ہو۔ قرآن کی اکثر باتوں پر غور نہیں کرتے۔ قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی۔ اس کے آنے میں تو کسی قسم کا شک ہی نہیں مگر مکہ والے قیامت کے آنے کو نہیں مانتے۔ اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے کہ میری توحید کے قائل ہو جاؤ۔ میں تمہاری مغفرت کروں گا یا یہ کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری ہر درخواست قبول کروں گا۔

جو لوگ میری توحید و عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن ابی حاتمؒ ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ یہودی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور دجال کا تذکرہ کیا اور بولے وہ اخیر زمانہ میں ہوگا اور اس کی حالت کو خوب اونچا کیا اور کہنے لگے کہ وہ ایسا ایسا کریگا اس پر حق تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىھُمْ اِنْ فِیْ صُدُوْرِھِمْ اِلَّا کِبْرٌ مَّا ھُمْ بِبَالِغِیْہِ ج فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ ۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے اپنے نبی کو دجال کے فتنہ سے پناہ مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا دجال کے پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے اور کعب احبار سے فرمان خداوندی اِنَّ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ ان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آیات خداوندی سے جھگڑا کرنے والے یہ یہودی ہیں یہ دجال کے خروج کے منتظر تھے اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّھَارَ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع) کے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو

مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ

(دیکھنے کے لیے) روشن بنایا، بے شک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے ۔ لیکن اکثر آدمی (ان

النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۶۱﴾ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ خَالِقُ

نعمتوں کا) شکر نہیں کرتے یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے

کُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ﴿۶۲﴾

اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ شرک کرکے کہاں اُلٹے جارہے ہو۔

کَذٰلِکَ یُؤْفَکُ الَّذِیْنَ کَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾

اسی طرح وہ (پہلے) لوگ بھی اُلٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرارگاہ بنایا اور آسمان کو (مثل چھت کے)

وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ ۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾

(یہی) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالیشان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ

وہی (ازلی ابدی) زندہ (رہنے والا) اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب) خالص اعتقاد کرکے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

اسکو پکارا کرو۔ تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں جو پروردگار ہے تمام جہان کا۔

تخلیق روز و شب کا مفاد

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے فائدہ کے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن کو ذریعہ معاش تلاش کرنے کے لئے روشن بنایا اور حق تعالیٰ خصوصاً مکہ والوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے مگر مکہ والے اس چیز کا شکریہ نہیں ادا کرتے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں،

جو ذات یہ تمام کام کرتی ہے وہ ہی تمہارا رب ہے اسی کا شکر کرو وہ ہر چیز کا موجد ہے اس کے علاوہ اور کوئی پیدا کرنے والا نہیں. پھر تم لوگ اللہ تعالیٰ پر کہاں کی افتراء پردازی کر رہے ہو۔ اسی طرح وہ لوگ افتراء پردازی کیا کرتے ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں۔

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو زندوں اور مُردوں کی قرار گاہ بنائی اور آسمان کو اوپر چھت کی طرح بنایا اور رحموں کے اندر تمہارا نقشہ بنایا اور جانوروں کی روزی کے مقابلہ میں تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں یا یہ کہ حلال روزی دی. بس ان چیزوں کا خالق یہ اللہ ہے. تمہارا رب اسی کا شکر کرو سو وہ بڑا عالیشان اور برکتوں والا ہے جو کہ ہر ایک اس جاندار چیز کا بھی خدا ہے جو کہ روئے زمین پر موجود ہے۔ وہ حی لایموت اسکے علاوہ اور کوئی یہ امور نہیں کرسکتا اس کی توحید کے خالص قائل ہو جاؤ اور خالص اعتقاد کرکے اسی کی عبادت کرو۔ تمام خوبیاں اور خدائی اسی اللہ کے لئے ہے جو کہ ہر اس جاندار کا بھی خدا ہے جو روئے زمین پر چلتا ہے۔

قُلْ اِنِّىْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

آپ (ان مشرکوں کو سنانے کے لئے) کہہ دیجیئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں ان (شرکاء) کی عبادت کروں

لَمَّا جَآءَنِىَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّىْ ز وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

جن کو خدا کے علاوہ تم پکارتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں۔ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف)

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

رب العالمین کے سامنے گردن جھکالوں۔ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ

پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے۔

لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ج وَمِنْكُمْ

پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ۔ اور کوئی کوئی

مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى

تم میں سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر (مقدر) تک پہنچ جاؤ

وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾ هُوَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَيُمِيْتُ ج

اور (یہ سب کچھ اسلئے کیا گیا) تاکہ تم لوگ سمجھو وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے۔

فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾ ع

پھر جب وہ کسی کام کا (دفعۃً) پورا کرنا ہی چاہتا ہے سو بس اس کی نسبت (اتنا) فرمادیتا ہے کہ ہوجا۔ سو وہ ہوجاتا ہے۔

قدرتِ خداوندی کے کچھ نمونے } اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جس وقت یہ مکہ والے آپ سے آبائی دین کے اختیار کرنے کو کہیں تو آپ ان سے فرمادیجیے کہ مجھے بذریعہ قرآن کریم اس چیز کی ممانعت کردی گئی ہے کہ میں ان بتوں کی عبادت کروں جنہیں خدا کے

ع ۸/۱۲

علاوہ تم پوجتے ہو جبکہ میرے پاس میرے رب کی اس چیز کے بارے میں نشانیاں اور دلائل آچکے ہیں کہ حق تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں رب العالمین ہی کے دین اسلام پر ثابت قدم رہوں اور وہ ہی جس نے تم کو بذریعہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیا پھر تم کو تمہارے آباء کے نطفہ سے پیدا کیا پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے بچہ کر کے نکالتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو یعنی اٹھارہ سال سے لے کر تینتیس سال تک پہنچ جاؤ اور تاکہ تم پھر جوانی کے بعد بوڑھے ہو جاؤ۔ اور کسی کی تم میں بلوغ اور بڑھاپے سے پہلے ہی روح قبض کر لی جاتی ہے اور تاکہ تم سب اپنے وقت مقررہ تک پہنچ جاؤ تاکہ تم بعث بعد الموت کی تصدیق کرو۔

وہ ہی حشر کے لئے زندہ کرتا ہے اور دنیا میں بھی وہ ہی موت دیتا ہے اور جب وہ بغیر باپ کے کوئی اولاد پیدا کرنا چاہتا ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ تو وہ فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو بغیر باپ کے لڑکا پیدا ہو جاتا ہے، یا یہ کہ جس وقت وہ قیامت قائم کرنے کا ارادہ فرمائے گا تو قیامت سے فرمائے گا کہ ہو جا سو وہ پھر قائم ہو جائے گی سو اس کا حکم کاف اور نون کے درمیان ہے کاف کے نون کے ساتھ ملنے سے پہلے ہی وہ کام ہو جاتا ہے۔

لباب النقول فی اسباب النزول } جو بیبر رحمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے کہا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی بات سے رجوع کر لو اور اپنے آباء و اجداد کا طریقہ اختیار کرو اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الخ یعنی آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اس سے ممانعت کر دی گئی کہ میں ان کی عبادت کروں الخ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى

کیا آپ نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں (حق سے) کہاں پھرے

يُصْرَفُوْنَ ۝۶۹ۚۖ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا

چلے جا رہے ہیں جن لوگوں نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا اور اس چیز کو بھی جو ہم نے

بِهٖ رُسُلَنَا ڕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۰ۙ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ

اپنے پیغمبروں کو دے کر بھیجا تھا سو ان کو ابھی (یعنی قیامت میں جو قریب ہے) معلوم ہوا جاتا ہے جبکہ طوق انکی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱ۙ فِي الْحَمِيْمِ ڏ

ہوں گے اور زنجیریں ان کو گھسیٹتے ہوئے کھولتے ہوئے پانی میں لے جاویں گے۔

م ع ۱۳ عنہ اکثر خزن

ثُمَّ فِی النَّارِ یُسۡجَرُوۡنَ ﴿۷۲﴾ ج ثُمَّ قِیۡلَ لَہُمۡ اَیۡنَ مَا

پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جاویں گے پھر ان سے پوچھا جاوے گا کہ وہ (معبود)

کُنۡتُمۡ تُشۡرِکُوۡنَ ﴿۷۳﴾ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ ؕ قَالُوۡا ضَلُّوۡا عَنَّا

غیر اللہ کہاں گئے جن کو تم شریک (خدائی) ٹھیراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے

بَلۡ لَّمۡ نَکُنۡ نَّدۡعُوۡا مِنۡ قَبۡلُ شَیۡئًا ؕ کَذٰلِکَ یُضِلُّ

غائب ہو گئے بلکہ ہم اس کے قبل کسی کو بھی نہیں پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو

اللّٰہُ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۷۴﴾ ذٰلِکُمۡ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡرَحُوۡنَ

غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے یہ (سزا) اس کے بدلہ میں ہے کہ تم دنیا میں ناحق

فِی الۡاَرۡضِ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَمۡرَحُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اُدۡخُلُوۡۤا

خوشیاں مناتے تھے اور اس کے بدلہ میں ہے کہ تم اتراتے تھے۔ جہنم کے

اَبۡوَابَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ج فَبِئۡسَ مَثۡوَی

دروازوں میں گھسو (اور) ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو۔ سو متکبرین کا وہ برا

الۡمُتَکَبِّرِیۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ ج

ٹھکانہ ہے (اور جب ان سے اس طرح انتقام لیا جاویگا تو آپ (چندے) صبر کیجیے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

کفار کی ایذا رسانی پر آنحضورؐ کو صبر کی تلقین

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کیا آپ کو بذریعہ قرآن کریم ان لوگوں کی حالت کا علم نہیں ہوا جو کہ قرآن کریم کی تکذیب کرتے ہیں۔ یہ اپنے جھوٹ کی وجہ سے کہاں بھکے جا رہے ہیں۔ اور کس طرح حق تعالیٰ پر افترا پردازی کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے قرآن کریم کو اور سابقہ انبیاء کرامؑ کی کتابوں کو جھٹلایا سو ان کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا۔ جب کہ لوہے کے طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور اس کے ساتھ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوں گی شیاطین بھی ان کے ساتھ ہوں گے،

ان کو گھسیٹ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا، پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جائیں گے۔ پھر ان سے فرشتے کہیں گے کہ وہ تمہارے شرکاء کہاں گئے جن کو پوجتے تھے وہ کہیں گے کہ وہ شرکاء تو ہم سے غائب ہو گئے اور پھر خود ہی اس بات کے منکر ہو جائیں گے اور کہیں گے کہ ہم تو اس سے پہلے خدا کے علاوہ کسی کو نہیں پوجتے تھے۔ اسی طرح حق تعالیٰ کفار کو دلیل سے بے راہ کر دیتا ہے تمہارے لئے دوزخ کا عذاب اس وجہ سے ہے کہ تم دنیا میں ناحق اکڑا کرتے تھے اور شرک و تکبر کیا کرتے تھے۔
جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ رہو نہ یہاں موت آئے گی اور نہ یہاں سے نکالے جاؤ گے دوزخ کفار کا برا ٹھکانہ ہے۔
اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ کفار کی ایذا رسانیوں پر صبر کیجئے ؛

فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِىْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا

پھر جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں اس میں سے کچھ تھوڑا سا (عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلا دیں یا (اسکے نزول کے قبل ہی)

يُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ

ہم آپکو وفات دیدیں سو ہمارے ہی پاس انکو آنا ہوگا۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں بعضے تو وہ ہیں

مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ

کہ ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے آپ سے قصہ بیان نہیں کیا۔

وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا

اور (اتنا امر سب میں مشترک ہے کہ) کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر سکے۔

جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾ ع ۸/۱۳

پھر جس وقت اللہ کا حکم (نزول عذاب کے لئے) آوے گا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جاوے گا اور اس وقت اہل باطل خسارہ

اَللّٰهُ الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾

میں رہ جاویں گے۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے مواشی بنائے۔ تاکہ ان میں بعض سے سواری لو اور ان میں بعض (ایسے ہیں کہ ان) کو کھاتے بھی ہیں۔

وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى

اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور (اسلئے بنائے) تاکہ تم ان پر اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر (بھی) اور کشتی پر (بھی)

الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ﴿۸۰﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۖ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ ﴿۸۱﴾

لدے لدے پھرتے ہو اور (ان کے علاوہ) تم کو اپنی اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے۔

وعدۂ خداوندی پورا ہوگا } اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی نصرت اور انکی ہلاکت کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ سو اگر اس عذاب میں سے جس کا ان سے وعدہ کر رہے ہیں تھوڑا سا بدر کے دن آپ کو دکھلاویں یا اس کے دکھلانے سے پہلے ہی آپ کو وفات دیدیں تو ان کو مرنے کے بعد ہمارے ہی پاس آنا ہوگا خواہ آپ ان پر نزول عذاب کو دیکھیں یا نہ دیکھیں۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں کی طرف بھیجے تو ان میں سے بعضوں کا تو نام ہم نے آپ کو بتلا دیا تاکہ آپ ان کو بھی تعلیم دیں اور بعضوں کا ہم نے آپ سے نام بھی نہیں لیا۔ البتہ اتنی بات سن لو کہ جب انبیاء کرامؑ سے ان کی قوموں نے معجزہ بتلانے کا مطالبہ کیا تو کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذن الٰہی کے ظاہر کر دے۔

غرضکہ جب گذشتہ قوموں میں عذاب خداوندی کا وقت آگیا تو حق کے مطابق ان کو عذاب دیا گیا یا یہ کہ قیامت کے دن انبیاء کرامؑ اور ان کی امتوں کے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جائے گا اور اسوقت کافر خسارہ میں رہ جائیں گے۔

اللہ ہی نے تمہارے لئے مواشی پیدا کئے جن میں سے بعض سے تم سواری کا کام لیتے ہو اور بعض کا گوشت کھاتے ہو اور ان مویشیوں کا دودھ اور ان کی اون وغیرہ بھی تمہارے کام آتی ہے۔ اور تاکہ تم انکے ذریعہ سے اپنی دلی مراد کو پورا کرو اور خشکی میں ان جانوروں پر بھی اور سمندر میں کشتیوں پر بھی تم سفر کرتے پھرتے ہو۔ اور مکہ والو۔ اس کے علاوہ حق تعالیٰ تم کو اپنی قدرت کی اور بہت سی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے۔ جیسا کہ چاند اور سورج ستارے اور رات دن پہاڑ بادل دریا وغیرہ یہ سب حق تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔ سو تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے کہ یہ اللہ کی نشانی نہیں۔

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا (حالانکہ)

كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا

وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانیوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے سو ان کی یہ تمام تر کمائی انکے

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۸۲﴾ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ

کچھ بھی کام نہ آئی غرض جب انکے پیغمبر ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے تو وہ لوگ اپنے (اس علم (معاش) پر بڑے

مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوْا

نازاں ہوئے جو انکو حاصل تھا۔ اور ان پر وہ عذاب آپڑے جسکے ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب

بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ

دیکھا تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جن کو ہم اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ سو انکو

يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ

ان کا ایمان لانا نافع نہ ہوا جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اسکے بندوں میں پہلے سے ہوتا

فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾

چلا آیا ہے۔ اور اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے۔

ع ۹ / ۱۴

خسارہ میں رہنے والے نافہم لوگ

کیا ان کفار مکہ نے سفر کر کے غور و خوض نہیں کیا کہ ان سے پہلے لوگوں کو انبیاء کرام کی تکذیب کے وقت کس طرح ہلاک کیا۔ جو ان مکہ والوں سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور قوت بدنی اور ذریعہ معاش کی تلاش اور چلنے پھرنے میں بھی بڑھ کر تھے تو عذاب خداوندی کے سامنے ان کے دینی اقوال و اعمال کچھ کام نہ آئے۔ اور جب انکے پاس رسول اوامر و نواہی لے کر آئے تو وہ اپنے دین و عمل پر بڑے نازاں ہوئے جو کہ محض ان کا گمان تھا اور انبیاء کرامؑ کے ساتھ ان کے تمسخر کرنے کی وجہ سے ان پر عذاب آپڑا۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب آتے ہوئے دیکھا تو توحید خداوندی کا اقرار کرنے لگے اور یہ عذاب کے معائنہ کرنے کے وقت صرف زبانی اقرار تھا جس کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہ تھا۔ چنانچہ جب انہوں نے اپنی ہلاکت کے لئے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو اس وقت ان کا ایمان کچھ نافع نہ ہوا البتہ اس سے قبل ایمان لانا نافع ہوتا اور اسی طرح تو یہ بھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کر رکھا ہے جو اس کے بندوں میں تکذیب کے بعد عذاب نازل ہونے اور نزول عذاب پر عدم قبولیت ایمان کے بارے میں چلا آرہا ہے۔ اور اس عذاب کے مشاہدہ کے وقت کافر خسارہ میں رہے (کہ اب ایمان لانا نافع نہ ہوا)۔

آیاتها ۵۴ — (۴۱) سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ (۶۱) — رکوعاتها ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

حٰمٓ ۝۱ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ

حٰم یہ کلام رحمٰن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے۔ یہ کتاب ہے جس کی آیتیں

اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۳ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

صاف صاف بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی (زبان میں) ہے ایسے لوگوں کے لئے (نافع) ہے جو دانشمند ہیں

اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝۴ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ

بشارت دینے والا ہے اور ڈرانے والوں کیلئے ڈرانیوالا ہے۔ سو اکثر لوگوں نے (اس سے) روگردانی کی پھر وہ (بوجہ اعراض کے) سنتے ہی نہیں اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف

اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا

آپ ہم کو بلاتے ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگ رہی ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کئے جایئے ہم

عٰمِلُوْنَ ۝۵ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ

اپنا کام کر رہے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶

معبود ہے۔ سو اس (معبود برحق) کی طرف سیدھا باندھ لو اور اس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے۔

مشرکین کیلئے عظیم خرابی

(سورۂ حٰم السجدہ) یہ پوری سورۃ مکی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حٰم۔ یعنی جو امور ہونے والے ہیں ان سب کے بارے میں فیصلہ ہو چکا ہے یا یہ کہ یہ ایک قسم ہے۔ یہ قرآن کریم رحمٰن رحیم کی طرف سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جاتا ہے۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں اوامر و نواہی حلال و حرام صاف صاف بیان کئے گئے ہیں اور ایسا قرآن ہے جو عربی زبان میں بذریعہ جبریل امین رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جو کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی تصدیق کرتے ہیں۔ جنت کی بشارت دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا ہے یعنی قرآن کریم پر ایمان لانے والوں کو جنت کی بشارت دیتا ہے اور اس کا انکار کرنے والوں کو دوزخ سے ڈراتا ہے مگر مکہ والوں نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور قرآن کریم کے ماننے سے روگردانی کی اور وہ نہ حضور اکرمؐ اور قرآن حکیم کی تصدیق کرتے ہیں اور نہ حق تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

اور کفار مکہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی کہتے ہیں کہ قرآن کریم اور توحید کے بارے میں ہمارے دل پردہ میں ہیں

الثلثۃ

اور ہمارے کانوں میں بہرہ پن ہے۔ آپ جو ہم سے کہتے ہیں ہم اسے نہیں سنتے اور کفار اپنے سروں پر بطور استہزا کے کپڑا ڈال لیا کرتے تھے پھر کہتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے اور ہمارے درمیان ایک پردہ حائل ہے ہم آپ کی باتوں کو نہیں سنتے۔ سو آپ اپنے دین پر اپنے خدا سے ہماری ہلاکت کی تدبیر کیجئے ہم اپنے طریقہ سے اپنے معبودوں سے درخواست کر رہے ہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا انسان ہوں میرے پاس بذریعہ قرآن کریم جبرئیل امین یہ وحی لائے ہیں کہ میں تم کو مطلع کردوں کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود وحدہٗ لاشریک ہے۔ تو شرک سے توبہ کر کے اسی کی طرف رجوع کرو۔ اور اسی کی توحید کے قائل ہو جاؤ سو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں کے لئے سخت ترین عذاب ہے ::

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں (اور برخلاف ان کے) جو لوگ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ﴿۸﴾ ع

ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں۔

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ

آپ فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا (کی توحید) کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو (باوجود اتنی بڑی وسعت کے) دو روز میں پیدا کر دیا

لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹﴾ ج وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا

اور تم اس کے شریک ٹھہراتے ہو۔ یہی سارے جہان کا رب ہے۔ اور اس نے زمین میں اسکے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اس (زمین) میں

وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ﴿۱۰﴾

فائدہ کی چیزیں رکھدیں اور اس میں اس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کر دیں چار دن میں (ہوا جو شمار میں) پورے ہیں پوچھنے والوں کے لئے۔

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا

پھر آسمان (کے بنانے) کی طرف توجہ فرمائی اور وہ (اس وقت) دھواں سا تھا۔ سو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے یا

اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾

یا زبردستی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔

ع ۴ / ۱۵

تفہیم کی کوشش شفقت کا ایک باعث } جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے اور بعث بعد الموت اور جنت دوزخ کے منکر ہیں جہنم میں خون اور پیپ کی ایک وادی ہے اسے بھی ویل کہا جاتا ہے۔

اور جو حضرات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے

ان کے لئے ایسا ثواب ہے جو کہ کم ہونے والا یا یہ کہ موقوف ہونے والا نہیں اور کہا گیا ہے کہ بڑھاپے یا مرنے کے بعد بھی قیامت تک ان کے اعمال کا ثواب لکھا جاتا رہے گا جس میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔

آپ ﷺ مکہ والوں سے فرما دیجئے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا کی توحید کے منکر ہو جس نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن میں پیدا کیا اور تم بتوں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہو اور وہ ہر ایک جاندار کا پروردگار ہے۔ اور اس نے زمین کے اوپر مضبوط پہاڑ بنا دیئے جو اس کے لئے میخیں ہیں اور زمین میں پانی درخت سبزیاں اور پھل پیدا کئے اور اس نے زمین میں معیشت اور غذا کی چیزیں پیدا کر دیں۔ جو اس زمین کے علاوہ اور مقام پر نہیں۔ یعنی حق تعالیٰ نے اور روحوں کو جسموں سے دنیاوی سالوں کے اعتبار سے چار ہزار سال پہلے پیدا کیا اور جسموں سے چار ہزار سال پہلے ان کی روزیاں متعین کر دیں (یہ کلبی نے تفسیر کی ہے باقی آیت کریمہ بیان کر رہی ہے کہ حق تعالیٰ نے کل چار دن میں زمین اور پہاڑ وغیرہ پیدا کر دیئے عابد) یہ تمام چیزیں پوری ہیں خواہ کوئی پوچھے یا نہ پوچھے یا یہ کہ سوال کرنے والوں کے لئے جنہوں نے ان چیزوں کے پیدا ہونے کے بارے میں سوال کیا تھا یہ جواب ہے کہ حق تعالیٰ نے اس طرح پیدا کیا۔ پھر آسمان کے بنانے کی طرف متوجہ ہوا وہ پانی کے بخارات کی طرح تھا۔ پھر آسمان و زمین کے بنانے سے فارغ ہونے کے بعد ان دونوں سے فرمایا کہ تم دونوں جو تمہارے اندر پانی اور سبزیاں رکھی ہیں خواہ خوشی سے لے کر آؤ یا زبردستی سے لے آؤ وہ دونوں بولے ہم بخوشی لا رہے ہیں مخلوق کو ہم تکلیف پہنچانا گوارا نہیں کرتے۔

فَقَضٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَاَوْحٰی فِیْ کُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ

سو دو روز میں اس کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اسکے مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیج دیا۔

وَزَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ

اور ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی (اور استراق شیاطین سے) اسکی حفاظت کی۔ یہ تجویز ہے (خدائے) زبردست

الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

واقف الکل کی۔ پھر اگر (دلائل توحید سنکر بھی) یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا ہوں

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ

جیسے عاد و ثمود پر (شرک و کفر کی بدولت) آفت آئی تھی۔ جبکہ ان کے پاس ان کے آگے سے بھی اور انکے پیچھے سے بھی پیغمبر آئے کہ بجز اللہ کے

خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

اور کسی کو مت پوجو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو (یہ منظور) ہوتا کہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجے)

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اُس توحید کے کبھی منکر ہیں جسکو دیکر (بزعم خود تم) بھیجے گئے ہو۔

تخلیق ارض و سماوات شاہکار قدرت } غرض کہ حق تعالیٰ نے دو روز میں اوپر نیچے سات آسمان بنا دیئے، کہ ہر ایک دن کی مقدار ہزار سال کے برابر تھی اور ہر ایک آسمان پر اس کے رہنے والے پیدا کر دیئے۔ اور اس کے مناسب حکم بھیج دیا اور سب سے پہلے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور ستاروں کے ذریعہ شیاطین سے اس کی حفاظت کی چنانچہ بعض ستارے تو آسمان کی زینت ہیں کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتے اور بعض خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں مسافروں کو راستہ بتاتے ہیں اور بعض شیاطین کے مارنے کے لئے مقرر ہیں۔ یہ اس ذات کی طرف سے تدبیر ہے جو کافر کو سزا دینے پر غالب اور مؤمن و کافر کو اور اس تدبیر کو جاننے والا ہے۔

اگر یہ کفار مکہ ایمان لانے سے اعراض کریں جیسا کہ عتبہ اور اس کے ساتھی تو آپ ان سے فرما دیجیے کہ میں تم کو بذریعہ قرآن کریم ایسے عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا کہ عاد اور ثمود پر نازل ہوا تھا۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ

پھر وہ جو عاد کے لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے۔ اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے (آگے جواب

مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

ہے کہ) کیا ان کو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ

قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا

ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔ تو ہم نے ان پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی

صَرْصَرًا فِیْٓ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ

جو منحوس تھے تاکہ ہم ان کو اس دنیوی حیات میں رسوائی کے عذاب کا

الدُّنْیَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَهُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

مزہ چکھا دیں۔ اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا سبب ہے اور انکو مدد نہ پہنچے گی۔

رسولوں کی دعوت توحید } جب کہ عاد و ثمود سے پہلے بھی اور بعد میں ان کی قوم کی طرف رسول آئے اور انہوں نے فرمایا کہ بجز اللہ کے اور کسی کی توحید کے قائل مت ہو۔ تو ہر ایک قوم نے اپنے رسول کو یہی جواب دیا کہ اگر خدا کو

ہماری طرف رسول بنا کر بھیجنا منظور ہوتا تو اپنے پاس سے کسی فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتا تو ہم جو چیز تم لیکر آئے ہو اس کے منکر ہیں کیونکہ تم تو ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو۔ اور قوم ہود ایمان لائے ناحق کا تکبر کرنے لگی اور کہنے لگے کہ جسمانی اور مالی طاقت میں کون مجھ سے بڑھ کر ہے جو ہمیں ہلاک کریگا کیا ان کو یہ نظر نہ آیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے۔ اور ان کے ہلاک کرنے پر پوری طرح قادر ہے غرضکہ یہ ہماری کتاب اور ہمارے رسول ہود علیہ السلام کا انکار کرتے رہے تو ہم نے ان پر ایک سخت ٹھنڈی ہوا ایسے دنوں میں بھیجی جو بوجہ نزول عذاب الٰہی ان کے حق میں منحوس یا یہ کہ سخت تھی تاکہ اس دنیوی زندگی میں سخت عذاب چکھادیں اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ اور عذاب خداوندی کے مقابلہ میں ان کی کچھ مدد نہ کی جائے گی ؂

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى

اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے ان کو پیغمبر کے ذریعہ سے رستہ بتلایا سو انہوں نے گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا۔

فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾

پس ان کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑ لیا ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے۔

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ

اور ہم نے اس عذاب سے یہاں لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور (ہم سے) ڈرتے تھے۔ اور ان کو وہ دن بھی یاد دلایئے

اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا مَا جَآءُوْهَا

جس دن اللہ کے دشمن (یعنی کفار) دوزخ کی طرف جمع کرنے کے (لئے موقف حساب میں) لائے جاویں گے پھر وہ روکے جاویں گے

شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

(تاکہ بقیہ بھی آجائیں) یہاں تک کہ جب وہ اسکے قریب آجاویں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور انکی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دینگے۔

اعضاء کی گواہی باعث ہلاکت

اور قوم صالح کی طرف ہم نے صالح علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے اپنی قوم کے سامنے کفر و ایمان اور حق و باطل کو واضح طور پر بیان کیا تو انہوں نے کفر کو بمقابلہ ایمان پسند کیا تو انکو سخت ترین عذاب نے پکڑ لیا انکے اقوال و افعال کفریہ اور اونٹنی کی کوچیں کاٹنے کی وجہ سے۔ اور ان لوگوں کو نجات دی جو حضرت صالح پر ایمان لائے تھے اور کفر و شرک اور اونٹنی کی کوچیں کاٹنے سے ڈرتے تھے۔

قیامت کے دن جبکہ صفوان بن امیہ اور اس کے دونوں داماد ربیعہ بن عمرو اور تمام کفار کو دوزخ کی طرف لایا جائے گا اور پھر ترتیب وار روکے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب دوزخ کے قریب آجائیں گے تو ان کے

کان ان کی سنی ہوئی باتوں اور آنکھیں ان کی دیکھی ہوئی اور ان کے اعضاء ان کے اعمال کفریہ کے بارے میں گواہی دیں گے ٭

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ

اور (اس وقت) وہ لوگ (متعجب ہو کر) اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی وہ (اعضاء) جواب دیں گے کہ ہم کو اس نے گویائی دی

اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

جس نے ہر (گویا) چیز کو گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو۔

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ

اور تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے آپ کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں اور

وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا

کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں، لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہارے بہت سے اعمال کی

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ

خبر بھی نہیں اور تمہارے اس گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تھا تم کو برباد کیا۔

فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ

پھر تم (ابدی) خسارہ میں پڑ گئے۔ سو (اس حالت میں) اگر یہ لوگ صبر کریں تب ہی دوزخ ہی ان کا

وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾

ٹھکانہ ہے۔ اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا۔

اعضاء کے خلاف احتجاج اور انکا جواب

تو وہ لوگ اپنے اعضاء یا یہ کہ اپنی شرمگاہوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی جبکہ ہم تمہارے ذریعہ لڑائی جھگڑے روکا کرتے تھے وہ جواب دیں گے کہ ہمیں اس قادر مطلق نے گویائی دی تھی اور اسی کے پاس مرنے کے بعد تم لائے گئے ہو۔ اور تم اپنے اعضاء کو اس بات سے روکنے پر قادر نہ تھے کہ قیامت کے دن تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں یا یہ کہ تم دنیا میں کسی اپنے اعضاء سے کسی طرح بھی انکے اعمال کو چھپا ہی نہ سکتے تھے تاکہ تمہارے خلاف گواہی نہ دیں یا یہ کہ تم اس چیز پر تو قطعاً یقیناً ہی نہ کر سکتے تھے کہ قیامت کے دن تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے اعضاء تمہارے خلاف گواہی نہ دیں مگر تم اس گمان اور دعوے میں رہے کہ ہم خاموشی کے ساتھ کام کرتے اور باتیں کرتے ہیں اس کی اللہ کو خبر نہیں اور تمہارے اسی جھوٹے گمان نے

جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ کیا تم کو ہلاک کر دیا کہ تم سزا کی وجہ سے خسارہ میں پڑ گئے اب خواہ تم دوزخ میں صبر کرو یا نہ کرو دوزخ تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اور اگر دنیا میں پھر واپس جانے کی درخواست کرو تو تم کو دنیا میں اب ہرگز واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

لباب النقول فی اسباب النزول کی (سورہ حٰم السجدہ) امام بخاری، مسلم اور ترمذی اور امام احمد وغیرہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بیت اللہ کے قریب تین شخصوں نے باہم بحث کی جن میں دو قریشی اور ایک ثقفی یا یہ کہ ایک قریشی اور دو ثقفی تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا تمہاری رائے کیا ہے کہ حق تعالیٰ ہماری باتوں کو سنتا ہے دوسرا بولا اگر زور سے باتیں کریں تو سنتا ہے اور آہستہ گفتگو کریں تب نہیں سنتا۔ تیسرا بولا اگر وہ زور سے کی ہوئی باتوں کو سنتا ہے تو آہستہ کی ہوئی باتوں کو بھی سنتا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ الخ یعنی اور تم اس بات سے تو اپنے کو چھپا ہی نہیں سکتے

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاۤءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

اور ہم نے (دنیا میں) ان کیلئے کچھ ساتھ رہنے والے (شیاطین) مقرر کر رکھے تھے سو انہوں نے انکے اگلے پچھلے اعمال انکی نظر میں مستحسن کر رکھے تھے اور

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

انکے حق میں بھی ان لوگوں کیساتھ اللہ کا قول (یعنی وہ وعدۂ عذاب) پورا ہو کر رہا جو ان سے پہلے جن و انسان (کفار)

وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

ہو گذرے ہیں بیشک وہ (سب) بھی خسارہ میں رہے۔ اور یہ کافر (باہم) یہ کہتے ہیں کہ اس

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

قرآن کو سنو ہی مت اور (اگر پیغمبر سنانے لگیں تو) اس کے بیچ میں غل مچا دیا کرو شاید (اس تدبیر سے) تم ہی غالب رہو۔

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ

سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے۔ اور ان کو ان کے (ایسے) بُرے بُرے کاموں

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَاۤءُ اَعْدَاۤءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا

کی سزا دیں گے۔ یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی یعنی دوزخ ان کے لئے وہ ہمیشگی کا مقام ہوگا

دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَاۤءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

ع ۷ ۳
۱۷

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ

اور (جب مبتلائے عذاب ہوں گے تو) وہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں شیطان اور انسان

وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

دکھا دیجئے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم ان کو اپنے پیروں کے تلے مل ڈالیں تاکہ وہ خوب ذلیل ہوں۔

جہنم میں کافروں کی درخواست

اور ہم نے ان کفار کے لئے کچھ مددگار اور شر کاء شیاطین میں سے مقرر کر دیئے تھے سو انہوں نے ان کی نظروں میں یہ چیز مستحسن کر دی تھی کہ آخرت کے امور میں سے جنت دوزخ اور بعث وغیرہ کچھ نہیں اور امور دنیا میں سے کچھ نہیں یعنی کچھ خرچ وغیرہ مت کرو اور یہ کہ دنیا باقی ہے فانی نہیں، ان لوگوں کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا۔ جو ان سے پہلے جن وانس میں سے کفار گذرے ہیں۔ یقیناً وہ سب بھی وجوب سزا کی وجہ سے خسارہ میں رہے اور ابو جہل اور اس کے ساتھی باہم یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کریم کو سنو ہی مت جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے پڑھتے ہیں۔ اور اس کے بیچ میں شور وغل مچا دیا کرو شاید تم ہی محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر غالب رہو اور آپ خاموش ہو جائیں۔

ہم ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کو دنیا میں بدر کے دن سخت عذاب کا مزہ چکھاویں گے اور ان کو انکے برے برے اعمال کی سزا دیں گے۔ جو وہ دنیا میں کرتے تھے۔ ان کی دنیا میں یہی سزا ہے اور آخرت میں حق تعالیٰ کے دشمنوں کی سزا دوزخ ہے۔ اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ اس بات کے بدلہ میں کہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور دوزخ میں یہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ دونوں دکھلا دیجئے جنہوں نے ہم کو حق وہدایت سے گمراہ کیا ہے یعنی جنوں میں سے ابلیس کو اور انسانوں میں سے قابیل کو جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا ہے یا یہ کہ جنوں میں سے ابلیس اور شیاطین کو اور انسانوں میں سے ہمارے سرداروں کو تاکہ ہم اس عذاب میں ان کو پیروں تلے مل ڈالیں تاکہ وہ عذاب کے ذریعہ خوب ذلیل ہوں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ

اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

اندیشہ کرو۔ اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے) پر خوش رہو جسکا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا

اور ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے لئے اس (جنت)

تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگوگے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا

رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ

غفور رحیم کی طرف سے۔ اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک

صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ

عمل کرے اور کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے

وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ

(ثواب) (مع اتباع)

مؤمنین کیلئے فلاح و کامرانی کی بشارت

اس کے برخلاف جو حضرات توحید خداوندی کے قائل ہوگئے اور ایمان پر ثابت قدم رہے اور اس کے بعد کوئی کفریہ کام نہیں کیا یا یہ کہ فرائض کی ادائیگی پر ثابت قدم رہے اور لومڑی کی مکاری اور چالاکی نہیں کی۔ تو ان لوگوں کی ارواح کے قبض کے وقت فرشتے اتریں گے۔ اور کہیں گے کہ آئندہ آنے والے ہولوں سے اندیشہ نہ کرو۔ اور نہ دنیا کے چھوٹنے پر رنج کرو اور جنت کے ملنے پر خوش رہو جس کا تم سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے رفیق تھے۔ دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے یہ حفظہ فرشتے ہوں گے۔ اور تمہارے لئے اس جنت میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا موجود ہے اور نیز اس میں تمہارے لئے جو مانگوگے موجود ہے۔ یہ تمہارے لئے ثواب اور کھانا و پینا بطور مہمانی کے ہوگا۔ اس ذات کی طرف سے جو تائب کی مغفرت فرمانے والا اور اس حالت میں مرنے والے پر رحیم ہے۔

اور اس سے زائد محکم یا یہ کہ بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو توحید کی طرف بلائے یعنی رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور فرائض کو ادا کرے نیز کہا گیا ہے کہ یہ آیت مؤذنوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی جو اذان کے ذریعہ سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے اور خود بھی مغرب کی اذان کے علاوہ اور اذانوں کے بعد دو رکعتیں پڑھے اور اسلام کا قائل ہو اور کہے کہ میں بلاشبہ مؤمن ہوں۔ ان اوصاف کے مالک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا توحید کی طرف دعوت دینا اور ابوجہل کا شرک کی طرف بلانا

یہ دونوں باتیں برابر نہیں ہوسکتیں۔
یا یہ کلمہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا اور حق تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ
نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجئے پھر یکایک آپ میں۔ اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاوے گا جیسا کوئی

كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ ﴿۳۴﴾ وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ج
دلی دوست ہوتا ہے۔ اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل (مزاج) ہیں

وَ مَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾ وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ
اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔ اور اگر (ایسے وقت میں) آپ کو شیطان

الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾
کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے۔

وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ط لَا تَسْجُدُوْا
اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے رات اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے (پس) تم لوگ نہ سورج کو

لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ
سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور صرف اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا اگر تم کو خدا کی

اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ
عبادت کرنا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ

یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾
شب و روز اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ (اس سے ذرا) نہیں اکتاتے۔

السجدۃ

دوست بنانے کا آسان طریقہ

اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کلمہ لا الہ الا اللہ کے ذریعہ سے ابوجہل کے شرک کو ٹال دیا کیجئے یا یہ کہ آپ ابوجہل کی بدی کو اپنے اوپر نیک برتاؤ اور حسن خوبی و نرم کلامی سے ٹال دیا کیجئے، جب آپ اس طریقہ پر عمل کریں گے تو مثلاً ابوجہل جس کو آپ سے دینی دشمنی تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی قریبی رشتہ دار ہوتا ہے۔ اور آخرت میں جنت ان ہی حضرات کو ملتی ہے جو مشقتوں اور دشمن کی ایذاؤں پر دنیا میں صبر کرتے ہیں اور یہ بدی کو نیکی سے ٹال دینے کی توفیق انہی کو نصیب ہوتی ہے جو جنت میں ثواب کامل کے اعتبار سے بڑے صاحب نصیب ہوتے ہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور اگر ابوجہل کی سختیوں کی وجہ سے شیطان کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو اس شیطان مردود سے حق تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کیجئے وہ ابوجہل کی باتوں کو سننے والا اور اس کی سزا سے باخبر ہے یا یہ کہ آپ کے استعاذہ کو سننے والا اور وسوسہ شیطان کو جاننے والا ہے۔

اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے رات ہے اور دن ہے سورج ہے اور چاند ہے یہ سب قدرت الٰہیہ کی نشانیاں ہیں لہٰذا نہ سورج کی عبادت کرو اور نہ چاند کی اور اسی حق تعالیٰ کی عبادت کرو جس نے چاند سورج رات اور دن کو پیدا کیا ہے اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے تو پھر چاند و سورج کی عبادت مت کرو بلکہ اسی خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ یا یہ کہ اگر تم چاند و سورج کی پرستش کو عبادت خداوندی سمجھتے ہو تو پھر ان کو نہ پوجو خدا کی عبادت انکی عبادت کے چھوڑنے میں ہے۔

پھر یہ لوگ ایمان لانے اور عبادت خداوندی سے تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور عبادت خداوندی میں ذرا نہیں اکتاتے اور تھکتے ؛

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی آپڑی ہے۔

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ

پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے (اس سے ثابت ہوا کہ) جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا وہی مردوں

اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ

کو زندہ کریگا۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں

اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ

وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں ہیں۔ سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے۔ یا وہ شخص جو قیامت کے

يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا

روز امن و امان کے ساتھ (جنت میں) آئے۔ جو جی چاہے کر لو وہ تمہارا سب کیا ہوا

تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ

دیکھ رہا ہے۔ جو لوگ اس قرآن کا جبکہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے انکار کرتے ہیں (ان میں

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ

خود تدبیر کی کمی ہے) اور یہ (قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے۔ جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے۔

وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾

اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

قدرت و توحید کی ایک نشانی

اور اس کی قدرت اور توحید کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی ہوئی بنجر پڑی ہے پھر جب ہم اس پر بارش برساتے ہیں تو وہ اس سے پھولتی ہے اور سبزیوں کے ساتھ ابھرتی اور اس میں کثرت کے ساتھ پیداوار ہوتی ہے یا یہ کہ وہ سبزیوں کے ساتھ پھولتی ہے۔ تو جس ذات نے زمین کے بنجر ہو جانے کے بعد پھر اس کو تروتازہ کر دیا وہ ہی حشر کے لئے مُردوں کو زندہ کر دے گا وہ مارنے اور جلانے پر پوری طرح قادر ہے۔

بلاشبہ جو لوگ ہماری نشانیوں یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ تکذیب کرتے ہیں انکی باتوں میں سے کوئی چیز بھی ہم پر مخفی نہیں۔ بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھی وہ اچھا ہے یا وہ ذات جو قیامت کے دن عذاب سے امن و امان کے ساتھ آئے گی یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام بطور وعید کے حق تعالیٰ ان سے فرما رہا ہے کہ مکہ والو! جو چاہو سو کر لو تمہارے اعمال کا تم کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ ابو جہل اور اس کے ساتھی جو قرآن کریم کا جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ان کے پاس لے کر آئے انکار کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے آخرت میں دوزخ کا عذاب ہے اور یہ قرآن کریم تو بڑی باوقعت کتاب ہے۔ جو کہ ان تمام کتابوں کی جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں یعنی توریت و انجیل اور زبور کی مخالفت کرنے والی نہیں اور نہ اپنے بعد والی کسی کتاب کے مخالف ہے (اور بعد میں کوئی کتاب نہیں) یا یہ کہ قرآن کریم سے پہلے توریت انجیل زبور اور تمام کتب سماویہ نے اس کی تکذیب نہیں کی اور نہ اس کے بعد کوئی ایسی کتاب آسکتی ہے جو اس کی تکذیب کرے۔ یا یہ کہ جبریل امین کی طرح ابلیس، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کے آنے کے وقت نہیں آیا کہ قرآن کریم میں یہ کچھ اضافہ کر دیتا اور نہ جبریل کے جانے کے بعد ہی آیا کہ قرآن کریم میں کچھ کمی کر دیتا یا یہ کہ قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصہ کے مخالف و معارض نہیں بلکہ موافق ہے۔ یہ اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو اپنے حکم اور فیصلہ میں حکمت والا اور محمود الذات والصفات ہے ؛

لباب النقول فی اسباب النزول

ابن منذر نے بشیر بن فتح سے نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْۤ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ ابو جہل اور حضرت عمار بن یاسر رض کے بارے میں نازل ہوئی ہے ؛
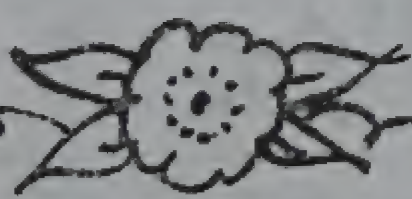
مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ

آپ کو وہی باتیں (تکذیب و ایذاء کی) کہی جاتی ہیں جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہی گئی ہیں۔ آپ کا رب

لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا

بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر ہم اس کو عجمی (زبان کا) قرآن بناتے

أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ ءَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ

تو یوں کہتے کہ اسکی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا بات کہ عجمی کتاب اور عربی رسول۔ آپ کہہ دیجئے

لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ

کہ یہ قرآن ایمان والوں کیلئے راہنما اور شفاء ہے۔ اور جو ایمان نہیں لائے انکے کانوں میں ڈاٹ ہے۔

وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۴۴﴾

اور وہ قرآن کے حق میں نابینائی ہے۔ یہ لوگ (بوجہ عدم انتفاع کے ایسے ہیں کہ گویا) کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں۔

ع ۱۲/۵ ۱۹

تکذیب و ایذا دہی کی پرانی باتیں اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو اسی طرح برا بھلا کہا جاتا ہے اور تکذیب کی جاتی ہے جیسا کہ آپ سے پہلے رسولوں کو کہا گیا اور ان کی تکذیب کی گئی۔ یا یہ کہ آپ کو اسی تبلیغ رسالت کا حکم دیا جاتا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں کو دیا گیا۔ اور آپ کا رب ایسے شخص کی بڑی مغفرت فرمانے والا ہے جو کفر سے توبہ کرے اور حق تعالیٰ پر ایمان لائے۔ اور کفر پر مرنے والے کو دردناک سزا دینے والا ہے۔ اور اگر اس قرآن کریم کو عربی کے علاوہ عجمی زبان میں آپؐ پر نازل کر دیتے تو یہ کفار مکہ یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں اور عربی میں کیوں اسے نازل نہیں کیا گیا۔ اور یوں کہتے کہ عجیب بات ہے کہ کتاب عجمی اور رسول عربی ہے۔

آپؐ ان سے فرما دیجئے کہ یہ قرآن کریم حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور ان کے ساتھیوں کے لئے رہنما اور دلوں میں جو شبہات اور روگ پیدا ہو جائے اس کے لئے بیان اور شفاء ہے۔ اور ابوجہل وغیرہ جو آپؐ پر ایمان نہیں لاتے ان کے کان بہرے ہیں اور یہ قرآن ان کے خلاف حجت ہے۔ اور یہ مکہ والے گویا کہ توحید کی طرف آسمان سے بلائے جا رہے ہیں (کہ بیچارے سمجھتے نہیں)۔

لباب النقول فی اسباب النزول اور ابن جریر نے سعید بن جبیر سے نقل کیا کہ قریش کہنے لگے کیوں نہ یہ قرآن کریم عربی اور عجمی دونوں زبانوں میں نازل کیا گیا۔ اس پر حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ الخ یعنی یہ کفار یوں کہتے کہ کیوں اسکی آیتیں صاف صاف بیان کی گئیں الخ۔ اور حق تعالیٰ نے اس آیت کے بعد اسی بلکل لِسَانٍ کا لفظ بھی بیان فرمایا اور ابن جریر کہتے ہیں کہ اعجمیؓ میں قرأت بغیر ہمزہ استفہام کے ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

(کہ آواز سنتے ہوں مگر سمجھتے نہ ہوں) اور ہم نے موسیٰؑ کو بھی کتاب دی تھی سو اس میں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپکے رب کی طرف سے پہلے

مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ

ٹھہر چکی ہے (کہ پورا عذاب آخرت میں ملیگا) توان کا فیصلہ (دنیا ہی میں) ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اسکی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں

صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾

ڈال رکھا ہے جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کے لئے اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اسکا وبال اسی پر پڑیگا۔ اور آپکا رب بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں۔

بد اعمالی کے عذاب میں تاخیر کا سبب

اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو بھی توریت دی تھی تو اس کتاب موسیٰ میں بھی لوگوں نے اختلاف کیا بعض نے تصدیق کی اور بعض نے اس کی تکذیب کی اور اگر اس امت سے تاخیر عذاب کا فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا توان مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا یعنی ان پہ بھی تکذیب پر عذاب نازل ہو جاتا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں پر تکذیب کے وقت عذاب نازل کیا گیا اور یہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین اس قرآن کریم یا یہ کہ کتاب موسیٰؑ کے بارے میں صاف شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو شخص خلوص کے ساتھ اعمال صالحہ کرتا ہے اسکا ثواب اسی کو ملے گا۔ اور جو شرک کرے گا اس کی سزا اسی کو بھگتنی پڑے گی اور آپؐ کا رب تو بغیر کسی جرم کے بندوں کی گرفت فرمانے والا نہیں۔

الحمد للہ

کہ

تفسیر ابن عباسؓ کا پارہ فمن اظلم ۲۴ ختم ہوا

ناشر

اِدارۂ - درسِ قرآن - دیوبند (یو۔پی)

کتبہ ایم حسنین فاروقی سہارنپوری

۶ ۱۹۷۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ قرآنی و اسلامی کورس

عقائد عبادات اور معاملات پر مشتمل ایک نادر مجموعہ

یہ اسلام ہے

قسط ۱۔۲

اسلام کے بنیادی عقائد جینے اور مرنے کے اسلامی آداب رہن سہن کے اسلامی طریقے لین دین کے اسلامی اصول اور انفرادی و اجتماعی زندگی کے اسلامی ضابطے براہِ راست آیاتِ ربانی اور ارشاداتِ نبوی کی روشنی میں

ہر مسلمان کیلئے مشعل ہدایت اور ہر مسلم گھرانے کیلئے دینی رہنما

ترتیب و تزئین:
مولانا سید عبدالرؤف عالی
دارالعلوم دیوبند

ناشر
ادارہ درس قرآن مسجد قاضی دیوبند (یوپی)

۷۸۶

کتاب کا نام ــــــــــ یہ اسلام ہے قسط ۱

مؤلف و مرتب ــــــــــ مولانا سید عبدالرؤف عالی

ھدیہ ــــــــــ فی قسط ... چار روپے ۴/-

ھدیہ کامل سیٹ زیر طبع ــــــــــ ... ... بیس روپے ۲۰/-

سن طباعت ــــــــــ ۱۳۹۷ھ ، ۱۹۷۷ء

مطبوعہ ــــــــــ محبوب پریس دیوبند

ناشر

ادارۂ درسِ قرآن مسجد قاضی دیوبند - یوپی

فہرست مضامین یہ اسلام ہے! قسط ۱

ناشر (قاری) اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ

درس قرآن دیوبند یوپی

عرضِ ناشر

ادارہ درس قرآن جن عزائم اور مقاصد کے تحت اپنے اشاعتی پروگراموں کو لیکر چلا ہے وہ بفضلہ تعالیٰ ہمارے قارئین اور مخلصین نے پسند کئے، اور ادارہ کی اس دینی خدمت کو نہ صرف یہ کہ سراہا بلکہ اس خدمت کو عام کرنے اور ان پروگراموں کی اشاعت میں ہر ممکن تعاون دیکر ادارہ کو نواز، جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں، اسی ضرورت کے تحت ادارہ کا قیام عمل میں آیا ہے جس سے اسلامیات کے موضوع پر نہایت مفید ترین کتابیں شائع ہوتی رہیں گی۔

بہت پہلے سے ادارہ اس بات کی ضرورت محسوس کر رہا تھا کہ وقت کی زبان میں اور زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآن و احادیث کے احکام کا ایک ایسا مجموعہ پیش کیا جائے جو ہر شخص کے لئے کتاب وسنت کی ترجمانی کرتا ہو اور جس کے مطالعے سے ہر سچا مسلمان ان احکام و مسائل کو معلوم کر سکے جن کی اسے زندگی میں ضرورت پیش آتی ہے۔

بحمد اللہ تعالےٰ زیر نظر پیش کش اس ضرورت کی تکمیل اور اس سلسلے کی پہلی قسط ہے جس میں انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کے مسائل براہِ راست کتاب وسنت سے جمع کر دیئے گئے ہیں اور جو ہر شخص کے لئے ایک راہ نما کا کام دینگے۔

یہ ایک ایسا عظیم الشان کام اور مفید ترین دینی خدمت ہے کہ جس سے کوئی مسلمان گھرانہ بے نیاز نہیں رہ سکتا، اس میں عقائد، عبادات اور معاملات کی وہ سب تفصیلات آگئی ہیں جن کو جاننے کے لئے بسا اوقات آدمی کو عالموں کی تلاش ہوتی ہے اور وقت پر مسئلہ حل نہیں ہوتا، ہمیں یقین ہے کہ ادارہ کی یہ عظیم اور مفید دینی خدمت قبول عام حاصل کرے گی اور حضرات مخلصین کے تعاون سے ہم اس سلسلے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے، چونکہ یہ پیش کش ایک ضخیم کتاب ہے اس لئے فی الحال تفسیر ابن عباسؓ کے ساتھ حسب گنجائش ۳۰۔۴۰ کاپیوں پر مشتمل قسط وار پیش کی جاتی رہیگی۔ انشاء اللہ اس خدمت کو پایۂ تکمیل تک پہنچائے یوں سلسلۂ تفسیر ابن عباسؓ کے ساتھ ایک اہم اور مفید ترین کتاب ہے آپ بتدریج مستفید ہوتے رہیں،

انشاء اللہ اس ادارہ سے "تاریخ الخلفاء" بھی عنقریب شائع ہو رہی ہے، اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اس کو سب کے لئے نفع بخش بنائے۔ والسلام

اخلاق احمد صدیقی ناظم ادارہ درس قرآن دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبق نمبر ۱

حقوقِ الٰہی

قرآن کریم کی روشنی میں!

ایمان

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ؕ

(النساء۔ع ۲۰، پارہ ۵)

اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لاؤ۔ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسولؐ پر اتاری۔ اور ان کتابوں پر جو (قرآن سے) پہلے اتاریں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں اور روزِ آخرت کا منکر ہوا تو (وہ راہ ہدایت سے بڑی دور بھٹک گیا۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓی اِبْرٰھٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّھِمْ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ؕ

(بقرہ۔ع ۱۶۔ پارہ الٓمّ)

مسلمانو! (اہلِ کتاب سے) کہدو۔ کہ ہم تو اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اُس قرآن پر جو ہم پر اُترا۔ اور اُن صحیفوں پر جو ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ اور اولادِ یعقوبؑ پر اُترے اور اُس (کتاب) پر جو موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو ملی۔ اور اس پر بھی جو دوسرے پیغمبروں کو اُن کے پروردگار سے ملا۔ ہم ان پیغمبروں میں سے کسی ایک میں بھی کسی طرح کی جدائی نہیں سمجھتے۔ اور ہم اسی (ایک خدا) کے فرمانبردار ہیں ؞

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ مِنْ رَّبِّہٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ

یہ پیغمبر (محمد صلعم) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے خدا کی طرف سے اُن پر اُتری۔ اور

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ؕ

(بقرہ۔ ع ۴۰۔ پارہ ۳)

.. ..

.. .. ..

..

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ

اور ان کے ساتھ دوسرے) مسلمان بھی (اس کتاب کو مانتے ہیں) یہ سب کے سب اللہ اور اسکے فرشتوں اور اسکی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے اور کہا ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی کو بھی جُدا بھی نہیں سمجھتے اور یہ بھی کہا کہ اے خدا ہم نے تیرا ارشاد سُنا۔ اور تسلیم کیا۔ اے ہمارے پروردگار بس تیری مغفرت درکار ہے۔ اور تیری طرف لوٹ کر جانا ہے ؎

حضرت عمرؓ بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ دفعتہً ایک شخص جس کے کپڑے نہایت سفید اور سر کے بال سخت سیاہ تھے۔ نمودار ہوا۔ اُس پر نہ تو سفر کا ہی کچھ اثر دکھائی دیتا تھا اور نہ ہم میں سے کوئی اُسے پہچان ہی سکتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ بیٹھا اور اپنے زانو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مبارک سے ملا دیئے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ اور عرض کیا۔ اے محمد صلعم مجھے یہ بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:۔ اسلام یہ ہے کہ تو خدا کے ایک معبود ہونے کی شہادت دے اور اس بات کی بھی شہادت دے کہ محمد صلعم اُس کا بندہ اور رسول ہے اور نماز پڑھا کرے اور زکوۃ دیتا رہے رمضان کے روزے رکھے۔ اور مقدور ہو تو کعبہ کا حج کرے۔ اُس نے کہا۔ آپ درست فرماتے ہیں (حضرت عمرؓ فرماتے ہیں) ہمیں اس کی بات سے تعجب ہوا۔ کہ خود ہی

يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ قَالَ صَدَقْتَ الخ

(بخاری و مسلم)

سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ پھر اُس نے کہا مجھے یہ بھی بتائیے کہ ایمان کسے کہتے ہیں۔ فرمایا خدا اور اُس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر اور روز آخرت پر یقین لانا اور اس بات پر ایمان لانا کہ خدا تعالیٰ نے تمام چیزوں کی بھلائی اور بُرائی ازل میں معلوم کر لی ہے۔ اور اس کا اندازہ کر لیا ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ آپؐ نے سچ فرمایا ؛

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ۔ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ۔

(ترمذی)

حضرت علی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ جب تک چار باتوں پر ایمان نہ لائے۔ ایک اس بات کی شہادت دے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں محمدؐ رسول خدا ہوں۔ خدا نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے دوسرے مرنے پر ایمان لائے تیسرے مرنے پیچھے اُٹھائے جانے پر ایمان لائے۔ چوتھے تقدیر کا یقین کرے ؛

اجمالی ایمان!

اصطلاح شرع میں ایمان اُن تمام چیزوں کا دل سے یقین کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا نام ہے۔ جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے بندوں کے پاس لائے ہیں۔ یہ ایمان اجمالی ہے۔ اور اس میں کلمۂ شہادت صدق دل سے کہنا کافی ہے۔

تفصیلی ایمان!

یہ ہے کہ جس قدر دین کی باتیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے یقینی طور پر ثابت ہیں۔ تفصیل سے ایک ایک کو سچ جانے۔ اور اُن کے سچ ہونے کا اقرار کرے یہ باتیں ہیں تو بہت سی۔ مگر اہم چھ ہیں۔ چنانچہ مذکورہ بالا آیات واحادیث میں (۱) اللہ (۲) انبیاؤ مرسلین (۳) قرآن و دیگر کتب سماوی (۴) ملائکہ (۵) روز آخرت اور (۶) تقدیر الٰہی پر ایمان لانیکا حکم ہے

جن احادیث میں ان باتوں کا بیان ہے ۔ حدِ تواتر کو پہونچ چکی ہیں ۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک کے انکار سے بھی کفر لازم آجاتا ہے ۔

یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اعمالِ صالحہ **ایمان** کا جزو نہیں ۔ بلکہ اُن سے ایمان کو روشنی اور رونق حاصل ہوتی ہے ۔ ایسا ہی اعمالِ بد سے ایمان جاتا نہیں رہتا ۔ البتہ اُس کی رونق اور روشنی جاتی رہتی ہے ۔ ایمانِ تفصیلی میں جو چھ چیزیں مذکور ہیں ۔ اُن میں سے ہر ایک پر ایمان لانے کی شان جُداگانہ ہے ۔ اس لئے ہر ایک کو کسی قدر تفصیل سے بیان کر دیا جاتا ہے ۔

ایمان باللہ !

خدا پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۔ اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا ۔ اور وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا ۔ اسکی ذات میں تمام صفات بدرجۂ کمال موجود ہیں ۔ جس طرح اس کی ذات ازلی و ابدی ہے ۔ اسی طرح اس کی صفات بھی ازلی و ابدی ہیں ۔ اور زمین و آسمان میں جو چھوٹے بڑے تغیرات ہوتے ہیں وہ اسی کے علم اور ارادے اور قدرت سے ہوتے ہیں ۔ ظاہر اور پوشیدہ غرضیکہ سب کچھ جانتا ہے ۔ اس کی کوئی شکل و صورت نہیں نہ اس کا جسم ہے ۔ اور نہ مقدار نہ حدود و اطراف سے گھیرا جا سکتا ہے ۔ اور نہ کسی خاص جگہ میں ہے ۔ اور چیزوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ آتا جاتا نہیں ۔ اس کو عرش نے اُٹھایا ہوا نہیں ۔ بلکہ عرش اور اس کے اُٹھانے والوں کو اس نے اپنی قدرت سے اُٹھا رکھا ہے ۔ زمین و آسمان اور عرش کی جتنی چیزیں ہیں ۔ وہ ان سب سے اُوپر ہے لیکن اس بلندی کے باعث نہ عرش سے نزدیک ہے ۔ نہ زمین سے دُور ۔ اور باوجود سب چیزوں سے بلند ہونے کے شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے ۔ اپنی ذات و صفات میں بالکل یکتا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ۔ وہ نیکی سے خوش اور بدی سے ناخوش ہوتا ہے ۔ اُس نے انسان کو بھلے بُرے کی تمیز کا احساس بخشا ہے ۔ اور اس احساس کے علاوہ وقتاً فوقتاً پیغمبر بھی بھیجتا رہا ہے کہ بندوں کو نیک و بد کی تمیز سکھائیں ۔

ایمان بالانبیاء !

تمام پیغمبر خدا کے نیک اور مقبول بندے ہیں اور وہ تمام گناہوں سے پاک ہیں ۔ خدا نے انھیں لوگوں کو راہ راست بتلانے کیلئے مبعوث فرمایا ہے ۔ انکی صحیح تعداد معلوم نہیں ۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے : ۔

مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ، (اُن میں سے بعض پیغمبر ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے تم کو سُنائے اور بعض ایسے ہیں جن کے حالات نہیں سُنائے) بہر کیف پیغمبروں پر ایمان لانے کی یہ شکل ہے ۔ کہ جو معلوم ہیں ۔ وہ اور جو معلوم نہیں وہ سب خدا کے بھیجے ہوئے ہیں ۔ اور دعوئے رسالت میں سچے ہیں ۔ ان میں سے پہلے حضرت آدم ؑ تھے

اور سب سے آخر ہمارے حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ انکے بعد حسبِ ارشادِ خداوندی قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اب نہ کوئی مستقل نبی بنکر آئے گا۔ اور نہ ضمنی اور ذیلی نہ ظلی اور بروزی۔ اسلئے کہ اب آخری کتاب اور آخری شریعت کے بعد کسی کتاب اور نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ غرضیکہ حضورؐ کے بعد بابِ نبوت مطلقاً مسدود ہی رہے گا۔ پیغمبروں کے مدارج مختلف ہیں۔ بعض کا رتبہ بڑا ہے اور بعض کا کم۔ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے آپ خاتم النبیینؐ ہیں قیامت تک جس قدر آدمی اور جن ہونگے۔ آپؐ اُن سب کے پیغمبر ہیں۔ اِس ایمان بالانبیاء کے متعلق ایک مسئلہ شفاعت کا ہے۔ اور وہ یہ کہ سب پیغمبر قیامت کے دن اپنی اپنی اُمّت کے گنہگاروں کی سفارش کریں گے۔ اور خدا سے عرض و معروض کر کے اُن کے گناہ بخشوائینگے۔ مگر یہ شفاعت اِذنِ الٰہی کے بغیر نہیں ہو سکے گی ؛؛

ایمان بالکُتُب!

تیسری چیز جس پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ وہ کتابیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے پیغمبروں پر نازل فرمائیں۔ بڑی کو کتاب اور چھوٹی کو صحیفہ کہتے ہیں۔ پیغمبروں کی طرح ان کتابوں کی بھی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ البتہ چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ **زبور** جو حضرت داوٗد علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی **توراۃ**۔ حضرت موسٰی علیہ السلام پر، **انجیل**۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام پر، اور **قرآن مجید**۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا جس طرح ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیینؐ ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید خاتم الکتب ہے۔ جس کے بعد قیامت تک کسی اور کتاب کی ضرورت نہیں ہمیشہ کے لئے تمام دینی و دُنیوی ضرورتوں کے لئے یہی کفایت کرتا ہے۔ پہلے انبیاء علیہم السلام پہ جس قدر کتابیں نازل ہوئیں۔ قرآن مجید ان سب کا ناسخ ہے۔ ان کے احکام اب قابلِ عمل نہیں۔ مگر وہ احکام جن کی کلام مجید تصدیق فرماوے۔ اُنکی تعمیل حسب مقتضائے نص ضروری ہے۔ ان احکام مصدقہ قرآن مجید کے علاوہ یہ ہے۔ امور میں باوجود دلیل تصدیق یا تکذیب سکوت بہتر ہے۔ علاوہ ازیں ان کتابوں میں تحریف بھی پائی گئی ہے۔ بلکہ توراۃ و انجیل میں تغیرِ کلی آگیا ہے۔ کیونکہ بخت نصر بادشاہ نے جب بیت المقدس پر چڑھائی کی۔ اور ہزاروں کو تہِ تیغ کیا۔ اُس وقت بیت المقدس میں صرف ایک نسخہ توراۃ کا رکھا رہتا تھا۔ اُس نے اس کو جلا دیا۔ اور اس کے علاوہ توراۃ و زبور کے جسقدر نسخے تھے سب تلاش کر کے جلا دیئے۔ بعد ازاں لوگوں نے کچھ کچھ اپنی یاد سے لکھا اور اُن قصّوں کو بھی اس میں

داخل کر دیا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد واقع ہوئے تھے۔ اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے گرفتار کیا۔ اس وقت انجیل کا صرف ایک نسخہ تھا۔ جسے انہوں نے جلا دیا۔ بعد ازاں ان کے حواریوں نے کچھ حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور کچھ مضامین انجیل کے اپنی یاد پر لکھے۔ مگر بعد ازاں اس میں بھی ردّ و بدل ہوتا رہا۔ لہٰذا! ان کی صحت پر کسی طرح اعتماد نہیں کیا جا سکتا ؛

ایمان بالملائکہ!

فرشتے جن پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اُنکی نسبت اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ نور سے اُن کی پیدائش ہے۔ یعنی علائق جسمانی سے بالکل پاک ہیں۔ نہ مرد ہیں۔ نہ عورت۔ جس جس کام پر خدا نے انھیں مقرر کر رکھا ہے۔ اُس کی بجا آوری میں ذرا پہلو تہی نہیں کرتے۔ مختلف صورتیں اختیار کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دو دو۔ تین تین، چار چار اور زیادہ بھی پر ہوتے ہیں۔ اسلام سے پہلے عرب کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اس عقیدے کی نہایت سختی سے تردید کی گئی ہے۔ فرشتوں کی تعداد بھی معلوم نہیں۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سارے آسمان میں چپہ بھر جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے سجدے میں پڑا ہوا خدا کی تسبیح و تقدیس نہ کرتا ہو۔ ان میں سے بہتیروں کو انتظام دُنیا کی خدمتیں سپرد ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جو ہمہ وقت مصروف عبادت رہتے ہیں بلکہ نیک بندوں کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے :- وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ۔ اور ایسے بھی فرشتے ہیں جو اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح و تقدیس میں لگے ہیں۔ اور جو لوگ زمین میں رہتے ہیں اُنکے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں۔ چار فرشتے نہایت ہی مقرب بارگاہِ الٰہی ہیں۔ اول حضرت جبرائیلؑ امین جو حامل وحی ہیں۔ یعنی پیغمبروں کے پاس احکام خداوندی لاتے رہے ہیں؛ دوسرے حضرت میکائیلؑ۔ یہ بندوں کے رزق پر مسلّط ہیں تقسیم ارزاق ان کے سپرد ہے؛ تیسرے حضرت عزرائیلؑ۔ جو بندوں کی جان قبض کرنے پر مامور ہیں؛ چوتھے حضرت اسرافیلؑ۔ جو قیامت کے دن صور پھونکیں گے ان کے علاوہ ایک داروغہ جہنّم ہیں۔ جن کا نام مالک ہے۔ علاوہ ازیں ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے دن کے وقت رہتے ہیں۔ اور دو رات کے وقت جو اس کے نیک و بد اعمال لکھتے ہیں۔ انھیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

اور تم پر ہمارے چوکیدار یعنی کراماً کاتبین فرشتے مقرر ہیں۔ جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔ ان کو معلوم رہتا ہے۔
فرشتوں کے علاوہ ایک اور قسم کی مخلوق بھی ہے جسے جنّات کہتے ہیں۔ قرآن مجید سے
ان کا وجود بھی ثابت ہے۔ ان میں نیک و بد سب طرح کے جنّ ہوتے ہیں۔ اور سلسلہ توالد و
تناسل بھی جاری ہے۔ جیسی شکل چاہیں اختیار کر سکتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ شریر
شیطان ہے۔ جو انسان کے دل میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا رہتا ہے:۔

ایمان بالیوم الآخر!

قیامت کا یقین مذہب کے لئے ایک بنیادی پتھر ہے۔ ساری ایمانی عمارت اسی کے سہارے پر کھڑی ہے۔ اسلئے قرآن مجید
میں نہایت پُرزور الفاظ میں اسے ثابت کیا گیا ہے۔ ایک جگہ منکرین قیامت کا مقولہ یوں
نقل فرمایا ہے:۔ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ءَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ
أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ؕ (کیا درحقیقت جب ہم مرجائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو کر
رہ جائیں گے۔ تو قیامت کو پھر اُٹھا کر کھڑے کر دیئے جائیں گے؟ اور پھر اس کا جواب
ان پُرزور الفاظ میں پاتے ہیں:۔ أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ فِي
لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ (کیا ہم اوّل بار پیدا کرنے میں تھک گئے کہ دوبارہ
پیدا نہیں کر سکیں گے۔ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ یہ لوگ از سرِ نو پیدا کرنے کی طرف سے
شک میں پڑے ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے:۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَٰلِكَ
لَمَيِّتُونَ۔ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ (پھر اس کے بعد تم سب
مر جاؤ گے اور پھر قیامت کے روز سب اُٹھا کر کھڑے کر دیئے جاؤ گے)۔ دوسری
جگہ فرمایا ہے:۔ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ
مَن فِي الْقُبُورِ۔ قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس میں ذرا شک نہیں۔ اور خدا
ضرور اُن لوگوں کو اُٹھا کر کھڑا کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔

ایمان بالقدر!

مجمل طور پر اس مسئلہ کی نسبت یہ جان لینا کافی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ چونکہ عالم الغیب ہے۔ اس نے دُنیا کی پیدائش
سے پہلے ہر ایک چیز کا اندازہ کر رکھا ہے۔ اور ہر چیز کے جز و کُل حالات سے واقف
ہے۔ مثلاً وہ جانتا ہے کہ زید فلاں جگہ فلاں خاندان میں فلاں وقت پیدا ہوگا
اتنے دن جیئے گا۔ یہ یہ کام کرے گا اور فلاں جگہ فلاں وقت فلاں بیماری سے فوت
ہوگا۔ اس اندازہ کا نام تقدیر ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شجر و حجر
کی طرح انسان مجبور محض ہے۔ ہاں اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کچھ اس سے

ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا خالق ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے: اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ۔ (اللہ تعالیٰ ہی ہر ایک چیز کا پیدا کرنے والا ہے) اور اَللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ) اللہ تعالیٰ نے تمھیں پیدا کیا اور اس کو بھی جو تم کرتے ہو۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کے کرنے نہ کرنے میں انسان کو اختیار دیا ہے۔ اگر بندہ کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو اُس کام کی قدرت عطا کرتا ہے اور اگر بد کام کا قصد کرتا ہے تو اُس کی بھی قدرت دیتا ہے۔ پس جب چور نے چوری کا ارادہ کیا اور اللہ نے حسب عادت اُس کو قدرت دیدی تو گویا اُس چور نے نیک کام کی قدرت کو زائل کر دیا کیونکہ اگر وہ چوری کا ارادہ نہ کرتا بلکہ مثلاً نماز کا قصد کرتا۔ تو حسبِ عادت اُس کو نماز کی قدرت بھی عطا ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ انسان افعال بد میں مستحق عذاب ہے۔ اور افعالِ خیر میں مستحق ثواب ؎

سبق ۲

توحید

وَ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ (البقرع ۱۹- پارہ ۲)

اور تمہارا معبود خدائے واحد اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں وہ بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے ؎

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۝ (طٰہٰ - ع ۲۴- پارہ ۱۶)

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے میری ہی عبادت کیا کرو ؎

لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔ (انبیاء - ع ۲ - پارہ ۱۷)

اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا اور معبود بھی ہوتے تو یہ دونوں کبھی کے برباد ہو گئے ہوتے ؎

وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا ۝ (نساء ع ۶ - پارہ ۵)

اور اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک مت ٹھیراؤ ؎

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل ع ۲ - پارہ ۱۵)

اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنا کیونکہ اس صورت میں تو مذمت کیا گیا اور بے یار و مددگار رہ جائے گا۔

؎ ؎ ؎

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ
(الزمر۔ ع ۷۔ پارہ ۲۴)

اے پیغمبر (صلعم) تمھاری طرف اور اُن پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمھارے عمل ضائع ہوجائیں گے اور ضرور تم گھاٹے میں آجاؤگے ؛

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝
(النساء۔ ع ۱۸۔ پارہ ۵)

اللہ اُس گناہ کو کبھی معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنایا جائے مگر اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہیگا۔ معاف کردے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھیرایا وہ بڑی دور بھٹک گیا ؛

کارخانۂ عالم میں غور کرنے سے خدا کی ہستی میں تو ذرّہ بھر بھی شک نہیں رہتا۔ کیونکہ اس عظیم الشان کارخانہ کا ذرہ ذرہ ۔ سمندروں کا قطرہ قطرہ درختوں کا پتّا پتّا اسکی ہستی کا شاہد ہے۔ اسی طرح عقل سلیم اس کی توحید میں بھی شک نہیں کرسکتی ؛

جس قدر پیغمبر دُنیا میں آئے۔ اور جتنے نبی مبعوث ہوئے اُن کے مذاہب کا اصل اصول پس توحید ہی رہا ہے۔ مگر امتداد زمانہ سے دین کے اس رکن میں ایسا ضعف آگیا تھا کہ بُت پرست تو درکنار اہل کتاب بھی اس میں رخنہ اندازیاں کرنے لگے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اثبات توحید اور ممانعت شرک کو قرآن مجید میں نہایت پُرزور الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اثبات وحدانیت کی مشہور دلیل اس آیت لَوْ کَانَ فِیْھِمَآ اٰلِھَۃٌ الخ سے نکلتی ہے۔ یعنی اگر دو خدا ہوتے تو اُن میں مخالفت بھی ممکن تھی۔ اور جو مخالفت میں دوسرے سے مغلوب ہوسکے وہ خدائی کے قابل کب رہا۔ مثلاً ان میں سے ایک زید کو مارنا چاہے اور دوسرا اسی وقت اس کی زندگی چاہے۔ تو ضرور ہے کہ یا تو موت کا خدا غالب آئے یا زندگی کا۔ کیونکہ ایک وقت میں دونوں کا جمع ہونا محال ہے پس اگر زید مرگیا تو زندگی چاہنے والا عاجز ٹھیرا۔ اور زید زندہ رہا تو موت چاہنے والا عاجز ہوگیا۔ بہرتقدیر دونوں میں سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑے گا۔ حالانکہ یہ تو موٹے سے موٹے عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ عاجز خدائی کے قابل نہیں ہوسکتا ؛

کارخانۂ عالم کے انتظام سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اس کا بنانے والا اور اس انتظام

بتانے والا صفاتِ کمالات سے متصف ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کمال کو اسمائے حُسنیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ جو ننانوے ہیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ جو شخص انھیں بطور ذکرو دُعا شمار کرے گا۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ان اسمائے حُسنیٰ میں سے اَللّٰہ اسم ذات ہے۔ اور باقی تمام نام صفاتی ہیں۔ ان اسمائے صفاتی کے بارے میں بھی ہم اتنا ہی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ صفتیں خدا میں ہونی ضروری ہیں۔ بس اس سے زیادہ اس کے صفات کی توضیح نہیں ہو سکتی۔ مثلاً یہ تو ہم جانتے ہیں کہ خدا سَمِیْعٌ ہے یعنی سُنتا ہے مگر اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتے کہ کس طرح سُنتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے۔ مگر دیکھنے کی کیفیت کا اظہار ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

سبق ۳

اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل ۹۹ اسمائے حسنیٰ سے اس کی صفات اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتی ہیں

نمبر شمار	اسمائے حُسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۱	اَللّٰہُ	خدا۔ معبود	بعض لوگ اس کو مشتق مانتے ہیں مگر مذہب مختار یہ ہے۔ کہ مشتق نہیں۔ چنانچہ امام ابو حنیفہؒ امام شافعیؒ۔ امام غزالیؒ اور علمائے ادب میں سے خلیل سیبویہ اور مبرد کا یہی مذہب ہے کیونکہ اس اسم کو موصوف قرار دے کر دیگر اسمائے صفاتی کو اس کی صفت میں ذکر کیا کرتے ہیں۔ اگر یہ بھی مشتق ہوتا تو اسم صفت ہوتا۔ پھر موصوف کیسے ہو سکتا۔ کیونکہ موصوف تو اسم ذات ہوا کرتا ہے
۲ ۳	اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِیْمُ	نہایت رحم والا بہت مہربان	رحمٰن اور رحیم دونوں اسم رحمت سے مشتق ہیں مگر رحمٰن میں رحیم کی نسبت صفت رحمت کا مبالغہ ہے۔ کیونکہ پہلا دُنیا و آخرت دونوں کی رحمت کو شامل ہے اور صرف ذات خدا کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرا رحمت آخرت کے ساتھ خاص ہے۔

کیفیت	اُردو ترجمہ	اسمائے حُسنیٰ	نمبر شمار
مالک کی نسبت مَلِک میں مبالغہ ہے۔کیونکہ مَلِک مملوکاتِ کثیرہ کے مالک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کسی کو مالک الدّار (گھر کا مالک) یا مالکُ الفرسِ (گھوڑے کا مالک) تو کہہ لیتے ہیں مگر مَلِکُ الدّار یا مَلِکُ الفرس نہیں کہتے نیز ملک باضافت اور بلا اضافت دونوں طرح مستعمل ہے اور مالک بجز اضافت مستعمل نہیں ہوتا ؛	بادشاہ	اَلْمَلِكُ	۴
یہ اسم قُدُس سے مشتق ہے جس کے معنے طہارت اور نزاہت کے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ قُدّوس وہ ذات ہے جس کو ہم تصوّر اور خیال یا وہم سے ہرگز ادراک نہیں کر سکتے۔ وہ ہمارے تصوّر و وہم کی آلائش سے منزہ اور پاک ہے ؛	تمام عیوب سے پاک	اَلْقُدُّوْسُ	۵
یہ ہے تو مصدر مگر بطریق مبالغہ مصدر کو اسم فاعل کے معنے میں لیا گیا ہے جیسے رَجُلٌ عَدْلٌ کہا کرتے ہیں۔ یعنی بہت اور ہر قسم کی سلامتی بخشنے والا	تمام نقائص سے محفوظ	اَلسَّلَامُ	۶
یہ اسم اِیْمَانٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنے یا تو تصدیق کے ہیں۔اور یا امن دینے کے۔یعنی خدا نے اپنے بندوں سے جو وعدے کئے ہیں اُن کی تصدیق کرے گا۔اور اپنے بندوں کو دُنیا کے مصائب اور آخرت کے عذاب سے امن دے گا ؛	عذاب سے امن دینے والا یا اپنے وعدہ میں سچّا	اَلْمُؤْمِنُ	۷
اہلِ کلام اس کے معنے شاہد کے بیان کرتے ہیں تو مہیمن اُس ذات کو کہیں گے جو تمام معلومات پر	نگہبان۔گواہ	اَلْمُهَيْمِنُ	۸

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
			حاوی ہو۔ اور زمین و آسمان کی کوئی چیز اس کے احاطۂ علم سے خارج نہ ہو ؀
۹	اَلعَزِیزُ	غالب ، قوی	امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ عزیز وہ ذات ہے جس کا مثل نایاب ہو۔ اور اس کی طرف نہایت احتیاج ہو اور رسائی اُس تک دُشوار ہو۔ جب تک یہ تینوں صفات کسی میں موجود نہ ہوں وہ عزیز نہیں کہلا سکتا ؀
۱۰	اَلجَبَّارُ	بڑے دباؤ والا بڑا اصلاح کرنیوالا	جَبَّار دراصل ایسی چیز کو کہتے ہیں جس تک رسائی ممکن نہ ہو۔ اس لحاظ سے جبّار کے یہ معنے ہوئے کہ وہ ایسی ذات ہے جو عقول و افکار کی رسائی سے بالاتر ہے۔ جَبْرُ کے معنے اصلاح اور درستی کرنے کے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے جبّار کے معنے ہوئے بڑا اصلاح کرنے والا۔ جَبرُ کے معنے مجبور کرنے کے بھی آئے ہیں۔ تو جبّار کہیں گے اُس ذات کو جو اپنے ارادہ پر مخلوقات کو مجبور کرے ؀
۱۱	اَلمُتَکَبِّرُ	عظمت اور بزرگی والا	امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ متکبّر وہ ہے جو اپنی ذات کی نسبت دوسروں کو حقیر جانتا ہو۔ کیونکہ وہ عظمت اور بزرگی کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اور دوسروں کو اس نظر سے دیکھتا ہے جس سے ملوک و سلاطین اپنے خِدم کو دیکھا کرتے ہیں ؀
۱۲	اَلخَالِقُ	ہر چیز کا پیدا کرنے والا	یہ اسم خَلق سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے تقدیر یعنی اندازہ کرنے کے آتے ہیں اور ایجاد کے معنے میں بھی استعمال ہوا ہے ؀

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۱۳	اَلْبَارِئُ	ہر چیز کا موجد	بَرْءٌ کے معنے ہیں ایجاد کرنا۔ عدم سے وجود میں لانا۔ تو بَارِئُ اس کو کہیں گے جو ہر چیز کو عدم سے وجود میں لائے ؛
۱۴	اَلْمُصَوِّرُ	مختلف صورتیں عطاء کرنے والا	تصویر کے معنے ہیں صورت بنانا۔ یہ اسی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ یعنی مخلوقات کو مختلف صورتیں عطاء کرنے والا ؛
۱۵	اَلْغَفَّارُ	بہت بخشنے والا	یہ مَغْفِرَتْ کے مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے جس کے معنے ہیں بخشنا۔ مگر کبھی غَفْرٌ کے معنے پوشیدہ کرنے کے بھی آتے ہیں۔ چنانچہ مِغفر اسی سے ماخوذ ہے۔ اس لحاظ سے غفار کے معنے ہوں گے۔ بندوں کے گناہوں کو چھپانے والا ؛
۱۶	اَلْقَهَّارُ	غلبہ رکھنے والا زبردست	یہ اسم قَهْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنے غلبہ کے ہیں خدا اس لئے قهّار ہے۔ کہ اس کی صولت وحشمت کے سامنے کسی کی صولت وحشمت کا ظہور نہیں ہو سکتا بلکہ تمام مخلوق عاجز ہے۔ کسی کی اُس کے سامنے پیش نہیں چلتی ؛
۱۷	اَلْوَهَّابُ	بہت بخشش عطاء کرنے والا	یہ اسم هبة سے مشتق ہے۔ اور ہبۃ کے معنے ہیں کسی شخص کو کسی چیز کا بِلا معاوضہ مالک کر دینا۔ اور وہّاب وہ ذات ہے جس کے عطاء و وجود کی کوئی حد نہ ہو۔ اور جو بلا وسیلہ اور بِلا حیلہ عطاء کرے ؛

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۱۸	اَلرَّزَّاقُ	رزق پہنچانیوالا	یہ رَازِق کا مبالغہ اور رازق سے مشتق ہے۔ رزق کی دو قسمیں ہیں۔ رزق جسمانی، اور رزق روحانی۔ اس لحاظ سے رزّاق وہ ذات ہے جو بدنوں کو توفیق کی غذا اور روحوں کو تصدیق کی نعمت عطا فرماتا ہے ؛
۱۹	اَلفَتَّاحُ	مشکلکشا۔ بندوں میں حکم کرنے والا	یہ اسم فتح سے ماخوذ ہے جس کے معنے کھولنے اور حکم کرنے کے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ مخلوقات پر خیر و برکت کے دروازے کھولتا ہے اور ان کی مشکلات کو آسان کرتا ہے۔ اور تمام خلائق کا وہی حاکم علی الاطلاق ہے ؛
۲۰	اَلعَلِیمُ	بہت جاننے والا	عِلم سے مشتق اور مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی خدا پر ظاہر و پوشیدہ قریب و بعید۔ بلکہ خطرات دل تک کوئی بات بھی مخفی نہیں، وہ سب کچھ جانتا ہے ؛
۲۱	اَلقَابِضُ	بندوں کی روزی محدود کرنے والا	قبض کے معنے تنگی کے ہیں۔ یعنی خدا جس کی روزی چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے ؛
۲۲	اَلبَاسِطُ	بندوں کی روزی فراخ کرنے والا	بسط کے معنے ہیں فراخ کرنا۔ کھولنا یعنی خدا تعالیٰ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے۔ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ قابض وہ ذات ہے جو اپنے جلال کو قلب سالک پر منبسط کرے۔ اور باسط وہ ذات ہے جو اپنے جمال کو قلب سالک پر منکشف کرے ؛

کیفیت	اُردو ترجمہ	اسمائے حسنیٰ	نمبر شمار
خَفض کے معنے پست کرنے کے اور رفع کے معنے بلند کرنے کے ہیں۔ اور خدا کے خَافِضُ وَ رَافِعُ کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنے فرمانبرداروں کو اپنے قرب کے درجات عطا کرتا ہے۔ اور اُن کو بلند کرتا ہے۔ اور نافرمانوں کو اپنی بارگاہِ عالی کے قُرب سے دور کرتا ہے اور اُن کے درجے پست کرتا ہے ؛	نافرمانوں کو پست کرنے والا فرمانبرداروں کو بلند کرنے والا	اَلْخَافِضُ اَلرَّافِعُ	۲۳ ۲۴
مُعِزُّ مشتق ہے اعزاز سے جس کے معنے ہیں عزّت دینا۔ اور مُذِلُّ اذلال سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں ذِلّت دینا۔ یعنی خدا جسے چاہتا ہے توفیقِ طاعت عطا کرکے (دنیا یا عقبےٰ میں) عزّت دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے توفیق طاعت سلب کرکے ذِلّت دیتا ہے ؛	عزّت دینے والا ذِلّت دینے والا	اَلْمُعِزُّ اَلْمُذِلُّ	۲۵ ۲۶
بعض مشائخ کرام لکھتے ہیں کہ سمیع ذاتِ باری کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنے بندوں کی پکار کو سُنتا ہے۔ اور اُن کی عاجزی اور فروتنی پر متوجّہ ہوتا ہے ؛	بہت سُننے والا	اَلسَّمِيعُ	۲۷
بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ بَصِیرُ وہ ذات ہے۔ جو تحت الثریٰ سے عرشِ بریں تک تمام اشیاء کو دیکھتا ہو۔ قریب و بعید، حجاب و بے حجاب کو یکساں دیکھتا ہو ؛	بہت دیکھنے والا	اَلْبَصِيرُ	۲۸
حَکَمُ اس ذات کو کہتے ہیں جس کا فیصلہ قطعی ہو۔ اور کوئی اُسے رَد نہ کرسکے ؛	مخلوقات کا حاکم علی الاطلاق	اَلْحَكَمُ	۲۹

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۳۰	اَلْعَدْلُ	انصاف کرنے والا	عَدْل مصدر ہے اور بطور مبالغہ فی الوصف اس سے عادل مُراد لیا کرتے ہیں۔ اور عدل کے معنے ہیں سیدھا کرنا۔ ایک چیز کو ایک چیز کے برابر کرنا۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تمام نقائص سے جو افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں مُبرّا ہے۔ اور جور و ظلم سے منزّہ ہے ؞
۳۱	اَللَّطِيْفُ	باریک بین	لطیف اُس چیز کو کہتے ہیں۔ جو نہایت لطافت کے باعث محسوس نہ ہو سکے۔ خدا کی ذات چونکہ جسمیت اور جہت سے بالاتر ہے اور اس کا احساس نا ممکن ہے اس لئے اسے لطیف کہتے ہیں لطیف اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو باریک سے باریک امور کا علم رکھتا ہو۔ لطیف اس ذات کو بھی کہتے ہیں جو اپنے بندوں پر اس طرح مہربان ہو۔ کہ اُنکو نہ تو اس کے طریق لطف کا علم ہو۔ اور نہ ہی اُن مصلحتوں سے آگاہی ہو۔ جو اُن کی بہبودی کیلئے ملحوظ رکھتا ہو ؞
۳۲	اَلْخَبِيْرُ	آگاہ ۔ دانا	یہ اسم خُبُرَتْ سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنے آگاہی کے ہیں۔ یعنی خدا تمام اشیاء کی کُنہ و حقیقت پر مطلع ہے۔ اور ذرّہ کائنات کی ہر ایک کیفیت و ہر حالت کی ہر وقت پوری خبر رکھتا ہے ؞
۳۳	اَلْحَلِيْمُ	بُرد بار	یہ حِلْمُ سے مشتق ہے جس کے معنے سکون نفس کے ہیں۔ علماء لکھتے ہیں کہ حلیم وہ ذات ہے

نمبر شمار	اسمائے حُسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
			جو باوجود گُناہ اور جرم دیکھنے اور انتقام کی قدرت رکھنے کے مؤاخذ کرنے میں جلدی نہ کرے،
۳۴	اَلْعَظِیْمُ	بڑا۔ بزرگ	یہ عَظْمَتْ سے مشتق ہے جس کے معنے بڑائی کے ہیں۔ خواہ وہ کسی اعتبار سے ہو۔ چونکہ ذاتِ باری اپنی ذات وصفات میں تمام موجودات سے بدرجہ لاانتہا ہی برتر ہے۔ اس لئے وہی عظیم کہلانے کا مستحق ہے ::
۳۵	اَلْغَفُوْرُ	بہت بخشنے والا	غُفْرَانُ مصدر سے مشتق ہے۔ اور مُبالغہ کا وزن ہے۔ یعنی خدا کے لئے ایسی بخشش ثابت ہے جو اپنی خوبی وعمدگی میں بدرجۂ کمال پہنچ گئی ہے۔
۳۶	اَلشَّکُوْرُ	بڑا قدر شناس	شاکر کا مبالغہ ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں۔ کہ شکور وہ ذات ہے جو طاعت قلیل کے عوض اجرِ کثیر اور چند روزہ زندگی کے اعمال کے مقابلہ میں نعیم ابدی عطا فرمائے ::
۳۷	اَلْعَلِیُّ	بہت بلند	عُلُوّ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے بلندی کے ہیں اور علیّ اُس ذات کو کہتے ہیں جس کے رُتبہ کے مقابلہ میں تمام مراتب پست ہوں ::
۳۸	اَلْکَبِیْرُ	بڑا۔ بزرگ	خدا کا کبیر ہونا اس لئے ثابت ہے۔ کہ وہ اپنی صفات ذاتی میں تمام موجودات سے اکمل و اشرف ہے۔ اور مخلوقات کی مشابہت سے برتر ہے ::

نمبر شمار	اسمائے حُسنیٰ	اُردو ترجمہ	کیفیت
۳۹	اَلْحَفِیْظُ	بڑا نگہبان	یہ حَافِظُ کا مبالغہ ہے۔ حفظ کے معنے نگاہ رکھنا اور حفیظ کے معنے ہیں۔ تمام مخلوقات کو آفت و بلاسے محفوظ رکھنے والا ؛
۴۰	اَلْمُقِیْتُ	مخلوق کو روزی پہنچانے والا	حضرت ابنِ عبّاسؓ مُقِیْتُ کے معنے پوری قدرت رکھنے والا بتلاتے ہیں۔ توانا اور گواہ اور حاضر اور نگاہ رکھنے والے کو بھی مقیت کہتے ہیں۔ اور روزی پہنچانے والا بھی اس کے معنے آئے ہیں؛
۴۱	اَلْحَسِیْبُ	کافی	حَسِیْبٌ بمعنے مُحْسِبٌ۔ یعنی کافی ہونے والا۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ حَسِیْبٌ بمعنے مُحَاسِبٌ ہے یعنی حساب لینے والا۔ حسیب بمعنی شریف بھی استعمال ہوا ہے ؛
۴۲	اَلْجَلِیْلُ	بزرگ قدر	یہ اسم قرآن مجید میں وارد نہیں ہوا۔ البتہ لفظ جَلَال آیا ہے۔ یا تو یہ بمعنے فاعل ہے۔ یعنی وہ ذات جو تمام صفاتِ جلال سے بروجہ کمال موصوف ہے یا بمعنے مُجِلّ ہے یعنی وہ ذات جو اہلِ ایمان کو اعزاز و اکرام بخشتی ہے ؛
۴۳	اَلْکَرِیْمُ	بزرگ	کرم کے معنے ہیں بزرگی۔ اور اہلِ عرب ہر ایک صفت محمود کو کرم سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسکے معنے عزیز کے بھی آئے ہیں۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کریم وہ ذات ہے جو صاحب قدرت ہو کر عفو کرے وعدہ کر کے وفا کرے اور زائد از اُمید عطا کرے اور دیتے وقت اُسے یہ پروا نہ ہو کہ کس قدر دیا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے حسنیٰ	اردو ترجمہ	کیفیت
			اور کس کو دیا ہے۔ اور غیر کی طرف حاجت لیجانے سے ناراض ہو۔ اور حاجت روائی کے لئے کسی وسیلہ یا شفیع کو جائز نہ رکھے۔ اور کسی پناہ لینے والے کو محروم نہ کرے ؛
۴۴	اَلرَّقِيْبُ	نگہبان	رُقُوْبٌ کے معنے ہیں۔ کسی چیز کو ہمیشہ بطور حفاظت زیر نظر رکھنا۔ امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ رقیب کا مفہوم علم و حفظ پر مشتمل ہے۔ مگر بطریق دوام و لزوم ؛
۴۵	اَلْمُجِيْبُ	دعا قبول کرنے والا	اِجَابَۃ کہتے ہیں۔ جواب دینے اور دعاء قبول کرنے کو یعنی خدا کو جو کوئی بھی بلاتا ہے۔ وہ اسے جواب دیتا اور اس کی دعاء قبول فرماتا ہے ؛
۴۶	اَلْوَاسِعُ	وسعت اور فراخی والا	یہ اسم سَعَۃٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے فراخ ہونے کے ہیں۔ یعنی خدا میں علم و احسان اور رحمت وغیرہ کے اوصاف نہایت وسیع ہیں انکی کوئی حد و نہایت نہیں ؛
۴۷	اَلْحَكِيْمُ	صاحبِ حکمت	یہ اسم حکمت سے ماخوذ ہے۔ یا بمعنے محکم ہے۔ یعنی اشیاء کو حُسنِ تدبیر اور استحکام سے پیدا کرنے والا۔ اور بمعنے علیم بھی آتا ہے۔ یعنی حقائق اشیاء اور دقائق احوال کو خوب جاننے والا۔ اور اُن کی تمام کیفیات نفس الامریہ سے کما ہی واقف ؛ ؎ ؎ ؎

کیفیت	اُردو ترجمہ	اسمائے حُسنیٰ	نمبر شمار
وُدّ سے مشتق ہے۔ جس کے معنے محبت اور دوستی کے ہیں۔ اور وَدُودُ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ یعنی نیکوں کو بہت دوست رکھنے والا محبت کرنے والا ؛	نیک بندوں کو دوست رکھنے والا	اَلْوَدُودُ	۴۸
مَاجِد کا مبالغہ ہے۔ جو مجدُ سے ماخوذ ہے جسکے معنے بزرگی اور شرف کے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ مجد و شرافت کے انتہائی درجہ پر پہنچا ہوا اور کثیر الاحسان والافضال ہے ؛	بزرگ۔ شریف	اَلْمَجِیدُ	۴۹
بَعْث کے معنے ہیں کسی چیز کو اُٹھانا۔ اور اُبھارنا۔ یعنی خدا مُردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور کبھی اس کے معنے بھیجنے کے بھی آتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ نے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے۔	مُردوں کو مرنے کے بعد اُٹھا کھڑا کرنیوالا	اَلْبَاعِثُ	۵۰
شَاهِدٌ کا مبالغہ ہے۔ شَهِیدٌ۔ اگر یہ شہود سے مشتق ہے۔ تو اس کے معنے ہیں۔ حاضر و مطلع کے۔ اور اگر شہادت سے ماخوذ ہے تو اس کے معنے ہیں گواہی دینے والا۔ یعنی خدا ظاہر و باطن پر مطلع ہے۔ اور قیامت کے دن بندوں کے اعمال کی گواہی دیگا۔	حاضر۔ گواہ	اَلشَّهِیدُ	۵۱
حقّ کے معنے ثابت اور موجود کے ہیں۔ یعنی ثابت و برقرار رہنے والی اور کبھی نہ فنا ہونے والی محض ذات خداوندی ہے ؛	ثابت	اَلْحَقُّ	۵۲
وکالت کے معنے ہیں کام کسی کو سپرد کر دینا اور وکیل یعنی وہ ذات جسے تمام مخلوق	کارساز	اَلْوَکِیلُ	۵۳

۷۸۶

کبھی نہ بجھنے والی آگ سے بچو اور اپنے اہل و عیال کو بچاؤ!

قرآن کریم کی دہلا دینے والی للکار

اور ساتویں صدی کے امام نووی رح کی دل دوز پکار

یعنی

مجموعہ احادیث ریاض الصالحین مترجم اردو

شارح مسلم امام وقت علامہ نووی رح کی بے نظیر تالیف ● ترغیب ترہیب اور اصلاح و تربیت سے متعلق چار سو سے زائد آیاتِ قرآنی اور دو ہزار کے قریب احادیث نبوی کا مجموعہ۔ ● الحاد و فساد کے اس دور میں پریشان دلوں کو امن و سکون اور فسق و فجور سے آلودہ زندگیوں کو تقویٰ و طہارت بخشنے والی اکسیر صفت کتاب ● کسی دلگداز واعظ کے پُر تاثیر وعظ کی طرح دل نشین ● مقدس و متبرک الفاظ احادیث ● خلوص و للہیت میں ڈوبی ہوئی تشریح ● دل و دماغ کو خوف خدا اور محبتِ رسول سے لبریز کر دینے والا اندازِ بیان ● الحاد و دہریت کے اس بے پناہ سیلاب سے بچنے کے لیئے آج ہی اس کا مطالعہ فرمائیں۔

● دو جلدوں پر مشتمل، سائز ۲۰×۳۰ مجلد - جلد اول صفحات ۵۴۰ - قیمت -/۳۰ روپے جلد دوم صفحات ۵۰۰ قیمت تیس ۳۰ روپے۔ محصول ڈاک بذمہ ادارہ۔

● اس مبارک مجموعۂ احادیث کی اشاعت میں تعاون "ہم خرما و ہم ثواب" کا مصداق ہو گا۔ آج ہی ایک کارڈ لکھ کر طلب فرمائیے۔

پتہ

ادارۂ درسِ حدیث دیوبند

(یو، پی)